تاریخ ابنِ خلدون

جلد دوم

خلافتِ معاویہؓ

و

آلِ مروان

۴۱ھ میں حضرت حسنؓ کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی خلافتِ عامہ سے لیکر ۱۳۲ھ تک کے
مکمل حالات، اسلامی تاریخ کے سب سے درخشاں دورِ حکمرانی و کشور کشائی کا پورا نقشہ

تصنیف:- رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون (۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ:- علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی   ترتیب و تبویب:- شبیر حسین قریشی ایم اے

ناشر

نفیس اکیڈیمی

بلاسس اسٹریٹ، کراچی ۱

قیمت: پندرہ روپیہ ۱۵/-

کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ملوک التتر یعنی علامہ ابنِ خلدون کی کتاب التواریخ کا اُردو ترجمہ

بہ اہتمام
خالد اقبال گاہندری
اشاعت اوّل
نفیس اکیڈیمی کراچی - جون ۱۹۶۶ء
کتابت :- انوری بیگم دہلوی
ٹیلی فون

مطبوعہ جاوید پریس کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ ابن خلدون جلد دوم

خلافت معاویہ

از: چوھدری محمد اقبال سلیم گاھندری

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہم آپ کی خدمت میں علامہ ابن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کتاب العبر کے اُس حصہ کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی تاریخ کا سب سے بہترین دور کہا جاتا ہے۔

ہز ہائینس سر آغا خاں سوم نے جو اپنی دانشمندی اور وسعت مطالعہ کے لیے اتنے ہی مشہور تھے جتنا کہ قومی خدمات اور رفاہی امور کے لیے، ایک بار اپنی تحریر میں انھوں نے کہا تھا اور بالکل سچ کہا تھا کہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ درخشاں دور بنوامیہ کی حکومت کا دور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا دو سالہ دور داخلی فتنوں کے دبانے اور وحدت اسلامی کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے میں صرف ہوا۔ حیرت کی بات ہے کہ صحابہ کرام نے اتنی تھوڑی سی مدت میں پورے عرب میں ایک ساتھ اٹھنے والے فتنوں کو دبا دینے میں کیسے کامیابی حاصل کی اسے نبیؐ کا معجزہ کہئے یا حضرت صدیق اکبرؓ کی بے مثال کرامت کہ صرف دو سال میں صدیق اکبرؓ نے تمام داخلی فتنوں پر قابو پا لیا۔ اور مسلمان فوجیں دنیا کی دونوں بڑی حکومتوں روم اور فارس کی سرحدوں پر پہنچ گئیں۔ خدا جانے کیا جادو بھر دیا تھا نبوت کی نظر نے اور کیسا مطمئن اور حساس قلب صدیق اکبرؓ کو دیا تھا کہ صرف دو ڈھائی سال میں یہ سب ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ، پھر حضرت عثمان ذی النورین کا زمانہ اسلامی تاریخ میں فاتحانہ یلغار، وسعت اور پھیلاؤ کا زمانہ ہے نئے تمدن کے پیدا ہونے کا وقت اب آنے والا تھا۔ حضرت علیؓ کا چار سالہ دورِ خلافت محض دورِ فتن ہے۔ کام کیا ہوتا، خود حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس چار سال میں ایک بار بھی اتنی فرصت اور مامونیت نہ مل سکی کہ حج کے موقع پر مکہ میں پہنچ کر اہل ایمان کی قیادت کرتے۔

اس کے بعد حضرت معاویہؓ کا دور آتا ہے۔ صحابہ میں سے یہ آخری شخص ہیں جن کے ہاتھوں میں اقتدار رہا، ان کے بعد پھر کوئی صحابی حکمران نہیں ہوئے۔

یہ حصہ تاریخ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت عامہ (۴۱ھ) سے شروع ہو کر ابوالعباس السفاح کے ہاتھ پر بیعت (۱۳۲ھ) کے حالات پر مشتمل ہے، لیکن اس فرق کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے کہ حضرت معاویہ کے ہاتھ پر جب بیعت عامہ ہوئی تھی تو مسلمانوں کی پنج سالہ خانہ جنگی اس سے ختم ہوئی تھی اور خوشی منائی گئی تھی کہ اب دنیا کا ہر مسلمان ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن، ایک کعبہ اور ایک خلیفہ سے وابستہ ہے۔ مگر ۱۳۲ھ میں جب ابوالعباس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، تو انتشار در انتشار پھیلتا رہا، اور ایک دن کے لئے بھی پھر سارا عالم اسلامی ایک جھنڈے کے نیچے مجتمع نہ ہو سکا۔

حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی تو سوڈان سے مکران تک سب جگہ لوگ خوش ہوئے تھے کہ

اب امن ہی امن رہے گا۔ نہ قتل نہ لوٹ، نہ بدنظمی، نہ ظلم نہ تعدی، اور جب ابو العباس پہلے عباسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو خود اس نے اتنی خون ریزی کی کہ اس کا لقب ہی 'السفاح' (بڑا ہی خون ریز) ہو گیا۔

تاریخ ابن خلدون کی دوسری جلد جو آپ کے سامنے پیش ہے۔ اس کو ابتدا سے انتہا تک پڑھئے۔ یہ ۹۱ سال کی تاریخ، اہم ترین اور بے مثال سنہرے دور کی تاریخ ہے۔

نفیس اکیڈمی نے جیسا کہ آپ نے حصہ اول پر میرے نوٹ میں پڑھ لیا ہے یہ عزم کیا ہے کہ تاریخ ابن خلدون کو مکمل سات حصوں میں اردو میں شائع کر دیا جائے۔ یہ دوسرا حصہ پیش خدمت ہے۔ پہلا حصہ شائع ہو چکا۔ اور باقی زیر طباعت ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ اسے مفید بنائے اور ہمیں نیک توفیق عطا کرے۔ و علیہ التکلان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از سید عبدالقدوس ہاشمی

حامداً للہ سبحانہ و تعالیٰ ومصلیاً علیٰ نبیہ الکرام

یہ کتاب "خلافت معاویہ وآل مروان" کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون الحضرمی المغربی المتولد ۷۳۲ھ والمتوفی ۸۰۸ھ کی عظیم الشان تاریخ کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ملوک السلطان الاکبر کے اس حصہ کا اردو ترجمہ ہے جس میں ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک کے حالات، حوادث، وقائع اور ان کے اسباب ونتائج پر بحث کی گئی ہے۔

تاریخ اسلام کا یہ حصہ خاص طور پر بہت ہی اہم حصہ ہے۔ اس حصہ کو تاریخ اسلام پر قلم فرسائی فرمانے والوں نے "عہد بنی امیہ" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ یہ تعبیر ایک خاص قسم کے ذہن کی یادگار ہے۔ ورنہ ابتداءً یہ تقسیم یوں تھی۔

۱۱ھ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۵ھ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک خلافت راشدہ

آخر ۳۵ھ سے ۴۱ھ تک خلافت طالبین (حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی خلافت)

۴۱ھ سے ۶۴ھ تک خلافت سفیانیین (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کی خلافت)

۶۴ھ سے ۱۳۲ھ تک خلافت مروانیین (مروان اول سے مروان ثانی تک)

۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک خلافت عباسیہ بغداد

۶۵۶ھ سے ۹۲۳ھ تک خلافت عباسیہ مصر

۹۲۳ھ سے ۱۳۴۲ھ تک خلافت عثمانیہ

لیکن بعض لوگوں نے خلافت طالبین کو خلافت راشدہ میں ضم کر کے خلافت سفیانیین اور خلافت مروانیین کو ملا کر اس کا نام خلافت بنی امیہ رکھ دیا۔ حالانکہ مورث اعلیٰ امیہ بن عبدالشمس کی طرف نسبت دے کر اس کا نام بنی امیہ رکھا جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تو اسی امیہ کے پوتے تھے ان کو کیوں خارج کر دیا جاتا ہے؟ اور اگر جد اعلیٰ کی طرف نسبت ہی ضروری شمار کی جائے تو ۱۱ھ سے ۹۲۳ھ تک سب کو خلافت آل غالب کا نام کیوں نہ دیدیا جائے۔

بہرحال، بات چل پڑنے کی ہے۔ جب ایک بات کسی وجہ سے چل پڑتی ہے تو اس کے خلاف ہر بات اجنبی اور ناشناسا معلوم ہوتی ہے۔ چاہے وہ بات کتنی ہی سچی اور ثابت شدہ ہو۔ دنیا کا یہی چلن ہے۔

جب ایک حکومت ختم ہو کر دوسری قائم ہوتی ہے تو عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ "اتا شحنہ مردک نام" مٹنے والی حکومت اور اس کے ارکان میں چن چن کر کیڑے نکالے جاتے ہیں اور آنے والی حکومت اپنی سربلندی کی بنیادیں مٹنے والی حکومت کے عیوب وقبائح پر کام کرتی ہے۔ اپنے زمانے میں بھی آپ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں اور تاریخ کے

اوراق میں بھی، برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں نے چھ سو سال سے بھی زیادہ حکومت کی، ان میں اچھے برے سب ہی دور آئے، اس کے بعد یہاں انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی، اب اس کے بعد جو تاریخیں لکھی اور لکھوائی گئیں تو ایسی کہ انھیں دیکھ کر یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ کسی طرح کی کوئی خوبی مسلمان بادشاہوں میں تھی ہی نہیں، بس نرے عیب ہی عیب کے یہ پتلے تھے۔ اس طرح کی تاریخیں لکھنے والے ڈفالی ہر حکومت کو ہر زمانے میں مل ہی جاتے ہیں۔ جو مٹنے والی حکومتوں میں طرح طرح کے عیب بتاتے ہیں اور جدید قائم شدہ حکومت میں خوبیاں ہی خوبیاں دکھاتے ہیں۔"

تاریخ اسلام کی متداول کتابیں عہد بنی عباس میں لکھی گئی ہیں، عباسیوں نے اپنی خلافت کی مسند آل مروان کی لاشوں پر بچھائی تھی، اب کامیابی کے بعد جو تاریخی کتابیں دور عباسی میں لکھی گئیں وہ تقریباً اسی انداز میں لکھی گئیں جیسی کہ عبدالقادر خان کی وقایع عبدالقادر خانی ہے۔ مشہور کتاب فتوح البلدان مصنفہ علامہ بلاذری کو دیکھئے، جہاں ذکر حکومت عباسیہ کا آتا ہے، یہ اسے دولت مبارکہ کہتا ہے، لیکن اس سے پہلے والوں کے لئے ایک کلمۂ خیر بھی نہیں لکھتا اُن کے عیوب ضرور گنوا دیتا ہے۔

یہ ہے سبب جس کی وجہ سے ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک ۹۱ سال کا زمانہ پوری طرح اجاگر ہو کر اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ سامنے نہیں آتا۔ ورنہ بطور واقعہ وحقیقت یہ زمانہ ہماری تاریخ کا اہم ترین اور نہایت ہی درخشاں دور ہے۔ یہ زمانہ کشور کشائی اور تمدن آفرینی کے اعتبار سے بہترین زمانہ ہے، خصوصاً ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے لے کر خلیفہ ولید بن عبدالملک کی ۹۶ھ میں، وفات تک، اس وقت سرحد فرانس سے لے کر سندھ، ملتان اور بلوچستان کی آخری حد تک اور اوروچی سنکیانگ سے آرمینیہ تک اور وہاں سے زمبیا (افریقہ) تک سارے ممالک ایک مرکز حکومت کے ماتحت خوش حالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے، انصاف، مراعات، سادگی، ترویج علم وفن، ہر اعتبار سے یہ زمانہ نہ صرف تاریخ اسلامی کا درخشاں ترین زمانہ ہے بلکہ دنیا کی جس قدر تاریخ آج تک معلوم ہے۔ اس میں کوئی مثال اس وسعت حکمرانی اور اس بیدار مغزی و سادگی کی نہیں ملتی۔ دنیا میں کسی ایک مرکزی حکومت کے ماتحت اتنا بڑا علاقہ کبھی نہیں آیا۔ آج اس علاقے میں ۳۰ سے زیادہ آزاد و خود مختار ممالک واقع ہیں۔

اسی زمانے میں طبیہ کالج قایم ہوئے، دنیا میں پہلی بار اقامتی ہسپتال بنے، کیمیاوی تجربات کے لئے تجربہ خانے بنے، پارچہ بافی اور کاغذ سازی کے کارخانے قایم ہوئے۔ ڈاک خانوں کا نظام وجود میں آیا۔ زرعی ترقی کے لئے نہریں کھودی گئیں۔ دوسری زبانوں سے عربی میں کتابوں کے ترجمے شروع ہوئے۔ بحری دستۂ فوج قایم ہوا۔ فتوحات کے اعتبار سے دیکھئے تو اندلس فتح ہوا، سندھ اور ملتان فتح ہوئے، کاشغر، ختن، اور وادی اوی عز تک سارے علاقے فتح ہو گئے۔ اور بقول مرحوم اقبال ؎

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں　　کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اتنی بڑی حکومت کا فرماں روائے اعظم اس شان سے دمشق میں زندگی بسر کرتا ہے کہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نمازیں پڑھاتا ہے۔ مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرتا ہے روزانہ سڑک پر پیدل چلتا پھرتا نظر آتا ہے

بلکہ ہر وقت ہر خاص و عام سے ملنے کو آمادہ رہتا ہے۔ سب کے دکھ درد کی فکر کرتا ہے، عدالتی احکام کا اپنے آپ کو اُسی طرح پابند سمجھتا ہے جیسا کہ ایک معمولی دہقان، نہ شاہانہ تزک و احتشام ہے، نہ سجدۂ تعظیمی اور جلوہ گاہ سے فرشی سلام، نہ الہام و وحی کا دعویٰ کرتا ہے اور نہ امامت و پیشوائی کا روپ بھرتا ہے۔ ایک خادم انسانیت ہے کہ امیر المومنین ہے اور ایک بہادر مجاہد ہے کہ دنیا کو اپنی سرپرستی میں لے کر امن، عدل و مساوات کی نعمتیں بخشتا ہے۔

کتاب کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب حضرت حسن السبط رضی اللہ عنہ کی دانشمندی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وسعت صدر نے امت اسلامیہ کو پانچ سال کی خانہ جنگی اور تفرقہ کے بعد پھر سے مجتمع کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ نے بیعت کر لی اور حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے جو کچھ طلب کیا۔ سب کچھ انہیں دیدیا۔ سارے مسلمان ایک خلیفہ اور ایک مرکز کے ماتحت پھر مجتمع ہو گئے۔ اسی لئے اس سال کو عام طور پر عام الجماعۃ (یعنی جماعت و اتفاق باہمی کا سال) کہتے ہیں۔ مسلمانوں میں عام طور پر اس کی بڑی خوشی منائی گئی، ان منافقوں اور تفرقہ پردازوں کی امیدوں پر اوس پڑ گئی جو چاہتے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نام کا خلیفہ بنا کر اقتدار اور دولت اپنے ہاتھوں میں رکھیں، اور اس طرح مسلمانوں میں اتحاد کبھی پیدا نہ ہونے دیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا، بڑا کارنامہ انجام دیا لیکن حق یہ ہے کہ فتح مصر سے بھی بڑا کارنامہ ان بزرگ نے میدان صفین میں قرآن مجید نیزے پر اٹھا کر اور جنگ بند کر کے انجام دیا۔ یہ ان کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ جس کی افادیت کا پورا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ جزاہ اللہ عنہ وعن سائر المسلمین۔

ذرا سوچئے ۳۶ھ میں مسلمانوں کی آبادی ہی کیا تھی۔ ان کے بہترین سپاہی اور اعلیٰ ترین نوجوان دس ہزار جنگ جمل میں مر چکے تھے، اور نوے ہزار صفین کے میدان میں کھیت رہے، اور ابھی گھمسان کی جنگ جاری ہی تھی، ادھر اسلامی سرحدوں پر رومی فوجیں مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے تیار کھڑی تھیں اور صفین کے چند ہی مہینوں کے اندر ہی انھوں نے مصر کی طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی تھی، اب اگر خدانخواستہ حضرت عمرو بن العاص کی مخلصانہ کوششیں بارور نہ ہوتیں اور جنگ جاری رہتی تو چند گھنٹوں کے بعد مسلمانوں میں اتنی قوت باقی بھی نہ رہ جاتی کہ رومیوں کی انتقامی کارروائی کو روک سکتے؛ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید نیزے پر بلند کرتے ہوئے جو آواز دی تھی وہ یہی تو تھی۔

> ہم ایک دوسرے کو کاٹ کر ختم کئے دیتے ہیں تو بتاؤ سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا۔ اور مدینے کی گلیاں رومیوں کے گھوڑوں سے روند نہ دی جائیں گی؟

صفین میں فتح کس کی ہوتی اور کون شکست کھا جاتا، اس کی ذرہ برابر اہمیت نہیں ہے، امت کے لئے شامیوں کی فتح میں بھی تباہی تھی اور عراقیوں کی فتح میں بھی بربادی ہی مقدر تھی۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں میں باقاعدہ میدان داری نہیں ہوئی۔ ۴۰ھ کے رمضان میں خارجیوں نے حضرت علیؓ، حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ تینوں کو قتل کر دینے کا لائحہ عمل بنا کر ایک ہی تاریخ میں صبح کی نماز کے وقت تینوں پر قاتلانہ حملے کر دیئے۔ عمرو بن العاصؓ بیمار تھے اُن کے دھوکے میں ایک دوسرے شخص شہید ہو گئے۔ معاویہؓ ایسے زخمی ہوتے کہ بیہوش ہو گئے کئی ماہ تک علاج معالجہ کے بعد چونکہ حیات باقی تھی تندرست ہو گئے

حضرت علیؓ ایسے زخمی ہوئے کہ تین دن کے بعد ان ہی زخموں سے مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔

فتنہ پروروں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ بنا کر پھر ایک صفین بپا کرنے کی سوچی اور فوجیں روانہ ہوگئیں مگر حضرت حسنؓ کو اپنے ساتھیوں پر اعتماد نہ تھا اور حق یہ ہے کہ یہ لوگ اعتماد کے قابل ہی نہ تھے۔ جلد ہی حضرت حسنؓ پر ان کی سازش اور ان کے اصلی مقاصد کھل گئے۔ اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو صلح کے لئے خط لکھ دیا۔ حضرت معاویہ پہلے ایک خط میں صلح کی دعوت دے چکے تھے۔ صلح ہو گئی۔ اور حضرت معاویہؓ باتفاق آراء خلیفہ ہو گئے۔ اتفاق واتحاد پیدا کرنے کے لئے اس وقت حضرت معاویہؓ کا عمل یقیناً قابل ستائش ہے مگر حضرت حسنؓ کا کارنامہ لائق صد آفرین ہے۔ اگر وہ ذرا سی خود پسندی اور جاہ پرستی کو راہ دیتے تو مسلمان آپس میں لڑتے لڑتے کٹ پٹ کر ختم ہو جاتے۔ انھوں نے بہت ہی صحیح بات سوچی کہ خلیفہ ہاشمی ہو یا اموی، عربی ہو یا عجمی، گورا یا کالا اس کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ اصل مقصود امن کا قیام اور دعوت نبوی کو عام کرنا ہے۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ سربراہ حکومت کسی خاص قبیلے یا خاص خاندان کا ہو ایسی بات تو ایک کمینہ ہی کہہ سکتا ہے۔ اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے، ساری دنیا کا مذہب ہے تو اس میں خلافت کا عہدہ کسی ایک گھرانے یا ایک ملک کے ساتھ کیسے مخصوص ہو سکتا ہے؛

سنہ ۴۱ھ میں زمام خلافت اپنے ہاتھوں میں لینے کے بعد سے رجب سنہ ۶۰ھ تک حضرت معاویہ حکمران رہے انھوں نے کس شان کی حکمرانی کی، یہ کتاب میں دیکھئے۔ حضرت معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی معتمد علیہ سکریٹری اور وحی الٰہی کے کاتبوں میں سے تھے۔ یہ حضرت ام المومنین بی بی حبیبہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ یہ میدان جنگ میں بہترین فوجی میدان سیاست میں شہسوار دانش وتدبیر، انتظام مملکت میں بے مثال منتظم، اور سب سے بڑھ کر وہ ایک بہترین مسلمان ہیں۔ وہ آخری صحابی حکمران، وہ ضرب المثل حلیم شخص تھے۔ ان کا دماغ تمدن ساز، ان کا ذہن جدت آفرین اور ان کا دل خشیت الٰہی سے بھرا ہوا ایک مسلمان کا درد مند دل تھا، وہ خدمت سے کبھی نہیں تھکتے تھے۔ وہ مصائب سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ انھوں نے اپنی زبان سے زندگی بھر میں کسی کو کبھی برا نہیں کہا۔ ان کی قوت برداشت آج تک عربی زبان میں ”احلم من معاویہ“ کی مثل سے ظاہر ہے۔

وہ اس وقت حکمران ہوئے تھے جب دور کشور کشائی دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا تھا۔ اسلامی تمدن حضرت معاویہؓ کے اعمال وافکار کے مجموعہ کا نام ہے۔ ان کے کارناموں اور اولیات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں مابعد آنے والے مورخوں نے لکھی ہیں۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ لکھی جائیں گی۔

یہ ہیں چند سطور جو صرف اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ آپ علامہ ابن خلدون کی تاریخ کا جو حصہ مطالعہ کریں گے، اس عہد کی بعض خصوصیات مطالعہ سے پہلے ہی ذہن نشین ہو جائیں تو اچھا ہے۔

والسلام

تاریخ ابن خلدون حصہ دوم

خلافت معاویہؓ وآل مروان

باب ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب

امیر معاویہؓ بن ابی سفیان

۴۱ھ تا ۶۰ھ

بنو امیہ قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف کا ایک ایسا گروہ تھا کہ جس کا کثرت نفوس اور شرافت میں قریش کا کوئی خاندان مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عبد مناف کے دو بڑے نامور خاندان بنو امیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا تھا اور اسی کی طرف منسوب کیے جاتے تھے۔ قبیلہ قریش امیہ اور ہاشم کی امارت و ریاست کو تسلیم کرتا تھا۔ مگر امیہ بہ نسبت بنو ہاشم کے بہ لحاظ کثرت نفوس زیادہ تھے اور عزت کثرت ہی سے ہوتی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ~~~~ انما العزۃ للکاثر ~~~~ چنانچہ بنو امیہ کو قبل از اسلام ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو حرب امیہ تک پہنچا اور یہ ان کا حرب[1] الفجار میں سردار تھا۔

بنو امیہ اور بنو ہاشم مورخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز قریش اکٹھے ہوئے اور حرب کعبہ پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ چند نوعمر لڑکے چلاتے ہوئے آئے یا عم ادرک قومک[2] یا عم ادرک قومک

---

[1] حرب الفجار عرب کی ایک مشہور لڑائی ہے جو بازار عکاظ میں ہوئی تھی اس میں انھوں نے بہت سے ممنوع امور کو جائز کر لیا تھا۔

[2] اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے۔

حرب یہ سن کر اٹھا اور اپنے دامن سمیٹتا ہوا چلا جب ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ایک اونچے مقام پر کھڑے ہوکر رومال کے اشارہ سے بلایا فریقین اس کے پاس آئے۔ اس سے پہلے گھمسان کی لڑائی ہوچکی تھی، وہ لڑائی سے رک گئے۔ پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور دفعتہً بوجہ نبوت و وحی و نزول ملائکہ و صدور خوارق عادات لوگوں کا کایاپلٹ ہوا تو گیا مسلمان اور کیا کافر سب نے نفسانیت اور بے جا ضد کا خیال بھلا دیا۔ مسلمانوں نے تو اس وجہ سے کہ اسلام نے امور جاہلیت سے ان کو روک دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ان اللہ اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالاباء انتم بنوا آدم وآدم من تراب[1]۔ باقی رہے مشرکین ان کو اس امر عظیم نے نفسانیت اور بے جا حمیت قومی سے غافل کردیا اور ایک زمانہ تک وہ اس کو بھولے رہے اور اسی وجہ سے جب کہ بنو امیہ اور بنو ہاشم میں اسلام کے سبب سے نفاق پیدا ہوا اور یہ نفاق بنو ہاشم کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا) تو کوئی فتنہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خودداری کو بالکل جلا دیا تھا یہاں تک کہ ہجرت ہوئی: جہاد مشروع ہوا اور ان لوگوں میں سوائے فطری جوش وحمیت کے کہ جو کبھی انسان سے جدا نہیں ہوسکتا اور کچھ باقی نہ رہا اور یہ ایک جبلّی امر ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے ہمسایہ کے قتل ناروا اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہوجاتا ہے اس کو کوئی چیز کسی طرح سے دور نہیں کرسکتی اور یہ جذبہ خطرناک نہیں بلکہ یہی مطلوب ہے، جہاد میں اس سے نفع پہنچتا ہے اور دین کی طرف بلانے میں معین ہے کیا آپ نے صفوان بن امیہ کا قول نہیں پڑھا؛ جب کہ جنگ حنین میں ابتداءً مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی (صفوان اس وقت تک مشرک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام لانے کی مہلت دی تھی) اس کے بھائی نے اس سے کہا تھا۔ الا بطل السحر الیوم[2]۔ اس نے جواب دیا

---

[1] بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے جاہلیت کا افتخار آبائی اور اس کا فخر دور کردیا ہے۔ کیونکہ تم اور تم آدم کے لڑکے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔

[2] آہا آج سحر باطل ہوگیا۔ مسلمانوں کی شکست سے رسول اللہ صلعم پر طعن کیا ہے۔

[1] اسکت فض اللہ فاک لان یلی رجل من قریش احب الی من ان یلی رجل من ھوازن

ابوسفیان

بنی عبد مناف کا شرف و اعزاز ہمیشہ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم میں محدود رہا لیکن ابوطالب کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے رسول اللہ (صلعم) کے ساتھ ہجرت کر آئے اور ایسا ہی حضرت حمزہؓ بعد ازاں حضرت عباسؓ اور اکثر بنو عبد المطلب اور تقریباً کل بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ میں آ گئے۔ اس وقت تنہا بنی اُمیہ مکہ میں ریاست و اعزاز کی کرسی پر متمکن ہو گئے۔ مشائخین قریش نے بنو اُمیہ کو بدر میں اعزاز و افتخار کا تمغہ دیا۔ اس واقعہ میں عتبہ، ربیعہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ سرداران بنی عبد شمس کے مارے جانے سے ابو سفیان کو بنی اُمیہ کی سرداری مستقلاً مل گئی اور قریش میں ان کو سربرآوردہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا چنانچہ جنگ اُحد میں بنو اُمیہ ہی قریش کے سردار تھے اور نیز غزوہ احزاب اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں بھی یہی سپہ سالار رہے۔ زمانہ فتح مکہ میں ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد عباسؓ ابن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے... ابوسفیان اور حضرت عباسؓ میں دوستی تھی) یا[2] رسول اللہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل لہ ذکراً آپ نے ارشاد فرمایا من[3] دخل دار ابی سفیان فھو امن۔ پھر فتح کے بعد آپ نے قریش سے فرمایا تم لوگ آزاد ہو! جاؤ مسلمان ہو جاؤ۔

خلافت راشدہ اور بنو امیہ

اس کے بعد دور خلافت اول میں رؤسا قریش نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اس امر کی شکایت کی کہ مہاجرین اولین کے برابر وہ نہیں سمجھے جاتے اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے ذریعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رؤسا قریش کو شریک شوریٰ نہ کرنے کی بھی شکایت ہے تو حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ نے عذر خواہی کر کے کہا اپنے بھائیوں کی طرح جہاد کرو، اسلام کو مخالفین کی ایذا

---

[1] چپ رہ۔ تیرے منہ میں خاک مجھے یہ محبوب ہے کہ کوئی قریشی شخص مہار سردار ہو اس سے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا مربی ہو۔

[2] اے رسول اللہ صلعم ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو عزیز رکھتا ہے پس آپ اس کے لئے کوئی امتیاز مقرر فرما دیجئے۔

[3] جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے گا اُس کو امن ہے۔

رسائی سے مستغنی بنا دو، مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور مسلمانوں کی قوت میں اضافہ ہو۔ مرتدین و کفار اعراب کا استیصال کرو تاکہ تمھاری بھی ویسی ہی عزت کی جائے، چنانچہ آپ نے جنگ مرتدین پر ان کا لشکر مرتب کر کے روانہ کیا۔ پھر حضرت عمرؓ فاروق کا زمانہ آیا تو انھوں نے ان کو روم کی جنگ پر روانہ کیا قریش کو شام پر فوج کشی کی ترغیب دی اور یزید بن ابی سفیان کو مامور فرمایا اور حضرت عثمانؓ بن عفان نے بعد حضرت فاروقؓ کے ان کو بحال رکھا اس وجہ سے بنو اُمیہ کی ریاست و سرداری قریش پر زمانہ اسلام میں اس رعایت سے مل گئی جو فتح مکہ سے کچھ دنوں پہلے ان کو حاصل تھی جس کا رنگ زمانے نے نہ بدلا تھا جس کے عہد کو لوگوں نے اس وقت نہ بھلایا تھا جس وقت بنو ہاشم امر نبوت میں مصروف تھے اور دنیا کو چھوڑ کر بعوض اس کے شرف قربت الٰہی حاصل کر رہے تھے اُس زمانہ میں لوگ برابر بنو اُمیہ کی سرداری کے معترف رہے۔ مثلاً حنظلہ بن زیاد کاتب نے محمد بن ابی بکر سے یہ کہا تھا کہ اگر یہ کام (خلافت و امارت) اس شور و غل سے انجام کو پہنچ گیا تو تم پر بنو عبد مناف غالب آجائیں گے۔

امام حسنؓ کی دست برداری

حضرت عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی امارت سے مخالفت کی تو لشکر کا زیادہ حصہ بوجہ فضیلت صحبت و سابق الاسلام ہونے کے ان ہی کے ساتھ رہا مگر اکثر یہ لوگ قبائل ربیعہ و یمن وغیرہ کے تھے اور امیر معاویہؓ کا لشکر جو درحقیقت شام کا لشکر تھا اس میں قریش و مضر بھرے ہوئے تھے جو زمانہ فتح سے حدود شام میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پس ان کا قومی جوش اور حمیت و شوکت بڑھی ہوئی تھی پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ہواخواہوں میں سے ایک گروہ علیحدہ ہو گیا جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور آپ کو انھوں نے اپنی جنگ میں مصروف کر لیا اس اثناء میں امیر معاویہؓ نے اکثر شہروں کو دبا لیا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ امام حسنؓ ابن علی تخت خلافت پر بیٹھتے ہی خلافت سے دست بردار ہو گئے اور تمام مسلمانوں نے ۴۱ھ کے نصف میں امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بلا تفاق بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ شان نبوت اور خوارق عادات کو بھلا کر قومی حمیت اور غلبہ پر آرہے تھے اور غلبہ کل عرب بالخصوص مضر پر بنو امیہ کو حاصل تھا اور ان میں سب سے زیادہ عظیم الشان امیر معاویہؓ تھے نہ انھوں نے خود خلافت

کو تقسیم کیا اور نہ کوئی غیر شخص ان کا سہیم ہوا جس سے ان کے قدم میدان حکومت میں جم گئے۔ ان کی شان بڑھ گئی اُن کی ریاست سرزمین مصر و شام میں مستحکم ہو گئی۔ بیس برس تک حکمرانی کی اور اس دریادلی سے لوگوں کو اپنے انعامات سے مستفید کیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ان کی قوم کا اُن سے زیادہ فیاض نہ تھا رؤساء عرب اور سرداران مضر کے ساتھ کریمانہ برتاؤ رکھتے تھے ان کی سخت و نا ملائم باتوں کو برداشت کرتے ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ان کے تحمل و بردباری کی کوئی حد نہ تھی۔ یہی سبب تھا کہ ان کی حکومت و ریاست کو کسی قسم کی لغزش نہ ہوئی بلکہ بتدریج استقلال ہوتا گیا۔

امیر معاویہ اور عدی بن حاتم

مورخین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عدی بن حاتم، امیر معاویہؓ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے امیر معاویہؓ نے ازراہ مذاق امیر المومنین حضرت علیؓ کی مصاحبت پر طنز کیا۔ عدی نے ترش رو ہو کر کہا واللہ وہ قلوب جس سے ہم نے تم سے عداوت کی تھی ہمارے سینوں میں ہیں اور بے شک وہ تلواریں جس سے ہم تم سے لڑے تھے ہمارے قبضہ میں ہیں اگر تم ایک بالشت بھی بدعہدی سے ہماری طرف بڑھو گے تو ہم بُرائی سے تمھاری طرف پانچ ہاتھ بڑھیں گے اور بلا شبہ موت کا خوف اور حالت نزع کی تکلیف ہمارے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے حق میں کوئی کلمہ ناملائم سنیں۔ اے معاویہ تلوار کی لو سے تلوار اٹھائی جاتی ہے امیر معاویہؓ نے یہ سُن کر حاضرین سے خطاب کر کے کہا یہ باتیں نہایت صحیح ہیں ان کو لکھ لو پھر عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت نرمی و ملاطفت سے گفتگو کرتے رہے اس کے علاوہ امیر معاویہؓ کے حلم و تواضع کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔

عمال کی تقرری

جس وقت عوام الناس میں امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلیفہ مان لئے گئے تو انھوں نے مختلف شہروں کی طرف عمال روانہ کئے۔ کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کو دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً کوفہ کی گورنری پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا تھا۔ مغیرہ یہ سُن کر حاضر خدمت ہوئے سمجھایا کہ مصر میں عمرو بن العاص ہے اور کوفہ میں ان کا لڑکا مقرر کیا گیا ہے۔ گویا آپ شیر کے دو دانتوں کے درمیان میں ہیں۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ کو معزول کر کے ان کی بجائے مغیرہ کو

مامور کیا اس کی خبر عمرو بن العاص کو پہنچی تو انھوں نے امیر معاویہؓ سے عرض کی تم نے ایسے شخص کو کوفہ کا حاکم بنایا ہے جو مال کو ہڑپ کر جائے گا اور تم اس سے کچھ وصول نہ کر سکو گے۔ مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تم اس کے ساتھ مامور کرو جس سے یہ خائف رہے۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو نماز پڑھانے پر متعین کیا اور صیغہ مال کسی اور کے سپرد فرمایا او قضا پر شریح مامور ہوئے اسی زمانہ میں کثیر بن شہاب کو رے کی حکومت دی بعد اس کے زیاد نے اس کو بحال رکھا اور دیلم پر فوج کشی کی اور اسی ۴۱ھ (یعنی عام الجماعت) میں بصرہ پر بسر بن ارطاۃ کو متعین کیا اور اس سے پیشتر زمانہ مصالحت امام حسنؓ وامیر معاویہؓ میں حمران بن ابان نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اثنائے خطبہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی شان میں کلمات ناملائم کہہ کر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اگر سچا ہوں تو میری تصدیق کرو ورنہ تکذیب"۔ ابوبکرہ نے اٹھ کر کہا "اللہ شاہد ہے کہ ہم تجھ کو سوائے جھوٹے ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ بسر بن ارطاۃ نے طیش میں آ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے اٹھ کر ابوبکرہ کا گلا دبایا۔ ابو لولوۃ الضبی یہ ماجرا دیکھ کر درمیان میں جا پڑا اور بعد خرابی بسیار ابوبکرہ کو پنجہ اجل سے چھڑایا۔

زیاد بن ابی سفیان

فارس پر جو کہ مضافات ومتعلقات بصرہ سے تھا زیاد ابن پدر معاویہ (یعنی ابوسفیان کا) زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین علیؓ سے مامور تھا امیر معاویہؓ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو بھیج دو"۔ زیاد نے جواب لکھا "میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے کسی قدر میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا ہے اور کچھ حصہ اس کا آئندہ ضرورتوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا اس کو میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا تھا"۔ اس پر امیر معاویہؓ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب کیا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کیا۔ بسر بن ارطاۃ کو یہ خبر لگی انھوں نے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا از انجملہ عبدالرحمٰن، عبداللہ، عباد اللہ بڑے بڑے تھے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم امیر المومنین معاویہؓ کے پاس فوراً آ کر حاضر نہ ہوئے تو ہم تمھارے لڑکوں کو مار ڈالیں گے"۔ زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تو بسر بن ارطاۃ اس کے لڑکوں کے قتل پر تل گیا ابوبکرہ نے کہا (یہ زیاد کے

مادری بھائی تھے) تو نے ان کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کر لیا ہے۔ حالانکہ امام حسنؓ بن علیؓ نے امیر معاویہؓ سے مع ہمراہیان حضرت علیؓ کے جس حیثیت سے صلح کر لی ہے، تجھکو انھیں نہ ان کے باپ کو گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے" بسر نے جواب دیا اچھا میں امیر معاویہؓ کے خط آنے تک کی مہلت دیتا ہوں" ابو بکرہ یہ سنتے ہی سوار ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس گئے (یہ ان دنوں کوفہ میں تھے) کہا کہ "لوگوں نے تمہارے ہاتھ پر لڑکوں کے قتل کرنے کی بیعت نہیں کی"؟ امیر معاویہؓ بولے "معاملہ کیا ہے" عرض کی "بسر زیاد کی اولاد کو بلا جرم قتل کیا چاہتا ہے"۔

امیر معاویہؓ نے اُسی وقت ایک فرمان اولاد زیاد کے رہا کر دینے کا لکھ کر ابو بکرہ کو دیا جس کو یہ اُس وقت لے کر بسر کے پاس پہنچے جب کہ میعاد مقررہ کے ختم ہونے کو صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور لوگ ابو بکرہ کے آنے اور اولاد زیاد اپنے قتل کی منتظر تھی۔ ابو بکرہ نے پہنچ کر فرمان دکھایا۔ بسر بن ارطاۃ نے اُن کو آزاد کر دیا۔

ابن عامر

کچھ عرصے بعد امیر معاویہؓ نے بسر بن ارطاۃ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عتبہ بن ابی سفیان کو مامور کرنے کا قصد کیا۔ ابن عامر نے درخواست پیش کر دی کہ مجھے بصرہ کی حکومت مرحمت فرمایئے وہاں پر میرا بہت سا مال ہے اور صدہا امانتیں ہیں۔ اگر مجھے آپ وہاں نہ مامور فرمائیں گے تو وہ سب تلف ہو جائے گا۔ امیر معاویہؓ نے درخواست منظور کر لی ساتھ ہی اس کے خراسان و سجستان کو بھی امارت بصرہ کے ساتھ ملحق کر کے ۴۱ھ میں ابن عامر کو بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان کا والی بنایا۔ انھیں دنوں اہل بلخ[1]، باذغیس، ہرات

---

[1] بلخ وغیرہ عہد خلافت حضرت عثمانؓ میں فتح ہوا ہے۔ پھر خلافت اسلامیہ میں ردوبدل واقع ہوئے اہل بلخ نے موقع پا کر بغاوت کی جس کے فرو کرنے کو قیس متعین کئے گئے۔ چنانچہ سر کرنے کے بعد اس مرتبہ پارسیوں کا آتش کدہ نو بہار عطاء بن صاحب کے ہاتھوں خراب و مسمار کر دیا گیا جس کا بہ لحاظ شہرت و عظمت دنیا کے آتش کدوں میں چوتھا نمبر تھا (تاریخ مسعودی حالات بیوت النیران و کامل ابن اثیر ذکر ولایت قیس بن الہیثم)

اور ربو شلغ نے عہد شکنی کی قیس نے فوج کشی کی بلخ کا محاصرہ کیا۔ اہل بلخ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی۔ اطاعت قبول کرنے پر مصالحت ہو گئی۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ ربیع ابن زیاد نے ۵۱ھ میں ان لوگوں سے مصالحت کی تھی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ الغرض قیس اہل بلخ سے مصالحت کر کے ابن عامر کے پاس چلے آئے۔ ابن عامر نے قیس سے کوڑے لگوائے، قید کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن خازم کو والی مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اہل ہرات، باذغیس اور ربو شلغ نے لڑائی سے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی امان طلب کی۔ عبداللہ بن حازم نے فوراً منظور کر لی اور مصالحت کے بعد بہت سا مال و اسباب اونٹوں پر لدوا کر ابن عامر کے پاس بھیج دیا۔

مروان بن الحکم کی بحالی

اس کے بعد ۴۲ھ میں امیر معاویہؓ نے مدینہ کا مروان بن الحکم کو، مکہ کا خالد بن العاص بن ہشام کو والی مقرر کیا۔ مروان نے عہدہ قضا عبداللہ بن الحرث بن نوفل کے سپرد کیا پھر (ماہ ربیع الاول، ۴۹ھ میں اپنی حکومت کے آٹھویں برس مروان گورنری مدینہ سے معزول کیا گیا۔ بجائے اُس کے (ربیع الثانی ۴۹ھ میں) سعید بن العاص مامور کیے گئے۔ انھوں نے اپنے عہد ولایت میں بجائے عبداللہ بن الحرث کے (ابو سلمہ) ابن عبدالرحمٰن کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا پھر ۵۴ھ میں سعید گورنری مدینہ سے معزول کیے گئے اور مروان کو مدینہ کی گورنری پر بحال کیا گیا۔

زیاد کی اطاعت

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ زیاد شہادت کے بعد امیر المومنین حضرت علیؓ کے فارس میں اقامت پذیر ہوا تھا اور امیر معاویہؓ کی طلبی پر نہیں آیا تھا۔ اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن ابوبکرہ کے پاس کچھ مال امانتاً رکھا تھا اور عبدالرحمٰن ابوبکرہ نے اُس کو بصرہ کے قریب لا کر رکھا تھا رفتہ رفتہ اس کی خبر امیر معاویہؓ کو پہنچی۔ امیر کوفہ مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن طلب کیے گئے مغیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا اگرچہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ بُرائی کی تھی

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی تھی لیکن چونکہ کامل ابن اثیر میں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا ہوا تھا اس وجہ سے ہم نے بھی مابین خطوط ہلالی ابو سلمہ لکھ دیا کامل ابن اثیر ذکر عزل مروان وولایت سعید۔

لیکن تمھارے چچا نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے۔ جاؤ میں تم سے کچھ متعرض نہیں ہوتا یہ کہکر عبدالرحمٰن کو لوٹا دیا اور امیر معاویہؓ کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ بھیجا۔ اس کے بعد خود حاضر ہو کر سمجھانے اور معذرت کرنے لگے امیر معاویہؓ نے کہا جب سے فارس میں زیاد نے قیام کیا ہے اور میری طلبی پر نہیں آیا ہے۔ اُس وقت سے شب کو جب یہ خیال آجاتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی۔ مغیرہ نے عرض کی۔ یاد کی حقیقت کیا ہے۔ امیر معاویہؓ بولے یہ نہ کہو وہ عرب کا ایک بڑا شخص ہے۔ اس کے پاس فارس کا مال ہے۔ حیلہ سازی اور چال بازی میں اُس کو بہت بڑا ملکہ حاصل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اہل بیت میں سے کسی کی وہ بیعت کرلے اور لڑائی پھر از سر نو چھڑ جائے۔ مغیرہ نے زیاد سے حاضر کرنے کی اجازت چاہی امیر معاویہؓ نے خوشی اُس کو قبول کرلیا مغیرہ نے زیاد کے پاس پہنچ کر قیام لیا اور یہ بیان کیا کہ امیر معاویہؓ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے۔ یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ امام حسنؓ بن علیؓ نے اُن کی بیعت کرلی ہے۔ حالانکہ یہی ایک شخص ایسے تھے کہ جو امیر معاویہؓ کی مخالفت کر سکتے تھے۔ پس میرے نزدیک تم اپنی فکر کرلو۔ اس سے پیشتر کہ امیر معاویہؓ کو تمھاری پروا باقی نہ رہے" زیاد بولا "تم کچھ مجھے رائے دو کیونکہ المستشار موتمن ایک مشہور قول ہے"۔ مغیرہ نے جواب دیا "میرے نزدیک تم امیر معاویہؓ کے پاس چلے جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ تم اپنے کو اُن کی ذات سے وابستہ کرکے واپس آجاؤ"۔ زیاد نے اس کو قبول کرلیا۔ مغیرہ لوٹ کر امیر معاویہؓ کے پاس آئے اور کل حالات سے آگاہ کیا۔

امیر معاویہؓ نے امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ زیاد فارس سے امیر معاویہ کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ منہاب بن راشد الضبی، حارثہ بن بدر الغدانی بھی تھے۔ اثنا راہ میں عبداللہ بن حازم مع ایک گروہ کے ملے جس کو ابن عامر نے زیاد کی گرفتاری پر مامور کیا تھا لیکن امیر معاویہؓ کا امان نامہ دیکھ کر خاموش ہو رہے غرض زیاد امیر معاویہؓ کی خدمت میں باریاب ہوا فارس کے مال کی بابت دریافت کیا۔ جواب دیا کہ اس قدر خرچ ہوا اور اس قدر امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا گیا۔ باقی اس قدر رہا وہ بیت المال میں مسلمانوں کی آئندہ ضرورت کے لئے رکھا ہوا ہے۔ امیر معاویہؓ نے زیاد کے قول کو تسلیم کرکے موجودہ مال پر قبضہ کرلیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے زیاد کا بیان سُن کر کہا تھا کہ

اندیشہ ہے کہ تو مجھے فریب دیتا ہے لہٰذا تو مجھ سے صلح کرلے" چنانچہ زیاد نے ایک لاکھ درہم پر مصالحت کرلی اور اجازت حاصل کرکے کوفہ میں آٹھہرا۔ مغیرہ بن شعبہ زیاد کی کمال عزت واحترام کرتا تھا پھر امیر معاویہؓ نے (بہ نظر دور اندیشی) مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد، حجر بن عدی، سلیمان بن صرد، سیف بن ربعی، ابن الکوا اور ابن الحمق کو بالالتزام نماز جماعت میں شریک[1] کیا کرو، پس یہ لوگ مغیرہ کے ساتھ نماز جماعت میں شریک ہونے لگے۔

کابل کی فتح

ابن عامر نے (۴۳ھ میں) اپنی طرف سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی مقرر کرکے روانہ کیا اور پولیس کی افسری عباد بن الحصین کو دی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر جیسے اشراف کو اُن کے ہمراہ کردیا۔ اس اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی عبدالرحمٰن و عباد فتح کرتے ہوئے داخل ہوئے، اکثر شہروں کو فتح کرلیا۔ رفتہ رفتہ کابل تک پہنچے، مہینوں محاصرہ کئے رہے منجنیقیں نصب کیں، سنگ باری کرتے رہے متعدد لڑائیاں ہوئیں، شہر پناہ کی فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا مشرکین اُس کو بنا سکے تمام رات عباد بن الحصین مع اپنی رکاب کی فوج کے پہرہ دیتے رہے۔ صبح ہوتے مشرکین نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں پسپا کرکے شہر پر بزور تیغ قبضہ حاصل کرلیا۔ بعد ازاں نسف کی طرف بڑھے اور اُس پر بھی لڑکر قبضہ کرتے ہوئے خشک پر جا پہنچے۔ اہل خشک نے مصالحت کرلی۔ پھر مسلمانوں نے رخج پر جاکر لڑائی کا نیزہ گاڑا لڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کرلیا۔ اس سے فارغ ہوکر زابلستان کا رخ کیا (جس کو غزنی کہتے ہیں) چنانچہ اُس کو اور اُس کے مضافات کو بھی فتح کرکے کابل کی طرف لوٹے کابل میں اس وقت بغاوت ہوچکی تھی۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے اُن کی پُرجوش بغاوت کو فرو کرکے دوبارہ فتح کی۔

قیقان پر فوج کشی

ہند کی سرحد پر ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سوار عبدی کو مامور کیا تھا۔ بیان کیا جاتا

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو شریک جماعت کرنے کو اس وجہ سے لکھا تھا کہ یہ لوگ شیعان امیرالمومنین علیؓ سے تھے۔ ذکر قدوم زیاد علیؓ و معاویہؓ۔

ہے کہ خود امیر معاویہؓ نے ان کو متعین فرمایا تھا۔ بہرکیف انھوں نے تیعان (قیقان) پر فوج کشی کی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور خود ہی وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے قیقانی گھوڑے نذر میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف گئے۔ اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت سنبھال لی تھی، بہت سخت لڑائی ہوتی آخر الامر اسی لڑائی میں مارے گئے۔ یہ نہایت کریم اور بے حد سخی تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ نہ روشن[۱] کرتا تھا۔ ایک روز شب کے وقت آگ روشن دیکھ کر استفسار کیا بتلایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص[۲] بنایا جاتا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دے دیا کہ تین روز تک برابر پورے لشکر کو خبیص پکا کر کھلایا جائے۔

ابن حازم

(اسی ۴۳ھ میں) ابن عامر نے قیس بن الہثیم کو اپنے فرائض منصبی سے غفلت اور سالانہ خراج کی عدم ادائیگی کے الزام پر گورنری خراسان سے معزول کر کے عبداللہ بن حاتم کو مامور کیا لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آ گئے۔ ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چلے آنے سے سخت برافروختگی ہوئی اسی وقت ایک شخص کو قبیلہ یشکر سے اور بعض کہتے ہیں۔ اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا (انتہیٰ) بعد اس کے عبداللہ بن حازم کو گورنری دی اور بعض کا یہ بیان ہے کہ ابن حازم نے ابن عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں خراسان میں بغاوت نہ ہو جائے اور قیس پسپا ہو کر نہ بھاگ آئے مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھ کو عنایت کیجئے اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مقاومت و مقابلہ سے عاجز و مجبور ہو گا تو میں اُس کا قائم مقام ہو جاؤں گا۔ ابن عامر نے سند حکومت لکھ دی۔ چنانچہ ابن حازم خراسان پہنچے، اتفاق سے چند لوگ طغارستان کے جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے قیس نے ابن حازم سے مشورہ طلب لیا۔ ابن حازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو اس وقت تک ٹالتے رہئے کہ لشکر مرتب و مجتمع ہو جائے اور ذرا ادھر اُدھر سے جا کر مسلمانوں کو یک جا

---

[۱] عرب کا دستور تھا کہ جن میں فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ بغرض اظہار اپنے دروازہ پر آگ روشن کرتے تھے۔

[۲] خبیص ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے۔

کر بیٹھے۔ قیس یہ سن کر نکلے تھوڑے ہی فاصلے پر گئے ہوں گے کہ ابن حازم نے ابن عامر کا فرمان نکال کر لشکریوں کو دکھلا کے افسر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلے پر صف آرائی کی اور ان کو مار کر بھگا دیا اس کی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی قیس کے ہمراہی بہت برہم ہوئے ابن حازم پر فریب کا الزام لگایا امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی امیر معاویہؓ نے بلا بھیجا۔ ابن حازم حاضر ہوئے اور معذرت کی امیر معاویہؓ نے اس کو قبول کیا اور یہ کہا کہ کل لوگوں کے روبرو اس معذرت کو پیش کرنا، چنانچہ ابن حازم نے ایسا ہی کیا۔

۴۳ھ میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہو گیا بجائے ان کے امیر معاویہؓ نے اُن کے لڑکے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا۔

ابن عامر کی معزولی

۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان میں حلم کا مادہ زیادہ تھا طبیعت نرم تھی۔ اس وجہ سے بصرے میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا تھا۔ زیاد نے رائے دی کہ "نیام سے تلوار کھینچ لو" ابن عامر نے کہا "میں اپنے نفس کو خراب کر کے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا"۔ یہ کہکر چند لوگوں کو بصرے سے بطور وفد کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے انھیں کے ساتھ کوفہ کا وفد بھی حاضر ہو گیا جن میں ابن الکواء (یعنی عبداللہ بن ابی اوفی الیشکری) بھی تھا امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے عراق اور علی الخصوص بصرے کا حال دریافت کیا۔ ابن الکواء نے کہا "امیر المومنین! اہل بصرہ کو ان کے کمینوں نے کھا لیا اور ان کو وہانے سے اُن کا گورنر مجبور ہے اس میں یہ قوت ہی نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کر سکے"۔ امیر معاویہؓ بولے "تعجب ہے کہ تم یہ باتیں اہل بصرہ کے روبرو کہہ رہے ہو"۔ ابن الکواء نے عرض کیا "بے شک میرا یہ بیان نہایت صحیح و درست ہے" جب اہل بصرہ کا وفد بصرے میں لوٹ کر آیا انھوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا ابن عامر نے برافروختہ ہو کر ابن الکواء کے مخالفین میں سے عبداللہ بن ابی شیخ یشکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا والی مقرر کیا یہ خبر ابن الکواء تک پہنچی تو اس نے ازراہ تمسخر کہا واللہ یہ عداوت اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے ہمیشہ وہ یشکری ہی کو والی بنایا کرے۔

اس واقعہ کے بعد معاویہؓ نے ابن عامر کو بلا بھیجا، حاضر ہوئے ایک مدت تک قیام پذیر رہے رخصتی

کے وقت امیر معاویہؓ نے کہا "میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں، تم یہ کہہ دو کہ میں نے وہ تم کو دیدیں" ابن عامر بولے "اچھا میں نے دے دیں" امیر معاویہؓ نے کہا "(۱) تم گورنری سے دست کش ہو جاؤ شرط یہ ہے کہ ناراض نہ ہو۔ (۲) تم اپنا مال جو عرفہ میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے ہبہ کردو۔ (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرنا۔ ابن عامر نے کہا" یہ سب میں نے منظور کرلیا۔ لیکن اے امیر المومنین آپ بھی تین چیزیں جو میں آپ سے طلب کروں مرحمت فرمائیے "۔ امیر معاویہؓ نے کہا" میں بخوشی خاطر اُس کو منظور کرتا ہوں "۔ ابن عامر نے عرض کیا "(۱) یہ کہ میرا مال جو آپ نے ضبط کرلیا ہے اس کو واپس کیجئے (۲) یہ کہ میرے کسی عامل سے کچھ حساب وکتاب نہ لیجئے اور نہ میری برائی کی تحقیق کیجئے (۳) یہ آپ اپنی لڑکی ہند سے میرا نکاح کردیجئے "۔ امیر معاویہؓ نے کہا" میں نے یہ سب قبول کرلیا "۔ اور بعض کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے ابن عامر سے کہا تھا کہ ان امور سے جو چاہو اختیار کرلو، ایک یہ کہ تم اپنے مفوضہ ملک پر جاؤ اور میں تم سے اُس کا حساب وکتاب لوں۔ دوسرے یہ کہ تم اپنے عہدے سے ستعفٰی کرلو اور میں اُس جگہ کا کوئی اور انتظام کردوں۔ ابن عامر نے پچھلی بات اختیار کی۔ پس امیر معاویہؓ نے بجائے ان کے حرث بن عبداللہ ازدی کو بصرے کا والی مقرر کیا۔

زیاد کا نسب | سمیہ[1] مادر زیاد۔ حرث بن کندہ طبیب کی لونڈی تھی جس زمانہ میں سمیہ حرث کے پاس تھی

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سمیہ مادر زیاد۔ دہقان زندرد کسکر کی لونڈی تھی ایک مرتبہ دہقان علیل ہوا علاج کے لئے حرث بن کندہ ثقفی طبیب عرب بلایا گیا۔ اچھے ہونے کے بعد دہقان نے حرث بن کندہ کی خدمت میں بطور نذر سمیہ کو پیش کیا۔ پس اس سے ابوبکرہ پیدا ہوا بعد ازاں حرث نے رنگ دیکھ کر اس کی ابنیت سے انکار کردیا کیونکہ لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ تیری لونڈی آوارہ ہوگئی ہے۔ بہرکیف جب رسول اللہ صلعم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص چلا آئے گا وہ آزاد ہے اور اُس کا آقا اللہ تعالیٰ اور رسول ہے تو ابوبکرہ طائف سے نکل کر حاضر خدمت ہوئے اسلام لائے حرث نے یہ دیکھ کر نافع سے کہا تو تو میرا لڑکا ہے ابوبکرہ کی طرح نہ کرنا پس اس وجہ سے نافع۔ حرث کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے۔ حرث بن کندہ طبیب نے (باقی ص۳۳ پر)

انھیں دنوں اس کے بطن سے ابوبکرہ پیدا ہوئے تھے۔ اس کے بعد حرث نے سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام سے کردیا جس کے گھر میں زیاد پیدا ہوا۔ ابوسفیان زمانۂ جاہلیت میں طائف گئے ہوئے تھے واپسی کے وقت کسی طرح حسب رسم جاہلیت سمیہ کے ساتھ ہم بستر ہوئے حمل رہ گیا اور اس سے یہ زیاد وجود میں آیا اس وجہ سے نسباً یہ ابوسفیان کی طرف منسوب کیا گیا۔ چنانچہ ابوسفیان نے ایک موقع پر چھپے الفاظ میں اس کا اقرار کیا تھا۔ جب زیاد جوان ہوا اور اس سے ہونہار ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تو ابوموسیٰ اشعری نے اپنے زمانہ حکومت بصرے میں اس کو میر منشی کا عہدہ دیا۔ پھر حضرت عمرؓ فاروقؓ نے بھی ایک خدمت سپرد کی جس کو زیاد نے نہایت کفایت شعاری اور امانت و دیانت سے انجام دیا اور حاضر ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا اس کو بیان کیا۔ عمروؓ بن العاص بیٹھے ہوئے تھے زیاد کی برجستہ گوئی دیکھ کر بولے "واللہ اس لڑکے کا باپ اگر قریشی ہوتا تو تمام عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا" ابوسفیان بولے (اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب قریب بیٹھے ہوتے تھے) "واللہ میں اس کے باپ کو جانتا ہوں" حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا "چپ رہو اگر حضرت عمرؓ ابن الخطاب سن لیں گے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا"

حضرت علیؓ اور زیاد

جب حضرت علیؓ ابن ابی طالب کا زمانۂ خلافت آیا تو آپ نے فارس کی حکومت سپرد کی زیاد نے نہایت مستعدی سے انتظام کیا۔ امیر معاویہؓ نے تہدید کا خط لکھا اور اس کو ابوسفیان کا لڑکا ہونے سے انکار کیا۔ زیاد نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کرکے خطبہ دیا

(بقیہ حاشیہ ص۳۲) بعد ولادت نافع، سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کردیا۔ اتفاق سے ابوسفیان ایک بار طائف گئے تھے یہ زمانہ ان کی جاہلیت کا تھا واپسی کے وقت ایک خمار کے پاس گئے جس کا نام ابومریم السلولی تھا اور اس سے کہا مجھے ایک عورت کی خواہش ہے اُس نے دریافت کیا کیا سمیہ کو تو پسند کرسکتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اسی کو لاؤ گو اس کی ڈھلی ہوئی چھاتیاں اور نکلا ہوا پیٹ ہے۔ ابومریم نے لاکر پیش کیا۔ ابوسفیان ہم بستر ہوئے نطفہ ٹھہر گیا۔ بعد انقضاء مدت حمل سنہ ۱ھ میں زیاد، عبید کے گھر پیدا ہوا (ابن اثیر ذکر استلحاق معاویہؓ زیاد و عقد الفرید اخبار زیاد)

جس میں امیر معاویہؓ کی دھمکی سے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ معاویہؓ مجھے ڈرانا چاہتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں ابن عم رسول اللہ صلعم مع مہاجرین و انصار کے ہیں' امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو لکھ بھیجا' میں نے تم کو والی مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے سزاوار ہو اور ابوسفیان میں خباثت نفس اور ایک جہالت تھی جس کی میراث تم کو نہ ملنا چاہئے اور نہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا مناسب ہے اور معاویہؓ انسان کے آگے پیچھے داہنے بائیں سے آتا ہے پس اُس سے احتراز کرو پھر احتراز کرو۔ والسلام

امیر معاویہؓ اور زیاد میں مصالحت امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہؓ سے مصالحت کرلی مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے امیر معاویہؓ سے سفارش کی کہ زیاد کو نسباً ابوسفیان کی طرف منسوب کرلو چنانچہ امیر معاویہؓ تالیف قلوب کے خیال سے زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا لکھنے لگے اور اس امر کے ثبوت کی غرض سے جو لوگ ابوسفیان و سمیہ کے تعلقات اور زیاد کی پیدائش سے واقف تھے' بلائے گئے اور اُن سے شہادت لی گئی۔ لیکن شیعان علیؓ ابن ابی طالب اس نسب سے انکار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اُس کے بھائی ابوبکرہ بھی منکر تھے۔ اس کے بعد زیاد نے کسی وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ایک خط لکھا' جس کا عنوان یہ تھا "من زیاد بن ابی سفیانؓ" مقصود اس تحریر سے یہ تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی ابوسفیان کا لڑکا کہیں' تاکہ ثبوت نسب میں کافی شہادت حاصل ہو جائے' مگر ام المومنینؓ نے جواب میں یہ عنوان اختیار کیا "من عائشہ ام المومنین الی ابنہا زیاد"

ابن عامر اور زیاد عبداللہ ابن عامر اور زیاد میں کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہو گئی' ایک روز عبداللہ بن عامر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا عبدالقیس بن سمیہ کون ہے جو میرے درپے ہے اور میرے عمال سے متعرض ہوتا ہے میں نے اس کی کوشش کی ہے کہ قریش اس بات کا اقرار کرلیں کہ ابوسفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں۔ لوگوں نے اس کی خبر زیاد تک پہنچا دی اور زیاد نے امیر معاویہؓ تک' امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بلا بھیجا۔ یزید اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا امیر معاویہؓ اُن کو

دیکھ کر دربار سے اٹھے مکان میں گئے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اثنائے کلام میں کہا کہ میں زیاد سے بوجہ کمزوری نہیں ملتا اور نہ اس کی عزت میں اپنی ذلت سے کرتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ میں نے جو حق اللہ سمجھا اس کو میں نے پورا کر دیا۔ ابن عامر یہ سن کر باہر آئے زیاد کو راضی کیا۔ اس وجہ سے امیر معاویہؓ بھی اُن سے راضی ہو گئے۔

امارت بصرہ پر زیاد کا تقرر

زیاد نے صلح کے بعد معاویہؓ اور استلحاق نسب کوفہ میں قیام کیا تھا اور اس کی گورنری کا متمنی تھا لیکن مغیرہ کو یہ شاق گذر رہا تھا اُنھوں نے گھبرا کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں استعفا پیش کیا امیر معاویہؓ نے نامنظور کر دیا۔ بعد ازاں حرث بن عبداللہ ازدی کو گورنری بصرے سے معزول کر کے ۴۵ھ میں زیاد کو مقرر کیا ساتھ ہی اس کے خراسان و سجستان کا صوبہ بھی اُس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد سندھ و بحرین و عمان کے صوبجات بھی ملحق کر دیئے گئے زیاد نے بصرہ میں پہنچ کر خطبہ دیا جو خطبۂ بتراء کے نام سے موسوم و معروف ہے (بتراء کے نام سے یہ خطبہ اس وجہ سے موسوم ہوا کہ زیاد نے حمد و ثنا ترک کر دیا تھا) حاضرین کو فسق و فجور اور ہوا و نفس پرستی ذلت و گمراہی اور حرام کاری سے نہایت شدت کے ساتھ منع کیا اور بہت زور سے گناہوں کو ترک کرنے اور آئمہ کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے بجا لاؤں گا ایک یہ کہ میں کسی حاجت مند سے نہ چھپوں گا گو وہ میرے پاس شب کو آئے دوسرے یہ کہ الزام سے کسی کا وظیفہ اور تنخواہ نہ موقوف کروں گا تیسرے یہ کہ میں تم لوگوں میں آتش جنگ نہ مشتعل کروں گا۔ زیاد خطبہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن الاہم نے کہا۔ اشھد انک اُوتیت الحکمۃ و فصل الخطاب۔ زیاد نے استہزاء سمجھ کر جواب دیا کذبت ذالک نبی اللہ داؤد۔

زیاد کا نظم و نسق

زیاد نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین کو دی اور یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو شب میں عشاء کے بعد نکلنے کی ممانعت کر دی جائے اور اس کی نسبت خطبہ میں بھی کہا تھا کہ جو شخص رات کو اپنے گھر سے نکلے گا اور وہ میرے سامنے پیش کیا جائے گا۔ میں اُس کو قتل کرڈالوں گا۔ چنانچہ اس پابندی کی غرض سے بعد نماز عشاء سورۂ بقر پڑھوا تا تھا اور اس وقت تک

انتظار کرتا تاکہ لوگ گھروں تک پہنچ جائیں۔ بعدازاں اس کے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا سب سے پہلے جس نے احکام شاہی کا اس تشدد سے برتاؤ وعمل درآمد کیا ہے وہ زیاد ہی تھا۔ اس نے محض بدگمانی پر لوگوں کو ماخوذ کیا شک وشبہ پر سزائیں دیں اور اس درجہ سختی کا انتظام کیا کہ کمینہ اور راہزن اور اٹھائی گیرے ڈر کر بیٹھ رہے لوگ بے فکری اور بے پروائی سے کھلے دروازہ سونے لگے امن وامان اس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی تھی تو اس کو کوئی اٹھاتا نہ تھا وہیں پڑی رہتی تھی یہاں تک کہ اس کا مالک آتا اور اٹھا کر لے جاتا۔ داد ودہش میں اس نے فراخ حوصلگی دکھلائی پولیس کی اس قدر زیادتی کی کہ چار ہزار تک ان کی تعداد پہنچ گئی لوگوں نے مسافروں اور شاہراہوں کی درستی کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ جب تک میں شہر کی اصلاح اور اس کا انتظام نہ کرلوں گا کسی طرف متوجہ نہ ہوں گا۔ چنانچہ شہر کے انتظام درست کرنے کے بعد اطراف وجوانب اور راستوں کی بھی اصلاح شروع کی اور انتظامی امور واصلاح و شوریٰ میں انس بن مالک، عبدالرحمٰن بن سمرہ، سمرہ بن جندب جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ابتداءً زیاد ہی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اس کے آگے آگے لوگ آلات حرب لے کر چلتے تھے۔ اسی نے حفاظتی دستہ (فوج جاں نثاران) مقرر کیا پانچ سو آدمی کسی وقت دروازہ مسجد سے نہ ہٹتے تھے۔

نافع کی معزولی

صوبہ خراسان کو چار حصوں پر تقسیم کیا مرو پر امیر بن احمد لیشکری کو، نیشا پور پر خلید بن عبداللہ حنفی کو، مرو روذ، فاریاب، طالقان پر قیس بن الہیثم کو، ہرات اور بادغیس، بوشنج پر نافع بن خالد الطاحی کو مامور کیا پھر نافع اس وجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان بادزہر (جس کو انھوں نے کہیں سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا) جس کے پائے جواہرات کے تھے۔ زیاد کے پاس روانہ کیا۔ لیکن ایک پایہ اس کا نکال کر بجائے اس کے سونے کا لگا دیا۔ زیاد کو یہ معلوم ہو گیا۔ اس الزام سے اس نے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ جرمانہ کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ آٹھ لاکھ تاوان لئے۔ اس کے بعد ازد میں سے کسی کی سفارش کرنے سے نافع

قید سے رہا کر دیئے گئے۔ بجائے اس کے حکم[1] بن عمرو الغفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی گئی اور صیغہ مال اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا حکم نے طخارستان پر فوج کشی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر ۴۷ھ میں بغاوت کی وجہ سے جبال غور پہ چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ سیکڑوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا پھر حکم نے اپنے مقبوضہ ملک میں ایک نہر کھدوائی اور جنگ جبال غور سے واپسی کے وقت مقام مرو میں انس بن ابی اناس ابن ابین کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ زیاد نے انس کی قائم مقامی منظور نہ کی معزول کر کے پہلے خلید بن عبداللہ الحنفی کو اس کے انتظام کرنے کو لکھا پھر ربیع بن زیاد محاربی کو پچاس ہزار کی جمعیت سے لشکر بصرہ و کوفہ سے روانہ کیا۔

بیرونی مہمات

ابتداً مسلمانوں نے ۴۲ھ عہد خلافت امیر معاویہؓ میں بلاد روم پر فوج کشی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی اور ایک گروہ بطریقوں کا معرکہ کارزار میں کام آیا اس کے بعد ۴۳ھ میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم پر جہاد کیا اور وہیں موسم سرما میں رہے واقدی کا بیان ہے کہ بسر بن ارطاۃ لڑتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے تھے۔ بعد ازاں عبدالرحمٰن بن خالد (یہ حمص کے والی تھے) جہاد کرتے ہوئے بلاد روم میں داخل ہوئے موسم سرما وہیں گزارا اور بسر نے اسی سنہ[2] میں براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا پھر ۴۶ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید دوبارہ بلاد روم پر حملہ آور ہوتے موسم سرما کے دوران وہیں رہے اور ابو عبدالرحمٰن سبیعی انطاکیہ میں پھر ۴۶ھ میں اسلامی فوجیں بلاد روم میں داخل ہوئیں عبدالرحمٰن بن خالد نے انطاکیہ پر، عبداللہ بن قیس فزاری صائفہ پر مالک

---

[1] حکم بن عمرو الغفاری کو رسول اللہ صلعم کی صحبت نصیب ہوئی تھی ان کا شمار صحابہ میں ہے زیاد کا حاجب ان کو غلطی سے بلا لے گیا تھا اس نے حکم بن ابی العاص کے بلانے کو بھیجا تھا۔ زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا میں نے تمہارے مقرر کرنے کا قصد نہیں کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقرری منظور کی۔ اب تم ہی خراسان کی طرف جاؤ (کامل ابن اثیر و کر عمال زیاد)

[2] ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۳ھ کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔

بن ہبیرہ لیشکری اور عقبہ بن عامر الجہنی اہل مصر و اہل مدینہ کے ساتھ براہ دریا رومیوں پر حملہ آور ہوئے اس کے بعد ۴۹ھ میں مالک بن ہبیرہ نے پھر بلاد روم پر جہاد کیا موسم سرما وہیں گذارا اور عبداللہ بن کرینرالجبلی صائفہ کی طرف بڑھے اور یزید بن شجرۃ الرہاوی نے اسی سنہ میں اہل شام کو لے کر براہ دریا بلاد روم پر حملہ کیا اور اہل مصر کو ہمراہ لے کر عقبہ بن نافع نے بھی ایسا ہی کیا۔

قسطنطنیہ پر فوج کشی

پھر امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسر افسری سفیان بن عوف بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا اور معذرت کی اس پر امیر معاویہؓ نے اس کی روانگی ملتوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی۔ مرض کی زیادتی سے بہت لوگ مر گئے۔ یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بے ساختہ اشعار ذیل پڑھنے لگا۔

ما ان ابالی بما لاقت ماجموعهم	ترجمہ۔ مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو
بالفرقدونة من حمی ومن شوم	فرقدونہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا ہوا جب کہ
اذا اتکأت علی الانماط مرتفعا	میں نے بلند ہوکر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیر
بدیر مران عندی ام کلثوم[1]	مران میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے

امیر معاویہؓ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچ گئی۔ یزید کے بھیجنے کی قسم کھالی چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباسؓ، ابن عامر، ابن زبیر، ابوایوبؓ انصاری بھی تھے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی۔ انھیں معرکوں میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں پھر فضالہ بن عبید نے ۵۱ھ ایام سرما میں بلاد روم پر حملہ کیا اور بسر بن ارطاۃ نے صائفہ پر

---

[1] ام کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی تھی۔

امارت کوفہ پر زیاد کا تقرر

مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ کا ۵۰ھ میں بعارضہ طاعون اور بعض روایت کرتے ہیں کہ ۴۹ھ اور ایک روایت کے اعتبار سے ۵۱ھ میں انتقال ہوگیا۔ امیر معاویہؓ نے اس صوبہ کو بھی زیاد کے سپرد کر دیا پس زیاد بصرہ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کرکے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کرکے خطبہ دیا۔ اثناء خطبہ میں حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں زیاد نے منبر سے اتر کر کرسی منگوائی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر بیٹھا۔ اس کے ہمراہیوں نے مسجد کے دروازوں کو گھیر لیا اس کے بعد لوگ پیش کئے جانے لگے جو شخص کنکریوں کے نہ پھینکنے کی قسم کھاتا تھا چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر لیا جاتا تھا تقریباً اسی آدمی قید کئے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اس کے کان تک پہنچی اُس نے گرفتاری کا حکم دیا اوفی بن حصین بھاگ کھڑے ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد گرفتار ہوکر پیش کئے گئے۔ زیاد نے ان کو قتل کر ڈالا۔ ایک روز عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے عمرو بن الحمق کی چغلی کی کہ اس کے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے۔ زیاد نے عمرو بن الحمق کو اس مجمع کرنے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہوکر کہا" میں کسی کے خون کو مباح نہ کروں گا جب تک وہ مجھ سے مخالفت نہ کرے گا" سمرہ بن جندب جس کو بصرہ میں اُس نے اپنا نائب بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خونریزی پر کمربستہ ہوگیا۔ بے شمار عورتوں کو بیوہ اور لڑکوں کو یتیم کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اُس کے ظلم کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتارے گئے۔ زیاد کو سمرہ کا یہ ظلم و ستم ناگوار گزرا مگر کوئی سزا نہ دی۔

قیروان کی تعمیر

عمرو بن العاص عامل مصر نے اپنی وفات سے پیشتر عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا والی مقرر کیا تھا یہ اُن کے خالہ زاد بھائی تھے۔ چنانچہ عقبہ لواتہ و مراتہ تک فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ اہل افریقہ نے اطاعت قبول کرلی۔ پھر کچھ عرصہ بعد انھوں نے عہد شکنی کی عقبہ نے دوبارہ فوج کشی کی سیکڑوں کو قتل اور ہزاروں کو قید کرلیا۔ اس کے بعد ۴۲ھ میں غدامس اور آئندہ سنہ میں ودان اور سودان کے ایک دو مقام کو بزور تیغ فتح کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ پھر باغی ہوگئے تو امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے ان کو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے مسلمانان بربر کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی۔

افریقہ پہنچ کر عقبہ نے مارشل لا جاری کر دیا۔ چاروں طرف کشت وخون کا بازار گرم کر دیا۔ اس وجہ سے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا تھا کہ جب اسلامی لشکر اُن کی سرکوبی کو آجاتا فوراً مطیع ہو جاتے اور جہاں وہ کوچ کر جاتا باغی وخود مختار ہو جاتے تھے۔ اس کامیابی کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اسلامی لشکر کے لئے کوئی کیمپ بنایا جائے تاکہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور عساکر اسلامی اہل افریقہ کے شر وفساد سے محفوظ ومامون رہیں۔ چنانچہ مقام قیروان کو منتخب کر کے خس وخاشاک سے صاف کیا اونچی نیچی زمین کو ہموار بنایا، جامع مسجد بنوائی، لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات تیار کرائے ہر ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجدیں بنائی گئیں۔ جامع مسجد کا طول تین ہزار ذراع[1] اور عرض چھ سو ذراع کا تھا پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی۔ اثناء تعمیر میں برابر جہاد کرتے اور متواتر سرایا بھیجتے رہے۔

انھیں ایام میں اکثر بربر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی دین کو قوت حاصل ہو گئی۔ اسلامی لشکر کے بازو مضبوط ہو گئے جو قیروان میں مقیم تھا۔ ان واقعات کے بعد امیر معاویہؓ نے مصر وافریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد انصاری کے قبضہ میں دی اُنھوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر نامی کو مامور کیا اس نے افریقہ میں پہنچ کر بہت بُری طرح سے عقبہ کی معزولی کو ظاہر کیا جس سے عقبہ کی بے حد سبکی ہوئی۔ عقبہ بےچارے افریقہ کو خیرباد کہکر شام میں امیر معاویہؓ کے پاس چلے آئے اور ابوالمہاجر کی شکایت کی۔ امیر معاویہؓ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا لیکن اس کی نوبت نہ آئی۔ امروز فردا میں امیر معاویہؓ کا دور خلافت تمام ہو گیا۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں اپنے زمانۂ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کی گورنری دی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ ۴۶ھ میں افریقہ کے والی ہوئے اور اسی زمانہ میں قیروان کو آباد کیا۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں ابوالمہاجر کو بھیج کر عقبہ کو ولایت افریقہ سے معزول کیا۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کے ساتھ اس درجہ سختی کا برتاؤ کیا کہ اس ناکردہ گناہ کو گرفتار کر کے قید

[1] ذراع اس مقدار کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

کر دیا۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے ابو المہاجر کو عقبہ کے رہا کر دینے اور شام بھیج دینے کو لکھ بھیجا جب عقبہ افریقہ سے واپس ہو کر شام آئے تو یزید نے دوبارہ ان کو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ پس انھوں نے بھی ابو المہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ اہل بربر سے کسلہ شاہ برانس نے فوج کشی کی ان سب کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

حجر بن عدی

مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانۂ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المومنین حضرت علیؓ پر اعتراضات اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ حجر بن عدی کو یہ امر شاق گزرتا تھا بسا اوقات کھڑے ہو کر یہ کہہ اٹھتے تھے "اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے تمھاری ہی ذات سے یہ سب کچھ ہوا میں شہادت دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کر رہے ہو وہ فضیلت کا مستحق ہے اور جس کی تم بڑائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے"۔ مغیرہ یہ جواب دیتے تھے۔ "اے حجر۔ سلطان کے غضب سے ڈر کیونکہ تجھ ایسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے"۔ حجر و مغیرہ میں اس قسم کی نوک جھونک کی باتیں اکثر ہو جاتی تھیں اتفاق سے مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں حسب عادت قدیم منبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے۔ حجر نے اس طرح ڈانٹ کر کہا کہ کل مسجد والوں نے سُنا "اے شخص! ہمارے روزینے دیدے تو نے اس کو کیوں روک رکھا ہے۔ اس سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے امیر المومنین کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے صبح کی"۔ لوگوں نے بھی چاروں طرف سے چلّا کر کہا "یہ سچ کہتا ہے ہمارے روزینے دیدے تو جس خیال میں ہے اس سے ہم کو کچھ نفع نہیں"۔ مغیرہ یہ رنگ دیکھ کر مسجد سے نکل کر دار الامارت میں آئے مصاحبوں نے حجر کی سخت کلامی و بے باکی اور مغیرہ کے حلم و برداشت پر نفریں کر کے کہا "اگر تم حجر سے درگذر کرو گے تو دلوں سے خوف اٹھ جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امیر المومنین معاویہؓ کے عتاب میں تم گرفتار ہو جاؤ گے"۔ مغیرہ نے جواب دیا میرا زمانۂ وفات قریب آگیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئے گا وہ اس سے سمجھ لے گا۔

حجر بن عدی اور زیاد

الغرض مغیرہ کچھ عرصہ بعد مر گئے اور اُن کی جگہ زیاد گورنر ہو کر کوفہ میں آیا۔۔۔

اثنائے خطبہ میں امیرالمومنین حضرت عثمانؓ کی تعریف بیان کی اور اُن کے قاتلین پر لعن کیا حجر نے حسب عادت قدیم جو کہتے تھے کہا۔ زیاد خاموش ہو گیا اور بجائے اپنے عمرو بن حریث کو مقرر کر کے بصرہ واپس آیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ علانیہ امیر معاویہؓ پر لعن وطعن کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو کنکریاں ماری ہیں۔ زیاد یہ سنتے ہی کوفہ کو روانہ ہوا مسجد میں پہنچ کر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔ زیاد نے نہایت سختی سے ان کو مخاطب کر کے کہا لست بشئ ان لم امنع الكوفة من حجر وادعه نكالاً لمن بعد ه۔ اس کے بعد حجر کو بلایا حجر نے انکار کیا۔ زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی افسر پولیس کو اشارہ کیا کہ حجر کو پکڑ لاؤ حجر اور ان کے ہم نشینوں نے گالیاں دیں زیاد اس وقت تو خاموش ہو گیا اگلے دن اہل کوفہ کو جمع کر کے دھمکایا، ڈرایا لوگوں نے حجر سے علیحدگی و برأت ظاہر کی۔ زیاد نے کہا۔ یوں نہیں! تم لوگوں کے جو اعزہ و اقارب حجر کے پاس ہوں ان کو تم لوگ بلا لو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حجر کے پاس سوائے اُس کی قوم کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ اس وقت زیاد نے شداد بن الہیثم کو حکم دیا کہ حجر کے پاس جاؤ اور اُس کو طوعاً و کرہاً جس طرح ممکن ہو حاضر لاؤ۔ شداد گیا، حجر نے انکار کیا بحث بڑھی حجر نے تلوار چلائی ابوالعمرطہ کندی نے حجر سے کہا "تمھاری حمایت کو سوائے میری تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے اور میری تلوار تم کو ان لوگوں سے نہ بچا سکے گی بہتر یہ ہے کہ تم کندہ میں جا کر پناہ گزین ہو جاؤ" لیکن شداد کے ہمراہیوں نے حجر کو کندہ کی طرف جانے نہ دیا زیاد حجر کا انتظار کر رہا تھا اور حجر کو زیاد کے طرف دار گھیرے ہوئے لڑ رہے تھے۔

ابن عدی کی گرفتاری

ان میں سے ایک شخص نے عمرو بن الحمق پر وار کیا عمرو بن الحمق چوٹ کھا کر گرا اور پھر سنبھل کر ازد میں جا چھپا اور حجر ابواب کندہ سے نکل کر سوار ہوا اس کے ہمراہ ابوالعمرطہ بھی تھا بہزار خرابی جان بچا کر اپنی قوم کے محلہ میں جا پہنچا اکثر لوگ آ کر جمع ہو گئے لیکن قبیلہ کندہ سے جو اس مجمع میں شریک ہوئے وہ نہایت کم تھے۔ اس کے بعد زیاد نے مذحج و ہمدان کو حجر اور اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کرلانے کے لئے روانہ کیا۔ حجر کو یہ معلوم ہوا تو وہ اپنے مکان سے نکل کر نخع میں جا پہنچا اور برادر اشتر کے مکان میں پناہ گزین ہوا پھر یہ خبر پاکر کہ پولیس نخع میں متلاشی ہے۔

نخع سے نکل کر از دپہنچا اور

ربیعہ بن ناجد کے مکان میں جا چھپا لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ حجر نے گھبرا کر محمد بن اشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ زیاد سے میرے لئے امان لے لو کہ میں امیر معاویہؓ کی خدمت میں بھیج دیا جاؤں۔ چنانچہ محمد بن اشعث مع جریر بن عبداللہ و حجر بن زید و عبداللہ بن الحرث برادر اشتر کے حاضر ہوئے اور حجر کے امان کی درخواست کی۔ زیاد نے منظور کر لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حجر کو لا کر پیش کیا۔ زیاد نے بجائے امان دینے کے اس کو قید کر کے اس کے ہمراہیوں کی جستجو شروع کر دی عمر بن الحمق مع زداعہ بن شداد کے موصل کی طرف بھاگ گیا اور ایک پہاڑ میں جا کر چھپ رہا۔ ان دونوں کا مقدمہ عامل موصل (عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی ہمشیر زادہ امیر معاویہؓ معروف بہ ابن ام الحکم) کے پاس بھیج دیا گیا۔ عبدالرحمٰن ان کی تلاش میں نکلا زداعہ تو ہاتھ نہ آیا لیکن عمرو بن الحمق کو گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کو اطلاع دی۔ امیر معاویہؓ نے لکھا کہ چونکہ اس نے امیر المومنین عثمانؓ کو سات نیزے مارے تھے پس اسی قدر نیزے اس کو بھی مارے جائیں۔ غرض اول یا دوسرے نیزہ میں عمرو بن الحمق مر گیا۔ پھر زیاد نے ہمراہیان حجر کی جستجو نہایت سرگرمی سے شروع کر دی چنانچہ قبیصہ بن ضبیعہ عبسی امان حاصل کر کے حاضر ہوا زیاد نے اس کو بھی قید کر دیا اور قیس بن عباد الشبلی اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ آیا زیاد نے اس سے امیر المومنین حضرت علیؓ کی بابت دریافت کیا قیس نے تعریف و توصیف کی زیاد نے اس کو پٹوا کر قید کر دیا (قیس بن عباد اُس وقت تک زندہ رہا ہے کہ ابن الاشعث کے ہمراہ ہو کر لڑا ہے۔ پھر کوفہ میں آیا لوگوں نے اس کی خبر حجاج سے کر دی حجاج نے گرفتار کر کے قتل کر دیا) اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن خلیفۃ الطائی کو بلا بھیجا (یہ بھی حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا) عبداللہ چھپ گیا۔ زیاد نے اس کی گرفتاری پر پولیس کو متعین کیا عبداللہ کی بہن پولیس کو آتے دیکھ کر العزار العزار چلا اٹھی عبداللہ روپوش ہو گیا۔

عدی بن حاتم کی گرفتاری و رہائی

زیاد نے عدی بن حاتم کو جو مسجد میں تھے گرفتار کر لیا۔ اور یہ دباؤ ڈالا کہ عبداللہ بن خلیفہ کو حاضر کر دیا اُس کا پتہ بتلاؤ عدی بن حاتم نے جواب دیا کیا میں اپنے چچا کے لڑکے کو حاضر کر دوں کہ تو اُس کو قتل کر ڈالے واللہ وہ اگر میرے قدموں

کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا۔ زیاد نے جھلا کر ان کو بھی قید کر دیا لوگوں کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ آپس میں صلاح و مشورہ کر کے زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تو یہ فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرداروں کے ساتھ کرتا ہے؟ زیاد نے عوام کی ناراضگی کے پیش نظر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اچھا میں عدی کو چھوڑے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے چچا زاد بھائی کو کوفہ سے نکال دے۔ چنانچہ عدی قید سے آزاد کر دیئے گئے اور اپنے بھائی عبداللہ کو جبال طے کی طرف چلے جانے کی رائے دی پس عبداللہ تا زمانہ انتقال وہیں مقیم رہے۔ پھر حجر کے ہمراہیوں میں سے کریم بن عفیف خثعمی پیش کیے گئے۔

حجر بن عدی کا مقدمہ

قصہ مختصر جب زیاد نے رفتہ رفتہ حجر کے ہمراہیوں میں سے بارہ آدمیوں کو قید کر لیا تو سرداران ارباع عمرو ابن حریث (یہ ربع مدینہ پر تھے) خالد بن عرفطہ (یہ ربع تمیم و ہمدان پر تھے) قیس ابن الولید (یہ ربع ربیعہ و کندہ پر تھے) ابو بردہ بن ابی موسیٰ (یہ ربع مذحج و اسد پر تھے) کو بلایا اور ہمراہیان حجر و حجر کا مقدمہ پیش کیا ان لوگوں نے شہادت دی کہ حجر نے لشکر جمع کیا اور امیر المومنین معاویہؓ کو گالیاں دیں، لوگوں کو ان کے برخلاف جنگ کرنے پر ابھارا اور یہ زعم کیا کہ خلافت آل ابی طالب میں ہونا چاہئے نیز شہر میں بلوہ کر کے امیر المومنین کے گورنر کو نکال دیا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی ہوا خواہی اور محبت ظاہر کرتے ہوئے ان کے مخالفین سے تبرا کیا اور یہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس کے لشکر کے سردار اور مشیر ہیں۔ زیاد نے ان شہادتوں کے لینے کے بعد اور شہادتیں طلب کیں چنانچہ اسحاق و موسیٰ پسران طلحہ بن عبید اللہ، منذر بن الزبیر، عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے شہادتیں دیں، ان ہی شاہدوں میں شریح بن الحرث و شریح بن ہانی کے نام بھی تھے۔ زیاد نے ایک عرض داشت میں ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی و کثیر بن شہاب کو بلا کر حجر اور اس کے ہمراہیوں کو مع عرض داشت امیر معاویہؓ کی خدمت میں لے جانے کے لئے سپرد کیا۔ حجر بن عدی کے ہمراہیوں کے یہ نام تھے بدارقم بن عبداللہ کندی، شریک بن شداد حضرمی، صیفی بن فضیل شیبانی، قبیصہ بن ضبیعہ عبسی، کریم بن عفیف

خثعمی، عاصم بن عوف البجلی، ورقاء بن سمی البجلی، کرام بن حبان العنزی، عبدالرحمٰن بن حسان العنزی، محرز بن شہاب تمیمی، عبداللہ بن حویۃ السعدی۔

شریح بن ہانی کی گواہی

پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد سعد بن بکر سے عتبہ بن الاخنس اور سعد بن غوات ہمدانی کو گرفتار کرا کے امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا۔ تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ شریح بن ہانی آپہنچے اور ایک بند لفافے میں امیر معاویہؓ کے نام کا خط وائل بن حجر کو دے کر واپس آئے۔ جس وقت یہ لوگ مرج عذراء (قریب دمشق) پہنچے وائل و کثیر نے آگے بڑھ کر امیر معاویہؓ سے ملاقات کی واقعات بتلائے اور شریح کا خط دیا امیر معاویہؓ نے کھولا۔ لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری شہادت حجر کے مقدمہ میں لکھ دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، عمرہ و حج ہمیشہ کرتے ہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خون حرام و مال حرام سے احتراز کرتے ہیں بس اگر آپ چاہیں تو ان کو قتل کر ڈالیں اور اگر مناسب سمجھیں تو رہا کر دیں۔ امیر معاویہؓ نے خط پڑھ کر وائل سے خطاب کر کے فرمایا میں یہ کیا دیکھتا ہوں اس نے (یعنی شریح بن ہانی نے) اپنے کو شہادت سے علیحدہ کیا ہے؟ وائل نے اس کا کچھ جواب نہ دیا امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو مرج عذراء میں قید کر دیا۔ اس عرصہ میں عتبہ بن الاخنس و سعد بن غوات بھی پابہ زنجیر آپہنچے۔ عامر بن الاسود العجلی نے امیر معاویہؓ کو اس سے مطلع کیا یزید بن اسد البجلی نے عاصم و ورقاء (اپنے عم زادوں) کی سفارش کی اور اس سے پیشتر جریر بن عبداللہ البجلی نے ان دونوں آدمیوں کی جرأت اور بے جرمی لکھ بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے عاصم و ورقاء کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس کو اور حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن حویہ کو سفارش کر کے آزاد کرایا۔ ان کی دیکھا دیکھی مالک بن ہبیرہ کوفی نے اٹھ کر عرض کیا میرے ابن عم حجر کو بھی میری سفارش سے رہا کر دیجئے۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا وہ سردار ہے اگر میں اس کو چھوڑ دوں گا تو آئندہ خوف فساد کا ہے، مالک بن ہبیرہ یہ جواب صاف سن کر جھلا کر اٹھ آیا اور اپنے گھر بیٹھ رہا۔

حجر بن عدی کا قتل

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے ہدبہ بن فیاض قضاعی، حصین بن عبداللہ کلابی اور

ابو شریف البدری کو حجر اور اُس کے ہمراہیوں کے قتل پر مامور کیا پس یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا تم لوگ اگر علیؓ سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کو طعن وتشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے حجر اور اُس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا تمام رات نمازیں پڑھتے مغفرت کی دعا مانگتے رہے صبح ہوتے فیاض وغیرہ قتل کے لئے آگے بڑھے حجر نے وضو کیا نماز پڑھی پھر اُن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا " واللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے زیادہ چھوٹی نہیں پڑھی اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا۔ اللھم انا نستعدیک علی امتنا فان اھل الکوفۃ یشھدوا علینا وان اھل الشام یقتلوننا " حجر کی زبان سے اس قدر کلمات نکلنے پائے تھے کہ فیاض تلوار کھینچ کر حجر کی طرف چلا۔ حجر کے ہمراہیوں نے کہا " کیوں ؟ تم تو یہ کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بہتر ہے کہ اپنے دوست حضرت علیؓ سے بیزاری ظاہر کرو ہم چھوڑ دیں گے " حجر بولے کہ " میں موت سے نہیں ڈرتا دراصل لیکن میں ما بین قبر وکفن وتلوار کے ہوں اور بفرض اگر میں موت سے ڈروں بھی تو وہ کلمہ کبھی اپنی زبان سے نہ کہوں گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو " فیاض نے لپک کر حجر پر تلوار چلائی اور اس کے ہمراہیوں نے اوروں پر وار کیا۔ حجر کے ساتھ جو اس واقعہ میں راہئ ملک بقا ہوئے ان کے نام یہ تھے۔

عبدالرحمٰن بن حسان کا انجام

شریک بن شداد، ضیفی بن فضیل، قبیصہ بن ضبیعہ، محرز بن شہاب، کرام بن حبان۔ ان لوگوں کو قتل کرنے کے بعد فیاض نے انہیں دفن کرا دیا اور عبدالرحمٰن بن حسان عنزی اور کریم بن عفیف خثعمی کو امیر معاویہؓ کے پاس لائے اس وجہ سے ان دونوں آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں امیر معاویہؓ کے پاس لے چلو جو وہ کہیں گے ہم بھی وہی کہیں گے، پہلے کریم پیش کئے گئے ان سے کہا گیا کہ تم امیر المومنین حضرت علیؓ سے علیحدگی ظاہر کرو، کریم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سمرہ بن عبداللہ خثعمی نے کھڑے ہو کر ان کی سفارش کی امیر معاویہؓ نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ آئندہ یہ کوفہ نہ جائیں۔ غرض کریم رہا ہو کر موصل میں جا کر مقیم ہوئے۔ باقی رہے عبدالرحمٰن بن حسان ان سے دریافت کیا گیا " تم علیؓ کی بابت کیا کہتے ہو ؟" جواب

دیا " میں ان کو بہت اچھا اور نہایت افضل سمجھتا ہوں" پھر استفسار کیا ۔" حضرت عثمانؓ کیسے تھے ؟" جواب دیا " سب سے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا وہ یہی تھے (عیاذاً باللہ) امیر معاویہؓ نے اس کو زیاد کے پاس لوٹا دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ اس کو نہایت اذیت سے قتل کرنا۔ پس زیاد نے اس کو زندہ دفن کرا دیا یہ ساتواں شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

مالک بن ہبیرہ سکونی مالک بن ہبیرہ سکونی نے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی مکان پر پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کیا اور حجر کے چھڑانے کو چلا۔ اثنا راہ میں قاتلین (یعنی فیاض وغیرہ) سے ملاقات ہوگئی حجر کا حال دریافت کیا جواب دیا کہ وہ سب کے سب فرش خاک پر موت کی گہری نیند میں ہیں۔ مالک کو اس کا یقین نہ ہوا عذرا میں داخل ہوا تو وہ علم درجہ یقین کو پہنچا فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا ۔ لیکن یہ ان کی گرد کو بھی نہ پہنچے ، مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا امیر معاویہؓ کے پاس نہ گیا ۔ فیاض نے امیر معاویہؓ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا امیر معاویہؓ نے کہا یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں بھرا ہوا تھا مجھے امید ہے کہ اب وہ سرد ہو گیا ہوگا ۔ رات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے تمھاری سفارش اس وقت اس وجہ سے نہیں منظور کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو آتش جنگ نہ مشتعل ہو جائے اور یہ امر مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھا۔ مالک یہ سن کر خوش ہو گیا ۔ درہم لے کر گھر میں رکھ لئے۔

حضرت عائشہؓ کی سفارش ام المومنین حضرت عائشہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجر مع چند لوگوں کے گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے ہیں تو جنابہ موصوفہ نے عبدالرحمٰن بن الحرث کو امیر معاویہؓ کے پاس سفارش کی غرض سے روانہ کیا ۔ لیکن یہ لوگ اس وقت دمشق میں پہنچے جب کہ حجر مع اپنے ہمراہیوں کے قتل ہو چکے تھے ۔ عبدالرحمٰن نے امیر معاویہؓ سے کہا " کیوں معاویہؓ حجر کے قتل کے وقت ابو سفیان کا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا؟" امیر معاویہؓ نے جواب دیا " جہاں تم جیسے قوم کے حلیم غائب ہو گئے تھے اور مجھ کو تو اس امر پر ابن سمیہ (زیاد) نے آمادہ کیا تھا اس وجہ سے

میں حجر کے قتل پر تل گیا" ام المومنین حضرت عائشہؓ کو حجر کے قتل کا مدتوں افسوس رہا۔
لوگوں نے حجر کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے یوں بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کے دن بہت بڑا خطبہ پڑھا جس سے نماز کا اول وقت جاتا رہا حجر کو یہ فعل ناگوار گذرا چلا کر بولے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ زیاد کچھ متوجہ نہ ہوا تب اُنھوں نے نماز کے بے وقت ہونے سے ڈر کر ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کی طرف پھینکیں اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی حاضرین بھی اُٹھے زیاد نے یہ دیکھ کر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور امیر معاویہؓ کو حجر کی بہت شد و مد سے شکایت لکھ بھیجی۔ امیر معاویہؓ نے حکم بھیجا کہ حجر کو پابہ زنجیر گرفتار کرکے بھیج دو پس زیاد نے سپاہیوں کو حجر کے گرفتار کرنے کو بھیجا۔ گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے اُس کو تم اوپر پڑھ آئے ہو بالآخر حجر مع ان لوگوں کے جنھوں نے حجر کی ہمدردی و اعانت کی گرفتار کرکے امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ امیر معاویہؓ نے حجر کے قتل کا حکم دیا۔ حجر نے دو رکعت نماز پڑھی اور حاضرین کو یہ وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور ہتھکڑی نہ اُتارنا نہ میرے خون کو دھونا میں کل قیامت میں معاویہؓ سے اسی حالت سے ملوں گا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ سے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بوقت ملاقات ارشاد کیا تھا "این حلمک عن حجر" امیر معاویہ نے عرض کیا: لم یحضرنی رشید۔ انتہی

ربیع بن زیاد حارثی ۵۱ھ میں حسن بن عمرو الغفاری کے بعد ولایت خراسان پر زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو مامور کیا اور لشکر کوفہ و بصرہ سے پچاس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جس میں حضرت بریدہ بن الحصیب و حضرت ابوبرزۃ الاسلمی صحابی بھی تھے ربیع نے خراسان میں پہنچ کر بلخ کا رخ کیا (کیونکہ اہل بلخ نے احنف بن قیس کی مصالحت کے بعد پھر عہد شکنی کی تھی) اور اس کو فتح کرکے قہستان (کوہستان) پر جا پہنچا اور اس کو بھی بزور تیغ کمال مردانگی سے فتح کیا اس کے گرد و نواح میں جس قدر ترک تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سے سوائے نزل طرخان کے کوئی جاں بر نہ ہوا جو قتیبہ بن مسلم کے زمانہ حکومت میں انھیں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ربیع بن زیاد کی وفات ربیع[1] کو جس وقت خراسان میں حجر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا انھیں

[1] یہ واقعہ ۵۳ھ کا ہے (ابن اثیر ذکر وفات ربیع)

سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے "عرب ہمیشہ حجر کے بعد سے یوں ہی قتل کئے جائیں گے۔ اگر وہ لوگ حجر کے قتل سے رک جاتے تو اپنے کو اس قتل عام سے بچا لیتے لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے" پھر اس کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ میں کچھ دعا کروں گا تم لوگ آمین کہنا" پس بعد نماز جمعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی اللھم ان کان لی عندک خیر فی تقبضنی الیک عاجلاً (اے اللہ اگر میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلا لے) لوگوں نے ہدایت کے مطابق آمین کہا دعا کر کے مسجد سے باہر نکلے گھر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ گر گئے۔ حاضرین اٹھا کر مکان پر لائے ہوش آیا تو اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب کیا اور اسی دن راہی ملک بقا ہوئے۔ پھر اس کے دو مہینے بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن عبداللہ الحنفی کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ زیاد نے اس تقرری کو منظور کر لیا۔

زیاد کی وفات

ماہ رمضان ۵۳ھ میں زیاد کے داہنے ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا تھا جس کے صدمہ سے مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی بددعا سے یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو لکھا تھا کہ "میں نے عراق کو دائیں بائیں معقول طور سے زیر کر لیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے حجاز پر متعین کر دیں" چنانچہ امیر معاویہؓ نے حجاز کی گورنری کا فرمان بنام زیاد لکھ بھیجا۔ اہل حجاز اس کے ظلم و ستم سے ڈر کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں آئے۔ عرض حال کیا، دعا کے خواستگار ہوئے۔ عبداللہ بن عمرؓ قبلہ رو ہو بیٹھے۔ دعا کرنے لگے۔ حاضرین بھی دعا کر رہے تھے منجملہ ان کی دعاؤں کے ایک فقرہ یہ بھی تھا۔ اللھم اکفنا شر زیاد (اے اللہ شر زیاد سے ہم کو بچا) اس کے بعد ہی اس کے داہنے ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اس کا زہر پھیلنے لگا۔ شدت تکلیف سے لوگوں نے ہاتھ کٹا ڈالنے کی رائے دی۔ زیاد نے شریح قاضی کو بلا کر ہاتھ کاٹنے کی بابت مشورہ کیا[1] شریح نے

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے مضمون ما بین خطوط ہلالی مروج الذہب سے لیا گیا ہے۔

کہا "تیرا رزق معین ہے اور موت کا دن مقرر ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں کیونکہ شاید تیری زندگی کا حصہ ابھی باقی ہو اور کٹے ہوئے ہاتھ سے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانہ موت قریب آ گیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو جائے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا کہ تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا تو جواب دیدینا تیرے سامنے آنے سے کتراتا اور تیری مرضی سے بھاگتا تھا۔ زیاد نے شریح کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ ہاتھ کٹوانے کا مصمم ارادہ کرلیا جس وقت آگ اور آلۂ قطع پر نظر پڑی ڈر کر ہاتھ کٹانے سے رُک گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شریح کے کہنے سے رُک گیا تھا۔ شریح باہر آئے تو لوگ ملامت کرنے لگے۔ شریح نے کہا مجھ سے اُس نے مشورہ طلب کیا تھا، میں کیسے اُس کے ہاتھ کٹوانے کی رائے دیتا کیونکہ الاستشار موتمن ایک مشہور قول ہے۔ جس وقت زیاد کی موت کا وقت قریب آیا۔ اس کے لڑکے نے کہا میں نے تیرے لئے ساٹھ جوڑے کپڑے نفیس بنوائے ہیں۔ جواب دیا۔ اے صاحبزادے تیرے باپ کے لئے اُن کپڑوں سے عمدہ کپڑے پہننے کا وقت آ گیا۔ یہ کہہ کر کوفہ پر عبداللہ بن خالد بن اسید کو عبداللہ بن عمر بن غیلان کو بصرے پر اپنا نائب مقرر کیا اور مر گیا۔ کوفہ کے قریب مقام توسہ میں دفن کر دیا گیا۔ وہ اکثر ایسی قمیص پہنتا تھا جس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن خالد معزول کر دیا گیا اور کوفہ کی گورنری ضحاک بن قیس کو دے دی گئی۔

عبیداللہ بن زیاد کی گورنری

زیاد کے مرنے پر اُس کا لڑکا عبیداللہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت اس کی عمر پچیس برس کی تھی۔ دریافت کیا تیرا باپ دونوں شہروں (یعنی کوفہ و بصرہ) پر کس کو مامور کر گیا؟ عبیداللہ نے جو معلوم تھا عرض کیا۔ فرمایا "اگر تجھے تیرا باپ مامور و مقرر کر جاتا تو میں بھی تجھے بحال رکھتا۔ عرض کیا میں آپکو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں مبادا آپ کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (یعنی امیر معاویہؓ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا" امیر معاویہؓ یہ سُن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ روانگی کے وقت چند وصیتیں کیں: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا کیونکہ اس سے ڈرنے میں منافع کثیر ہے اور اپنی عزت بچائے رکھنا کہیں اس کو خراب

نہ کر ڈالنا۔ اگر کسی سے کوئی عہد و پیمان کرنا تو اُسے پورا کرنا۔ تھوڑی چیز (یعنی دنیا) کے عوض میں بڑی چیز (یعنی آخرت) کو فروخت نہ کرنا۔ جب تک کسی امر کا قصد مصمم نہ کر لینا زبان سے اظہار نہ کرنا کیونکہ جب تم کسی بات کو زبان سے نکال چکے تو اُس کو واپس نہ لے سکو گے۔ اور جب دشمنوں سے صف آرائی کی نوبت آئے تو جو لوگ تم سے بڑے ہوں اُن کو ذمہ دار بنانا اور کتاب اللہ پر بیعت لینا۔ غیر مستحق اور نااہل کو کسی امر کی امید نہ دلانا اور حق دار کو اس کے حق سے ناامید کرنا"۔

ترکوں سے معرکہ آرائی

عبیداللہ بن زیاد امیر معاویہؓ سے رخصت ہو کر اوائل ۵۴ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا نہر عبور کر کے جبال بخارا کی جانب لشکر لئے ہوئے بڑھا راہ میں۔ نسف۔ بیکند کو بزور تیغ فتح کیا ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد میدان جنگ سے ترک بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ اس کی ملکہ خاتون بھی تھی۔ ایک پاؤں میں جوتی پہننے پائی تھی کہ مسلمانوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور دو لاکھ درہم پر فروخت کر ڈالا۔ عبیداللہ اس لڑائی میں بذاتِ خود شریک تھا۔ ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرے میں پھریرہ لڑتے لڑتے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا۔ پھر یکایک اپنے پرچم کو بلند کرتا تھا جس سے خون ٹپکتا تھا۔ یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔

عبداللہ بن عمر بن غیلان کی معزولی

عبیداللہ بن زیاد کامیابی کے بعد دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا۔ بعد ازاں ۵۵ھ میں امیر معاویہؓ نے حکومت بصرہ بھی اسی کے سپرد کر دی اس وجہ سے کہ ایک روز عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر بصرہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے بنو ضبہ میں سے کسی نے کنکریاں ماریں۔ عبداللہ بن عمر بن غیلان نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بنو ضبہ جمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہمارے بھائی سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی۔ اور تم نے اُس کی سزا بھی دیدی ایسا نہ ہو کہ اس کی اطلاع امیر المومنین معاویہؓ کو ہو جائے اور وہ برہم ہو کر کوئی عام سزا نہ تجویز کر دیں لہٰذا تم ایک خط لکھ دو کہ میں نے محض شبہ و ظن پر ہاتھ کٹوا دیا ہے۔ ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لے کر امیر المومنین معاویہؓ کے پاس چلا جائے گا تاکہ

آئندہ کی شاہی عقوبت سے ہم لوگ محفوظ ہو جائیں"۔ عبداللہ اس فریب میں آ گئے اور ان لوگوں کو ایک خط بہ مضمون بالا لکھ کر دے دیا۔ جب یہ سال ختم ہو گیا تو شروع سال ہوتے عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بنوضبہ بھی اُن کے ساتھ ہی جا پہنچے اور عبداللہ بن عمر بن غیلان پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے براہ ظلم ہمارے بھائی کے ہاتھ کٹا ڈالے ہیں شہادت میں خود اس کا لکھا ہوا خط پیش کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے پڑھ کر کہا "یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے عمال سے اس کا بدلہ لیا جائے لیکن تمہارے بھائی کی دیت بیت المال سے دے دی جائے گی"۔ اس واقعہ کے بعد حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمر بن غیلان معزول کر دیئے گئے۔ اس کے بجائے عبیداللہ بن زیاد مامور ہوا اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود راہی بصرہ ہوا۔ عبیداللہ کے بعد اسلم نے نہ کوئی جہاد کیا اور نہ کسی ملک کو فتح کیا۔

یزید کی ولیعہدی طبری نے بہ سند لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں آئے ضعف کی شکایت کی۔ معذوری کی وجہ سے استعفا داخل کیا منظور ہو گیا۔ مغیرہ کی علیحدگی پر امیر معاویہؓ نے سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ مغیرہ کے شناسا کہنے لگے "تم کو امیر معاویہؓ نے نکال دیا ہے"۔ مغیرہ بولے "اس تذکرہ کو چھوڑو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے"۔ جواب دینے کو تو یہ جواب دیا لیکن دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اسی وقت سے بحالی کی فکر ہو گئی۔ اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے "تم امیر معاویہؓ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ بزرگ صحابہ اور سرداران و بزرگان قریش انتقال کر چکے ہیں اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے و سیاست میں افضل ہو میرے نزدیک امیر المومنین کو تمہاری ولی عہدی کی بیعت لینے سے کوئی امر مانع نہ ہوگا"۔ یزید نے اس مضمون کا اپنے باپ سے اعادہ کیا۔ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو بلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی۔ مغیرہ نے عرض کیا "امیر المومنین آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے بعد کس قدر خونریزیاں اور اختلافات ہوتے ہیں اور یزید تو آپ کا لڑکا ہے۔ آپ اس کی ولیعہدی کی

بیعت لوگوں سے لیجئے آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماوا و ملجا ہوگا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ فساد ہیں اس کام کی انجام دہی کے لئے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد بصرے میں۔ اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے" امیر معاویہؓ نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ کو بحالی کی سند دی اور دوبارہ کوفہ کی طرف واپس کیا اور یزید کی ولیعہدی کی بیعت کی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔

مغیرہ نے کوفہ میں پہنچ کر ہوا خواہان دولت بنی امیہ سے اس کا ذکر کیا۔ ان لوگوں نے کمال خوشی منظور کر لیا۔ مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو بطور وفد اپنے لڑکے موسیٰ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کو روانہ کیا۔ اہل وفد نے حاضر ہو کر ولیعہدی یزید کی بیعت کی درخواست پیش کی۔ امیر معاویہؓ نے دریافت کیا۔ کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟ عرض کیا ہم سب اور ہمارے سوا اور جتنے آدمی ہیں سب اس سے راضی ہیں۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ سوچ کر کام کرنا بہتر ہے عجلت کرنے سے" اس کے بعد زیاد کو یہ کل حالات لکھ بھیجے اور اس سے مشورہ طلب کیا۔[1]

زیاد کی حکمت عملی

زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا "ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک معتمد ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار۔ لوگوں میں دو خصلتیں رکھی گئی ہیں ایک راز کا افشا کر دینا۔ دوسرے غیر اہل کو نصیحت کرنا اور ہمراز ہونے کے دو ہی شخص اہل ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ شخص جس کے مدنظر آخرت ہو دوسرا جس کو نفسہ دنیاوی شرف، ظاہری وجاہت، عقل سلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں میں نے ایک راز سربستہ میں مشورہ لینے کو بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ مارجین کی عبارت۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۵۲ سے لی گئی ہے۔

امیر المومنین نے مجھے یہ خط لکھا ہے۔ یزید کی ولی عہدی کی بابت مشورہ طلب کیا ہے کیونکہ لوگوں کے تنفر سے وہ خائف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس امر میں ان کی اطاعت کریں لیکن مسلمانوں کا اس امر پر راضی ہونا ایک امر اہم ہے یزید میں آوارگی، بیہودگی، بد دیانتی، نااہلی ہے مر میرے نزدیک تم امیر المومنین سے جا کر ملو اور یزید کے افعال سے مطلع کرو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اس کو انجام دینا ہی چاہتے ہیں تو عجلت نہ کیجئے کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ عجلت میں وہ فوت ہو جائے۔" عبید بن کعب بولا "کیا اس کے سوا تم اور کوئی رائے نہیں دے سکتے؟" زیاد نے کہا "اور کیا کہوں" عبید نے جواب دیا "مناسب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی رائے سے مخالفت نہ کرو اور نہ اُس کے لڑکے کو بدخواہ بناؤ میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اس کو آگاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیاد کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے۔ لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت سے ڈر رہا ہے کیونکہ عوام تمہارے افعال و کردار سے ناراض ہیں اگر مناسب سمجھو تو تم ان افعال و حرکات کو چھوڑ دو تا کہ لوگوں کو قایل معقول کرنے کا زیاد کو موقع مل جائے اور جو تم چاہتے ہو وہ امر حاصل ہو جائے"۔ زیاد نے یہ رائے پسند کی عبید رخصت ہو کر یزید کے پاس پہنچا اور اُس کو سمجھایا۔ ادھر زیاد نے لکھ بھیجا کہ "بالفعل عجلت نہ کیجئے ورنہ لوگ بھڑک اٹھیں گے اور یہ کام فوت ہو جائے گا۔" امیر معاویہؓ خاموش ہو رہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کا انکار

تھوڑے دنوں بعد جب زیاد مر گیا تو امیر معاویہؓ نے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کا مصمم قصد کر کے کارروائی شروع کر دی پہلے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک ہزار درہم بطور نذر کے بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد ولیعہدی یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد کیا "میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کروں گا۔ کیا معاویہؓ نے ایک ہزار درہم پر میرے دین کے خریدنے کا قصد کیا ہے؟" یہ کہہ کر درہم واپس کر دیئے

اور ولیعہدی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔

اہل مدینہ کا ردِ عمل

پھر امیر معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو لکھا "میرا سن زیادہ ہو گیا ہے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑ جائے گا اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنا لوں' لیکن بغیر مشورہ تمھارے اور ان لوگوں کے جو تمھارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا تم میری طرف سے اس امر کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو اور جو خیال اپنا وہ ظاہر کریں اُس سے مجھے مطلع کرو"۔ مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہؓ کے مضمون خط سے آگاہ کیا۔ لوگوں نے متفق ہو کر کہا" بہتر ہے امیر المومنینؓ کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں" مروان نے اس سے امیر معاویہؓ کو مطلع کیا۔ امیر معاویہؓ نے جواب میں لکھا۔ "یزید کو میں اپنے بعد ولیعہد کرتا ہوں" مروان نے اہل مدینہ کو اکٹھا کر کے خط کا مضمون سنا دیا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر نے اُٹھ کر کہا" واللہ! اے مروان تو جھوٹا ہے اور معاویہؓ بھی جھوٹ بولتا ہے تم دونوں نے اُمت محمد صلعم کے لئے کیا بہتری تلاش کی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو حکومت ہرقلیہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل جب مرجائے تو اُس کی جگہ پہ دوسرا ہرقل قائم ہو" امام حسینؓ ابن علیؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابن زبیرؓ نے اس کلام کی تائید کی جلسہ درہم وبرہم ہو گیا۔ مروان نے کل واقعات امیر معاویہؓ کے پاس لکھ بھیجے۔

وفود کی طلبی

اس وقت امیر معاویہؓ نے اپنے عمال وگورنروں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی ثنا وصفت لوگوں میں بیان کرو اور اطراف وجوانب بلاد اسلامیہ سے یزید کی ولیعہدی کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے وفود بھیجو" چنانچہ منجملہ اُن وفود کے جو امیر معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصرہ کا وفد لے کر گئے۔ وفود کے جمع ہو جانے پر امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا کہ میں تمہیداً کچھ بیان کروں گا جس وقت میں تقریر کر کے خاموش ہو جاؤں اس

وقت تم اٹھ کر ولیعہدی یزید کی بیعت کی تقریر کرنا اور لوگوں کو اس امر پر آمادہ کرنا۔ چنانچہ پہلے امیر معاویہؓ کھڑے ہو کر اسلام کے فضائل، خلافت کے فرائض و حقوق، مسلمانوں کے اتفاق و اطاعت خلیفہ کو اجمالاً بیان کر کے بیٹھ گئے ضحاک اٹھا حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا "اے امیر المومنین! آپ کے بعد لوگوں کو ضرور ایک امیر کی ضرورت ہو گی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو آپ کا ولیعہد نہیں بنائیں گے تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوں گے خوں ریزیاں ہوں گی، امن کے راستے بند ہو جائیں گے، بدنا نیوں ابتری کا زمانہ آتا جائے گا۔ اچھے آدمی کمیاب ہوتے جائیں گے، ہمارے نزدیک یزید بن امیر المومنینؓ نہایت راست گو، راست باز، خوش خو، ملک داری کے آئین سے واقف ہے جیسا کہ لوگ اور آپ بھی جانتے ہیں وہ ہم سے علم، حلم، رائے میں افضل ہے پس آپ اسی کو اپنا ولیعہد بنائیے اور اپنے بعد اس کو ہمارا پیشوا مقرر کیجئے جس کے سایۂ امن میں ہم پناہ گزیں ہوں" عمرو بن سعید الاشدق نے اس کی تائید کی اور یزید بن المقنع عذری نے امیر معاویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ امیر المومنینؓ ہیں اور جو شخص اس سے اختلاف کرے گا تو (تلوار کی طرف اشارہ کر کے) تو یہ ہے" امیر معاویہؓ نے یزید بن المقنع سے کہا "بیٹھ جاؤ تم خطیبوں (الحجہ زن) کے سردار ہو" اس کے بعد وفود عرض معروض کرنے لگے۔

احنف بن قیس کا مشورہ

احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے امیر معاویہؓ نے کہا "تمہاری کیا رائے ہے؟" عرض کیا "مجھے خوف ہے کہ میں جو کہوں گا اس کی تم تصدیق کرو گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ وہ تکذیب کرے گا اے امیر المومنینؓ تم یزید کے روزمرہ کے حالات سے بخوبی واقف ہو اس کے ظاہر و باطن آمد و رفت سے کما حقہ آگاہ ہو اگر تم جانتے ہو کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور امت محمد صلعم کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ نہ کرو اور اگر تم اس کے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زیادہ فکر نہ کرو سفر آخرت قریب ہے باقی رہے ہم، ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کہیں اس کو بسر و چشم منظور کر لیں"۔ قیس

کی اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا "ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ معدیہ عراقیہ کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنینؓ کے احکام کی بسر و چشم تعمیل کریں گے اور یہ تلوار ہمارے پاس ہے جو اس کے خلاف کرے گا اُس سے ہم نپٹ لیں گے" اس شامی کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ برخاست ہو گیا لوگ منتشر ہو گئے احنف کی تقریر کا چرچا ہونے لگا اور بظاہر یہ معلوم ہوا کہ اب یہ کام نہ ہو گا لیکن امیر معاویہؓ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے ہر شخص سے مدارات وسلوک کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اہل عراق و شام کے اکثر آدمیوں نے ولیعہدی یزید کی بیعت کر لی۔

امیر معاویہؓ کی مدینہ میں آمد

اہل عراق و شام سے ولیعہدی یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہؓ ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت حسین ابن علیؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس خیال سے کہ امیر معاویہؓ ہمارے کہنے پر عمل نہ کریں گے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے امیر معاویہؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہے یہ سب سے عقل میں افضل ہیں، سیاست میں افضل ہے میرا خیال یہ ہے کہ کوئی شخص ان امور میں اس کو نہیں پہنچ سکتا" کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ امیر معاویہؓ منبر سے اُتر کر ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں گئے اور اس سے پیشتر ان کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امام حسین ابن علیؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ بخوف بیعت ولیعہدی یزید مکہ چلے گئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا "میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے"؟ جواب دیا "اے ام المومنین وہ لوگ مجھے یزید سے زیادہ عزیز ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس بیعت کو ناقص کر دوں جو ولیعہدی یزید پر میں نے لی ہے اور پوری ہو گئی ہے" اس پر ام المومنین حضرت عائشہؓ خاموش ہو رہیں۔

امیر معاویہؓ کی مکہ کو روانگی

امیر معاویہؓ تھوڑے دن مدینہ میں ٹھہر کر مکہ کو روانہ ہوئے۔ امیر معاویہؓ کی خبر آمد سن کر اہل مکہ ملنے کو آئے۔ امام حسینؓ اور ابن عمرؓ وغیرہ بھی یہ خیال کرکے کہ شاید معاویہؓ اپنے فعل سے نادم ہو کر آئے ہیں ملنے کو گئے بطن مر میں ملاقات ہوئی امیر معاویہؓ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا سب کو سواریاں دیں اور اُن کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ روزانہ بلا کسی ذکر و مذکور بہ نظر تالیف قلوب انعام و صلہ دینے لگے۔ آپس میں ایک روز ان میں سے ایک شخص نے کہا امیر معاویہؓ جو کچھ ہم لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا کہ از راہ صلہ رحم کر رہے ہیں بلکہ اس خیال سے یہ سلوک کرتے ہیں کہ ہم ان کے مقصود مطلوب میں رخنہ انداز نہ ہوں مناسب ہوگا کہ کچھ جواب سوچ رکھو سب نے اس رائے پر صاد کیا اور باتفاق ابن زبیرؓ کو جواب دینے کے لئے آمادہ کیا۔ اس کے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ان سب بزرگوں کو جمع کرکے کہا "تم لوگ میری عادت سے واقف ہو میرے برتاؤ جو تمہارے ساتھ ہیں اس کو بھی تم بخوبی جانتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ عزیزانہ رسم وراہ رکھتا ہوں اور یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم اس کو میرے بعد خلافت کے لئے نامزد کر دو جبکہ تم ہی لوگ اس کو معزول کرتے ہو، جو چاہتے ہو حکم کرتے ہو، مال و دولت کو عزیز رکھتے ہو اور اس کو خود ہی تقسیم کرتے ہو اور یزید غریب تم سے کچھ متعرض نہیں ہوتا" اس فقرہ کو امیر معاویہؓ نے دوبارہ ارشاد کرکے عبداللہ بن زبیر کی طرف خطاب کیا۔ ھات لعمری انک خطیبھم (آؤ اپنی قسم تم ان کے خطیب ہو)

ابن زبیر کی شرائط

ابن زبیر نے اٹھ کر کہا "ہم تم کو ان تین امور میں سے ایک کے اختیار کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک امر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے اپنا خلیفہ نہیں مقرر فرمایا تھا لوگ حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہو گئے اور ان کو اپنا امیر بنا لیا"۔ امیر معاویہؓ بولے "تم میں کوئی شخص ابوبکرؓ جیسا

نہیں ہے اور مجھے اختلاف اُمت کا اندیشہ ہے" جواب دیا "سچ کہتے ہو اچھا دوسرا امر یہ ہے کہ جیسا ابوبکرؓ نے کیا تھا ویسا تم کرو کہ انھوں نے ایک شخص کو قریش سے جو اُن سے نسبًا بعید تھا اور ان کے خاندان سے نہ تھا اُس کو اپنے بعد خلیفہ بنایا" اس پر امیر معاویہؓ خاموش رہے۔ "تیسرا امر یہ ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ کی پیروی کرو انھوں نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو اہل شوریٰ قرار دے کر انھیں کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیدیا اور ان چھ میں نہ کوئی ان کا لڑکا تھا اور نہ کوئی ان کے خاندان سے"۔ امیر معاویہؓ نے کہا "کیا اس کے سوا اور کچھ کہو گے"؟ جواب دیا "کچھ نہیں"! پھر امیر معاویہؓ نے کہا "تم لوگ بھی کہتے جاؤ لیکن میں یزید کو ولیعہد ضرور بناؤں گا۔ اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہوگی"۔ یہ کہہ کر اپنے صاحب[۱] شرطہ کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن فورًا اڑا دینا۔ ابن علی، ابن عمر، ابن زبیر اور ابن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) اٹھ کر چلے گئے۔

اہل مکہ و مدینہ کی بیعت

امیر معاویہؓ منبر پر چڑھ گئے حمد و ثنا کے بعد کہا "صاحبو! ابن علی، ابن عمر، ابن ابوبکر اور ابن زبیر وغیرہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور بہترین اُمت ہیں کوئی کام ان کے بغیر مشورہ انجام کو نہیں پہنچ سکتا یہ لوگ ولیعہدی یزید پر راضی ہو گئے ہیں اور بیعت کر لی ہے آؤ تم لوگ بھی اللہ کا نام لے کر بیعت کر لو" اہل مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے یہ سنتے ہی بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اہل مکہ سے بیعت لے کر امیر معاویہؓ مع ان بزرگوں (حسین ابن علی، عبداللہ بن زبیر عبداللہ عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم) کے مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ ان لوگوں سے ملنے کو آئے بر سبیل تذکرہ کہا "تم لوگ تو بیعت ہی کے خوف سے مکہ

---

[۱] یعنی افسر پولیس۔

بھاگ گئے تھے یہ کیا معاملہ پیش آیا کہ یزید کی بیعت پر راضی ہوگئے" ان لوگوں نے کہا "واللہ ہم نے بیعت نہیں کی" پھر اہل مدینہ نے کہا "تم نے معاویہؓ کو اس سے کیوں نہ روکا" سب نے جواب دیا مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے' اس کے بعد امیر معاویہؓ اہل مدینہ سے بھی بہ حکمت عملی بیعت لے کر شام کو روانہ ہوگئے۔ ۲

یہ واقعہ ۵۶ھ کا ہے اور ۵۵ھ میں اس کی بنا پڑی تھی۔ صاحب تاریخ الخلفاء[1] نے لکھا ہے کہ ولیعہدی یزید کی بیعت ۵۱ھ میں لی گئی تھی لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یزید کی ولیعہدی کی بیعت زیاد کے انتقال کے بعد لی گئی ہے۔ زیاد نے ۵۳ھ میں انتقال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سعید بن العاص کی معزولی

۵۴ھ میں سعید بن العاص مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے ان کی بجائے مروان مقرر کیا گیا اس وجہ سے کہ امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص کو مروان کے مکان منہدم کرا دینے اور اس کا مال ضبط کر لینے اور فدک چھین لینے کو لکھا تھا۔ لیکن سعید بن العاص نے مروان کی سفارش لکھی اور اس حکم کی بجا آوری سے انکار کیا پھر دوبارہ امیر معاویہؓ نے یہی حکم صادر کیا لیکن سعید بجا آوری حکم پر آمادہ نہ ہوئے۔ دونوں خطوں کو گھر میں رکھ لیا۔ اس پر امیر معاویہؓ نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کیا اور سعید کے مکان منہدم کرا دینے اور اس کے مال و اسباب کے ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ مروان بیلداروں کو لے کر سعید کے مکان پر پہنچا۔ سعید نے کہا "کیوں ابو عبدالملک تم میرا مکان منہدم کرا دو گے؟" جواب دیا "ہاں! اگر امیر المومنین میرے مکان منہدم کر دینے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا" سعید بولے "میں نے تو ایسا نہیں کیا" یہ کہہ کر اپنے غلام سے امیر معاویہؓ کے دونوں خط منگوا کر

[1] تاریخ الخلفاء ص ۱۴۳ مطبوعہ ...

مروان کو دکھائے مروان کو اس سے سکتہ سا ہو گیا۔ پھر سعید نے کہا "امیر المومنین کا مقصود یہ ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں۔ خانہ جنگیاں کر کے تباہ و خراب ہوں (انتہی ملخصاً من ابن اثیر)

غرض مروان بھی سعید کے مکان کھدوانے سے رک گیا۔ اس کے بعد سعید نے ایک طول طویل خط میں اپنے اعزہ و اقارب میں نفاق و مخالفت پیدا کرنے پر نصیحتیں لکھیں اور یہ بھی لکھا کہ "اگر آپ اور ہم یک جدی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ مظلوم کے انتقام لینے کو جمع نہ کرتا امیر المومنین کو لازم ہے کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھیں" امیر معاویہؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا عذر خواہی کی۔ کچھ عرصہ بعد سعید۔ امیر معاویہؓ کے پاس گئے۔ امیر معاویہؓ نے مروان کا حال دریافت کیا۔ سعید نے اس کی تعریف کی پھر جب ۵۸ھ یا بہ روایت بعض ۵۵ھ کا دور آیا تو مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کیا۔

ابن ام الحکم کی تقرری و معزولی

۵۸ھ میں امیر معاویہؓ نے کوفہ کی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ ابن عثمان ثقفی کو مامور کیا اسی کو ابن ام الحکم بھی کہتے ہیں یہ امیر معاویہؓ کا بھانجا تھا۔ کوفہ کی گورنری کا ردو بدل ہونا اور مغیرہ کا مرنا تھا کہ خوارج جیل سے نکل پڑے انھیں مغیرہ بن شعبہ نے بالزام بیعت مستورد بن علقمہ قید کر دیا تھا پس یہ لوگ حیان بن ضبیان السلمی۔ معاذ بن جریر الطائی کے پاس جا کر جمع[1] ہوئے۔ عبد الرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا جیسا کہ آئندہ خوارج کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے عبد الرحمٰن کی بدمزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہؓ کو لکھا امیر معاویہؓ نے اس کو معزول کر کے نعمان بن بشیر کو گورنری کی سند عطا کی اور عبد الرحمٰن سے یہ کہہ کر کہ "میں تم کو کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا عامل مقرر کرتا ہوں" مصر کی گورنری متعین کر کے روانہ کیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر ...

---

[1] حیان و معاذ نے خطبے دیئے اور ان لوگوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر حیان کے ہاتھ پر بیعت کی اور بانقیا کی طرف خروج کیا۔ تب عبد الرحمٰن نے کوفہ سے لشکر روانہ کیا (ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۴۶)

معاویہ بن خدیج تھا۔ جب دو منزل باقی رہ گیا تو معاویہ بن خدیج نے آکر عبدالرحمن سے ملاقات کی اور ڈانٹ کر کہا: "اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ۔ ہم تمہارے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم میں تمہاری وہ چالیں نہ چلیں گی جو کوفی سپاہیوں میں چلتی تھیں" عبدالرحمن سے کچھ بن نہ پڑا لوٹ آیا اور معاویہ بن خدیج بدستور اپنی گورنری پر مامور رہے۔

عبدالرحمن بن زیاد کی گورنری

۵۹ھ میں عبدالرحمن بن زیاد وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کیا میرا آپ پر کوئی حق نہیں ہے؟ جواب دیا ہاں ہے۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو؟" عرض کی "سندگورنری مرحمت فرمائیے" امیر معاویہؓ بولے "کوفہ میں نعمان بن بشیر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ بصرہ وخراسان میں تمہارا بھائی عبیداللہ ہے اور سجستان میں تمہارا بھائی عباد۔ میرے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو خراسان کی گورنری میں عبیداللہ کا شریک کردوں کیونکہ خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں پر دو گورنروں کا رہنا مناسب ہے"[1] یہ کہہ کر عبدالرحمن کو سندگورنری دے کر رخصت کر دیا۔

عبدالرحمن نہایت کمزور طبیعت کا آدمی تھا اس نے ایک جہاد بھی نہیں کیا۔ یزید کے پاس زمانہ شہادت حسین بن علی علیہما السلام میں آیا تھا۔ اس کے بعد قیس بن الہیثم کو خراسان کی گورنری دی گئی۔ یزید نے دریافت کیا "تیرے پاس خراسان کا کس قدر مال ہے"؟ عبدالرحمن نے جواب دیا "بیس کروڑ درہم"! یزید نے کہا "اگر تو گورنری پر جانا منظور کرتا ہو تو میں تجھ سے حساب وکتاب لوں۔ بعدہ تجھے سندگورنری دے کر خراسان کی طرف واپس کردوں اور اگر تو معزولی پسند کرتا ہو تو تجھے میں خراسان کا مال جو تو ہمراہ لایا ہے دیتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں سے عبداللہ بن جعفر کو پانچ لاکھ دینا پڑے گا" عبدالرحمن نے پچھلی صورت اختیار کی۔ پانچ لاکھ درہم عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیئے اور یہ کہلا بھیجا

---

[1] اسی سنہ میں قیس بن الہیثم آئے اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم اس سے وصول کیا۔ ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۰۴ و ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۱۰۔

کہ اس میں نصف یزید کی طرف سے ہے اور نصف میری طرف سے۔

عبیداللہ بن زیاد کی معزولی اور بحالی

اسی ۵۹ھ میں اہل بصرہ کا وفد عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا امیر معاویہؓ نے عزت واحترام سے علیٰ قدر مراتب ہر شخص کو بٹھایا آخر میں احنف داخل ہوئے امیر معاویہؓ نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا پھر وفود سے مخاطب ہوئے وفود عبیداللہ بن زیاد کی ثنا وصفت کرنے لگے احنف خاموش بیٹھے رہے امیر معاویہؓ نے کہا "اے ابو بحر! تم کیوں خاموش ہو تم بھی تو کچھ بولو" احنف بولے "مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں یہ لوگ میرے بیان کی تکذیب نہ کریں" اس پر امیر معاویہؓ نے وفود سے ارشاد کیا "جاؤ میں نے حکومت بصرہ سے عبیداللہ کو معزول کر دیا تم لوگ اپنی خواہش کے مطابق ایک دوسرا عامل منتخب کرو" اہل وفد دربار سے اٹھ کر علیحدہ جا بیٹھے اور انتخاب کرنے لگے اور احنف خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے کبھی کوئی شخص کسی کو بنی امیہ سے اور کبھی کوئی شرفاء شام میں سے ایک کو منتخب کر رہا تھا۔ اتنے میں امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ دریافت کیا "تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا"؟ ہر فریق نے ایک ایک شخص کو نام زد کیا مگر احنف کچھ نہ بولے۔ امیر معاویہؓ نے کہا "تم بھی کچھ کہو"! احنف بولے "اگر میں کسی شخص کو تمہارے خاندان (یعنی بنی اُمیہ) سے منتخب کرتا ہوں تو کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اور عبیداللہ کے مقابلہ میں انصاف بھی نہ ہوگا اور اگر کسی شخص غیر کو میں نے انتخاب کیا تو اس کی بابت تمہاری رائے مقدم ہوگی" امیر معاویہؓ نے اس تذبذب رائے سے مجبور ہو کر کہا "اچھا میں نے پھر عبیداللہ کو بصرے کی گورنری پر بحال کیا اور احنف سے رائے لینے اور اس کے ساتھ سلوک کرنے کی عبیداللہ کو ہدایت کی مگر اس بارے میں ان سے غلطی ہو گئی پس جب آتش فتنہ مشتعل ہوئی تو کسی شخص نے سوائے احنف کے اس کو معزول نہ کیا۔ پھر اس کے بعد امیر معاویہؓ نے اہل وفد سے ولیعہدی یزید کی بیعت لی اور ان کو رخصت کیا۔

بیرونی مہمات

۵۲ھ میں بسر بن ارطاۃ سرزمین روم میں بغرض اعلاء کلمۃ اللہ جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے ایام سرما وہیں گذارے بعضوں کا بیان ہے کہ واپس آنے تھے ان ہی دنوں وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی اُترے ہوئے تھے اور انہوں نے بھی ایام سرما اسی سرزمین پر

گزرے اور وہیں انتقال بھی کیا اور بسر کردگی لشکر صائفہ[1] محمد بن عبداللہ ثقفی نے بلاد روم پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد ۵۲ھ میں عبدالرحمٰن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے اسی سنہ میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ رودس کو بزور تیغ فتح کرکے وہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ رومیوں کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ آئے دن یہ ان کی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہؓ ان کو اس پر انعام واکرام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں سے رومی ڈرنے لگے۔ جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو یزید نے ان کو جزیرہ رودس سے بلالیا۔ پھر ۵۴ھ میں محمد بن مالک مملکت روم میں داخل ہوئے اور صائفہ پر معن[2]، ابن یزید سلمی مامور ہوئے اسلامی لشکر نے بسر افسری جنادہ بن ابی امیہ ازدی جزیرہ ازدی۔ دریا روداس متصل قسطنطنیہ فتح کیا۔ سات برس تک اس پر قابض رہے۔ اس کے بعد یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔ ۵۵ھ کے دور میں سفیان بن عوف ازدی اور بعض کہتے ہیں عمر بن محرز۔ کوئی کہتا ہے عبداللہ بن قیس اور ۵۶ھ میں جنادہ بن ابی امیہ۔ اور بروایت بعض مورخین عبدالرحمٰن بن مسعود اور بعض کا یہ خیال ہے کہ براہ دریا یزید بن ابی سمرة اور خشکی میں عیاض بن الحرث نے جہاد کیا اور ۵۸ھ میں عبداللہ بن قیس نے ارض روم پر، مالک بن عبداللہ خثعمی نے خشکی پر، عمر بن یزید الجہنی نے براہ دریا معرکہ آرائی کی۔ پھر ۵۹ھ میں عمر بن مرة الجہنی   سرزمین روم کی طرف بڑھے۔ اور جنادہ بن ابی امیہ نے براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا۔ اسی سنہ میں اسلامی فوجوں نے بسر گروہی عمیر بن الحباب السلمی قلعہ کفخ (بلاد روم) پر دھاوا کیا۔ عمر بن الحباب تن تنہا اس کی فصیل پر چڑھ گئے پہرے والوں سے لڑ کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا عساکر اسلامی نے پہنچ کر فوراً قبضہ کرلیا۔ ۶۰ھ میں مالک بن عبداللہ نے سوریہ پر چڑھائی کی اور جنادہ بن ابی امیہ نے جزیرہ رودس پر قبضہ کرکے اس کے شہر کو ویران کردیا۔

---

[1] صائفہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو موسم گرما میں لڑنے کے لئے جائے۔

[2] اس مقام پر اصل نسخہ میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ (کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱۳)

امیر معاویہؓ کی وصیت ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا اپنی موت سے تھوڑے دنوں پہلے ایک خطبہ دیا جس کے چند جملے یہ تھے:

انی کزرع مستحصد وقد طالت	میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی
امارتی علیکم حتی مللتکم	ہے اور تم پر میری امارت اس درجہ طول ہوئی
وملتمونی وتمنیت فراقکم	کہ میں نے تم کو ملال پہنچایا اور تم نے مجھکو اور میں نے
وتمنیتم فراقی ولن یاتیکم بعدی	تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی اور جو
الا من انا خیر منه کما ان من	میرے بعد تمہارا حکمران ہوگا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ
کان قبلی خیر منی وقد قیل	پہلے والے مجھ سے بہتر تھے کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ
من احب لقاء اللہ احب اللہ	تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا ملنا دوست رکھتا
لقاءہ اللھم انی قد احببت	ہے اے اللہ تعالیٰ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے
لقاءک فاحبب لقائی و بارک لی	اپنی حضوری میں طلب کرے اور یہ مجھے مبارک کر۔

اس خطبہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بیمار ہو گئے اور مرض میں یوماً فیوماً زیادتی پیدا ہونے لگی۔ اپنے لڑکے یزید کو بلا کر فرمایا "میرے بیٹے! میں نے کل امور متنازعہ کو طے کر کے تمہارے لئے کافی سرمایہ مہیا کر دیا ہے۔ تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دیں اور میں نے تمہارے لئے اسباب سطوت اس قدر فراہم کر دیئے ہیں کہ کسی نے آج تک نہیں جمع کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس امر میں اگر نزاع و مخالفت کریں گے تو قریش کے یہی چار شخص حسین بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ لیکن ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جن کا سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں ہے جب کوئی شخص سوائے ان کے بیعت کرنے کو باقی نہ رہے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کر لیں گے۔ اور حسینؓ ابن علیؓ ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں مگر اہل عراق ان کو خروج کرنے پر ضرور تیار کریں گے پس اگر یہ تم پر خروج کریں اور تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو تو درگذر کرنا ان کا بہت بڑا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسے ہیں اور ابن

ابی بکر کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو ان کے احباب وہم نشین کریں گے وہی وہ بھی کریں گے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں میں منحصر ہے۔ ہاں جو شخص تم پر شیر کی طرح حملہ کرے گا اور مثل لومڑی کے، بحیلہ و مکر پیش آئے گا اور جب کبھی اس کو موقع ملے گا ضرور حملہ آور ہو گا، وہ ابن زبیرؓ ہے پس اگر وہ ایسا کرے اور تم کو اس پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اس کو بے دست و پا کر دینا"

امیر معاویہؓ کا انتقال طبری نے بروایت ہاشم ایسا ہی بیان کیا ہے اور طبری نے ہاشم ہی سے اس طرح پر بھی روایت کی ہے کہ جب ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا زمانہ وفات قریب آگیا اور اس وقت یزید موجود نہ تھا تو امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس نہری (اپنے افسر پولیس) اور مسلم بن عتبہ المزنی کو بلا کر کہا" میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا۔ اہل حجاز کے ساتھ بہ شفقت و الطاف پیش آنا کیونکہ وہ تمہارے ماوا و ملجا ہیں پس جو ان میں سے تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے ایفاء عہد کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ ہر روز عامل کی معزولی چاہیں تو روزانہ عامل کو معزول کرتے جانا کیونکہ یہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تم پر ایک لاکھ تلواریں نیام سے نکل آئیں اور اہل شام کو ہمیشہ اپنا معین و مددگار سمجھ کر حسن سلوک سے پیش آنا اگر کوئی خدشہ تمہیں دشمنوں کی جانب سے پیدا ہو جائے تو ان سے مدد لینا اور جب اس پر کامیاب ہو جانا تو اہل شام کو ان کے شہروں کی طرف واپس کر دینا۔ دوسرے شہروں میں قیام کرنے سے ان کے اخلاق خراب ہو جاتیں گے عادتیں بگڑ جائیں گی۔ مجھے قریش سے کوئی اندیشہ سوائے ان تین شخصوں کے نہیں ہے" (اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر نہیں[1] کیا ہے) ابن عمرؓ کی بابت کہا" ان کو عبادت نے اس قدر گھلا دیا ہے کہ وہ کسی مد کے نہیں رہے اور نہ تجھ سے کسی امر کے خواہاں ہوں گے" اور حسینؓ ابن علیؓ کے بارے میں کہا" اگر ان سے کسی کے ابھارنے سے غلطی ہو تو درگذر کرنا

---

[1] اور یہی صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔ امیر معاویہؓ سے پیشتر ۵۳ھ میں انتقال کر چکے تھے ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱۴ و جلد چہارم صفحہ ۳۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں کی وجہ سے کافی ہوگا جنھوں نے ان کے باپ کو شہید کیا ہے اور ان کے بھائی کو نقصان پہنچایا ہے اور ابن زبیرؓ کے حق میں ارشاد کیا اگر یہ کچھ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں تو جہاں تک امکان میں ہو جنگ کرنے سے باز نہ آنا اور اس قدر مستعدی سے لڑنا کہ مجبور ہوکر یہ خود صلح کے خواستگار ہوں اور جب صلح کی درخواست پیش کریں تو فوراً منظور کر لینا۔ غرض اس قسم کی چند وصیتیں کر کے وسط رجب ۶۰ھ میں انتقال کر گئے اور بعض کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے اُنیس برس چند مہینے بعد وفات پائی ہے۔

دیوانِ خاتم امیر معاویہؓ کے محافظ خانہ کے منصرم عبداللہ بن محصن تھے اور انھیں کے سپردگی میں اُن کی مہر تھی سب سے پہلے انھوں ہی نے اس محکمہ کو قائم کیا اُس کے قائم کرنے کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمر بن الزبیر کو ایک[1] لاکھ درہم دینے کا فرمان بنام زیاد عراق میں لکھا عمر بن الزبیر نے خط کھول کر لاکھ کا دو لاکھ بنا کر زیاد سے وصول کر لیا۔ جب عراق سے سالانہ حساب آیا تو امیر معاویہؓ نے عمر بن الزبیر کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ عمر بن الزبیر کے بھائی عبداللہ کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے لاکھ درہم دے کر عمر کو رہا کرایا اس کے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ایک نیا محکمہ قائم کیا اور اس کا نام دیوان خاتم رکھا۔ خطوط وفرامین کو ملفوف ومختوم کرنے لگے اور اس سے پیشتر نہ تو لفافے میں خطوط بند کئے جاتے تھے اور نہ ان پر مہر ہوتی تھی۔ ان کا صاحب[2] شرطہ پہلے قیس بن ہمزہ ہمدانی تھا۔ بعد ازاں اس کو معزول کر کے زمل بن عمرو العدوی کو مقرر کیا۔ دستہ فوج جاں نثاران پیران کا آزاد غلام مختار اور بعض نے کہا ہے کہ ابوالمحارزی مالک (حمیر کا غلام آزاد) تھا۔ اوّلاً جس نے دستہ فوج جاں نثاران مقرر کیا وہ

---

[1] زبان عربی میں لاکھ کو مائۃ الف (سو ہزار) کہتے ہیں۔ عمر بن الزبیر نے اس میں یہ کارروائی کی کہ مائۃ الف کو مائتین الف بنا دیا جس سے لاکھ کے دو لاکھ ہو گئے۔

[2] یعنی افسر پولیس۔

امیر معاویہؓ ہی تھے اور حجابؓ کی افسری ان کے آزاد غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میر منشی وسکریٹری سرجون بن منصور رومی تھا۔ عہدہ قضا پر فضالہ بن عبداللہ انصاری اور ان کے انتقال کے بعد ابو ادریس عائذ بن عبداللہ خولانی تھے۔

امیر معاویہؓ کا نسب کنیت ازواج اولاد (مترجم) امیر معاویہؓ ابوسفیان (ان کا نام صخر تھا) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلابؓ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے لڑکے تھے۔ ماں کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھا۔ کنیت ان کی ابو عبدالرحمٰن تھی۔ بیویاں چار تھیں۔ (۱) میسون بنت مجدل بن انیف کلبیہ مادر یزید۔ (۲) فاختہ بنت عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبدالرحمٰن و عبداللہ دو لڑکے پیدا ہوئے (۳) نائلہ بنت عمارہ کلابیہ (اس کو نکاح کے تھوڑے دنوں بعد طلاق دیدیا تھا۔ (۴) کنوہ بنت قرظہ۔

عبدالرحمٰن بن معاویہؓ کا نسبی سلسلہ نہیں چلا اور عبداللہ بن معاویہؓ کے بھی اولاد ذکور باقی نہ رہی ایک لڑکی عاتکہ تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے عقد کیا۔

امیر معاویہؓ فتح مکہ سے چند دنوں پیشتر اسلام لائے جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی خدمت سپرد کی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس وقت شام پر اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں امیر معاویہؓ بھی اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے یزید کے انتقال پر دمشق کی حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کی گئی حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں صرف دمشق کے گورنر رہے اور حضرت عثمان ذی النورینؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کل شام انھیں کے

لہ حاجب حاجب کی جمع ہے۔ ترکی میں یہ عہدہ "رئیس التشریفات" کے نام سے موسوم ہے اور انگریزی میں لارڈ چیمبرلین کہلاتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ جو شخص دربار شاہی میں حاضر ہوتا ہے اس کی یہ تقریب کرتا ہے۔

سلہ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۹۰ و تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم و چہارم سے ملخصاً ترجمہ کیا گیا ہے۔

سپرد کر دیا۔ بیس برس تک گورنر رہے سنہ ۴۰ھ میں باسٹھ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے تقریباً بیس برس خلافت کرکے دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اور مابین باب الجابیہ وباب الصغیر مدفون ہوئے۔

صفوان بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبد الملک، امیر معاویہؓ کی قبر کی طرف ہو کر نکلا کھڑا ہو گیا دعائے مغفرت کرتا رہا کسی نے دریافت کیا یہ کس کی قبر ہے؟ جواب دیا یہ اس شخص کی قبر ہے جس کو جیسا کہ میں جانتا ہوں اپنے علم سے بولتا: بوجہ حلم کے سکوت کر جاتا، جب کسی کو کچھ دیتا تو اس کو مالدار کر دیتا اور جب کسی سے لڑتا تو اس کو فنا کر دیتا تھا افسوس ہے کہ موت کے فرشتہ نے اس کو جلد پیام مرگ سنا دیا۔ کاش اس کے سوا دوسرے کو موت آ جاتی۔ یہ قبر ابو عبد الرحمٰن معاویہؓ کی ہے! اور معاویہؓ پہلا خلیفہ ہے جس نے اسلام میں اپنے لڑکے کی بیعت لی، سب سے پہلے اسی نے ہرکارے ڈاک کے مقرر کئے۔ غالیہ کو جو خوشبو کی چیز ہے انھوں ہی نے غالیہ کے نام سے موسوم کیا، مسجد میں پہلے انھوں ہی نے حجرہ بنوایا اور بروایت بعض اولاً معاویہؓ ہی نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

اسمائے متوفین اعلام اسلام ان کے زمانہ خلافت میں مشاہیر اسلام واصحاب رسول اللہ صلعم سے جن بزرگوں نے وفات پائی ان کے اسمائے گرامی مع حالات مندرجہ ذیل ہیں۔

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
حسان بن ثابت	سنہ ۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے
ابورافع	"	یہ رسول اللہ صلعم کے آزاد غلام تھے
لبید بن ربیعہ	سنہ ۴۱ھ	یہ مشاہیر شعراء عرب سے تھے ان کا بھی قصیدہ خانہ کعبہ پر لٹکا ہوا تھا۔ پچھتر برس کی عمر پائی۔ بعد فتح مکہ اسلام لائے مسلمان ہوتے ہی شاعری چھوڑ

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		دی تھی دن رات قرآن شریف پڑھا کرتے تھے
حبیب بن مسلمہ فہری	سنہ ۴۲ھ	امیر معاویہ کی طرف سے ارمینیہ کے گورنر تھے اور وہیں وفات پائی۔
عثمان بن طلحہ	"	
صفوان بن امیہ بن خلف	سنہ ۴۲ھ	
ہانی بن نیار بن عمرو	"	انصاری ہیں، براء بن عازب انصاری کے ماموں تھے اور شریک بدر و عقبہ ہوتے تھے۔
عبداللہ بن سلام	سنہ ۴۳ھ	مشہور صحابی اور کتب سماوی کے بہت بڑے عالم متبحر تھے
ام المومنین ام حبیبہؓ	سنہ ۴۴ھ	یہ رسول اللہ صلعم کی بیوی ابوسفیان بن حرب کی لڑکی اور امیر معاویہؓ کی بہن تھیں۔
زید بن ثابت انصاری	سنہ ۴۵ھ	
عاصم بن عدی بدری انصاری	"	بدری صحابی ہیں۔
سلمہ بن سلامہ انصاری	"	اصحاب بدر و عقبہ سے ہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔
ثابت بن ضحاک بن خلیفہ الکلابی	"	اصحاب الشجرہ سے ہیں۔
حسن بن علیؓ	سنہ ۴۹ھ	کہا جاتا ہے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کندی نے زہر دیا تھا آپ نے وقت وفات وصیت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو تو مقابر مسلمین میں۔ پس بعد انتقال حسینؓ بن علیؓ نے ام المومنین عائشہؓ سے اس کی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنے کا قصد

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		کیا سعید بن العاص نے جو امیر مدینہ تھا کچھ تعرض نہ کیا لیکن مروان بن الحکم اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مخالف بن بیٹھا حسین ابن علیؓ نے جبراً دفن کرنے کا قصد کیا۔ لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائی کی یہ وصیت تھی کہ اگر کوئی اندیشہ فساد نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمین میں لہذا مناسب یہ ہے کہ مروان بن الحکم آمادہ فساد ہے مقابر مسلمین میں دفن کیجئے چنانچہ حسین بن علیؓ خاموش ہو گئے اور حسن بن علیؓ مقابر مسلمین میں دفن ہوئے۔ سعید بن العاص نے جنازے کی نماز پڑھائی حسین بن علیؓ نے فرمایا اگر یہ امر مسنون نہ ہوتا تو میں تم کو نماز نہ پڑھانے دیتا۔
ام المومنین صفیہ بنت حی	سنہ ۵۰ھ	
عثمان بن العاص ثقفی	؍؍	
عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس	؍؍	
ابوموسیٰ اشعری	؍؍	صحابی ہیں۔
زید بن خالد الجہنی		
مدلاج بن عمرو السلمی	؍؍	یہ کل مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب رہے ہیں۔

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
سعد بن ابی وقاص	۵۰ھ	عشرہ مبشرہ سے ہیں عقیق میں انتقال فرمایا مدینہ میں لاکر دفن کئے گئے چوہتر یا تراسی برس کی عمر پائی
سعید بن زید	۵۱ھ	عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ مدینہ میں مدفون ہوئے
جریر بن عبداللہ البجلی	"	جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہے اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔
ابوبکرہ نفیع بن الحرث طبیب عرب	"	یہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے زمانہ حصار طائف میں ایمان لائے۔
ام المومنین میمونہؓ بنت الحرث	"	مقام سرف میں وفات پائی۔
عمران بن الحصین خزاعی	۵۲ھ	بصرہ میں انتقال کیا۔
کعب بن عجرہ	"	
ابوایوب انصاریؓ	"	ان کا نام خالد بن زید تھا بیعت عقبہ میں موجود تھے اصحاب بدر سے ہیں صاحب کامل نے ان کے انتقال کو حوادث سنہ ۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے قبل تحریر لکھا گیا ہے کہ زمانہ حصار قسطنطنیہ سنہ ۴۹ھ میں انتقال کیا تھا اور اس کے شہر پناہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے تھے۔ واللہ اعلم
عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	۵۳ھ	مشہور صحابی ہیں۔ اثنا راہ مکہ میں سوتے تو سوتے ہی رہ گئے۔
فیروز الدیلمی	"	ان کا بھی شمار صحابہ میں ہے۔ امیر معاویہؓ نے ان کو صنعاء کا عامل مقرر کیا تھا۔

مزید حالات	سنہ وفات	اسماء
	سنہ ۵۳ھ	عمرو بن حزم انصاری
دمشق میں انتقال کیا امیر معاویہؓ کی طرف سے عہدہ قضاء پر مامور تھے۔ اُحد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے تھے۔	؍؍	فضالہ بن عبید انصاری
اصحاب بدر سے ہیں بعض کا بیان ہے کہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا تھا۔ علیؓ ابن ابی طالب نے نماز جنازہ کی پڑھائی تھی اور سات تکبیریں کہی تھیں۔ کل لڑائیوں میں یہ اُن کے ہمراہ تھے۔	سنہ ۵۴ھ	ابو قتادہ انصاریؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام تھے	؍؍	ثوبان
مشہور شخص ہیں۔	؍؍	اسامہ بن زید
	؍؍	سعید بن یربوع بن عنکثہ
وقت فتح مکہ ایمان لائے تھے۔ ایک سو پندرہ برس کی عمر پائی۔	؍؍	مخرمہ بن نوفل
	؍؍	عبداللہ بن انیس الجہنی
	؍؍	زید بن شجرۃ الرہاوی
یہ وہی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت مکہ میں روپوش ہوئے تھے	سنہ ۵۵ھ	ارقم بن ارقم مخزومی
اصحاب بدر سے ہیں علی ابن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔	؍؍	ابو الیسر کعب بن عمرو انصاری
	سنہ ۵۰ھ	عبداللہ بن عامر

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
عبداللہ بن قدامہ سعدی	۵۵ھ	صحابہ سے ہیں۔
عثمان بن شیبہ بن ابی طلحہ	〃	یہ بنی شیبہ کے اجداد میں ہیں جن کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی مفتاح رہتی تھی۔ فتح مکہ میں ایمان لائے۔
جبیر بن مطعم بن نوفل قرشی	〃	مشہور صحابی ہیں
اُم المومنین اُم سلمہؓ	〃	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور بیوی ہیں۔ بعض کا بیان ہے کہ زمانۂ شہادت امام حسینؓ بن علیؓ تک زندہ رہی تھیں لیکن یہ غلط ہے۔
عقبہ بن عامر الجہنی	۵۸ھ	صحابی ہیں امیر معاویہؓ کے ساتھ شریک جنگ صفین تھے
سمرہ بن جندب	〃	
مالک بن عبادہ غافقی	〃	
عمیرہ بن یثربی	〃	بصرے کے قاضی تھے۔
اُم المومنین عائشہؓ	〃	آپ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے شہید کیا تھا اس وجہ سے کہ اس کی مخالفت کرتی تھیں اس نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا عمیق کھود کر نیزے تلواریں چھریاں وغیرہ رکھ دی تھیں اوپر سے ایک فرش بچھا دیا تھا ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں معمر اور کمزور تھیں ایسی چوٹ آئی کہ پھر اُس سے جاں بر نہ ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج سے ہیں۔ آپ پیارے

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		ان کو حمیرا فرمایا کرتے تھے۔
قیس بن سعد بن عبادہ انصاری	۵۹ھ	
سعید بن العاص	"	۱ھ میں پیدا ہوا تھا اس کا باپ جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا تھا۔
مرہ بن کعب بہری سلمی	"	صحابی ہیں۔
ابو محذورۃ الجمحیؓ	"	مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے اور وہیں تا زمانہ انتقال اذان دیتے رہے۔
عبداللہ بن عامر بن کریز	"	مکہ میں انتقال کیا عرفات میں مدفون ہوئے
ابو ہریرہؓ	"	مشہور صحابی ہیں۔

علاوہ ان بزرگوں کے جن کا ذکر اوپر ہو چکا قثم و عبداللہ پسران عباسؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امہات المومنین حفصہ، میمونہ، سودہ، جویریہ رضی اللہ عنہم نے بھی زمانہ خلافت امیر معاویہؓ میں انتقال کیا تھا۔

امیر معاویہؓ کے عہد خلافت کے فتوحات کو مورخین نے اجمالاً بیان کیا ہے۔ ایسے مؤرخ کم ہیں جنھوں نے تفصیلی واقعات لکھے ہوں۔ لہٰذا ہم بھی بہ نظر ایجاز و اختصار اسی ذکر اجمالی پر اکتفا کرتے ہیں۔ (انتہٰی)

باب ۲

یزید اوّل بن معاویہ ۶۰ھ تا ۶۴ھ

بیعت خلافت

امیر معاویہؓ کے انتقال کے بعد بیعت خلافت یزید کے ہاتھ پر کی گئی اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمرو بن سعید بن العاص بصرے میں عبیداللہ بن زیاد کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا اس کی توجہ پوری اس طرف تھی کہ اُن لوگوں سے بیعت لینی چاہیے جنہوں نے اس کی ولیعہدی کی بیعت سے امیر معاویہؓ کے زمانے میں انکار کیا تھا چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہؓ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسینؓ بن علیؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن الزبیرؓ سے بیعت لے لو، مروان بن الحکم نے خط کو کھولا امیر معاویہؓ کی خبر موت دیکھ کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس سے مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں، اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہؓ کے انتقال سے واقف ہوں قتل کر دیئے جائیں کیونکہ انتقال امیر معاویہؓ سے واقف ہو جانے پر ان میں سے ہر شخص مدعی خلافت ہو جائے گا، ہاں ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جو لڑائی جھگڑے سے بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے، اس کے علاوہ کہ کل مسلمان متفق ہو کر ان کو خلیفہ بنائیں۔

امام حسینؓ وابن زبیرؓ کی طلبی

چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک نوعمر لڑکے کو ان لوگوں کے بلانے کو بھیجا۔ وہ حسینؓ وابن زبیرؓ کے پاس مسجد میں اس وقت پہنچا جس وقت کہ ولید مسجد سے اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا تھا اور ان دونوں بزرگوں سے کہا ”چلیے آپ

کو امیر طلب کر رہے ہیں"۔ حسینؓ و عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم جاؤ! ہم آتے ہیں" عبداللہ بن عمرو کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ بے وقت طلب کرنے پر باتیں کرنے لگے لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا۔ بالآخر امام حسینؓ نے اپنے خادموں اور خاندان کے کل ممبروں کو جمع کیا اور ان کو اپنے ہمراہ لے جاکر ولید کے دروازے پر بٹھایا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں اور یا بلند آواز سے گفتگو کروں تو فوراً سب لوگ اندر چلے آنا۔ بعد ازاں اندر تشریف لے گئے۔ مروان بھی بیٹھا ہوا تھا صاحب سلامت ہوئی۔ آپ نے ولید و مروان کا بعد قطع مزاہم دوبارہ راہ و رسم اتحاد پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ارشاد کیا "صلح فساد سے بہتر ہے"۔ ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہؓ کی موت کی خبر پڑھ کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر فرمایا "خدا مغفرت کرے باقی رہی بیعت اس کی بابت میرے نزدیک یہ مناسب نہیں ہے کہ مجھ ایسا شخص خفیہ طور سے بیعت کرے اور یہ کچھ موزوں و کافی بھی نہ ہوگا بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں میں جاؤں اور تم اُن سب کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی جواب دینے والا ہوں گا"

ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی اس نے اس کو پسند کر کے کہا "بہتر ہے تشریف لے جائیے" مروان بولا۔ "ان کو بغیر بیعت کئے ہوئے نہ جانے دو! ورنہ ان سے بیعت نہ لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ رواں ہوگا اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا"۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی امام حسینؓ ابن علیؓ نے ڈانٹ کر کہا "تو یا وہ مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا ہے" مروان یہ سن کر دب گیا آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ مروان ولید کو ملامت کرنے لگا۔ ولید نے کہا "اے مروان واللہ مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ میں حسینؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا۔ اگرچہ مجھے تمام عالم کا مال مل جاتا یا میں اس کا مالک بن بیٹھتا"۔

ابن زبیرؓ کا فرار

باقی رہے عبداللہ بن زبیر وہ اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے اپنے مکان میں چھپ رہے ولید آدمی پر آدمی بلانے کے لئے بھیجنے لگا۔ آخرکار اپنے غلاموں کو ابن زبیرؓ کے گرفتار کرلانے پر متعین کیا۔ غلاموں نے سخت سست کہا چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا۔ ابن زبیرؓ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعہ سے ولید کے پاس کہلا بھیجا "تمھارے غلاموں نے میری بے عزتی کا کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہیں کیا تم ذرا صبر کرو میں کل آؤں گا تم اپنے غلاموں اور آدمیوں کو بلا لو" ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بلا لیا اور ابن زبیر صرف اپنے بھائی کو لے کر رات کے وقت براہ فرع مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ ولید کو اس کی اطلاع صبح کو ہوئی فوراً چند آدمیوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن ان کو نہ پایا مجبور ہو کر واپس آ گئے۔

امام حسینؓ کی روانگی

تمام دن یہ لوگ امام حسینؓ ابن علیؓ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بلا بھیجتا تھا اور آپ نہ جاتے تھے۔ پھر آپ نے آخر میں یہ کہلا بھیجا "رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو صبح ہونے دو دیکھا جائے گا"۔ ولید خاموش ہو گیا۔

جوں ہی رات ہوئی آپ مع اپنے لڑکوں، بھائیوں، بھتیجوں کے ابن زبیرؓ کی روانگی کی دوسری شب میں مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ صرف محمد بن حنفیہ باقی رہ گئے۔ مکہ معظمہ جانے کی محمد بن حنفیہ ہی نے رائے دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے دعاۃ (ایلچیوں) کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ میں روانہ کرو اگر وہ لوگ تمہاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے سوا انھوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنا لیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا تمہارے دین یا تمہاری عقل کو مضرت نہیں اور نہ ہی اس میں تمہاری آبرو ریزی ہوگی مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو" امام حسینؓ بن علیؓ نے دریافت کیا "اچھا ہم کہاں جائیں؟" جواب دیا "مکہ جاؤ۔ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو فبہا ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے" امام حسینؓ بن علیؓ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر بنہایت تیزی کے ساتھ مکہ آپہنچے۔

عبداللہ بن عمرؓ

اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمر۔ ولید نے ان کو بیعت کے لئے بلا بھیجا آپ نے فرمایا۔ "جلدی کیا ہے جس کے ہاتھ پر سب مسلمان بیعت کریں گے خواہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو

میں بھی بیعت کرلوں گا" اور بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت مکہ میں تھے اور وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آ رہے تھے۔ اثنار راہ میں امام حسینؓ و ابن زبیرؓ سے ملاقات ہوگئی ان دونوں صاحبوں نے امیر معاویہؓ کے مرنے کی خبر اور بیعت یزید کا حال بتلایا ابن عمرؓ نے فرمایا لا تفرقا جماعۃ المسلمین (مسلمانوں کی جماعت کو متفرق نہ کرتے جاؤ) امام حسینؓ و ابن زبیرؓ مکہ کو روانہ ہوگئے اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباسؓ مدینہ آ پہنچے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کرلی۔

غرض ابن زبیر یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزیں ہوتا ہوں مکہ میں داخل ہوئے ان دنوں مکہ کا عامل عمر بن سعید تھا اس کے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے تھے اور نہ اُس کے ساتھ طواف کرتے تھے یہ اور ان کے ہمراہی علیحدہ کھڑے رہتے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اُس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کرکے عمر بن سعید الاشرق کو مامور کیا چنانچہ عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا اُس نے پولیس کی افسری عمر بن زبیر کو دی اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر میں کسی وجہ سے ناچاقی و کشیدگی تھی۔ چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن زبیر کے ہوا خواہ تھے گرفتار کرا کے چالیس سے لے کر ساٹھ درّوں تک پٹوایا جن میں منذر بن زبیر اور اُن کا لڑکا محمد اور عبدالرحمن بن الاسود بن عبد یغوث، عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام، محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ تھے۔ اس کے بعد عمر بن سعید نے سات سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ کرنے کو مسلح و مرتب کیا عمر بن زبیر سے ان کی افسری کی بابت مشورہ لیا عمر بن زبیر نے جواب دیا "مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہ ہوگا"

مکہ معظمہ پر فوج کشی پس عمر بن سعید نے عمر بن زبیر کو لشکر افسری سات سو جنگ آوروں کے جس میں ابن عمیر الاسلمی بھی تھا مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا۔ اتنے میں مروان بن الحکم آ گیا مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے پر ملامت کرکے کہنے لگا "اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیت اللہ کی حرمت کو حلال نہ کرو، عبداللہ بن زبیر کو نظرانداز

کردو" اس کی عمر ساٹھ برس کی ہوگئی اب وہ اس کی کیا مخالفت کرے گا" عمر بن زبیر بولا واللہ میں اس سے خانہ کعبہ میں لڑوں گا" یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ابو شریح خزاعی آ گئے اور عمر بن سعید کو مخاطب کر کے کہا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے مجھے ایک دن صرف ایک ساعت کے لئے مکہ معظمہ میں جنگ کرنے کی اجازت ہوئی بعد ازاں اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ تھی" عمر بن زبیر نے ترش رو ہو کر کہا "اے بڈھے ہم تجھ سے زیادہ مکہ کی حرمت کو جانتے ہیں" بعض کا یہ بیان ہے کہ یزید نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عمر بن زبیر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اس کے بھائی کی طرف روانہ کرو۔ پس اس نے بسرداری دو ہزار جنگ آوروں کے روانہ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر انیس تھا، مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر انیس نے ذی طویٰ میں۔ عمر بن زبیر نے ابطح میں ڈیرے ڈالے اور اپنے بھائی سے کہلا بھیجا کہ "یزید نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری بیعت نہ قبول کی جائے گی جب تک تم خود حاضر نہ ہو گے۔ آؤ میں تمہارے گلے میں ایک زریں طوق ڈال دوں جو کسی کو دکھائی نہ دے گا تم ایک مقدس شہر میں ہو۔ خوں ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے"۔

عمر بن زبیر کا انجام

عبداللہ بن زبیر نے اس کے جواب میں عبداللہ بن صفوان کو بسرگروہی اُن لوگوں کے جو اہل مکہ سے ان کے پاس جمع ہو گئے تھے مقابلہ کے لئے روانہ کیا لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ عبداللہ بن صفوان کے ہاتھ رہا انیس شکست کھا کر بھاگا اس بھگدڑ میں انیس مارا گیا۔ اس کے بعد عمر بن زبیر سے مڈبھیڑ ہوئی اس کے ہمراہیوں کے قدم استقامت میدان جنگ سے اکھڑ گئے نہایت ابتری کے ساتھ بے تحاشہ بھاگے، عمر بن زبیر گھبرا کر ابن علقمہ کے گھر میں جا چھپا۔ عبیدہ بن زبیر نے پناہ دی اور اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے سفارش کی کہ "میں نے اس کو پناہ دیدی ہے" لیکن عبداللہ بن زبیر نے اس کو منظور نہ کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن زبیر سے کہا تھا "تم اپنے بھائی کے حملہ سے مجھے بچانا میں انیس بن عمر سے نپٹ لوں گا" پس اس نے انیس سے مڈبھیڑ کی اور اس کو شکست دے کر مار ڈالا۔ مصعب بن عبدالرحمٰن ایک گروہ کے ساتھ عمر بن زبیر کے مقابلہ پر گئے ہوئے تھے عمر بن زبیر کے ہمراہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تب اس کو اس کے بھائی عبیدہ بن زبیر نے پناہ دی لیکن عبداللہ بن زبیر نے اس امان دہی کو جائز نہ سمجھتے ہوئے عمر بن زبیر کو گرفتار کرا کے قیدخانہ عارم میں قید کر دیا

اس کے بعد ان لوگوں کے قصاص میں جن کو اس نے مدینہ منورہ میں پٹوایا تھا کوڑے لگوائے جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔

امام حسینؓ کی مکہ میں آمد

جس وقت امام حسین بن علیؓ مدینہ منورہ سے مکہ کو آ رہے تھے اثنائے راہ میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا فی الحال تو مکہ جاتا ہوں' بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی جہاں مرضی ہو۔ عبداللہ بن مطیع نے نصیحت کی: "آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا قصد نہ کیجئے گا۔ ان ہی لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے۔ آپ کے بھائی کو ذلیل کیا ہے۔ یہ لوگ بڑے بدعہد و پیمان شکن ہیں' آپ مکہ ہی میں قیام کیجئے۔ بیت اللہ سے باہر بھول کر بھی قدم نہ نکالئے گا۔ آپ عرب کے سردار ہیں جن کو آپ کی ہوا خواہی منظور ہو گی وہ یہیں آئیں گے۔ جب تک حجاز کے لوگ آپ سے استدعا نہ کریں اس وقت تک بیت اللہ کو نہ چھوڑیئے گا" حسینؓ ابن علیؓ اس کو دل نشین کر کے مکہ میں داخل ہوئے۔ لوگوں کی آمد و رفت آپ کے پاس شروع ہوئی کوئی کچھ کہتا تھا کسی کی کچھ رائے ہوتی تھی۔ عبداللہ ابن زبیر خانہ کعبہ کے ایک گوشہ میں شب و روز نماز پڑھتے اور طواف کرتے تھے۔ حسین ابن علیؓ اکثر لوگوں کے حالات ظاہر کر کے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے ان کو یہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسین بن علیؓ کے ہوتے میرے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے۔

اہل کوفہ کی امام حسینؓ کو دعوت

جب کوفیوں کو بیعت خلافت یزید اور حسین بن علیؓ کے مکہ چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو شیعان امیر المومنین علیؓ۔ سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں سلیمان و مسیب بن محمد و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر وغیرہ تھے۔ امام حسین بن علیؓ کو اس مضمون کا خط[1] لکھا کہ آپ یہاں تشریف لائیے ہم

[1] خط کا متن حسب ذیل تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کی رحمت تم پر ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بعدہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہارے دشمن جبار و سرکش کو خواب مرگ میں سلا دیا جس نے اس اُمت پر جبراً حکومت بٹھائی تھی اور اس پر بلا استحقاق حاکم بن گیا تھا۔ اُس کے مال کو غصب کر لیا تھا اور بغیر رضامندی اُمت اس پر امارت کرتا تھا۔ باایں ہمہ اس میں جو اچھے تھے (باقی صفحہ ۸۲ پر)

لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی۔ نہ جمعہ اور عید میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اگر آپ آجائیں تو ہم اس کو نکال دیں گے" خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی و عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا۔ پھر دو راتوں کے بعد دوسرا خط تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا لکھا گیا۔ پھر تیسری مرتبہ بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا گیا جس کو شبث بن ربعی۔ حجار بن ابجر۔ یزید بن الحرث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس۔ عمرو بن الحجاج زبیدی، محمد بن عمیر التمیمی وغیرہ نے بڑے شد و مد سے لکھا تھا[1]۔ متواتر خطوط آنے سے امام حسین ابن علیؓ کے خیالات میں غیر معمولی تبدیلی آگئی۔ جواب میں لکھا "جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے سمجھ گیا۔ فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد ترین اہل بیت مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ یہ تمہارے حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ پس اگر تمہارے رؤسا و ملت نے جیسا کہ اس کے پیشتر تم نے لکھا ہے اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عنقریب آجاؤں گا۔ اپنی قسم امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم ہے اور دین حق پر چلتا ہے۔ والسلام"۔

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی

مسلم بن عقیل خط لے کر روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچے مسجد نبوی میں نماز پڑھی اہل مدینہ سے رخصت ہوئے۔ قیس سے دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لیا۔ اثنائے راہ میں دونوں رہبر پانی کا راستہ بتا کر شدت پیاس کی وجہ سے اس جہان فانی سے راہی ہو گئے

(بقیہ حاشیہ) ان کو اس نے مار ڈالا اور اشرار کو باقی رکھا اب ہم پر کوئی امام نہیں ہے۔ آپ آیئے شاید آپ کے ذریعہ سے ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر جمع کر دے۔ اگرچہ نعمان بن بشیر گورنر کوفہ، قصر امارت میں ہے لیکن ہم اس کے ساتھ نہ تو شریک جمعہ ہوتے ہیں اور نہ عید۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اس کو ایسا نکال دیں کہ وہ شام ہی میں جا کر دم لے انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۵ جلد چہارم)

[1] اسی زمانہ میں شیعان بصرہ بھی ایک عورت ماریہ بنت سعد (قبیلہ عبد القیس) کے مکان پر جمع ہوتے تھے لیکن خط لکھنے کی نوبت نہ آئی البتہ ان میں یزید بن نبیط نے حسین ابن علیؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے اٹھ کر کہا تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چلے گا اس کے دس لڑکے تھے منجملہ ان کے دو عبداللہ و عبیداللہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ پس تینوں شخص مکہ پہنچے پھر وہاں سے حسین ابن علیؓ کے ساتھ کربلا گئے اور انھیں کے ساتھ شہید ہوئے۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۶)

اور مسلم بن عقیل نے تکلیف و مصائب اُٹھا کر چشمۂ آب پر پہنچ کر پانی پیا اور بچ گئے۔ مسلم بن عقیل نے اس واقعہ کو براشگون سمجھا اور اسی مقام سے اپنے بھائی حسینؓ کو خط[1] لکھا کہ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے۔" آپ نے جواب میں تحریر کیا" میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بزدلی سے یہ لکھا ہے۔ تم کو ہی جانا ہوگا۔ جاؤ۔ والسلام۔"

مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشاد ۷ ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے شیعوں کے دلوں میں کھلبلی پڑ گئی پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ جب ان میں سے چند لوگ اکٹھے ہو جاتے تو مسلم بن عقیل ان کو امام حسینؓ کا خط پڑھ کر سناتے تھے اور وہ لوگ دہاڑیں مار کر روتے اور امداد کا وعدہ کرتے تھے۔

گورنر کوفہ کے خلاف شکایت رفتہ رفتہ اس کی خبر نعمان بن بشیر گورنر کوفہ تک پہنچی۔ چونکہ اس کی طبیعت میں حلم و صلح پسندی تھی۔ لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فتنہ و فساد برپا ہونے سے ڈرایا اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ "مجھ سے جب تک کوئی نہ لڑے گا میں اس سے نہ لڑوں گا اور نہ کسی کو محض شبہ و بدگمانی کی وجہ سے گرفتار کروں گا۔ ہاں اگر تم نے ابتدا کی اور نقض بیعت کی اور بادشاہ وقت کے مخالف ہوئے تو واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا تم کو برابر مارتا رہوں گا، خواہ میرا کوئی معین و مددگار نہ ہو۔ تقریر ختم ہونے پر بعض بنی امیہ کے حلیفوں نے کہا "تم کو اس مضمون کا خطبہ نہ دینا تھا۔ جو تمہاری رائے ہے وہ کمزوروں کی رائے ہے۔ دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ ورنہ اس میں دشمنوں کو جرأت ہوگی" نعمان نے جواب دیا۔ مجھے کمزور ہو کر اللہ کی اطاعت میں رہنا زیادہ محبوب ہے۔ بمقابلہ اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہو کر عزت والا ہوں" یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آئے۔ عبداللہ بن مسلم، عمارہ بن ولید بن عقبہ، عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے مسلم بن عقیل کے آنے تک لوگوں کے بیعت کرنے

[1] پورے خط کا مضمون یہ تھا "بھائی صاحب! میں آپ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور دو راہبروں کو اُجرت پر ہمراہ لے کر کوفہ کو روانہ ہوا اثناء راہ میں شدت تشنگی سے وہ دونوں مر گئے اور ہم لوگ بڑے جدوجہد سے پانی تک پہنچ گئے۔ بہ ہزار خرابی ہماری جان بچی۔ اس پانی کا چشمہ ایک مقام تنگ بطن خبیث میں واقع ہے۔ میں نے اس سے بدفالی لی ہے۔ پس اگر آپ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں۔ تو بہت مناسب ہوگا۔" (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶ جلد چہارم)

اور نعمان بن بشیر کے خطبہ دینے کا حال یزید کو لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر تم کو کوفہ کی ضرورت ہو تو کسی طاقتور شخص کو مامور کرو جو تمہارے احکام کو استقلال و قوت کے ساتھ جاری اور تمہارے ملک کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں کو زیر کر سکے۔ یزید نے سرجون رومی سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔

سرجون کا مشورہ سرجون نے کہا " میں آپ سے امیر معاویہؓ کی رائے ظاہر کروں کیا آپ اُس پر عمل کرنا چاہتے ہیں؟" یزید نے کہا " ہاں!" سرجون نے کہا " عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کی سند گورنری مرحمت کیجئے۔ امیر معاویہؓ کی یہی رائے تھی" اگرچہ یزید عبید اللہ بن زیاد سے ناراض تھا لیکن سرجون کے کہنے سے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کی گورنری دیدی اور سند گورنری مسلم بن عمرو الباہلی کی معرفت روانہ کی اور یہ بھی لکھا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر دینا۔

اسی زمانہ میں امام حسینؓ ابن علی نے رؤسا اہل بصرہ مالک بن مسمع بکری، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو، قیس بن الہیثم، عمر بن عبید اللہ بن معمر وغیرہ کے پاس ایک خط روانہ کیا تھا جس میں ان لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کی دعوت دی تھی۔ سب نے اس خط کو چھپا لیا۔ لیکن منذر بن جارود نے یہ سمجھ کر کہ شاید ابن زیاد کا یہ مکر نہ ہو نامہ بر اور خط کو ابن زیاد کے روبرو پیش کر دیا ابن زیاد نے نامہ بر کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور لوگوں کو جمع کر کے اس مضمون کا خطبہ دیا "اے اہل بصرہ! مجھکو نہ تو کسی امر کا اندیشہ ہے اور نہ میں کسی سے خائف ہوں۔ جو شخص مجھ سے لڑے گا میں بھی اس سے لڑوں گا اور جو شخص صلح رکھے گا میں بھی اُس سے صلح کے ساتھ پیش آؤں گا۔ اے اہل بصرہ مجھکو امیر المومنین یزید نے کوفہ کی بھی حکومت مرحمت فرمائی ہے میں غالباً کل روانہ ہو جاؤں گا زمانہ غیر حاضری میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو تم پر اپنا نائب مقرر کئے جاتا ہوں تم لوگ اختلاف و سرکشی سے احتراز کرنا اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی شخص نے ذرہ بھر بھی اختلاف کیا ہے تو میں اُسی کو صرف قتل نہ کروں گا بلکہ اُس کے دوست آشنا

لہ اس مقام سے مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم اور تاریخ الخلفاء و معارف ابن قتیبہ و عقد الفرید وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اصل کتاب میں تین ورق سادہ ہیں۔ (مترجم)

عزیز و اقارب کو بھی تہ تیغ کردوں گا اور اس جرم میں قریب و بعید کے سب لوگ ماخوذ کئے جائیں گے تا کہ تم لوگ راستی و استقامت اختیار کرو اور تم میں مخالفت کا مادہ نہ باقی رہے۔ یہ یاد رکھو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں مجرم ہونے کی حالت میں اپنے ماموں اور چچازاد بھائی کا بھی پاس نہ کروں گا"

ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی

خطبہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عمرالباہلی اور شریک بن الاعور حارثی اور اپنے خاندان والوں کو لے کر کوفے کی طرف روانہ ہوا۔ اثنا راہ سے شریک وغیرہ سے علیحدہ ہو گیا۔ تنہا عبیداللہ بن زیاد کوفے میں داخل ہوا۔ جن لوگوں کی طرف گذرتا تھا وہ لوگ امام حسینؓ سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور جوش مسرت سے مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے تھے۔ لیکن ابن زیاد اس کا کچھ جواب نہ دیتا تھا چپ چاپ چلا جا رہا تھا رفتہ رفتہ نعمان بن بشیر تک پہنچا اس کے پیچھے پیچھے ایک انبوہ کثیر خوشی کے نعرے بلند کرتا چلا جا رہا تھا نعمان نے امام حسین بن علیؓ کے شبہ سے دروازہ بند کر لیا اور اندر سے چلّا کر کہا "تم کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں تم میری طرف مائل نہ ہو میں اپنی امانت' اپنا مال تمھاری کسی جنگی ضرورت کو نہ دوں گا" عبداللہ بن زیاد نے دروازے کے قریب جا کر کہا" دروازہ کھول دو ورنہ کھولا جائے گا" ایک شخص جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا آواز پہچان کر بولا یہ تو ابن مرجانہ ہے! لوگ سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

ابن زیاد کا خطبہ

عبیداللہ ابن زیاد دارالامارت میں داخل ہوا۔ صبح ہوتی منبر پر گیا خطبہ دیا "اے اہل کوفہ! امیرالمومنین نے تمھارے شہر اور احکام شرعی اور مال غنیمت اور بیت المال کا مجھے والی مقرر کیا ہے اور مجھے تمھارے مظلوموں کی داد رسی' تمھارے محروموں کو دینے تمھارے فرماں برداروں کے ساتھ احسان کرنے' تمھارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے' میں بے شک تم پر اس کے احکام جاری کروں گا' میں تم پر تمھارے والد سے زیادہ مہربان رہوں گا۔ اور تمھارے شفیق بھائی سے بڑھ کر تمھاری اطاعت کروں گا۔ لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے گا اس کی گردن و پیٹھ پر میری تلوار اور میرا دُرّہ ہو گا" اتنا کہہ کر منبر سے اُترا اور

واقف کاروں اور رؤسا شہر کو مخاطب کر کے کہا "لوگو! امیر المومنین کے ہوا خواہوں اور ان لوگوں کی تعداد صحیح صحیح ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف و بغاوت کا مادہ بھرا ہو پس جو شخص صاف صاف لکھ دے گا وہ بری ہے اور جو شخص نہ لکھے گا تو وہ اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ اگر اتفاق سے اس کے دوستوں و آشناؤں میں سے کسی نے ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے بری الذمہ ہیں اس کا خون و مال ہم کو مباح ہوگا اور جس کے علم میں کوئی شخص امیر المومنین کا باغی و مخالف ہو اور اس نے نہ ظاہر کیا تو ہم اس کو سولی دیدیں گے اور اس کا وظیفہ ضبط کر لیں گے"۔

مسلم بن عقیل کو ہانی کی امان مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبید اللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکل کر ہانی بن عروہ مرادی کے دروازے پر جا کر بلایا۔ ہانی نکلا دیکھ کر ناک بھوں چڑھائی مسلم بن عقیل نے کہا "میں تمہارے پاس پناہ گزین اور تمہارا مہمان ہو کر آیا ہوں" ہانی نے جواب دیا "تم نے مجھے سخت تکلیف دی۔ اگر میرے مکان میں نہ آجاتے تو میں یہ پسند کرتا کہ قبل اس کے میں کسی جرم میں ماخوذ ہو جاؤں تم میرے پاس سے واپس چلے جاؤ۔ خیر آؤ۔ حتی الامکان میں تمہیں پناہ دوں گا"۔ مسلم بن عقیل اس کو غنیمت جان کر ہانی کے مکان پر مقیم ہوتے۔

ابن زیاد کا مخبر غلام ابن زیاد نے اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ ہوا خواہان مسلم بن عقیل سے ملنا جلنا اور ان سے یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا بہی خواہ ہوں پس ابن زیاد کا غلام مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس گیا۔ یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ یہ امام حسینؓ کی بیعت لیتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام نے سلام کر کے کہا "میں شام کا رہنے والا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حُبّ اہل بیت رسالت سے سرفراز کیا ہے یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ان میں سے کوئی بزرگ کوفے آئے ہوئے ہیں اور ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لے رہے ہیں میں ان سے ملنا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم کو ان کے قیام و تشریف آوری کا حال معلوم ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لے لو اور مجھے ان کی خدمت میں لے چلو اگر

تمھیں کسی قسم کا خیال ہو تو قبل اس کے کہ مجھے ان کی زیارت نصیب ہو مجھ سے عہد و پیمان لے لو" مسلم بن عوسجہ بولے مجھے تمھاری ملاقات سے مسرت ضرور ہوئی شاید تمھارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کی امداد کرے لیکن اس سے مجھے رنج پہنچا کہ لوگ اس کام کے مکمل ہونے سے پیشتر میرے راز سے واقف ہو گئے۔ یہ کہہ کر مسلم بن عوسجہ نے غلام سے اخفاء راز کا عہد و پیمان لیا اور غلام مسلم بن عقیل کے پتہ لگانے کے لئے اُن کے پاس آنے جانے لگا۔ اتفاق سے ہانی بن عروہ بیمار ہوا عبیداللہ بن زیاد عیادت کو آیا۔ عمارہ بن عبدالسلولی نے اُس کے مار ڈالنے کا قصد کیا لیکن ہانی نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ میں اپنے مکان پر ایسے واقعہ کا ہونا پسند نہیں کرتا۔

ابن زیاد کے قتل کا مشورہ اس کے چند ہی دنوں بعد شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے مکان پر آکر فروکش ہوا ابن زیاد اور امراء کوفہ اس کی عزت کرتے تھے اور یہ عمار بن یاسر کے ساتھ شریک جنگ صفین ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کے وقت تمھاری عیادت کو آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا " یہ (ابن زیاد) فاجر شام کو میری عیادت کو نے آئے گا۔ جوں ہی بیٹھے فوراً اس کا سر اُڑا دینا۔ اس کے قتل کے بعد کوئی شخص قصر امارت پر قابض ہونے سے معترض نہ ہوگا۔ اگر مجھے افاقہ ہو گیا تو میں چل کر بصرہ پر بھی قبضہ کرا دوں گا۔ لیکن ہانی نے پھر ممانعت کر دی۔ شام ہوئی عبیداللہ بن زیاد آیا۔ علالت کا حال دریافت کرتا رہا۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کے چلے جانے پر شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا۔ میں نے دو وجوہ کی بنا پر قتل نہیں کیا۔ ایک یہ کہ ہانی کو ناگوار تھا کہ اس کے مکان پر وہ قتل کیا جائے دوسرے یہ کہ امیر المومنین علیؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ ان الایمان قید الفتک فلا یفتک مومن یعنی ایمان خونریزی سے مانع ہے اسی لئے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا۔ اس کے تین روز کے بعد شریک کا اسی علالت میں انتقال ہو گیا۔ پھر ابن زیاد کا غلام، مسلم بن عوسجہ کے ذریعہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو جو باتیں ہوتی تھیں روزانہ ابن زیاد سے جا کر کہہ آتا تھا۔ ایک مدت سے ہانی علالت کے حیلہ سے ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا

افشائے راز

ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ و عمرو بن الحجاج کو بلا کر ہانی کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا "بیمار ہے" ابن زیاد بولا "کیا خوب! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور روزانہ گھر سے نکل کر دروازے پر بیٹھا کرتا ہے جاؤ اس کو میرے پاس بلا لاؤ" غرض یہ لوگ ہانی کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

ابن زیاد:۔ کیوں ہانی؟ تمہارے مکان پر یہ کیسا مجمع ہوتا ہے تم نے امیر المومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلا کر اپنے مکان پر ٹھہرایا ہے اور آلات حرب اور لوگوں کو جمع کرتے ہو تم یہ سمجھتے تھے کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟

ہانی:۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

ابن زیاد:۔ غلط نہیں ہے یاد کر کے کہو میں نے یہ باتیں اس سے سنی ہیں جو تمہارے جلسہ میں شریک ہوتا ہے۔

ہانی:۔ جس نے تم سے یہ بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے"۔

ابن زیاد:۔ (اس غلام کی طرف اشارہ کر کے جو اس کا مخبر تھا) اس کو پہچانتے ہو؟ ہانی نے دبی زبان سے کہا "ہاں میں جانتا ہوں" ساتھ ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر سر اٹھا کر بولا "مجھ سے سنو واللہ میں جھوٹ نہیں کہوں گا۔ بخدائے لایزال میں نے مسلم کو نہیں بلایا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ کس کام کے لئے آیا ہے۔ میرے دروازے پر آ کر قیام کرنے کی اجازت چاہی مجھے انکار کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوتی میں نے ٹھہرا لیا۔ مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا اس کے بعد جو واقعات و حالات ہوئے ان کو تم جانتے ہو اگر تم کہو تو میں ضمانت دے کر جاؤں اور اس کو اپنے گھر سے نکال کر پھر آ جاؤں" ابن زیاد نے کہا "میں تم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تم اس کو میرے سامنے لا کر پیش نہ کرو گے"۔ ہانی نے جواب دیا "میں اپنے مہمان کو تمہارے سپرد نہ کروں گا کہ تم اس کو قتل کر دو"۔ ابن زیاد اس پر اصرار کر رہا تھا اور ہانی انکار، جب بحث و تکرار بڑھتی نظر آئی تو مسلم بن عمرو الباہلی نے ابن زیاد سے کہا "مجھے ہانی سے تخلیہ میں دو دو باتیں کر لینے دیجئے"۔ ابن زیاد خاموش ہو گیا۔

ہانی بن عروہ کی گرفتاری

مسلم اور ہانی علیحدہ گوشہ مکان میں اٹھ کر گئے۔ ابن زیاد ان کو دیکھ رہا تھا

مسلم نے کہا "اے ہانی! تم یہ کیا کر رہے ہو ناحق خود کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں مبتلا کرتے ہو تم مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالے کر دو یہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا' علاوہ بریں تم ان کو سلطان وقت کے حوالے کرتے ہو اس میں تمھاری بے عزتی نہیں ہے" ہانی نے جواب دیا۔ واللہ! اس میں میری بے عزتی ہے۔ میں اپنے مہمان کو کسی طرح ابن زیاد کے سپرد نہیں کر سکتا' جب تک کہ میرے بازو صحیح و سلامت ہیں۔ میرے اعوان و انصار بھی زیادہ ہیں۔ بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوتا تو میں اپنے مہمان کو اس کے حوالے نہ کرتا۔ جب تک میں زندہ رہتا" ابن زیاد یہ جواب سُن کر بولا" اس کو میرے پاس لاؤ!" ہانی قریب لایا گیا تو اس سے مخاطب ہو کر کہا" اے ہانی: تم مسلم کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمھاری گردن ماری جائے گی"۔ ہانی نے خشونت کے لہجے میں جواب دیا" اگر ایسا ہوگا تو تیرے مکان کے اردگرد ہزاروں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھے گا کہ میرے اعزہ و اقارب تجھکو اس فعل سے باز رکھیں گے"

ابن زیاد نے اس سخت جواب پر جھلا کر ہانی کو قید کر دیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ ہانی کو اس جواب پر اس قدر قمچیاں ماریں کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی' چہرہ کا گوشت کٹ کر ڈاڑھی پر لٹک گیا۔ لیکن جب مارتے مارتے قمچی ٹوٹ گئی تو اس کو ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا اسماء بن خارجہ نے اٹھ کر کہا "اے بدعہد! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو بلوایا جب ہم اس کو لے آئے تو تو نے اس کو اس قدر مارا کہ خون رواں ہو گیا۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اس کو قتل کر ڈالے گا؟ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا' انھوں نے ان کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی" وہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ رہے۔ رفتہ رفتہ عمرو بن الحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی مار ڈالا گیا۔ جوش میں آ کر مذحج کو لے کر دارالامارت کا محاصرہ کر لیا اور بلند آواز سے کہا" ہم عمرو بن الحجاج ہیں اور یہ سواران مذحج اور ان کے سردار ہم نے اطاعت امیر المومنین سے انحراف کیا ہے۔ اور نہ کوئی اپنی الگ جماعت بنائی ہے" ابن زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی سے کہا" آپ ذرا ان کے دوست (ہانی) کے پاس تشریف لے جایئے اور اس کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ زندہ ہے"۔ چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سُن کر کہ ہانی زندہ ہے لوٹ گئے۔

قصر امارت کا محاصرہ

مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سن کر اپنے اصحاب میں "یا منصور اُمت" کی ندا کر دی اس وقت تک ان کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے جس میں سے چار ہزار مکان میں موجود تھے تھوڑی دیر میں ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ آپ نے عبداللہ بن عزیز کندی کو کندہ پر مامور فرما کر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مسلم بن عوسجہ اسدی کو مذحج و اسد پر، ابی ثمامہ صائدی کو تمیم و ہمدان پر، عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصر امارت کا قصد کیا۔ ابن زیاد نے دروازے بند کر لیے۔ قصر امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور تھے جن میں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اس کے خود خادم و خاندان والے تھے۔ شام تک یہی کیفیت رہی چاروں طرف ایک ہلڑ سا مچا ہوا تھا کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔

ابن زیاد کی حکمت عملی

تب ابن زیاد نے ان کے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کی طرف، محمد بن الاشعث کو کندہ و حضرموت کی جانب قعقاع بن شور الذہلی و شبث بن ربعی تیمی و حجار بن الجبر عجلی و شمر بن ذی الجوشن ضبابی وغیرہ کو حکم دیا کہ قصر امارت کی کھڑکیوں اور بالاخانہ سے کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھا بجھا کر مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہونے کو کہو اور اعلان کر دو کہ جو شخص اس وقت ان سے علیحدگی اختیار کرے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص اس حکم سے سرتابی کرے گا وہ عتاب شاہی میں گرفتار کیا جائے گا اور نہایت بری سزا اس کو دی جائے گی۔ اہل کوفہ کے کان میں جوں ہی یہ آواز پڑی اور انھوں نے اپنے رؤساء و سرداروں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ایک ایک۔ دو دو۔ پانچ پانچ۔ دس دس علیحدہ ہونے لگے۔

اہل کوفہ کی بدعہدی

آخر یہ نوبت پہنچی کہ عورت و مرد سب کے سب گھروں سے نکل پڑے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بلانے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے اس وقت آپ مسجد سے نکل کر ابواب کندہ کی طرف روانہ ہوئے کندہ کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے یہ تیس نفر بھی علیحدہ ہو گئے تن تنہا ہوتے بھٹکتے بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا اس کا لڑکا بلال لوگوں کے ساتھ

سپاہی بن کر گیا تھا ،مسلم بن عقیل نے اس کو سلام کر کے پانی طلب کیا طوعہ نے پانی پلایا آپ اسی کے دروازے پر بیٹھ گئے ۔طوعہ نے کہا " اے اللہ کے بندے کیا تم نے پانی نہیں پیا ؟" جواب دیا ہاں پھر طوعہ نے کہا " تم اپنے گھر جاؤ " تین بار اس فقرے کو اس نے دہرایا آپ نے کچھ جواب نہ دیا تب طوعہ بولی" سبحان اللہ میں تم کو گھر جانے کو کہتی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو اٹھو اپنے گھر جاؤ ۔ مجھے تمہارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے " آپ نے ایک سرد آہ کھینچ کر ارشاد کیا " اس شہر میں میرا نہ مکان ہے اور نہ کوئی عزیز و قریب ہے کیا تم مجھ کو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو ؟ اور میرے ساتھ کچھ بھلائی کر سکتی ہو ۔ شاید اس کے بعد کبھی میں تم کو اس کا معاوضہ دے سکوں ؟" طوعہ بولی " آپ ہیں کون ؟" فرمایا " مسلم بن عقیل ہوں مجھے کوفہ والوں نے دھوکا دیا ہے " طوعہ نے کہا " اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لائیے " غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے احاطے میں ٹھہرایا ۔ کھانا لائی لیکن آپ نے تناول نہ کیا ۔ اس عرصے میں اس کا لڑکا آ گیا اور طوعہ کو بار بار دوسرے احاطے میں آتے جاتے دیکھ کر سبب دریافت کیا ۔ طوعہ نے بڑے اصرار سے عہد و پیمان لے کر مسلم بن عقیل کے آنے اور ٹھہرنے کا ماجرا بتلا دیا ۔ بلال سن کر خاموش ہو رہا ۔

ابن زیاد مجمع منتشر ہونے کے بعد مع اپنے احباب کے مسجد میں آیا اور ہر محلہ میں یہ منادی کر دی سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا کسی پر کوئی الزام باقی نہیں ہے ۔ عشاء کی نماز مسجد میں آکر پڑھو " تھوڑی دیر میں مسجد آدمیوں سے بھر گئی ۔

مسلم بن عقیل کی گرفتاری

ابن زیاد نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کے گھر میں ہم اس کو پائیں گے وہ بری الذمہ ہے اور جو شخص ان کو گرفتار کر لائے گا اس کو ہم انعام دیں گے ۔ اس کے بعد حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ اسی وقت کوفہ کی ناکہ بندی کر لو صبح ہوتے تمام مکانات کی تلاشی لینا ۔ صبح ہوتے ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کیا بلال (طوعہ کے لڑکے) نے حاضر ہو کر عبدالرحمن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے آنے اور

مکان میں چھپانے کا ماجرا بیان کیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ محمد بن اشعث سے اس واقعے کو اس وقت بیان کیا جس وقت وہ ابن زیاد کے پاس دربار میں بیٹھا تھا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد کو مع عمرو بن عبیداللہ بن عباس السلمی اور قیس کے ستر آدمیوں کے روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آوازیں سن کر تلوار کھینچ کر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے ان کو گھر کے باہر نکال دیا۔ بار بار وہ لوگ حملہ آور ہوتے تھے اور مسلم بن عقیل دم بھر میں ان کو نکال دیتے تھے۔ بکیر بن حمران احمری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کا اوپر کا ہونٹ کٹ گیا۔ دو دانت ٹوٹ گئے۔ آپ نے بھی بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا دوسری تلوار کندھے پر پڑی۔ بکیر منہ کے بل گر پڑا اس کے ہمراہی چھت پر چڑھ گئے۔ پتھر آگ پھینکنے لگے۔ آپ بھی شمشیر بکف جست کر کے پہنچ گئے۔ قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔ محمد بن اشعث نے چلّا کر کہا تم نہ لڑو تم کو امان دی جاتی ہے آپ ذیل کے اشعار پڑھتے اور لڑتے ہوئے اس کے پاس آئے۔

اقسمت لا اقتل الا حرا	وان رایت الموت شیئاً نکرا
میں نے قسم کھائی ہے کہ میں شریف ہی کو قتل کروں گا	اگرچہ موت کو مکروہ چیز سمجھتا ہوں
او یخلط البارد سخناً مرا	رد شعاع الشمس فاستقرا
یا ٹھنڈی چیز میں گرم کڑوی چیز ملا دی جائے	آفتاب کی شعاع لوٹا دی جائے اور وہ ٹھہر جائے
کل امرئ یوماً یلاقی شرا	اخاف ان اکذب او اغرا
ہر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا	مجھے خوف ہے کہ میں جھٹلایا دھوکا دیا جاؤں گا

محمد بن اشعث بولا "تم نہ جھٹلائے جاؤ گے اور نہ تم کو لوگ دھوکا دیں گے"۔ چونکہ پتھروں کے صدمے سے جابجا زخم پڑ گئے تھے اور اس وقت ان میں جنگ کرنے کی تاب باقی نہ رہی تھی مسلم بن عقیل ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ ابن اشعث اور کل لوگوں نے باستثناء عمرو بن عبیداللہ السلمی کے امان دی۔ تلوار لے لی اور ایک خچر پر سوار کرا کے ابن زیاد کی طرف لے چلے۔ کس مپرسی کا خیال آ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے ارشاد کیا "یہ پہلی بد عہدی ہے"۔

محمد بن اشعث:۔ "تم مطلق خوف نہ کرو کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے"۔
مسلم بن عقیل:۔ "اندیشے کی کیا اور کوئی صورت بھی ہوتی ہے؟ تمھاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لے لی اب میں بے دست و پا ہوں"۔ اس قدر فقرے زبان سے نکلنے پائے تھے کہ فرط الم سے پھر رو پڑے۔ عمرو بن عبید اللہ بولا "کیوں روتے ہو؟ تمھاری طرح کیا کسی اور نے بھی ایسی خواہش کی تھی کہ اُس پر بھی یہ بلائیں نازل ہوتیں"۔
مسلم بن عقیل:۔ "میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسینؓ اور آل حسینؓ پر رونا آتا ہے جو تمھاری طرف آنے والے ہیں"۔ (محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر) "میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے امان دینے سے مجبور ہو خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا کیا تم میں ایسی قدرت ہے کہ کسی شخص کے ذریعہ سے حسینؓ کے پاس میری خبر بھیج دو اور میری طرف سے یہ کہلا بھیجو کہ مع اپنے اہل بیت کے واپس چلے جاؤ یہ اہل کوفہ ہیں جو تمھارے باپ علیؓ کے دوست و ہوا خواہ تھے اور حق دوستی کو ان کی جان لے کر ادا کرنا چاہتے تھے" اقرار کر لیا چنانچہ بعد شہادت مسلم کے حسین بن علیؓ کو خط لکھا۔ قاصد سے بمقام زبالہ ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا "جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ضرور ہے"۔ مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب ہوا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا "آپ ضرور تشریف لائیے اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں"۔

مسلم بن عقیل کی وصیت محمد بن اشعث مسلم بن عقیل کو ہمراہ لئے ہوئے قصر امارت پہنچا دروازے پر بٹھا کر اندر گیا ابن زیاد سے کل واقعات بتلائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دی ہے۔ ابن زیاد نے خفا ہو کر کہا "تو اور امان؟ میں نے تجھے اس کے گرفتار کر لانے کے لئے بھیجا تھا کہ امان دینے کے لئے؟" محمد بن اشعث دم بخود ہو گیا اور مسلم بن عقیل پیش کئے گئے۔ آپ نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا۔ حرسی (ازدی) نے کہا "تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے؟" فرمایا "اگر یہ میرے قتل کا قصد رکھتا ہے تو میرا سلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں ہے تو بہت سلام ہو جائیں گے"۔ ابن زیاد بولا "میں تم کو ضرور بالضرور قتل کروں گا"۔ مسلم نے کہا "میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں! اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کر دوں"۔ ابن زیاد

نے اجازت دی۔ آپ نے عمر بن سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہا "میری اور تمھاری عزیزداری ہے میں تم سے تخلیہ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں" عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف دیکھا ابن زیاد نے کہا جاؤ تخلیہ میں سن لو، میں تم کو تمھارے ابن عم کی بات سننے سے نہیں روکتا۔ عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھ کر ایک گوشے میں گئے۔ مسلم نے کہا "میں نے کوفے میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لے کر اپنی ضرورتوں میں صرف کیا ہے تم اس کو میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے قتل ہونے کے بعد میری نعش کو اجازت لے کر دفن کر دینا اور حسینؓ کے پاس کسی کو بھیج دینا کہ وہ کوفے میں نہ آئیں" عمر بن سعد نے یہ سب باتیں ابن زیاد سے بتلائیں ابن زیاد نے کہا "تم امین ہو اس میں خیانت نہ کرو مال کی بابت تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو حسینؓ کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی ان کا قصد نہ کروں گا باقی رہا ان کا لاشہ، میں اس بارے میں تمھاری سفارش نہیں سنوں گا"۔

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد

اس کے بعد مسلم بن عقیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں مسلم بن عقیل! تم نے کوفہ میں آ کر گروہ بندی کی، لوگوں کو ہماری مخالفت پر جمع کیا اور ان میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی"۔

مسلم بن عقیل:- "یہ ہرگز نہیں ہوا البتہ یہاں کے باشندوں نے یہ خیال کیا تھا کہ تمھارے باپ نے ان کے اچھوں کو مار ڈالا ہے، خونریزی کی ہے اور ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کے سے برتاؤ کئے ہیں ہم ان کے بلانے سے اُن کے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ ان میں عدل و انصاف کو پھیلاویں اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں"۔

ابن زیاد:- "تو اور یہ کام۔ کیا ان میں عدل و انصاف نہیں کیا گیا؟ جو تو مدینہ میں شراب پیتا تھا اور اب انصاف کرنے کو آیا ہے"۔

مسلم بن عقیل:- "میں شراب پیتا تھا؟ واللہ اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے، میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تو کہتا ہے، میرے بجائے شراب پینے کا وہ شخص مستحق ہے جو مسلمانوں کے

خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگتا ہے اور اللہ کے بندوں کو غضب و عداوت سے قتل کرتا ہے اس کو اس نے لہو و لعب سمجھ لیا ہے۔"

ابن زیاد: "مجھے اللہ مارے اگر میں تجھے اس طرح قتل نہ کروں کہ آج تک اسلام میں اس طرح کوئی قتل کیا گیا ہو"

مسلم بن عقیل: "بے شک یہ لیاقت تجھ میں ہی ہے کہ اسلام میں بدعات و بدخلقی و خباثت کا موجد ہو"۔ ابن زیاد یہ سن کر جھلا اٹھا ان کو اور حسینؓ و علیؓ و عقیل (رضی اللہ عنہم) کو سخت و سست کہنے لگا مسلم بن عقیل نے کچھ جواب نہ دیا خاموش رہے۔

مسلم بن عقیل کی شہادت اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ بالائے قصر لے جا کر مسلم بن عقیل قتل کیے جائیں اور سر کے ساتھ لاشہ بے گور و کفن پھینک دیا جائے۔

مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا واللہ اگر تو نے امان نہ دی ہوتی تو میں ان کے ہاتھ نہ آتا تلوار اٹھا تو بری الذمہ ہو گیا۔ محمد بن اشعث نے کچھ جواب نہ دیا لوگ آپ کو بالائے قصر لے گئے آپ استغفار کرتے و تسبیح پڑھتے ہوئے گئے مقام حدائین کے مقابل شہید کیے گئے۔ شہید کرنے والا بکیر بن حمران ہے جس پر آپ نے تلوار چلائی تھی اور سر کے ساتھ لاش پھینک دی گئی۔

مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی کی سفارش کی ابن زیاد نے نامنظور کر کے حکم دیا کہ سر بازار لے جا کر ہانی کو قتل کر دیا جائے چنانچہ ایک ترکی غلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ابن عقیل کی روانگی کوفہ کی جانب آٹھویں اور بعض کہتے ہیں نویں شب کو ذی الحجہ ۶۰ھ میں ہوئی تھی اور بعض کا بیان ہے کہ مسلم کے ساتھ مختار بن ابی عبید و عبداللہ بن حرث بن نوفل بھی گئے تھے جن کو ابن زیاد نے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔

حضرت امام حسینؓ کو ابن عباسؓ کا مشورہ حسینؓ بن علیؓ کو مسلم بن عقیل کا خط ملا اس میں لکھا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور لوٹا فیوٹا بیعت کرتے جاتے ہیں تم بہت جلد کوفہ آجاؤ چنانچہ آپ نے مکہ سے کوفہ کا قصد کیا عمرو بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام آئے اور کوفہ جانے سے روکا۔ آپ نے مکہ میں قیام سے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن

عباس تشریف لائے۔ فرمایا "میں تم کو کوفہ جانے سے روکتا ہوں تم وہاں اس وقت تک نہ جاؤ جب تک کہ اہل کوفہ اپنے امیر کو قتل نہ کر ڈالیں اس کے مال کو نہ لوٹ لیں اور اگر محض ان کے بلانے پر جاتے ہو اور ان کا امیر ان میں موجود ہے تو یہ سمجھ رکھو کہ تم کو لڑائی کے لئے بلاتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ تم کو وہ لوگ دھوکا دیں گے، جھٹلائیں گے، تمہاری مخالفت کریں گے اور سب سے زیادہ تمہارے وہی دشمن ہوں گے"۔ آپ نے جواب دیا "میں آج شب کو استخارہ کروں گا دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے" عبداللہ بن عباس یہ سن کر اٹھے اور چلے گئے۔

عبداللہ بن زبیرؓ

ان کے بعد عبداللہ بن زبیر آئے انہوں نے پہلے جانے کی رائے دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر کہا "بہتر ہوتا کہ آپ حجاز میں قیام کرتے اور اس کام کو یہیں سے انجام دیتے" آپ نے جواب دیا "میرے جد امجد نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کی بدولت کعبہ کی بے حرمتی ہو گی مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ وہ مینڈھا میں ہی بنوں"۔

عبداللہ بن عمرؓ کی نصیحت

عبداللہ بن زبیر کے چلے جانے پر عبداللہ بن عمرؓ تشریف فرما ہوئے ناصحانہ کہنے لگے "تم بیعت لینے اور امارت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر نہ جاؤ اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دونوں میں سے ایک کے اختیار کر لینے کا اختیار دیا تھا۔ آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی، چونکہ تم آپ کے ایک جزو ہو دنیا کی طلب نہ کرو اور نہ اس کے گرد و غبار میں اپنے دامان مبارک کو آلودہ کرو" عبداللہ بن عمرؓ یہ کہہ کر رو پڑے، امام حسینؓ بن علیؓ کے بھی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، لیکن اس پر بھی عمل نہ کیا۔ مجبوراً عبداللہ بن عمر رخصت ہو کر چلے گئے۔

حضرت امام حسین کا عزم صمیم

اگلے دن عبداللہ بن عباس پھر آئے۔ سمجھانے لگے "برادر من مجھے بغیر نصیحت کئے صبر نہیں آتا۔ مجھے یہ خوف ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اہل عراق بڑے بے وفا، عہد شکن، مکار ہیں تم ان کے قریب نہ جاؤ اسی شہر میں قیام کرو تم ان کے سردار ہو اور اگر اہل عراق اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو

لکھ بھیجو کہ تم اپنے گورنر کو نکال دو۔ اس کے بعد تم ان کے شہر میں جاؤ اور اگر تمہارا جی مکہ سے بغیر نکلے ہوئے نہیں مانتا ہے تو یمن کی طرف چلے جاؤ وہ بہت وسیع سرزمین ہے پہاڑی گھاٹیاں بکثرت ہیں قدرتی محفوظ قلعے ہیں وہاں سے تم اپنے دعاۃ کو اطراف وجوانب میں بھیجو اور لوگوں سے بیعت لو" آپ نے جواب دیا "میں تو مصمم قصد کر چکا اب کسی طرح نہیں رک سکتا" عبداللہ بن عباس بولے "خیر اگر جاتے ہی ہو تو اپنے لڑکوں، عورتوں کو نہ لے جاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ عثمانؓ کی طرح تم شہید نہ کئے جاؤ اور تمہارے لڑکے اور عورتیں پریشان و سرگرداں ہوں" آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا ابن عباس اٹھ کر چلے آئے اور امام حسین بن علیؓ ذی الحجہ ۶۰ھ کو مع اپنے اہل بیت کے جس میں بچے، عورتیں، مرد بھی تھے مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت امام حسینؓ کا آغاز سفر

یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا اس کے آدمیوں نے امام حسین ابن علیؓ اور ان کے ہمراہیوں کو روانگی کوفہ سے روکا۔ بحث و تکرار ہوئی آپس میں خفیف سی مار پیٹ بھی ہوگئی لیکن آپ اور آپ کے ہمراہی نہ رکے رفتہ رفتہ تنعیم میں پہنچے یہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو یمن سے آرہا تھا اسے بحیر بن ایسان والی یمن نے یزید کو قیمتی اسباب پارچہ جات وزیورات لے کر روانہ کیا تھا۔ آپ نے اس کو روک کر اہل قافلہ سے ارشاد کیا جو شخص ہمارے ساتھ عراق چلنا چاہے ہم اس کو بہ کمال خوشی اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس اسباب میں سے اس کو حصہ دیں گے اور جو شخص ہم سے علیحدہ ہونا پسند کرتا ہو وہ اپنا اس میں سے حصہ لے کر علیحدہ ہو جائے چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسند کی ان کو حسب حیثیت حصہ دے کر رخصت کیا اور جنہوں نے ہمراہی منظور کی ان کو حصہ دے کر ہمراہ لئے آگے بڑھے۔

فرزوق شاعر

صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزوق شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے دریافت کیا۔ اہل کوفہ کا کیا حال ہے؟ عرض کیا "واللہ آپ نے واقف کار ہی شخص سے استفسار فرمایا ہے۔ اچھا میں عرض کرتا ہوں سنئے! لوگوں کے قلوب آپ کے

ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ قضا آسمان سے اتر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر حکم الٰہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو ہم اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے حالانکہ وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے اور اگر قضا خداوندی خلاف توقع نازل ہوئی تو ہم صبر کریں گے۔

عبداللہ بن جعفر کا خط
اسی مقام پر یا اس سے آگے بڑھ کر عبداللہ بن جعفر کا خط ملا جس کو ان کے دونوں لڑکے عون و محمد لے کر آئے جس میں لکھا تھا "برادر من خدا کے واسطے دیکھتے ہی خط کے واپس آ جاؤ میں تم کو اس وجہ سے نصیحت کرتا ہوں کہ اس میں تمہاری خونریزی ہو گی تمہارے اہل بیت نیست و نابود ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی جاتی رہے گی تم مسلمانوں کی امیدگاہ اور ہادیوں کے پیشوا ہو عجلت نہ کرو میں اس خط کے بعد ہی پہنچ رہا ہوں والسلام"۔ آپ نے اس خط کا مطلق خیال نہ کیا عون و محمد کو بھی ہمراہ لے لیا اور آگے بڑھے۔

قیس بن مسہر کی شہادت
ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے جلوگری کے خیال سے حصین بن نمیر تمیمی افسر اعلیٰ پولیس کو روانہ کیا اس نے مقام قادسیہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک جانب اور دوسری جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعلع تک پھیلا دیا اس عرصہ میں امام حسین بن علیؓ مقام حاجر میں پہلے ایک خط اہل کوفہ کو جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا اور ان لوگوں کو مستعد و تیار کیا تھا قیس بن مسہر صیداوی کی معرفت روانہ کیا قیس جونہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا ابن زیاد نے قیس سے کہا کہ تم قصر امارت پر چڑھ کر (معاذ اللہ) کذاب ابن کذاب حسین ابن علیؓ کو گالیاں دو تمہاری جان بخشی کی جائے گی پس قیس قصر پر گئے حمد و ثنا کے بعد کہا "لوگو! حسین بن علیؓ بہترین خلائق فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم کے لڑکے ہیں اور میں ان کا قاصد ہوں وہ اب حاجر سے شاید آگے بڑھ آتے ہوں گے تم ان کی اطاعت کرو" یہ کہہ کر ابن زیاد پر لعن کیا اور یزید کو سخت و سست کہہ کر علیؓ ابن ابی طالب کے لئے دعائے مغفرت کی ابن زیاد نے جھلا کر حکم دیا کہ اس کو قصر سے نیچے گرا دو گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے دماغ پھٹ گیا اور انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبداللہ بن مطیع اور زہیر بن القین
امام حسین ابن علیؓ حاجر سے روانہ ہو کر کوفہ کی طرف تھوڑی دور چل کر عرب

کے ایک چشمہ پر پہنچے، عبداللہ بن مطیع انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا کہنے لگا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟" حسین ابن علیؓ نے کوفیوں کے خط لکھنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتلایا۔ عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا "خدا کے واسطے اے ابن رسول اللہ صلعم آپ کوفہ کا قصد نہ فرمایئے یہ لوگ بڑے پیمان شکن و بد عہد ہیں ان میں اسلام کی ہتک، قریش کی آبرو ریزی اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہیں رہا واللہ اگر آپ اس چیز کی خواہش کریں گے جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت و خلافت) تو بلاشبہ وہ لوگ آپ کو شہید کر ڈالیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے نہ ڈریں گے"۔ امام حسین بن علیؓ نے ان کا بھی کہنا نہ مانا آگے بڑھے زہیر بن القین بجلی ہوا خواہاں عثمانؓ سے حج کر کے آپ کے ساتھ ہی ساتھ واپس آرہا تھا لیکن ایک منزل اور ایک مقام پر قیام نہ کرتا تھا ایک روز آپ نے اس کو بلا بھیجا بکراہ و تمام آیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن واپس ہو کر اپنی فرودگاہ پر گیا تو اپنے ہمراہیوں سے خطاب کر کے کہا "جس کو میرے ساتھ چلنا ہو چلے، میں حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ جاتا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں" یہ کہہ کر بیوی کو طلاق دے کر بولا تم اپنے میکے چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ تم قید و گرفتار کی جاؤ۔ اپنے ہمراہیوں سے رخصت ہو کر حسین بن علیؓ کے پاس چلا آیا اور انھیں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ کربلا میں یہ بھی شہید ہو گیا۔

شہادت مسلم کی اطلاع

جب امام حسینؓ بن علیؓ مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی بعض کی رائے ہوئی کہ آپ یہیں سے واپس چلیے کوفہ میں آپ کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں۔ بنو عقیل بولے "واللہ ہم سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے یا جیسا کہ مسلم نے ذائقہ موت کا چکھا ہے ہم بھی نہ چکھ لیں گے"، امام حسینؓ بن علیؓ نے ارشاد کیا "تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا لطف ہوگا؟" ہمراہیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے "واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں ہیں، جوں ہی آپ کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے" غرض امام حسینؓ بن علیؓ بنو عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا اترے۔

عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر

یہاں پر عبداللہ بن یقطر (آپ کے رضاعی بھائی) کے شہید ہونے کی خبر

آئی ان کو آپ نے اثنا راہ سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جس کو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا ابن زیاد نے ان سے بھی کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (عیاذاً باللہ) کذاب ابن کذاب پر لعن کر کے اتر آؤ تو میں تم کو بھی چھوڑ دوں گا لیکن انھوں نے قیس کی سی کارروائی کی اور ابن زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت امام حسین کے بعض ہمراہیوں کی علیحدگی حسین بن علیؓ کو جب یہ دو خبریں شہادت کی پہنچیں تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کے مارے جانے کا حال بتلایا اور یہ ارشاد کیا کہ جو شخص واپس جانا چاہتا ہو لوٹ جائے ہم اس سے کچھ مواخذہ نہ کریں گے اس فقرہ کو سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ہمراہ آئے تھے ان ہمراہیوں کے علیحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ بقصد جنگ نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے القصہ آپ اس مقام سے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے۔ ایک عرب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی صراحتاً کوفہ جانے سے منع کیا۔ آپ نے اس کی بھی نہ سنی کوچ کر کے شراف پہنچے۔

واقعات کربلا

حر بن یزید تمیمی کی آمد دوپہر کا وقت تھا دور سے گرد دیکھ کر ہمراہیوں میں سے کوئی تکبیر کہہ اٹھا کسی نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ گنجان درختوں کا باغ دکھائی دیتا ہے بنی اسد کے دو شخصوں نے کہا اس میدان میں کہیں درخت نہیں ہے امام حسینؓ بن علیؓ بولے "یہ تو سواروں کی گرد ہے"۔ پھر ان دونوں بنی اسد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا "اس مقام پر کوئی ایسا ملجا و مامن ہے کہ جس میں ہم پناہ گزیں ہوں اور ان لوگوں سے ایک سمت ہو کر ملیں"؟ ان دونوں نے جواب دیا "سامنے یہ کھاٹے پہلو پر ذوحسم ہے اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے جاؤ اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف چلے جائیں گے تو تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا"۔ حسینؓ بن علیؓ یہ سنتے ہی سرعت کے ساتھ ذوحسم کی طرف جھکے لیکن ذوحسم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آپہنچی اور آپ ٹھہر گئے ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جن کو حصین بن نمیر نے قادسیہ سے حر بن یزید تمیمی یربوعی کی ماتحتی میں امام حسین بن علیؓ کے مقابلے روکنے کو روانہ کیا تھا

حضرت امام حسینؓ اور حُر بن یزید

ظہر کا وقت آیا، موذن نے اذان دی۔ آپ خیمے سے نکل کر سواروں کی طرف آئے، حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "اے لوگو! میں تمہارے پاس از خود نہیں آیا جب تک تمہارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے میرے پاس نہیں گئے۔ اب اگر تم لوگ اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمہارے شہر چلوں اور اگر تمہارے شہر میں میرے داخل ہونے سے تم کو نفرت ہو تو اجازت دو کہ میں جس شہر سے آیا ہوں، وہیں واپس جاؤں"۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ موذن نے تکبیر کہی، حُر نے مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنے فرودگاہ پر واپس آئے اور حُر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے۔ عصر کا وقت آیا تو پھر آپ نے حُر اور ان کے ہمراہیوں کو خطاب کر کے فرمایا: "اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ان ظالموں، ناحق شناسوں سے جو مدعی امارت ہیں ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تم کو یہ ناگوار ہو اور تم ہمارے حقوق کو تلف کر دو اور تمہاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوں کے ذریعہ سے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس جائیں"۔ حُر بولے: "واللہ ہم کو ان خطوط اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جن کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو"۔ حسین بن علیؓ نے یہ سن کر خطوط سے بھری ہوئی دو تھیلیاں نکالیں اور کھول کر خطوط کو پھیلا دیا۔ حُر نے کہا: "ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں۔ ہم کو تو یہ حکم ملا ہے کہ تم سے اگر ملاقات ہو جائے تو ہم تم کو اس وقت تک نہ چھوڑیں یہاں تک کہ تم کو کوفے میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے چلیں"۔ حسین بن علیؓ نے جواب دیا: "اس سے تو موت بھلی ہے" اور اپنے ہمراہیوں کو واپس چلنے کا حکم دے کر سوار ہوئے۔ حُر نے روکا اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ یزید کو لکھیے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں، شاید اللہ تعالیٰ کوئی امر ایسا پیدا کر دے جس سے ابتلا میں مبتلا نہ ہوں۔

حضرت امام حسینؓ کا خطبہ

حسینؓ ابن علیؓ نے پھر واپسی کا قصد کیا۔ حُر نے دائیں بائیں سے روکنا شروع کیا۔ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے حمد و ثنا کی، بعدہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حلال کرتا ہے، اس کے عہد کو توڑتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا ہے، خلق اللہ میں ظلم و گناہ کے کام کرتا ہے اور اس نے کسی قسم کی دست اندازی قولی یا عملی نہ کی تو اللہ تعالیٰ

اُس کو بھی اُس کے ساتھ شمار کرے گا آگاہ ہو جاؤ ان لوگوں (یعنی یزید و امراء یزید) نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کی ہے فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے۔ حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے میں ان لوگوں سے زیادہ صاحب الامر ہونے کا مستحق ہوں تمہارے خطوط و قاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجھ کو بیعت کرنے کے لئے بلایا اب تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اگر اپنے بیعتِ اقرار پر قائم رہو گے تو راہِ حق پا جاؤ گے۔ میں حسینؓ علی و فاطمہ بنتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکا ہوں میری جان تمہاری جان کے ساتھ اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں تم کو میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہیئے۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے تم نے میرے باپ میرے حقیقی بھائی حسنؓ و چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بد عہدی کی ہے افسوس ہے کہ تم لوگ مجھکو دھوکا دے کر اپنا حق و حصۂ دین داری کا ضائع کر رہے ہو پس جو شخص بد عہدی کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھکو تم سے بے پروا کرے گا۔ والسلام"۔

حُر نے جواب دیا "اللہ اللہ کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے معرکہ آرائی کی تو بلاشبہ مارے جاؤ گے"۔ حسینؓ بن علیؓ نے جھلا کر کہا "کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے"۔

سامضی وما بالموت عار علی الفتی	میں تو اپنا قصد پورا ہی کروں گا اور مرنے میں جوانمرد کو عار نہیں ہے
اذا ما نوی خیرا وجاهد مسلما	جب اُس نے نیکی کی نیت کر لی اور مسلمان ہو کر مجاہدہ کیا اور اچھے
وواسیٰ رجالا صالحین بنفسه	لوگوں سے بذاتہ محبت پیدا کی اور قابل گردن زدنیوں کی
وخالف مثبورا وفارق مجرما	مخالفت کی اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ دیا
فان عشت لم اندم وان مت لم الم	پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے کچھ ندامت نہ ہوگی اور اگر مر گیا تو مجھے کچھ صدمہ نہ ہوگا۔
کفی بک ذلا ان تعیش وترغما	تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ذلیل و رسوا ہو کر عمر بسر کرے گا

حُر سن کر خاموش ہو رہے لیکن پیچھا نہ چھوڑا ادھر اُدھر سے حکمت عملی روکتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ عذیب پہنچے جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔

نافع بن بلال کی آمد کوفے سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے جو تیز اونٹوں پر سوار نافع بن بلال کے گھوڑے کے پیچھے تیزی کے ساتھ آ رہے تھے اور اُن کے ہمراہ ان کا رہبر طرماح بن عدی بھی تھا۔ امام حسینؓ بن علیؓ کے قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ حُر نے بڑھ کر کہا "میں تم کو گرفتار کر لوں گا یا کوفہ کی طرف لوٹا دوں گا"۔ آپ بولے "ایسا نہ ہونے پائے گا یہ میرے معین و مددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے ان سے کچھ بھی تعرض کیا تو ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی"۔ حُر خاموش ہو رہے۔ امام حسینؓ ابن علیؓ نے ان لوگوں سے دریافت کیا "تم اُن لوگوں کا اہل کوفہ کچھ حال بتلاؤ جن کو تم چھوڑ آئے ہو"؟ اُن میں سے مجمع بن عبداللہ العائذی نے عرض کیا "شرفاء کوفہ کی رشوت خوری بڑھ گئی ہے۔ دنیا کی طمع میں پڑے ہوئے ہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ایک زبان ہو بیٹھے ہیں۔ باقی رہے عوام الناس ان کے قلوب تمہاری طرف مائل ہیں لیکن ان کی تلواریں کل تم پر نیام سے باہر آئیں گی"۔ پھر اپنے قاصد قیس بن مسہر کا حال استفسار فرمایا۔ عرض کیا "مار ڈالے گئے"۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس کو آپ نہ روک سکے۔

طرماح بن عدی کا مشورہ اس کے بعد طرماح بن عدی نے کہا "آپ کے ہمراہ بہت کم آدمی ہیں اور یہ بزدل ہیں۔ صبح نہ ہونے پائے گی کہ کل کوفہ دریا کی طرح اُمنڈ آئے گا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ کسی محفوظ شہر میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو کوہ آجا میں ٹھہرائیں گے جو ہم کو ملوک غسان وحمیر ونعمان بن منذر اور کل سُرخ وسیاہ کے حملوں سے بچاتا ہے واللہ وہاں پر کسی قسم کی شکست یا نقصان نہیں پہنچے گا پھر وہاں سے ان لوگوں کی طرف دُعاۃ روانہ کرنا جو آجا و سلمیٰ میں طے والے مقیم ہیں خدا کی قسم دس روز بھی نہ گزرنے پائے گا کہ طے کے بے حد سوار و پیادہ آ کر جمع ہو جائیں گے اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے مقابلے پر آئے گا تو صرف طے کی بیس ہزار تلواریں نیام سے نکل پڑیں گی جو آپ کے روبرو دشمنوں سے لڑیں گی"۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو بہتر جزائے دے ہم میں اور اُن لوگوں میں کچھ ایسے امور حائل ہو گئے ہیں کہ جس سے ہم واپسی پر قادر نہیں ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ آئندہ ہم میں اور ان میں کیا واقعہ پیش آئے"۔

الغرض طرماح آپ سے رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ امام حسینؓ پھرتے پھراتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے۔ شام ہو گئی تھی قیام کر دیا۔ نماز صبح پڑھ کر جھٹ پٹ سوار ہو کر چلنے کا قصد کیا حُر نے پہنچ کر روکنا شروع کیا اسی روک ٹوک میں نینوا تک پہنچے جہاں پر آپ اُتر پڑے۔

کرب و بلا کی زمین ایک سانڈنی سوار نے آکر ابن زیاد کا خط حُر کو دیا جس میں لکھا ہوا تھا "میرے اس خط و قاصد کے پہنچتے ہی حسینؓ کو روک کر ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤ۔ جہاں نہ پانی ہو اور نہ کوئی محفوظ مقام ہو میں نے اس قاصد کو حکم دیدیا ہے کہ تا تعمیل وہ تم سے جدا نہ ہو گا" حُر نے خط پڑھ کر امام حسینؓ بن علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا "یہ خط امیر کا آیا ہے مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں آپ کو ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤں اور تا تعمیل حکم یہ قاصد مجھ سے علیحدہ نہ ہو گا لہٰذا آپ نینوا سے اٹھ کر ایسے میدان میں فروکش ہوں جہاں نہ سایہ ہو اور نہ پانی۔ آپ نے ارشاد کیا۔ "تم ہم کو اب زیادہ تکلیف نہ دو۔ نینوی ہی میں رہنے دو یا اجازت دو تو غاضریہ یا شفیہ میں جا کر ہم قیام کریں" حُر بولے "میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ابن زیاد نے مجھ پر ایک شخص کو اس امر کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے" زہیر بن القین نے عرض کیا واللہ اس کے بعد جو آئے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہو گا۔ اے ابن رسول اللہ صلعم اس وقت اس سے لڑ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے جو آئندہ آنے والا ہے" آپ بولے "ہم جنگ کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے" زہیر نے رائے دی آپ اس قریہ میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے وہ ایک محفوظ مقام لب دریائے فرات واقع ہے اگر وہ روکے گا تو ہم اس سے لڑ پڑیں گے اور اس سے جنگ کرنا آسان ہے اُس سے جو بعد اس کے آئے گا۔ آپؓ نے مقام کا نام دریافت فرمایا عرض کیا کربلا نام ہے۔ فرمایا "یہ زمین کرب و بلا کی ہے" یہ پنجشنبہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۲ تاریخ تھی۔

عمر بن سعد کی کربلا میں آمد اگلے دن کوفے میں چار ہزار کی فوج بسرافسری عمر بن سعد بن ابی وقاص آ پہنچی ابن زیاد نے عمر کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کو

ل روانگی کے وقت اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے اہل و عیال کا انتظام کر کے آپ کی امداد دوں گا چنانچہ حسب وعدہ واپس ہو کر آیا۔ عذیب میں پہنچا شہادت کا حال سن کر لوٹ گیا (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴)

ل عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۰۷

دلیمی کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ امام حسینؓ کا واقعہ پیش آگیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر امام حسینؓ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ عمر بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر نہیں جاتے ہو تو رے کی سند گورنری واپس کر دو۔ عمر بن سعد نے غور و فکر کرنے کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی اپنے دوستوں مشیروں سے مشورہ کیا سب نے امام حسینؓ بن علیؓ کے مقابلہ پر جانے کو منع کیا۔ رات بھر پڑا سوچتا رہا صبح کو ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا:

اأترك ملك الري والري رغبة	کیا میں ملک رے کو چھوڑ دوں اور ملک رے ہی کی مجھے خواہش ہے
ام ارجع مذموما بقتل حسين	یا حسینؓ کو قتل کر کے مذموم واپس آؤں لیکن ان کے قتل کرنے
وفي قتله النار التي ليس دونها	سے دوزخ میں جاؤں گا جس کا کوئی مانع نہیں ہے اور ملک
حجاب و ملك الري قرة عين	رے کی حکومت میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں امام حسینؓ کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ آپ شرفاء کوفہ میں سے فلاں فلاں اشخاص متعین فرمایئے۔ ابن زیاد نے جواب دیا "میں تمہارا مطیع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس امر پر مجبور کرتا ہوں۔ اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر نہ جانا چاہتے ہو تو میری سند گورنری واپس دو"۔ عمر بن سعد نے حکومت رے کی طمع میں پڑ کر حسینؓ کے مقابلے میں جانا منظور کر لیا چنانچہ اسی چار ہزار فوج کو لئے ہوئے آپ کے مقابلے پر جا پہنچا اور ایک قاصد بھیج کر آپ سے کوفے کی طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "مجھے اس شہر کے شرفاء و رؤساء نے طلب کیا تھا۔ پس اگر تم کو یہ ناگوار ہو تو میں واپس جانے پر آمادہ ہوں" عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔

ابن زیاد کا پانی بند کرنے کا حکم

ابن زیاد نے لکھا کہ حسینؓ سے یزید کی بیعت لو اگر وہ بیعت کر لیں تو جو مناسب ہوگا کیا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کریں تو بے تامل جنگ کرو اور ان کے ہمراہیوں پر پانی بند کر دو"۔ پس عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو بسر کردگی پانچ سو سواروں کے نہر فرات پر متعین کیا چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسینؓ کے درمیان

حائل ہو گئے (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے) جب آپ کے قافلے میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ شدت تشنگی سے بے چین ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علیؓ کو پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ ان کے ہمراہ بیس آدمی مشکیزے لئے ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی غرض سے تھے جب عباس ابن علیؓ مشکیزے بھر کر لوٹے تو دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد امام حسینؓ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے ملنا۔ عمر بن سعد حسب وعدہ آیا دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں آدمی لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آئے۔

مصالحت کی شرائط

دو چار بار ملاقات کرنے کے بعد عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا "بعد حمد و ثنا کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آتش فتنہ فرو کر دیا اور اختلاف رفع کر کے سب میں اتفاق پیدا کر دیا ہے۔ حسین نے یہ تین درخواستیں پیش کی ہیں (۱) وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس کر دیئے جائیں (۲) جس سرحد کی طرف ہم چاہیں ان کو بھیج دیں (۳) ہم ان کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں تاکہ ان کی بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضا مندی ہے۔" ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا میں اس کو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر و رعیت کا ناصح و مشفق ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کا اختلاف

شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا کیا تم اس درخواست کو قبول کر لو گے وہ (امام حسینؓ) تمہارے ملک میں آ گیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے واللہ اگر وہ یہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت و شوکت والا ہو جائے گا اور تم بمقابلہ اس کے ضعیف و ناتواں ہو گے میرے نزدیک مناسب ہے کہ تم اس کو اپنے حکم کے ماننے پر مجبور کرو پس اگر عدول حکمی کرے پر تم اس کو سزا دو گے تو تم کو اس کا حق حاصل ہے اور اگر درگذر کرو گے تو اس کا الزام تم پر آئے گا۔ واللہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام حسینؓ و عمر تمام رات دونوں لشکروں کے درمیان باتیں کرتے رہے ہیں۔

ابن زیاد کا تہدید آمیز خط

ابن زیاد اس دم پٹی میں آ گیا فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمر کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ امام حسینؓ اور اس کے ہمراہیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو اگر

وہ بیعت کریں تو صلح نامہ لکھکر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورت انکار جنگ کرو، پھر شمر سے مخاطب ہو کر بولا عمر بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل پر مستعد ہو تو فبہا تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول ہے۔ تم ان پر اور کل لشکر پر امیر ہو اس کے ساتھ ہی اُس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا مضمون خط جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا تھا یہ تھا "اما بعد میں نے تم کو حسینؓ کی طرف اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت و لعل میں وقت برباد کرو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسینؓ اور ان کے ہمراہی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلح نامہ لکھکر میرے پاس ان کو بھیج دو اور اگر انکار کریں تو حملہ کر دو یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مثلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور بعد قتل حسینؓ کے جسم و سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرانا وہ بڑا ظالم، جفاکار، خودسر، نافرمان ہے پس اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں و فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا قصد ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام"

ابن زیاد کی امان قبول کرنے سے انکار

یہ خط لکھتے وقت اتفاق سے عبداللہ بن ابی المحل بن حزام بیٹھے ہوئے تھے ان کی پھوپھی ام البنین بنت حزام امیر المومنین علیؓ کے عقد میں تھیں جن سے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان پیدا ہوئے تھے، ابن زیاد سے کہا ہمارے بھائیوں کے لئے امان نامہ لکھ دو چنانچہ ابن زیاد نے لکھ دیا جس کو عبداللہ بن ابی المحل نے اپنے ایک غلام کی معرفت بھیج دیا۔ عباس و عبداللہ وغیرہ پسران امیر المومنین علیؓ نے کہا ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے ابن سمیہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد شمر پہنچا، ابن زیاد کا خط دیکھکر ابن سعد نے کہا "افسوس! میں تو یہ سمجھا تھا کہ میری درخواست قبول کر لی گئی اور تو صلح کرنے کی اجازت لے کر آیا ہے"۔ شمر بولا "یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے آپ بتلاؤ اور کیا کرو گے"؟ جواب دیا مجبوراً تعمیل کروں گا۔ ۹ محرم یوم پنجشنبہ کو شمر اپنے لشکر سے نکل کر امام حسینؓ کے خیمہ کی طرف آیا عباس اور اس کے بھائیوں کو بلا کر کہا "اے میرے ہمشیرزادو! میں تم کو امان دیتا ہوں" اُن لوگوں نے جواب دیا "اللہ کی مار تجھ پر اور تیری امان پر۔ تو ہم کو تو امان دیتا ہے

اور رسول اللہ صلعم کے لواسے کو امان نہیں دیتا۔" شمر یہ جواب سن کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

ایک رات کی مہلت

عصر کے وقت عمر بن سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہو کر امام حسینؓ کی طرف چلا آپ اس وقت اپنے خیمے کے روبرو تلوار کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے عباس بن علیؓ نے عمر بن سعد کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا "بھائی! اٹھو مخالفین آپہنچے" آپ نے فرمایا "چلو ہم بھی سوار ہو کر چلتے ہیں" عباس بن علیؓ نے کہا "نہیں میں ہی جاؤں گا" امام حسینؓ نے اس رائے کو پسند فرما کر ارشاد کیا "بہتر ہے تم ہی جاؤ دریافت کرو کیوں آتے ہیں۔ غرض کیا ہے؟" غرض عباس مع بیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ آنے کی وجہ دریافت کی؛ عمر بن سعد نے لفظ بہ لفظ ابن زیاد کے خط کا مضمون بتلا دیا۔ عباس نے کہا "ٹھہرو عجلت نہ کرو۔ ابوعبداللہ حسینؓ کو اس خبر کی اطلاع کرتا ہوں" یہ کہکر عباس لوٹ کر امام حسینؓ کی خدمت میں آئے اور ان کے ہمراہی عمر بن سعد کے مقابلے پر کھڑے ہوئے اللہ جل شانہ کا ذکر کرتے رہے۔ امام حسینؓ نے عباس سے کہا "ابن سعد سے جا کر کہہ دو کہ ہم کو شب بھر کی مہلت دے تاکہ ہم استغفار و دعا کریں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کریں۔ صبح کو وہ ہوگا جو ہونے والا ہے"۔ عباس نے واپس ہو کر ابن سعد سے کہا "اس وقت تو تم لوگ واپس چلے جاؤ صبح تک کی ہم کو مہلت دو انشاء اللہ تعالیٰ کل جو مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ اطاعت کریں گے یا لڑیں گے"۔ عمر بن سعد نے شمر سے مشورہ کیا۔ شمر بولا "تم امیر ہو جو چاہو سو کرو"۔ عمر بن الحجاج زبیدی نے قطع کلام کر کے کہا "سبحان اللہ اگر حسینؓ اہل دیلم سے ہوتے اور یہ درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا"۔ قیس بن اشعث بن قیس بولا "منظور کر لو لیکن اپنی قسم وہ صبح کو تم سے ضرور لڑیں گے"۔ عمر بن سعد نے جھلا کر کہا "اگر مجھے یہ یقین ہو جاتا تو بھی ہم یہ وقت ٹال جاتے"۔ اس کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو رہے اور عمر بن سعد واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں چلا آیا۔

حضرت امام حسینؓ کا ہمراہیوں سے خطاب

اس کے بعد امام حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا۔ "میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں

کہ تو نے ہمارے جد کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم کو گوش و چشم و قلوب عنایت کیے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی پس ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امابعد میں اپنے ہمراہیوں سے زیادہ کسی کو باوفا سمجھتا ہوں اور نہ اُن سے کسی کو بہتر جانتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی زیادہ نیک اور نہ ان سے زیادہ کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے پس تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ دشمن مجھ سے ضرور لڑیں گے۔ میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جس طرف جی چاہے چلا جائے میرا کچھ حق اُس پر نہیں ہے لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے لے تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا۔ اور اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کی طرف متفرق و منتشر ہو کر چلے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچا لے کیونکہ شامی میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پا جائیں گے تو دوسروں کی جستجو نہ کریں گے"

ہمراہیوں کی ثابت قدمی

اس فقرہ کا تمام ہونا تھا کہ سب کے سب چلا اٹھے۔ آپ کے بھائی اور لڑکوں اور بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے لڑکوں نے رو کر کہا "ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہ جائیں اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو یہ دن نہ دکھائے"۔ امام حسینؓ نے فرمایا "اے بنی عقیل! بس بس مسلم کی شہادت کافی ہے تم لوگ جاؤ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دی"۔ بنی عقیل بولے "آپ سے علیحدہ ہو کر خلائق سے ہم کیا کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ اپنے سردار اپنے بہترین چچا کے لڑکے کو دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینکا اور نہ ان کے ساتھ ایک نیزہ مارا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی واللہ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے اللہ کی قسم ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم اپنے کو اور اپنے مال کو اور اپنے اہل کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ جہاں جائیں گے ہم بھی وہیں جائیں گے اللہ تعالیٰ اس عیش کو نہ دکھائے جو تمہارے بعد ہم کو ملے"۔ مسلم بن عوسجہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر ہم چلے جائیں؟ حالانکہ ہم آپ کے حق سے ادا نہیں ہوئے اللہ کی قسم ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے

تیز میروں کی نوک نہ چبھولیں گے! اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے قبضہ میں ہیں ان کی گرلوں کو تن ناپاک سے نہ جُدا کرلیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس کوئی آلۂ حرب نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہاں تک کہ میں اپنے آپ کو آپ پر فدا کر دیتا"۔ مسلم بن عوسجہ کی اس پرجوش تقریر سے سب کے دل بھر آئے اور بالاتفاق یہی کہنے لگے۔ آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دے کر رخصت کیا۔ خیمہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت زینب کو دلاسہ

شام کا وقت تھا طبیعت بھری ہوئی تھی دردناک اشعار پڑھنے لگے۔ آپ کی بہن زینب کے کان تک آواز پہنچی۔ صبر نہ ہو سکا گھبرا کر یہ کہتی ہوئی دوڑ پڑیں "ہائے افسوس! کاش آج کی زندگی کو میری موت فنا کر دیتی میری ماں فاطمہؓ مر گئیں میرے باپ علیؓ مجھ سے جدا ہو گئے میرا بھائی حسنؓ جاتا رہا۔ اے خلیفہ ماضی! اے سرپرست باقی"! آپ نے فرمایا۔ "بہن کیا کہہ رہی ہو! تمہارے صبر و تحمل کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم پر صابر و شاکر رہو اور یہ جان رکھو کہ کل رہنے والے زمین کے مر جائیں گے اور ساتھ ہی اس کے آسمان والے بھی باقی نہ رہیں گے اور بے شک سوائے اللہ تعالیٰ کے کل شے فنا ہونے والی ہے۔ میرا باپ مجھ سے بہتر تھا میری ماں مجھ سے افضل تھیں۔ میرا بھائی مجھ سے زیادہ نیکوکار تھا۔ مجھکو اور اُن کو اور کل مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔ وہ بھی اس دنیا سے اُٹھ گئے تو ہم کس شمار و حساب میں ہیں اے میری بہن میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو جامہ دری نہ کرنا۔ رونا پیٹنا نہیں بین نہ کرنا۔ نوحہ نہ پڑھنا۔ اے بہن یہی دن سب کو پیش آنے والا ہے صبر کرنا صبر۔ صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا"۔ زینب یہ سُن کر خاموش ہو گئیں آپ باہر تشریف لائے اور ہمراہیوں کو بلا کر فرمایا "خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر دو اور رسیاں ایک کی دوسرے سے ملا دو اور ان کے دائیں بائیں خندق کھود کر آگ روشن کرو اور کل جب لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے رو برو ہو کر لڑنا" ہمراہیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس اثناء میں رات ہو گئی تمام

شب آپ اور آپ کے ہمراہی نماز و استغفار پڑھتے دعائیں و الحاح وزاری کرتے رہے صبح ہوئی آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز صبح ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز پڑھ کر سوار ہوا یہ دن شنبہ یا جمعہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۱۰ تاریخ تھی۔

حسینی لشکر کی ترتیب

آپ کے ہمراہ ۳۲ سوار اور چالیس پیادے تھے زہیر بن القین کو میمنہ پر حبیب بن مظہر کو میسرہ پر مامور فرمایا اور علم اپنے بھائی عباس کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا اور ان کے اردگرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی گویا یہ آپ کے لشکر کا ساقہ تھا۔ عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر ہر حصہ اور قبیلہ پر جدا جدا افسر مقرر کئے اور پھر ان پر ایک بڑا سردار بطور ذمہ دار کے مقرر کیا۔ چنانچہ اہل مدینہ پر عبداللہ بن زہیر ازدی کو ربیعہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو مذحج و اسد پر عبدالرحمٰن بن سبرہ جعفی کو تمیم و ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کیا۔ پس ان سب نے قتل حسینؓ پر کمر باندھ لی مگر حر بن یزید ریاحی وقت جنگ امام حسینؓ کی طرف مائل ہو گئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی ماتحتی میں تھا اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن سواروں پر عروہ بن قیس احمسی پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی تمیمی اور علم اس کے غلام درید کے ہاتھ میں تھا۔

تاریخی خطبہ

امام حسینؓ نے عمر بن سعد اور اس کے ہمراہیوں کو مستعد جنگ دیکھ کر قطع حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی منگوائی۔ سوار ہو کر دو چار آدمیوں کو اپنے ہمراہیوں میں سے لے کر لشکر اعدا کی طرف تشریف لے گئے اور ایسی آواز بلند سے ان کو مخاطب کیا جس کو سب سن رہے تھے۔

ایھا الناس اسمعوا قولی ولا تعجلونی حتی اعظکم بما یجب لکم علی وحتی اعتذر الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری وصدقتم قولی و انصفتمونی کنتم بذلک اسعد	اے لوگو! تم میری بات سنو۔ عجلت نہ کرو تا آنکہ جہاں تک مجھ پر واجب ہے میں تم کو سمجھا لوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم سے نہ بیان کر لوں پس اگر تم میرے عذر کو قبول کرلو گے اور میری بات کی تصدیق کرو گے اور حق پسندی کرو گے تو تمہارا اس میں سعادت مندی ہے اور

ولم یکن لکم علی سبیل وان لم	تمھارا اس میں کوئی ہرج نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر
تقبلوا منی العذر فاجمعوا	قبول کرنا نہیں چاہتے تو تم لوگ جمع ہو اور اپنے
امرکم و شرکاءکم ثم	شرکاء کو یکجا کرو تاکہ تم پر کوئی امر مشتبہ نہ رہے
لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم	اس کے بعد میرے سامنے آؤ اور بے رو و
اقضوا الی ولا تنظرون إنَّ	رعایت دیکھو۔ بے شک میرا ولی اللہ ہے
ولی اللہ الذی انزل الکتاب	جس نے کتاب اتاری ہے اور صالحین کا
وھو یتولی الصالحین۔	ولی ہے۔

آپ کی بہن یہ آواز سن کر رو اٹھیں آپ نے اپنے بھائی عباس اور لڑکے علی کو ان کو چپ کرانے کو بھیجا جب وہ لوگ خاموش ہو گئیں تو آپ نے حمد و ثنا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعد ازاں پھر ان کو مخاطب کر کے ارشاد کیا۔

اما بعد فانسبونی فانظروا من	اما بعد۔ تم لوگ میرے نسب پر نظر کرو
انا ثم ارجعوا انفسکم	اور دیکھو کہ میں کون ہوں پھر اپنی طبیعتوں
فعاتبوھا وانظروا ھل یصلح	کی طرف رجوع کرو اور اس کو جھڑکو اور غور کرو
ویحل لکم قتلی وانتھاک حرمتی	کیا میرا قتل کرنا اور میری آبرو ریزی تمھیں روا اور
الست ابن بنت نبیکم وابن	جائز ہے؟ کیا میں تمھارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں اور
وصیہ وابن عمہ واول المومنین	اس کے وصی کا بیٹا اور اس کے چچا زاد بھائی اور افضل
باللہ والمصدق لرسولہ	ترین مومنین باللہ و تصدیق کنندہ رسول کا بیٹا نہیں ہوں
اولیس حمزۃ سید الشھداء عم ابی	کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے!
اولیس جعفر الشھید الطیار فی	کیا جعفر الشہید جو جنت میں اڑ رہے ہیں
الجنۃ عمی اولم یبلغکم قول	میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی ہے
مستفیض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے

وسلم قال واخي انما سيدا
شباب اهل الجنة وقرة عين
اهل السنة فان صدقتموني
بما اقول وهو الحق والله ما
تعمدت كذبا مذ علمت ان الله
يمقت عليه وان كذبتموني
فان فيكم من ان سالتموه عن
ذلك اخبركم سلوا جابر بن عبد الله
او ابا سعيد او سهل بن سعد
او زيد بن ارقم او انس يخبروكم
انهم سمعوه من رسول الله
صلى الله عليه وسلم اما في هذا
حاجز يحجزكم عن سفك دمي
فان كنتم في شك مما اقول
او تشكون في اني ابن بنت نبيكم
فوالله ما بين المشرق والمغرب
ابن بنت نبي غيري منكم
ولا من غيركم اخبروني اتطلبوني
بقتيل منكم قتلته او بمال
لكم استهلكته او بقصاص
من جراحة.

اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کہ تم
دونوں سردار جوانان جنت ہو اور اہل سنت کی آنکھ
کی ٹھنڈک ہو، پس جو میں نے تم سے کہا اس کی
تصدیق کرو اور یہی سچ ہے! بخدا میں جھوٹ کبھی
نہیں بولا۔ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ
تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اگر تم مجھے
جھوٹا جانتے ہو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں
جن سے یہ دریافت کروگے تو وہ تم کو اس سے
آگاہ کریں گے جابر بن عبداللہ، ابوسعید، سہل بن سعد
زید بن ارقم اور انس سے دریافت کرو وہ تم کو
بتلائیں گے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کیا تم میں کوئی شخص ایسا
نہیں ہے جو تم کو میری خونریزی سے روکے
پس اگر تم لوگ میرے کہنے پر مشکوک ہو یا میرے
نواسہ رسول ہونے پر شک کرتے ہو تو واللہ
مابین مشرق و مغرب میرے سوائے تمھارے
نبی کا تم میں اور نہ کسی غیر میں کوئی نواسہ نہیں ہے
اگر ہو تو بتلاؤ۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کو مار
ڈالا ہے جس کا عوض مجھ سے طلب کرتے ہو یا کسی
مال کو میں نے دبا لیا ہے جس کا معاوضہ مانگتے
ہو یا کسی قسم کا قصاص مانگتے ہو۔

کوفیوں سے اتمام حجت
یزید کے لشکریوں میں سے کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے شبث بن ربعی، حجاز بن ابجر، قیس بن الحرث کو نام بنام پکار کر فرمایا "الم تکتبوا الیّ فی القدوم علیکم" (کیا تم لوگوں نے مجھے طلبی کا خط نہیں لکھا) ان لوگوں نے لکھنے اور بلانے سے انکار کیا۔ آپ نے ارشاد کیا "بلٰی فعلتم۔ ایھا الناس اذکرھتمونی فدعونی انصرف الیٰ مامنی من الارض" (بے شک تم نے یہ کیا ہے۔ اے لوگو! تم کو مجھ سے نفرت ہے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤں)

قیس بن الاشعث بولا تم اپنے چچا کے لڑکے (یعنی ابن زیاد) کے حکم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے وہ تمہاری برائی کا خواہاں نہ ہوگا۔ آپ نے جواب دیا "کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا اوروں کا بھی خون بہا طلب کریں۔ اللہ کی قسم میں ذلیل وخوار ہو کر تمہارا مطیع نہ ہوں گا اور نہ میں غلاموں کی طرح مجبور ہو کر اس کی امارت کا اقرار کروں گا۔ اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمہارے رب سے امان کا خواستگار ہوتا ہوں اور ہر متکبر اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں" اس قدر فرما کر آپ نے اونٹنی بٹھلا دی اور اتر پڑے۔

زہیر اور شمر میں تلخ کلامی
زہیر بن القین میان صف میں کھڑے ہوئے تھے۔ گھوڑے کو مہمیز کیا باہر آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "اے اہل کوفہ! مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اس وقت تک ہم اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ نہ ہو لیں جب کہ ہم میں اور تم میں لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی۔ ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت میں امتحان وآزمائش کی غرض سے مبتلا کیا ہے۔ ہم تم کو ان (حسینؓ) کی مدد اور گمراہ ابن گمراہ عبید اللہ بن زیاد کے ذلیل کرنے کو بلاتے ہیں بے شک تم اس سے سوائے بدی کے اور کچھ نہ دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹے گا تمہارا مثلہ کرے گا تمہارے معزز

اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور اس کے ہمراہی اور ہانی بن عروہ جیسے کو قتل کر ڈالے گا" کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثنا و صفت کر کے کہا "واللہ جب تک ہم تجھے اور تیرے دوست (یعنی امام حسینؓ) اور اس کے ہمراہیوں سے نہ لڑیں گے یا اس کو گرفتار کر کے اپنے امیر عبید اللہ بن زیاد کے پاس نہ لے جائیں گے اس وقت تک یہاں سے نہ ٹلیں گے" زہیر نے کہا۔ "اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کی نسبت ابن فاطمہ امداد و محبت کا زیادہ مستحق ہے پس اگر تم اس کی مدد نہیں کر سکتے ہو تو اس کو اس کے ابن عم یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دو۔ اللہ کی قسم بغیر قتل حسینؓ کے بھی یزید تمھاری اطاعت سے راضی ہو جائے گا"۔ شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا "اللہ تیرا منہ بند کرے تو نے بک بک کر کے دماغ پریشان کر دیا"۔

زہیر: "اے کمینہ بدخصال! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا اللہ کی قسم تجھ کو کتاب اللہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الٰہی کی بشارت دیتا ہوں"۔

شمر: "اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب شربت مرگ پلائے گا!"

زہیر: "کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے اللہ کی قسم تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے حسینؓ کے ساتھ مرجانا بہتر ہے" یہ کہہ کر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بلند آواز سے کہا "اے اللہ کے بندو! تم اس کمینے بے دین کے دھوکے میں نہ آجانا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہ نصیب ہوگی جو آپؐ کے اہل بیت کا خون بہائے گا اور ان کے اعوان و انصار کو قتل کرے گا" زہیر کچھ اور بھی کہنے کو تھے کہ امام حسینؓ نے واپس بلا لیا۔

حُر بن یزید کی علیحدگی: جس وقت عمر بن سعد نے امام حسینؓ پر حملہ کرنے کا قصد کیا حُر بن یزید اُس کے پاس آئے۔ اس نے دریافت کیا اللہ تیرا بھلا کرے کیا تو حسینؓ سے لڑنے کو جاتا ہے"؟ عمر نے جواب دیا "اے واللہ اس کی لڑائی سے یہ آسان ہے کہ لوگوں کے سر کٹ کٹ کر گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں۔" تم مجھے یہ بتاؤ کہ اُس نے جو دو خواستیں پیش کی تھیں ان میں سے کس کو منظور کیا اور اُس کے منظور کرنے میں تمھیں کیا عذر ہے؟" عمر بن سعد نے کہا

"اللہ کی قسم اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو میں اس کو منظور کر لیتا لیکن تمھارا امیر حسینؓ کی ہر درخواست کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے" حُر یہ سن کر آہستہ آہستہ امام حسینؓ کی طرف چلے ایک شخص نے ان ہی کے قبیلہ میں سے جس کا نام مہاجر بن اوس تھا چلا کر کہا "واللہ مجھے تمھارا کام مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ تم کو میں نے کسی لڑائی میں اس طرح لرزاں چلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر کوئی شخص اہل کوفہ میں سے یہ فقرے تمھاری نسبت کہتا تو میں اس سے لڑ مرتا" حُر نے جواب دیا "میں اپنے کو جنت و دوزخ کے لئے تول رہا ہوں اور حق یہ ہے کہ میں جنت کے مقابلے میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ چاہے کوئی مجھے مار ڈالے یا جلا دے" یہ کہہ کر گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور چشم زدن میں امام حسینؓ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عرض کیا "اے ابن رسول اللہ صلعم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے میں وہی ہوں جس نے تم کو واپس ہونے سے روکا تھا۔ اور جو تم کو ایسے پھیر کر اس راہ پر لایا تھا اور جس نے شامتِ اعمال سے تم کو اس مقام پر لا کر ٹھہرایا تھا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ امید نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کریں گے اور آپ کی ایک بات بھی نہ سنیں گے۔ میں نے یہ رنگ دیکھ کر اپنے جی میں کہا چونکہ بعض باتوں میں ان کی میں اعانت کر چکا ہوں وہ مجھے آپ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنا مخالف نہ سمجھیں گے پس اگر اب بعض امر میں ان کے خلاف عمل کروں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ سے وہ نہ لڑیں گے تو میں ہرگز آپ کی خدمت میں نہ حاضر ہوتا۔ جو لغزش مجھ سے ہو چکی ہے اس سے تائب ہو کر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تاکہ آپ کی اعانت کروں یہاں تک کہ آپ کے روبرو میں جان بحق تسلیم کروں۔ کیا آپ کے نزدیک میری یہ توبہ مقبول ہوگی؟" آپ نے فرمایا "ہاں! اللہ تعالیٰ یہ توبہ قبول فرمائے گا اور تمھاری لغزشوں سے درگذر کرے گا"

حُر کا شامی لشکر سے خطاب

حُر نے یہ سن کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے لوگو! تم لوگ حسینؓ کی ان درخواستوں کو جن کو وہ پیش کرتے ہیں کیوں نہیں قبول کرتے اللہ تعالیٰ تم کو دارین میں فلاح عنایت کرے گا اور تم کو ان کی لڑائی اور قتل سے نجات دے گا" عمر بن سعد بولا "میں خود اس امر کا خواہاں تھا لیکن کیا کروں مجبور ہوں" اس کے

بعد حر نے لشکریوں کو مخاطب کیا اور کہا "اے اہل کوفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خود ان کو بلایا جب وہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ تم ان کی اعانت کرو اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑو تو تم ان کے قتل پر کمر بستہ ہو گئے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ تم نے اس غریب کو اس طرح پر روک رکھا ہے کہ کہیں وہ جا نہیں سکتے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے ان کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لیا ہے کسی ملجاء و مامن کی طرف جانے نہیں دیتے۔ نہ وہ کوئی نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کسی مضرت کے دفع کرنے پر قادر ہیں۔ تم نے ان کو آب فرات سے بھی روک دیا ہے جس سے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں۔ کتے، سور اور کل چرند و پرند اس کو پیتے ہیں کیا وہ (حسینؓ) اس قابل بھی نہیں ہیں؟ وہ اور اُن کے ہمراہی شدت تشنگی سے بیہوش ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں نے کیا اچھا برتاؤ رسول صلعم کے بعد ان کے اہل بیت کے ساتھ کیا۔ اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے توبہ نہ کرو گے اور محافظین کو دریائے فرات سے نہ ہٹالو گے تو اس روز جب کہ شدت تشنگی سے لوگ بے چین ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو بھی سیراب نہ کرے گا"۔ لشکریوں نے جواب دینے کی بجائے حر پر تیر برسائے وہ مجبور ہو کر لوٹے امام حسینؓ کے روبرو آکر کھڑے ہو گئے۔

آغاز جنگ اس کے بعد عمر بن سعد بڑھا۔ کمان سے تیر جوڑ کر امام حسینؓ کی طرف مار کر بولا "لوگو! گواہ رہنا سب سے پہلے میں ہی نے تیر چلایا ہے۔ یہ سن کر لشکریوں نے بھی ایک باڑھ تیر کا چلایا۔ پھر لشکر شام سے یسار (زیاد کا غلام) اور سالم (عبیداللہ کا غلام) نکل کر میدان میں آئے۔ مقابلے کے لئے للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ امام حسینؓ کی طرف سے عبداللہ بن عمیر کلبی میدان جنگ میں آئے (یہ کوفے سے مع اپنے بیوی کے آپ کی خدمت میں آئے تھے) یسار و سالم نے نام و نسب دریافت کیا۔ عبداللہ نے بتلایا۔ یسار و سالم بولے "ہم تم کو نہیں جانتے ہمارے مقابلے پر زہیر بن القین یا حبیب بن مطہر اور بریر بن حضیر جیسے لوگوں کو آنا چاہیے"۔ عبداللہ نے ترش رو ہو کر یسار سے کہا "اے حرامی بچے! تیرے مقابلے پر وہ لوگ آئیں گے؟ تو اس قابل نہیں ہے کہ تو ان کی تیر تیغ سے ہلاک کیا جائے۔ تیری روح و تن کے فیصلہ کرنے کو میری تلوار کافی

ہے تیسا رہے سُن کر منشا کی نیت سے آگے بڑھا۔ عبداللہ نے وار خالی دے کر تلوار چلائی۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں ایک دوسرے پر وار چلا کئے۔ سالم اپنے ہمراہی کو کمزور دیکھ کر عبداللہ کی طرف جھپٹا۔ عبداللہ نہایت تیزی سے یسار کا کام تمام کر کے سالم کی طرف مڑے۔ سالم نے وار پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ عبداللہ روکتے اور حملہ کا جواب بھی دیتے جاتے تھے بالآخر عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں لیکن انھوں نے لپک کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔

اُم وہب کا جذبہ جاں نثاری

ان کی بیوی اُم وہب ایک لکڑی لے کر کہتی ہوئی دوڑیں "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں رسول اللہ کے ناموس کے لئے لڑتے لڑتے اپنے کو تصدق کر دو" عبداللہ نے میدان جنگ میں آنے سے روکا اُم وہب نے واپس جانے سے انکار کر کے کہا "تمہارے ساتھ جب تک زندہ ہوں نہیں چھوڑوں گی" امام حسینؓ نے آواز بلند سے کہا "تم لوگوں نے اہل بیت رسالت کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی اللہ تعالیٰ تم کو بڑا نیک جزا دے گا۔ اے اُم وہب تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے لوٹ آ۔ عورتوں پر جہاد نہیں ہے" اُم وہب یہ سُن کر واپس آئیں عمرو بن الحجاج نے عمر بن سعد کے میمنہ کو للکار کر جنگ پر ابھارا۔ اہل میمنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو آڑے کر کے میدان کی طرف نکلے۔ امام حسینؓ کے ہمراہیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے جس سے عمرو بن الحجاج اور اُس کے ہمراہی آگے نہ بڑھ سکے اکثر ان میں سے لقمہ نہنگ اجل ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو کر لوٹے۔

ابن حوزہ کا انجام

ایک شخص ابن حوزہ نامی اس گروہ سے نکل کر افیکم الحسین افیکم الحسین (کیا تم میں حسینؓ ہیں؟ کیا تم میں حسینؓ ہیں) کہتا ہوا آیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا تیسری بار لوگوں نے کہا ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ "تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ ابن حوزہ بولا "اے حسینؓ میں تم کو آتش دوزخ کی بشارت دیتا ہوں" (معاذاً باللہ) آپ نے فرمایا "تو جھوٹا ہے۔ میں اپنے رب کریم و رحیم کے پاس جاتا ہوں۔ تو کون ہے"؟ جواب دیا میرا نام ابن حوزہ ہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں عرض کیا "اللھم حزہ الی النار" ابن حوزہ نے یہ سُن کر طیش سے گھوڑے کو

بڑھایا، اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا ابن حوزہ سنبھل نہ سکا ایک پاؤں رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ جوں جوں گھوڑا بھاگتا تھا اس کے سر کے پرخچے اڑتے جاتے تھے ایک ساعت میں لاش کا پتہ تک نہ چلا مسروق بن وائل حضرمی جو اس کے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ دیکھ کر کہتا ہوا لوٹا "میں اس خاندان سے نہ لڑوں گا ان کی بددعائیں بہت بڑا اثر ہے:"

ابن خُضیر کی شہادت

یزید بن معقل حلیف عبدالقیس جوش مردانگی میں آ کر للکارتا ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خُضیر کو بلا کر کہا "دیکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟" بریر نے جواب دیا "واللہ اس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے اور تیرے ساتھ بُرائی" یزید بولا "تو جھوٹ کہتا ہے! اس سے پیشتر تو جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اللہ کی قسم تو گمراہی میں پڑ گیا" ابن خُضیر نے کہا اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو آ۔ ہم اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار رکھیے" یزید سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تلوار کھینچ کر دوڑا فریقین میں کمال تیزی سے دو دو ہاتھ چل گئے۔ یزید بن معقل نے تلوار چھوڑ کر نیزے کا وار کیا بریر نے وار بچا کر تلوار چلائی جو خود پھاڑ کر سر میں تیر گئی۔ بریر تلوار کے نکالنے میں معروف تھے کہ رضی بن منقذ عبدی نے لپک کر وار کیا۔ ابن خضیر لپٹ پڑے تھوڑی دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی بالآخر ابن خضیر نے رضی کو مار لیا سینے پر چڑھ کر کمر سے خنجر نکالنے لگے اس اثنا میں کعب بن جابر ازدی نے پہنچ کر ابن خضیر کی پشت میں نیزہ مارا۔ ابن خضیر زخم کے صدمے سے بیتاب ہو کر اُٹھ آئے۔ کعب نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کیا جس سے ابن خضیر شہید ہو گئے اور رضی اپنی قبا جھاڑتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا "تف ہو تجھ پر! تو ابن فاطمہؓ کے خلاف لڑنے کو آیا پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ بریر سید القراء کو تو نے شہید کیا۔ جا تیرا رو سیاہ ہو! میں تجھ سے ہرگز نہ ملوں گی"

عمرو بن قرظہ کی شہادت

ابن خضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کا بھائی عمر بن سعد کے

ہمراہ تھا۔ اُس نے بآواز بلند کہا "یا حسینؓ کذاب ابن کذاب (عیاذاً باللہ) تونے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور اس درجہ اس کو تونے گرویدہ کر لیا تھا کہ وہ مارا گیا"۔ آپ نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ راہ راست کی رہنمائی کی۔ ہاں تو البتہ گمراہ ہو گیا"۔ عمرو بن قرظہ کا بھائی یہ سن کر طیش میں آیا اور یہ کہتا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مارے جو میں تجھ کو نہ ماروں یا تیرے پاس نہ مر جاؤں، آگے بڑھا۔ نافع بن ہلال مرادی نے لپک کر نیزہ چلایا جس سے وہ زخمی ہو کر گرا۔ نافع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچی لیکن اس کے ہمراہی یورش کر کے اٹھالے گئے اور وہ علاج معالجہ کر کے اچھا ہو گیا۔

شامی لشکر کی پست ہمتی

محمد بن یزید نے یہ حالت دیکھ کر امام حسینؓ سے اجازت طلب کی۔ میدان جنگ میں شیر غراں کی طرح ڈکارتے ہوئے پہنچے۔ ان کے مقابلے پہ یزید بن سفیان آیا حُر نے پہلے ہی وار میں اس کا وارا نیارا کر دیا۔ پھر نافع کے مقابلے پر مزاحم بن حریث آیا۔ دو دو ہاتھ بھی نہ چلنے پائے تھے کہ نافع نے مزاحم کو بھی ڈھیر کر دیا۔ شامی فوجیں اپنے جوانمردوں کے پیہم مارے جانے سے سہم گئیں۔ ہر شخص ان دونوں دلیروں کے مقابلے پر جانے سے جی چرا رہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا "اے لوگو! تمھارے مقابلے پر آدمی ہی ہیں یہ کچھ شیر نہیں ہیں کہ تم کو میدان جنگ میں جاتے ہی پھاڑ ڈالیں گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ باوجود اس کثرت کے ہمت ہارے جاتے ہو تمھارے مخالفین کی تعداد اس قدر کم ہے کہ اگر تم لوگ اُن پر ایک ایک کنکریاں بھی پھینکو تو اُن کے مرجانے کو کافی ہو۔ اے اہل کوفہ! اپنے امیر کی اطاعت کرو جماعت سے علیحدہ نہ ہو جو شخص دین سے باہر اور امام کے مخالف ہو گیا ہے اُس کے قتل کرنے میں کچھ شک و شبہ نہ کرو۔ دیکھو ایک ایک لڑنے کو میدان میں نہ جاؤ بلکہ سب کے سب جھرمٹ باندھ کر مجموعی قوت سے حملہ کرو"۔ عمر بن سعد نے اس رائے کو پسند کیا اور فرداً فرداً نکل کر لڑنے سے منع کر دیا۔ امام حسینؓ بولے "اے عمرو بن الحجاج کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے؟ ہم دین سے باہر ہو گئے ہیں یا تو؟ اللہ کی قسم اگر تمھاری روحیں قبض کر لی جائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مرتے جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا"۔ عمرو بن الحجاج نے بجائے جواب دینے

کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔

مسلم بن عوسجہ کی شہادت مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہوتی رہی آخر الامر یہ زخمی ہو کر گرے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں لوٹ کر آیا۔ امام حسینؓ مسلم کے پاس تشریف لائے۔ جس وقت وہ دم توڑ رہے تھے فرمایا "اے مسلم! اللہ تجھ پر رحم کرے جس کا وقت آ گیا ہے وہ تو جا رہا ہے اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا ہے تم اندیشہ نہ کرو ہم بھی عنقریب تم سے آ کر ملا چاہتے ہیں۔ حبیب بن مطہر قریب گئے۔ ارشاد کیا "میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں" مسلم نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں۔ حبیب بن مطہر بولے "امام حسینؓ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں" مسلم نے مسکرا کر جواب دیا "میں تم کو نیکی کی بشارت دیتا ہوں" حبیب نے مسلم کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ کر کہا "اے بھائی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں بھی زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کی خواہش کرتا لیکن میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ دو ہی چار ساعت کے بعد میں تم سے آ کر ملنے والا ہوں" مسلم نے کہا "تاہم میں تم کو ایسی وصیت کرتا ہوں جس کے تم سزاوار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسینؓ کا ساتھ نہ چھوڑنا اور جب تک بقید حیات رہنا ان بدبختوں بے دینوں سے لڑتے رہنا"۔

حسینی لشکر پر تیروں کی بارش مسلم تو اس قدر وصیت کر کے راہی ملک بقا ہوئے اور شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لے کر حملہ کیا۔ امام حسینؓ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے جی توڑ کر جواب دینے لگے۔ آپ کے ہمراہیوں میں اگرچہ صرف بتیس سوار تھے لیکن جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ جاتی تھی۔ لوگ تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے سواران کوفہ مقابلے پر جانے سے جی چراتے تھے۔ عزرہ بن قیس نے (جو سواران کوفہ کا سردار تھا) لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ ان معدودے چند نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے اگر جنگ کا یہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ مناسب ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجئے۔ عمر بن سعد نے شبث بن ربعی کو امام حسینؓ پر

تیر باری کا حکم دیا لیکن ثبت نے اس سے انکار کیا۔ تب حصین بن نمیر کو بہ ہمراہی پانچ سو تیر اندازوں کے لشکر امام پر تیر باری کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ حصین بن نمیر قریب پہنچ کر تیر برسانے لگا۔ تھوڑی دیر میں آپ کے سواروں کے کل گھوڑے زخمی ہو کر نکمے ہو گئے۔ اس وقت کل ہمراہی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے حُر کا بھی گھوڑا اسی واقعے میں مر گیا یہ بھی پیادہ لڑ رہے تھے۔

حسینی خیموں پر ناکام حملہ دو پہر تک لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری تھی اور لشکر شام کثرت کے باوجود ان لوگوں کے حملوں کا جواب نہ دے سکتا اور نہ ان کے قریب پہنچ کر حملہ آور ہو سکتا تھا عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف سے حملہ کرنے کو بھیجا آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف چار آدمی مخالفین کے روکنے پر مامور ہوئے۔ جو دستہ فوج سواروں یا پیادوں کا لشکر شام سے نکل کر خیمے کی طرف بڑھتا دکھائی دیتا تھا خیمہ تک پہنچنے کا کیا ذکر ہے راستے ہی میں ڈھیر ہو جاتا تھا۔ تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا "تم لوگ مجھ سے لڑتے ہو تو مجھ سے لڑو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے وہ غریب نکل کر نہ بھاگ سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتش زدگی کے باعث تم سے لڑ سکیں گے"۔ عمر بن سعد یہ سُن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسینؓ کے خیمے تک پہنچ کر کہنے لگا "مجھے دوزخ ہی میں جلنا نصیب ہو اگر میں اس خیمے کو نہ جلا دوں" عورتیں چلا کر نکل آئیں امام حسینؓ نے ڈانٹ کر کہا "اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمے کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں" شمر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے بھی اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بدبختی کی وجہ سے نہیں مانتا تھا۔ برابر خیمے کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھا جاتا تھا۔ زہیر بن القین نے دس آدمیوں کو ہمراہیان امام سے علیحدہ کر کے شمر اور اُس کی رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ابو عزہ ضبابی (جو اس کے ہمراہیوں میں تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا۔

حبیب بن مطہر کی شہادت چونکہ لشکر شام کی تعداد زیادہ تھی کثرت کی وجہ سے دو، چار یا پانچ

دس ہیں کا مارا جانا محسوس نہ ہوتا تھا اور امام حسینؓ کی طرف بوجہ قلت جماعت ایک دو آدمیوں کے بھی کام آجانے کا احساس ہو جاتا تھا۔ لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ ابو ثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ سے زیادہ قریب ہو گئے ہیں اللہ کی قسم آپ پر کوئی صدمہ نہ آنے پائے گا جب تک میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤں گا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم اس وقت ملیں جب کہ ہم نماز پڑھ لیں" آپ نے دعا دے کر ارشاد کیا "ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں سے کہو کہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ کو ملتوی کر دیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں" ابو ثمامہ یا کسی اور ہمراہی نے یہ درخواست پیش کی حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہ کی جائے گی" حبیب بن مطہر نے جواب دیا "کیوں سگ دنیا تیرا یہ خیال ہے کہ تیری نماز تو قبول ہو گی اور آل رسول اللہ صلعم کی قبول نہیں ہو گی" حصین بن نمیر نے طیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا حبیب نے لپک کر تلوار چلائی۔ حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی گھوڑا الٹ گیا۔ حصین منہ کے بل زمین پر گر پڑا اس کے ہمراہیوں نے دوڑ کر اٹھا لیا۔ حبیب نہایت مردانگی اور دلیری سے لڑنے لگے۔ بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن صریم نامی جنگجو کو قتل کیا ایک دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ چلایا۔ حبیب جوں ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب تیورا کر گر پڑے تمیمی نے اتر کر سر اتار لیا۔

حُر بن یزید کی شہادت

حبیب کے قتل ہونے سے امام حسینؓ کو سخت صدمہ ہوا بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے پر تیار ہوئے حُر و زہیر نے بڑھ کر کہا "ہم آپ پر سینہ سپر ہو کر فدا ہونے کو موجود ہیں ہمارے ہوتے ہوئے آپ میدانِ جنگ میں نہ جائیے" امام حسینؓ یہ سن کر رک گئے اور حُر و زہیر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے فریق مخالف میں چھپ جاتا تھا تو دوسرا اس سختی و تیزی سے حملہ کر دیتا کہ اس کو مخالفین کے نرغے سے نکال لاتا تھا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح پر رہا بہت سے آدمیوں کا چشم زدن میں وارا نیارا ہو گیا۔ عمر بن سعد نے للکارا پیادوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حُر بن

یزید کو شہید اور ابو ثمامہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو جو شامی لشکر میں تھا قتل کر ڈالا۔

نافع بن ہلال کی شہادت

اس کے بعد امام حسینؓ مع اپنے ہمراہیوں کے صلوٰۃ الخوف پڑھ کر لڑنے لگے۔ مخالفین چاروں طرف سے تیر باری کر رہے اور آپ کے ہمراہی اپنی اپنی جان بازی دکھا رہے تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے بلا خیال پس وپیش لشکر شام میں گھستے چلے گئے۔ کثیر بن عبید اللہ شعبی اور مہاجر بن اوس آنکھیں بچا کر دفعتہ زہیر پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر ڈالا۔ نافع بن ہلال جملی تیر کے پھلوں کو زہر سے بجھا کر لائے تھے اور ہر ایک پر اپنا نام لکھا ہوا تھا۔ مجروحین کے سوا بارہ آدمیوں کو مارا بالآخر لڑتے لڑتے صدمۂ زخم سے ان کا بازو ٹوٹ گیا گرفتار کر لئے گئے۔ شمر ذی الجوشن پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا، چہرے سے خون کے فوارے جاری تھے۔ عمر بن سعد دیکھ کر مسکرایا۔ نافع بولے "میں نے زخمیوں کے علاوہ تم میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ کو ہرگز گرفتار نہ کر سکتے" شمر نے قتل کی غرض سے تلوار کھینچی نافع نے کہا "اللہ کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھ کو یہ شاق ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہمارے خون کے ساتھ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری موت بدترین خلائق کے ہاتھ پر لکھی ہے" یہ سن کر وہ جھلا اٹھا اور ایک وار سے نافع کا کام تمام کر دیا۔

پسران عزرہ غفاری کی شہادت

اس کے بعد شمر نے امام حسینؓ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ بوجہ کثرت نہ تو اُن کے شر سے امام حسینؓ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے کو۔ تو آپس میں یہ مشورہ کیا کہ امام حسینؓ کے روبرو لڑ کر مرجانا چاہئے چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران عزرہ غفاری آتے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے۔ لڑے اور داد مردانگی پا کر شہید ہو گئے۔

سیف و مالک کی شہادت

بعد ازاں سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع (یہ دونوں چچا زاد اور اخیافی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، آپ نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ مجھے اُمید ہے کہ عنقریب تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی"

(یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف و مالک نے عرض کیا "ہم اپنے لئے نہیں روتے ہیں بلکہ ہم کو اس پر رونا آتا ہے کہ ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو نہیں بچا سکتے "آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں بھائی رخصت ہو کر شیر غراں کی طرح میدان جنگ میں ڈکارتے ہوئے جا پہنچے اور لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر ڈالا۔ اس کے بعد حنظلہ بن اسعد شیبانی میاں صف سے نکل کر امام حسینؓ کے روبرو آ کر کھڑے ہوئے اور لشکر شام کو مخاطب کرکے بولے

یا قوم انی اخاف علیکم یوم الاحزاب	اے لوگو مجھے خوف ہے کہ تم پر یوم احزاب
مثل داب قوم نوح وعاد وثمود	کی طرح عذاب نہ آئے جیسے قوم نوح و عاد و ثمود پر آیا
والذین من بعدهم وما الله یرید	اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے اور اللہ بندوں
ظلما للعباد یا قوم انی اخاف علیکم	پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے لوگو! مجھے روز قیامت
یوم التناد یوم تولون مدبرین مالکم	کا خوف ہے جس دن کہ تم مقابلہ نہ کر سکو گے اللہ کا۔
من الله عاصم ومن یضلل الله فماله	تم کو اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہے اور جس
من هاد یا قوم لا تقتلوا الحسین	شخص کو اللہ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اے لوگو
فیسحتکم الله بعذاب وقد خاب	تم حسینؓ کو قتل نہ کرو اللہ تعالیٰ عذاب سے تمہاری بیخ کنی
من افتری۔	کر دے گا اور جو شخص اللہ پر افترا کرے گا وہ خائب ہو گا۔

لشکر شام میں سے کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ امام حسینؓ بولے "اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے یہ لوگ عذاب کے مستحق اسی وقت ہو چکے تھے جبکہ میں نے ان کو حق کی طرف بلایا اور یہ لوگ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اب کیوں یہ کلمۂ حق پر عمل کریں گے جب کہ تمہارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکے ہیں"۔ حنظلہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر درود پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں جا پہنچے دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کر دی۔ بالآخر وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

عابس و شوذب کی شہادت

عابس بن ابی شبیب شاکری مع اپنے خادم شوذب کے حاضر ہوتے۔ سلام کیا اور اجازت حاصل کرکے میدان میں گئے شوذب

نوجانے کے ساتھ ہی شہید ہو گئے باقی رہے عابس۔ انھوں نے للکارا "جسے دعوائے مردانگی ہو میرے مقابلے پر آئے" لشکرِ شام میں سے کسی کی مقابلے پر جانے کی ہمت نہ ہوئی، ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ عمر بن سعد نے کہا "اے پست ہمتو اگر اس کے مقابلے پر نہیں جا سکتے ہو تو اس کو چاروں طرف تیر و پتھر سے مارو" عابس نے جنگ کا یہ نرالا رنگ دیکھ کر تلوار کھینچ لی اور کمال تیزی سے برق کی طرح آنِ واحد میں مخالفین پر جا پڑے اور ان کو مار کر پسپا کر دیا۔ پھر مخالفین نے چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر لیا اور تیر و نیزوں سے شہید کر ڈالا۔

اعوان و انصار کی شہادت

سب سے پہلے آپ کے ہمراہیوں میں سے جو میدانِ جنگ میں لڑے اور شہید کئے گئے وہ ابو الشعثا کندی یعنی یزید بن ابی زیاد ہیں۔ یہ عمر بن سعد کے ہمراہیوں میں سے تھے جب ان لوگوں نے امام حسینؓ کی درخواست صلح نامنظور کی تو یہ اُن سے علیحدہ ہو کر آپ سے آملے تھے اور اجازت حاصل کر کے جاں نثاری کی۔ انھوں نے دشمنوں کو ایک سو تیر مارے جن میں سے پانچ نے بھی خطا نہ کی، ہر بار امام حسینؓ فرماتے جاتے تھے "اے اللہ اس کے بازوؤں میں قوت عطا فرما اور اس کے ثواب میں جنت عنایت کر" اور سب سے آخر میں جو آپ کے ہمراہیوں میں سے باقی رہے وہ سوید بن ابی المطاع خثعمی تھے۔

علی اکبر کی شہادت

غرض جب کل اعوان و انصار شہید ہو گئے تو علی الاکبر بن حسین اپنے بزرگ باپ سے اجازت لے کر میدانِ جنگ کی طرف آئے اور سب سے پہلے آلِ بنی ابی طالب میں سے اس معرکے میں یہی شہید کئے گئے ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھا۔ انھوں نے بھی شیروں کی طرح کمال مردانگی سے دو چار حملے پیہم کئے اور مخالفین کو اپنے پرزور حملوں سے بار بار منتشر کر دیا لیکن ٹڈی دل کے مقابلے میں تن تنہا کا کیا ہو سکتا ہے بالآخر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے نیزہ مارا وہ چکر کھا کر گرے لوگوں نے دوڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عون و عبد الرحمٰن اور جعفر کی شہادت

امام حسینؓ مع اپنے لڑکوں کے تشریف لے گئے اور علی اکبر کی نعش کو اٹھا کر اس خیمے کے آگے رکھا جس کے سامنے

لڑائی ہو رہی تھی۔ اس کے بعد عمرو بن صبیح صیدائی نے عبداللہ بن مسلم پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے اٹھنے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لوگوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے عبدالرحمن بن عقیل بن ابی طالب کو اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے جعفر بن عقیل کو شہید کیا۔

قاسم بن الحسن کی شہادت

بعد ازاں قاسم بن الحسن بن علی تلوار کھینچ کر نکل پڑے عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار تول کر ایسا وار کیا کہ قاسم یا عماہ (اے چچا) کہہ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؓ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اُس نے ہاتھ پر روکا۔ کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا سواران کوفہ اس کے بچانے کو دوڑ پڑے گرد و غبار میں کچھ سجھائی نہ دیا خود انہیں کے گھوڑوں نے اُس کو روند ڈالا۔ امام حسینؓ قاسم کے سرہانے کھڑے ہوتے فرمایا "کیا بری وہ قوم ہے جس نے تجھ کو قتل کیا ہے کل روز قیامت تمہارا معاملہ احکم الحاکمین کے روبرو پیش کیا جائے گا" پھر فرمایا "کیا برا وقت تمہارے چچا پر آیا ہے کہ تم اس کو مدد کے لئے بلاتے ہو تو وہ کچھ مدد نہیں پہنچا سکتا اور اگر مدد پہنچا سکتا ہے تو اس سے کوئی نفع نہیں ہے اللہ کی قسم یہ دن ایسا آیا ہے کہ تمہارے چچا کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین و مددگار کم" اس اثناء میں قاسم نے جاں بحق تسلیم کیا آپ ان کو اپنے پیٹھ پر اٹھا لائے اور قاسم کی نعش کو علی اور ان لوگوں کی لاش کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت سے شہید ہو چکے تھے۔

عبداللہ بن حسینؓ کی شہادت

اس واقعے کے بعد تھوڑی دیر سب کے سب سکوت کے عالم میں کھڑے رہے امام حسینؓ بھی خاموشی کے ساتھ ٹہلتے رہے کوئی آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص بنی کندہ کا مالک بن نسیر نامی نے پہنچ کر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر خفیف سا زخم پڑا خود میں خون بھر گیا آپ نے اُتار کر پھینک دیا اور مالک نے لپک کر اٹھا لیا پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھایا پیار کرنے لگے۔ بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں ترازو ہو گیا آپ نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا "اے رب اگر تو نے ہم سے مدد کو روک

لیا ہو تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالموں سے انتقام لے۔"

ابوبکر بن حسینؓ کی شہادت یہ کلمات زبان سے تمام ہونے نہ پاتے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہوگئی عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسینؓ بن علیؓ پر تیر چلایا آپ شہید ہو گئے۔ عباس ابن علیؓ نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ میدان لو اللہ اور رسولؐ کے مخالفین ہمارے قتل پر تل گئے ہیں چنانچہ ان بزرگوں نے لبیک کہکر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ داد مردانگی دی۔ جی کھول کھول کر لڑنے لگے۔ ہانی بن ثبت حضرمی نے عبداللہ بن علی پر بعد ازاں جعفر بن علی پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر وار کیا۔ آپ وار خالی دے کر جوں ہی اس پر حملہ کرنا ہی چاہتے تھے کہ بنی ابان بن دارم سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا عثمان بن علیؓ زمین پر گر پڑے اس نے سینے پر چڑھ کر سر اُتار لیا پھر اسی قبیلے کے ایک دوسرے شخص نے محمد بن علیؓ بن ابی طالب پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور سر اُتار لیا۔

حضرت امام حسینؓ پر یلغار اس اثناء میں امام حسینؓ شدت تشنگی سے بے قرار ہو کر لڑتے بھڑتے فرات کی طرف بڑھے قریب تھا کہ پہنچ کر آپ فرات سے اپنے خشک حلق کو تر کرتے ناگاہ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا آپ نے تیر نکال کر پھینک دیا ہاتھ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے "اے اللہ میں تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسے کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اے اللہ تو ان کی زیادتیوں کو دیکھ۔" پھر شمر بن ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لے کر امام حسینؓ کے خیمے کی طرف بڑھا آپ نے فرات کی طرف مڑ کر اُن کو روکا اور یہ فرمایا "تف ہو تجھ پر اگر تجھ میں دین داری نہیں ہے اور نہ آخرت سے ڈرتا ہے تو شرافت کیوں چھوڑتا ہے اپنے لشکریوں کو روک اور ہمارے اہل و عیال کو اُن کی بیہودگیوں سے بچا۔ جب کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ اُدھر سے تلوار کھینچ کر جھپٹے دوسری طرف شمر نے اپنے پیادوں کو جس میں عبدالرحمٰن جعفی، قشم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب یزنی، سنان بن انس نخعی، خولی بن یزید اصبحی وغیرہ تھے للکارا سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن آپ جس طرف رُخ کرتے تھے جی چُرا چُرا کر لوگ ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ

کھڑے ہوتے تھے اور پھر جھرمٹ باندھ کر ہر طرف سے گھیر کر دائیں بائیں آگے پیچھے سے مجموعی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے۔ اس اثنار میں جنگ کا دور شور سن کر خیمہ سے زینب بنت علی نکل آئیں چلا کر بولیں "کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا" اتفاق سے عمر بن سعد کا سامنا ہو گیا فرمایا کیوں ابن سعد؟ ابو عبداللہ حسین اس بیکسی سے مارے جائیں اور تم دیکھتے رہو" عمر بن سعد کا دل اس فقرہ سے بھر آیا آنکھیں پر نم ہو گئیں۔ آنسو نہ رک سکے ڈاڑھی پر چند قطرے گرے مجبور ہو کر زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

امام حسینؓ کا انتباہ

امام حسینؓ کمال سرگرمی سے لڑ رہے تھے۔ شیروں کی طرح سواروں پر جھپٹتے تھے اور پیادوں کی صفوں کو اپنے پرزور حملوں سے الٹ پلٹ دیتے تھے اور بار بار یہ فرماتے جاتے تھے "کیا تم لوگ میرے ہی قتل کے لئے جمع ہوئے ہو اللہ کی قسم میرے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا مجھے پوری امید ہے میرے قتل سے تم کو خوشی حاصل نہ ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا ایسا بدلہ لے گا کہ تم کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔ واللہ اگر تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے تو تم میں خون ریزی کا دروازہ کھل جائے گا اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کرے گا۔ تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو۔ دیکھو میں بے گناہ ہوں میرا قتل کرنا تم کو روا نہیں ہے" کوئی شخص اس کا کچھ جواب نہ دیتا تھا اور آپ ان کے حملوں سے اپنے کو بچاتے ہوئے میدان جنگ میں داد مردانگی دے رہے تھے اور تقریباً کل لشکری آپ کے قتل کرنے سے جی چراتے تھے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو شہید کرے۔

شہادت حسینؓ

شمر لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر چلا کر بولا "تمہاری مائیں مر جائیں تم لوگ ایک پیادے کو نہیں مار سکتے۔ تف ہے تمہاری مردانگی پر۔ اگر تم لوگ ایک ایک کنکری پھینکو تو حسینؓ دب کر مر جائیں یہ لبسلانہ حرکت کر رہے ہیں۔ ان میں کچھ دم باقی نہیں ہے۔ بڑھو بڑھو اپنے نام و خاندان کو رسوا نہ کرو" لشکریوں کے دل میں اس پر جوش تقریر سے ناحق کوشی کا ایک ناجائز جوش بھر گیا۔ شمشیر بکف ہو کر پیادوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور سواروں نے تیر

برسانے شروع کر دیئے زرعہ بن شریک تمیمی نے لپک کر آپ کے بائیں بازو پر پھر کندھے پر تلوار چلائی صدمۂ زخم سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے کھینچ کر نیزہ مارا آپ زمین پر گر پڑے خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے قصد سے بڑھا تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا سنان بن انس خولی کو جھڑک کر اُترا اور سر مبارک تن شریف سے جدا کر کے خولی کے حوالے کر دیا قمیص بحر بن کعب نے پیٹی قیس بن الاشعث نے نعلین (جوتیاں) اسود اودی نے لیں اور تلوار بنی دارم کے ایک شخص نے لی (یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ یوم جمعہ کا ہے)

شہدائے کربلا کی تجہیز و تکفین آپ کے شہید ہونے کے بعد دشمنوں کا لشکر مال و اسباب کے لوٹنے کی طرف متوجہ ہوا اونٹ، اسباب، فرش فروش، یہاں تک کہ عورتوں کی چادریں لوٹ لیں آپ کے بدن پر علاوہ تیروں کے زخم کے تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس زخم تلوار کے پڑے تھے شمر بن ذی الجوشن نے علی بن الحسین (زین العابدین) کے قتل کا قصد کیا حمید بن مسلم نے روک کر کہا "سبحان اللہ کیا تم لڑکوں کو قتل کرنا چاہتے ہو" شمر یہ سن کر رُک گیا۔ زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لئے گئے۔ اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپ کی نعش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمعان آپ کی بیوی رباب بنت امرء القیس کلبیہ کے آزاد غلام اور مرقع بن ثمامہ اسدی جاں بر ہوئے اور باقی بہتر آدمی آپ کے ہمراہیوں میں سے اور علاوہ مجروحین کے اٹھاسی آدمی لشکر شام کے کام آئے۔ عمر بن سعد نے اپنے مقتولوں کو جمع کرا کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے راہی کوفہ ہوا۔ دوسرے دن بنو اسد غاضریہ سے آئے اور انھوں نے امام حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کو دفن کیا۔

حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک امام حسینؓ کا سر مبارک مع آپ کے ہمراہیوں کے خولی بن یزید

---

[1] بعد شہادت امام حسینؓ عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا انھوں نے کہا "میں ایک غلام ہوں" عمر بن سعد نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔ مرقع بن ثمامہ یوں جاں بر ہوئے کہ اثنائے جنگ میں اُن کے بدن پر کئی پھل تیر کے چبھ گئے تھے بایں ہمہ یہ لڑ رہے تھے جب ان کی قوم کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آ کر بہ اجازت عمر بن سعد اٹھا لے گئی معالجہ کیا گیا بعد چندے اچھے ہو گئے

و حمید بن مسلم ازدی کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا۔ رات ہو گئی تھی۔ قصر امارت کا دروازہ بند ہو گیا۔ مجبور ہو کر خولی سر مبارک لئے ہوئے واپس آیا صبح ہوتے ہی ابن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوا بعض کا یہ خیال ہے کہ شمر، قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس سر لے کر گئے تھے۔ بہرکیف ابن زیاد نے دربار عام کیا۔ شہداء کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک بید کی چھڑی تھی بار بار دندان امام پر مار رہا تھا۔ زید بن الارقم سے ضبط نہ ہو سکا چلا کر بولے "اے ابن زیاد اس چھڑی کو ان دانتوں پر نہ مار۔ واللہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک ان دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے"۔ ابن زیاد نے کہا "اللہ تجھے ہمیشہ رلائے اگر تو بڈھا فاتر العقل نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن مارنے کا حکم دیتا" زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے باہر آئے۔ "اے گروہ عرب تم لوگ سخت نالائق ہو کہ ابن فاطمہ کو شہید کر کے ابن مرجانہ کو اپنا حاکم بنایا جو خیار و صلحاء امت کو قتل کرتا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی کا خلعت دیتا ہے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے۔ تف ہو اُن پر جو اس ذلت و رسوائی پر راضی ہوئے ہوں"!

اسیرانِ کربلا

اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت امام کو جس میں علی ابن حسینؓ بھی تھے پابہ زنجیر لئے ہوئے آ پہنچا۔ ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علی) کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا "یہ کون ہے" چوتھی مرتبہ کسی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا "اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے تم کو رسوا اور ذلیل کیا اور جھوٹے کو اس کے کذب کی سزا دی"۔ زینب نے جواب دیا "اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے ہم کو رسول اللہ صلعم کی ذات مبارک سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی شان میں آیہ تطہیر نازل فرمائی یہ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی ذلت و رسوائی کا کوئی اعتبار نہیں ہے آخرت میں فاسق و فاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے گا اور ہم کو سرفراز و ممتاز"۔ ابن زیاد بولا "کیا خوب کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی کس کو ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے خواہی نہ

ہوتے ؟" زینب یہ سن کر رو پڑیں۔

حضرت زین العابدینؒ

ابن زیاد نے علی ابن حسینؒ کی طرف متوجہ ہو کر نام دریافت کیا جواب دیا "علی ابن حسین" ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا "کیا اللہ تعالیٰ نے علیؓ بن حسینؓ کو نہیں مارا ہے"؟ آپ یہ سن کر خاموش رہے پھر ابن زیاد نے کہا تم کیوں جواب نہیں دیتے؟ ارشاد کیا "میرا ایک بھائی علی نامی تھا اس کو لوگوں نے شہید کر ڈالا ہے" ابن زیاد ہنس کر بولا "ہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا ہے" آپ خاموش ہو رہے پھر ابن زیاد نے کہا تم کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم کچھ نہیں بولتے "آپ نے فرمایا" اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ" ابن زیاد نے کہا "واللہ تو بھی ان ہی میں سے ہے" پھر آپ نے ایک مصاحب سے کہا "دیکھو شاید یہ بالغ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو میں ابھی اس سے سمجھ لیتا ہوں" مری ابن معاذ نے دیکھ کر کہا "ہاں یہ بالغ ہو گیا ہے" ابن زیاد بولا "اس کی بھی گردن ماردو" آپ نے فرمایا "میرے بعد کون ان عورتوں کی کفالت کرے گا؟" زینب رو کر لپٹ گئیں اور ابن زیاد سے خطاب کر کے کہا "اے ابن زیاد کیا تیرا جی ابھی ہماری خون ریزی سے نہیں بھرا؟ کیا تو ہم میں ایک مرد کو بھی زندہ نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے اگر تو مومن ہے یہ کہتی ہوں کہ اگر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دے" پھر آپ نے ارشاد کیا "اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں میں اور تجھ میں کوئی قرابت ہو تو کسی مرد متقی باخدا کو ان کے ہمراہ کر دینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے" ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا "مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے واللہ اگر میں اس کو (امام زین العابدینؒ کی طرف اشارہ کر کے) قتل کرتا تو اس کو بھی (زینب کی طرف اشارہ کر کے) قتل کر ڈالتا اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کے لئے چھوڑ دو"

عبداللہ بن عفیف کا قتل

اس کے بعد منادی نے "الصلوٰۃ جامعۃ" کی ندا دی لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔

اثنا خطبہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کو سخت کہا عبد اللہ[1] بن عفیف ازدی والبی سے ضبط نہ ہو سکا بول اٹھے "اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ ہے اور جس نے تجھے امیر بنایا ہے۔ اللہ کی مار تجھ پر ہو نبیؐ کے نواسوں کو قتل کر کے صدیقین اور صلحا جیسی باتیں کرتا ہے"۔ ابن زیاد نے کہا "علیّ بہ" (اس کو میرے پاس گرفتار کر کے لاؤ) لوگوں نے عبد اللہ کو گرفتار کر لیا عبد اللہ "یا مبرور یا مبرور" چلا اٹھے ازد کے چند لوگوں نے پہنچ کر چھڑا دیا۔ پھر ابن زیاد نے ان کو بذریعہ پولیس گرفتار کرا کے مسجد میں سولی دے دی۔

اسیرانِ کربلا کی روانگی شام

امام حسینؓ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کے اگلے دن مع ان کے ہمراہیوں کے سروں کے زحر بن قیس کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا تھا ان دونوں میں سے جو رہے ہوں ان کے ہمراہ ایک دستہ فوج کا بھی تھا۔ عورتیں اونٹوں پر بغیر محمل کے سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدینؓ کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈال دی گئی آپ نہ تو ہتھکڑی بیڑی اور طوق پہناتے ہوئے کچھ بولے اور نہ اثناء راہ میں کچھ ان لوگوں سے ہم کلام ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچ گئے۔

زحر بن قیس

زحر بن قیس یزید کے پاس گیا دریافت کیا حال کیا ہے؟ جواب دیا "میں امیر المومنین کو فتح و نصرت کی بشارت دینے آیا ہوں حسینؓ بن علیؓ مع اٹھارہ افراد اہل بیت اور ساٹھ آدمی اپنے معاونین و انصار کے وارد کوفہ ہوئے ہم لوگ یہ سن کر جلو گیری کے خیال سے ان کی طرف گئے اور یہ دو امر کہ امیر المومنین کی بیعت کریں یا برسر جنگ آئیں پیش کیا۔ انہوں نے دوسری شق اختیار کی اور ہم لوگ بھی مستعد بجنگ ہو گئے۔ چنانچہ آفتاب کے بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا پس جب چمکتی ہوئی تلواروں اور نوک دار نیزوں نے ان کو اپنے محاصرے میں لے لیا تو جان بچا بچا کر گڑھوں اور ٹیلوں اور درختوں کی طرف بھاگنے لگے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا

[1] ان کی ایک آنکھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ جاتی رہی تھی صبح سے تا وقت عشا مسجد میں رہتے تھے۔

ہے۔ واللہ ان کے اس بھاگنے سے انھیں کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ تیز تلواروں نے ان کو فرش زمین پر موت کی نیند سلا دیا۔ ان کی لاشیں گور و کفن اسی میدان میں پڑی ہوئی ہیں جن کے جسموں پر تو کوئی کپڑا ہے اور نہ کوئی سایہ۔ اگر سایہ ہے تو آفتاب کا ہے اور کپڑا ہے تو ریگ کا، بیابان کی تیز و تند ہوائیں ان کو پلٹ پلٹ کر سکھا رہی ہیں۔ ان کی زیارت کرنے والے وحشی و درندے جانور ہیں ان پر رحم کرنے والے قبر ، جوار کے کتے اور گدھ ہیں" اس خبر کے سننے سے یزید کی آنکھیں پُر اشک ہوگئیں، بولا "میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسینؓ کے بھی راضی ہو جاتا اللہ تعالیٰ کی لعنت ابن سمیہ پر ہو۔ اللہ کی قسم اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو میں حسینؓ سے درگذر کر جاتا اللہ تعالیٰ حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے؟ یزید یہ کہکر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ صلہ نہ دیا

اہل بیت اور یزید اگلے دن یزید کے روبرو شہداء کربلا کے سر پیش کئے گئے لوگوں کا ایک عام مجمع تھا سروں کے ساتھ آپ کی عورتیں اور علی بن حسینؓ (زین العابدین) پابہ زنجیر حاضر لائے گئے فاطمہ و سکینہ دختران امام کی نظر بس جوں ہی مظلوم باپ کے سر پر پڑی رو چلا کر رو اٹھیں تھوڑی دیر کے بعد فاطمہؓ نے اپنے جی کو سنبھال کر کہا "کیوں یزید؟ یہی مناسب ہے کہ رسول اللہ صلعم کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟ یزید نے جواب دیا "نہیں! بلکہ آزاد و بزرگ بی بیاں ہیں اپنے چچا کی لڑکیوں کے پاس جاؤ تم دیکھو گی کہ انھوں نے بھی یہی کیا ہے جو تم نے کیا ہے" پس یہ سب عورتیں یزید کے محل سرا میں گئیں مکان میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کی آنکھیں پُرنم نہ رہی ہوں اس کے بعد علی ابن حسینؓ جو پابہ زنجیر کھڑے ہوئے تھے بولے "اگر رسول اللہ صلعم ہم کو اس حالت میں دیکھتے تو ہم کو وہ زحمت قید سے آزاد کردیتے" یزید نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا "بے شک تم سچ کہتے ہو۔" پھر حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کر بولا "اسی وقت ان کی بیڑیاں کاٹ دو گلے سے طوق ہاتھوں سے ہتھکڑی کھول دو" پس یہ بھی قید کی زحمت سے بری کردیئے گئے۔ مصنف عقد الفرید[1] نے لکھا[2]

---

[1] عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۹۔

[2] صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ مصر۔

کہ جس وقت قیدیان اہل بیت یزید کے روبرو پیش کئے گئے نعمان بن بشیر انصاری نے کہا تھا "ذرا سوچو کہ رسول اللہ صلعم ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے اگر وہ اس حالت میں ان کو دیکھتے تو کیا کرتے" یزید نے کہا "تم سچ کہتے ہو ان لوگوں کو آزاد کر کے رہنے کے لئے خیمہ استادہ کر دیئے گئے۔ کھانا کپڑا حسب ضرورت مہیا کر دیا گیا۔

اہل بیت کی مدینہ روانگی پھر جس وقت اہل بیت امام مدینہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو نعمان بن بشیر نے یزید کے حکم سے ایک نہایت متدین، با ایمان شخص کو مع چند سواروں کے ہمراہ کر دیا اور بار برداری و اسباب جس قدر لوٹ لیا گیا تھا اس سے دو گنا دے کر رخصت کیا روانگی کے وقت یزید نے علیؓ ابن حسینؓ کو رخصت کرنے کی غرض سے بلا کر کہا "ابن مرجانہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ واللہ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو جو درخواست حسینؓ پیش کرتے میں قبول کرتا اور ان کی مصیبت و تنگی کو جہاں تک مجھ سے ممکن ہوتا دفع کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ ہوا۔ اے صاحبزادے! جو تم کو آئندہ ضرورتیں پیش آئیں مجھے لکھنا" پھر محافظین کی طرف متوجہ ہو کر بولا "دیکھو ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے" غرض یزید سے امام زین العابدین رخصت ہو کر مع اپنے اہل بیت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے محافظین اس وجہ سے نہیں کہ یزید کا حکم تھا بلکہ بخیال قرابت رسول اللہ صلعم نہایت عزت و احترام و آرام سے لائے۔ کسی قسم کی تکلیف اثنا راہ میں نہ ہونے پائی۔ جہاں پر قیام پذیر ہوتے تھے چوکیداروں کی طرح سے محافظت و نگہبانی کرتے تھے۔

رباب بنت امرء القیس زوجہ امام حسینؓ (مادر سکینہ) مکہ معظمہ سے آپ کے ہمراہ کربلا اور وہاں سے قید کر کے شام بھیجی گئیں پھر شام سے امام زین العابدین کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آئیں اور ایک برس بعد واقعہ کربلا کے انتقال کیا۔

شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی سلیمانؓ کا بیان ہے کہ جس وقت امام حسینؓ شہید کئے گئے اور

---

[1] کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷۔

آپ کے سر مبارک کے ساتھ اور شہدا کربلا کے سر ابن زیاد کی طرف روانہ کئے جانے لگے تو کندہ نے جس کا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ سر اور بنو اسد نے چھ سر اور مذحج نے سات سر اور باقی لشکر نے جس میں کل قبیلے شریک تھے سات سر اظہار مردانگی و کار کردگی کی غرض سے پیش کئے تھے۔

شہدا میں سے ترپن آدمی اعوان و انصار اور سترہ اہل بیت کے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔ عباس و جعفر و عبداللہ و عثمان (یہ سب ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) محمد یہ اُم الولد کے لڑکے تھے) ابو بکر (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھا) پسران علی ابن ابی طالب اور علی (ان کی ماں کا نام لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ ثقفی تھا) و عبداللہ (رباب بنت امرالقیس کلبی ان کی ماں کا نام تھا) پسران حسین ابن علی اور ابو بکر و قاسم پسران حسن بن علی اور عون و محمد پسران عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور جعفر و عبدالرحمٰن و عبداللہ پسران عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل و محمد بن ابی سعید ابن عقیل علیہم السلام، سترہ آدمی اہل بیت کے اور باقی ترپن آدمی اعوان و انصار کے تھے۔

عبداللہ بن خنظلہ ۶۳ھ میں یزید کی طرف سے عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر مدینہ ہو کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ بن خنظلہ و عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی و منذر بن الزبیر وغیرہ شرفاء مدینہ تھے شام کو روانہ کیا۔ یزید نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی عبداللہ بن خنظلہ کو علاوہ خلعت کے ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔ جب عبداللہ بن خنظلہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے۔ اور حال دریافت کیا۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نا اہل کے پاس سے آتے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ کوئی مذہب، شراب پیتا ہے، راگ باجا سنتا ہے واللہ اگر کوئی نہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا" حاضرین نے کہا" ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تمھاری بہت بڑی عزت کی، خلعت اور جائزہ دیا" عبداللہ بولے" ہاں اُس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس وجہ سے اس کو

لہ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴۔

قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں قوت آجائے" اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے اور زیادہ متنفر ہوگئے عبداللہ بن خنظلہ نے یزید کی معزولی کی درخواست پیش کی" لوگوں نے بہ کمال خوشی و رغبت منظور کیا

بنو امیہ کا مدینہ سے اخراج

عثمان بن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ بھیجے۔ یزید نے ایک تنبیہ آمیز فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوتے انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن خنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا اس نے انکار کیا پھر عبداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی۔ بارہ[1] ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور چند احکام کی پابندی کی ہدایت کر کے واپس آیا۔ کہ اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا۔ اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس اثنا میں وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگذر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔ مال و اسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہے۔ علی بن حسین سے کچھ متعرض نہ ہونا کیونکہ ہم کو یہ امر یقینی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے"

مدینہ کی ناکہ بندی

جب اہل مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے بنی امیہ کا مروان کے گھر میں نہایت سختی سے حصار کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لے کر آزاد کیا۔ کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے۔ دوسرے کے ساتھ ہو کر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہوگا ظاہر نہ کریں گے۔ مسلم بن عقبہ سے اور ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی۔ عمرو بن عثمان بن عفانؓ سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا۔

[1] کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۴۹۔

انھوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان کے اور ہمراہیوں نے بتلا دیا۔ مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچ گیا اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا "امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمھاری خوں ریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں پس اگر اس اثنا میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہا میں فوراً مکہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کرو"۔ جب یہ میعاد گذر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح"۔ اہل مدینہ نے کہا "ہم جنگ کریں گے"۔ مسلم نے سمجھایا کہ جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کرو اس میں تمھاری بہتری ہے۔ اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی۔

لڑائی کا آغاز

عبدالرحمن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کیے گئے جس کو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لیے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انھوں نے ایک بڑے لشکر کو لے کر کونہ کے راستے کی ناکہ بندی کر لی۔ مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سواران شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے باجازت عبداللہ بن حنظلہ بیس سواروں کو لے کر مسلم پر حملہ کیا۔ شامی پیادوں کے رخ پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔ اس کے بعد عبداللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سواران مدینہ کو ان کی ماتحتی میں بھیج دیا۔ فضل بن عباس نے اس قدر تیزی سے حملہ کیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا۔ سوار و پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی

اہل مدینہ کی پسپائی

مسلم کے اردگرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت باقی رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے پہنچ کر مسلم کے علم بردار پر یہ

سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ ہی خود بھی ٹھنڈا ہو گیا فضل جوش مسرت سے چلا اُٹھے قتلت طاغیة القوم ورب الکعبة روالله میں نے گمراہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا مسلم بن عقبہ بولا "تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا" فضل نے جھپٹ کر علم اٹھا لیا مسلم نے لشکر شام کو للکارا سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے تب اُس نے اپنے ہمراہیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا جس وقت عبداللہ بن حنظلہ اپنی رکاب کی فوج کو لشکر شام کو حملہ کرنے کو ابھار رہے تھے حصین بن نمیر و عبداللہ بن عضاة الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لئے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر باری کرتے ہوئے بڑھے۔ عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا "جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے" لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن حنظلہ کے کل لڑکے اور ان کے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب، وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن حاطب، زبیر بن عبدالرحمٰن ابن عوف وعبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے میدان جنگ میں جام شہادت پیا۔ ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا۔

مدینہ میں قتل عام مسلم بن عقبہ قتل وغارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ شامی لشکر نے لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل[1] بن سنان اشجعی، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن الجہم وغیرہ کو گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں تین سو[2] چھ آدمی شرفاء قریش و انصار اور ان کے علاوہ قبائل وموالی اس تعداد کے دو چند کام آئے چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل وغارت سے تھک گیا

---

[1] عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲۔

تو اُس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا۔ لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے۔ جو جہاں ملتا تھا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔

حضرت زین العابدینؓ اور مسلم بن عقبہ

رفتہ رفتہ علی بن حسینؓ (زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا "تم کیوں نہیں پیتے؟" علی بن حسینؓ یہ سن کر کانپ اٹھے گھبرا کر پیالہ اٹھالیا۔ مسلم بن عقبہ نے کہا "تم خوف زدہ نہ ہو اگر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر ڈالتا۔ لیکن امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم نے ان کو لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں ہے پس اگر تمہارا جی چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے"۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسینؓ کو اپنے برابر بٹھالیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ"۔ آپ نے فرمایا "تم یہ سچ کہتے ہو" مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی آپ بلا بیعت کیے ہوئے اپنے گھر چلے آئے۔ اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے۔ یہ واقعہ جب کہ دو راتیں ذی الحجہ ۶۳ھ کی باقی رہ گئی تھیں عہد حکومت یزید بن معاویہ میں واقع ہوا۔

مکہ کا محاصرہ

اس واقعہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے بہ قصد جنگ عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور مدینہ منورہ میں روح بن زنباع جذامی کو اپنا نائب مقرر کیا جس وقت مقام ابواء میں پہنچا بیمار ہو گیا۔ جب اس کو اپنی زیست کی امید نہ رہی تو وہ حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام کر کے مر گیا۔ حصین بن نمیر لشکر شام کو لیے ہوئے ۲۶ محرم ۶۴ھ کو مکہ معظمہ کے قریب پہنچ گیا۔ اہل اہل مکہ کو یزید کی بیعت کے لیے طلب کیا۔ ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور لڑائی کی طرفین

---

[1] عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲ و کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۲

سے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ و حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تھے جو واقعہ حرہ سے بھاگ آئے تھے اور کچھ لوگ بغرض امداد خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر شامی لشکر سے مقابلہ کی غرض سے مکہ معظمہ سے باہر آئے سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکل کر شامیوں کو للکارا لشکر شام سے ایک شخص نکل کر مقابلے پر آیا دو دو ہاتھ چلے شامی مارا گیا۔ دوسرے نے جوں ہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً حرکت کی اور جنگ مغلوبہ شروع کر دی ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔ دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے۔ صبح سے شام تک لڑائی کا یہی انداز رہا۔ شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے۔

یزید کا انتقال

اس کے بعد حصین بن نمیر نے کوہ ابوقبیس و قعیقعان پر منجنیقیں نصب کرا دیں جو شب و روز خانہ کعبہ پر سنگ باری کرتی تھیں۔ کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا بقیہ ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت سے گذر گیا یہاں تک کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آگئی۔ شامیوں نے خانہ کعبہ پر آگ برسائی چھت اور پردے جل کر راکھ ہو گئے۔ ہنوز لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ یزید[۱] مر گیا اور اس کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو قبل اس کے کہ حصین بن نمیر کو معلوم ہو پہنچ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے پکار کر کہا "اے کم بختو! اے عدو اللہ!! اب تم کیوں لڑ رہے ہو تمہارا گمراہ سردار مر گیا"

عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر

حصین بن نمیر نے اس کو باور نہ کیا پھر جب اس کو یزید کی موت کی تصدیق ہو گئی تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلا بھیجا کہ

---

[۱] یزید بن معاویہ کا مقام حوران سرزمین شام میں ۱۴ تاریخ ربیع الاول ۶۴ھ کو بعمر ۳۹ سال انتقال ہوا۔ تین برس چھ مہینے اس کی حکومت رہی اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھا۔

آج شب کو بطحاء میں ملنا۔ پس جب رات آئی تو ادھر سے عبداللہ بن زبیر اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر نکلے اور اُدھر سے حصین بن نمیر۔ پھر دونوں اپنے اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر ایک گوشہ کی طرف گئے۔

حصین بن نمیر:- ”اے عبداللہ بن زبیر تم زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمہاری بیعت کرلیں بعد ازاں ہم اور تم شام کی طرف چلیں میں اہل شام کا سردار ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں واللہ میری بیعت کرلینے سے ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے اور میرے اور تمہارے مل جانے سے خونریزی کا دروازہ بند ہو جائے گا لوگ امن وچین سے بسر کریں گے۔“

عبداللہ بن زبیر: (بلند آواز سے) ”میں ایسا ہرگز نہ کروں گا مجھے اس شخص پر کیسے بھروسہ ہو سکتا ہے جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو۔“

حصین بن نمیر:- ”تم ضرور میرے کہنے پر عمل کرو تمہارا اس میں فائدہ ہے۔“

عبداللہ بن زبیر:- ”میں واللہ تمہارے قول وفعل کا ہرگز اعتبار نہ کروں گا اور نہ اس فقرے میں آؤں گا۔“

حصین بن نمیر:- ”اللہ تیرا برا کرے میں آہستہ آہستہ راز کی بات کہتا ہوں اور تو چلاتا ہے۔ میں تجھے خلافت کی طرف بلاتا ہوں اور تو قتل وغارت سے ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا۔“ عبداللہ بن زبیر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر مجبور ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا اور مدینہ کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔

حصین بن نمیر کی مدینہ کو واپسی اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حصین بن نمیر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں شام تو نہ جاؤں گا۔ البتہ تم لوگ یہیں آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ حصین بن نمیر نے یہ جواب دیا کہ بغیر تمہارے شام چلے ہوئے کام درست نہ ہو گا کیونکہ وہاں بنو امیہ موجود ہیں اور وہ خود خلافت کے مدعی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر اس امر پر راضی نہ ہوئے مکہ ہی میں رہ گئے اور حصین بن نمیر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدینہ پہنچ گیا۔

بنو امیہ اور شامی لشکر کی روانگی یزید کی موت سے اہل مدینہ میں جرأت آگئی تھی اِکا دکا جس کو لشکر شام سے پاتے تھے اس کی سواری چھین لیتے تھے اس سے وہ لوگ اپنی جماعت سے باہر نہ جاتے تھے بالآخر اہل مدینہ کے برتاؤ سے تنگ ہو کر شام کی طرف کوچ کر دیا اور ان ہی کے ساتھ وہ بنی اُمیہ بھی نکل کھڑے ہوئے جو ان دنوں مدینہ میں موجود تھے۔

معاویہ ثانی بن یزید بنو امیہ اور لشکر شام کا یہ گروہ اس وقت دمشق پہنچا جبکہ معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اراکین سلطنت بیعت کر چکے تھے لیکن یہ صرف تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اور بعض کا قول ہے کہ چالیس دن حکومت کر کے اکیس برس اٹھارہ دن کی عمر میں انتقال کیا۔ بہرکیف اس نے اپنے آخری زمانۂ حکومت میں لوگوں کو جمع کر کے حمد و نعت کے بعد خطبہ دیا جس کا یہ مضمون تھا "اے لوگو! میں تم پر حکومت کرنے سے معذور ہوں پس میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کی پیروی کرتا ہوں جیسا کہ انھوں نے چھ آدمیوں کو ارباب شوریٰ خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ میں بھی تم لوگوں کو اختیار دیتا ہوں کہ جس کو مناسب سمجھو خلافت کے لئے اس کو منتخب کرو" اس قدر تقریر کرنے کے بعد معاویہ بن یزید محل سرا میں چلا گیا اور یہ پھر زندہ باہر نہ آیا۔

باب ۳

عبداللہ بن زبیرؓ ۶۴ھ تا ۷۳ھ

عبدالملک بن مروان و بیعت خلافت

یزیدؓ بن معاویہ کے مرتے ہی بلا جد و جہد اہل حجاز، یمن، عراق اور خراسان نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی۔ صرف شام و مصر والے ان کی بیعت سے علٰحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی لیکن جبؒ اس کا بھی انتقال ہوگیا تو لوگوں میں انتخاب خلیفہ کی بابت اختلاف پڑ گیا۔ سب سے پہلے جس نے امراء لشکر سے اختلاف کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جس کی سپردگی میں حمص کا علاقہ تھا انھوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کی تحریک شروع کی۔ جب اس کی اطلاع ظفر بن الحرث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو یہ بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کی دعوت کرنے لگا بنو سلیم و کلب جوان دونوں دمشق میں موجود تھے اس سے بے خبر تھے۔ رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو یہ خبر لگی جو فلسطین کا عامل تھا اس نے روح بن زنباع سے کہا "امراء لشکر ابن زبیر کی بیعت کر رہے ہیں اور بنو قیس جو میرے قوم کے ہیں اردن میں ہیں تم یہاں میری قائم مقامی کرو کیونکہ یہاں پر تمہارے بھی قوم والے سربرآوردہ ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اُسے بے تامل تہ تیغ کر دینا میں اردن کی طرف جاتا ہوں"۔

له تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی صفحہ ۲۴۲

له عقد الفرید ابن عبدربہ جلد دوم صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مصر۔

اردن کے حالات

چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رہ گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا اس کے جاتے ہی نایل بن قیس خدامی نے عبداللہ بن زبیر کا طرف دار ہو کر روح بن زنباع کو نکال دیا وہ بہر اسوقت حسان بن مالک کے پاس اردن میں جا پہنچا۔ حسان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا۔"اے اہل اردن تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیرؓ فساد برپا کر رہے ہیں اور خلفاء اللہ کی بغاوت پر کمر بستہ ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کر رہے ہیں تم لوگوں کو چاہیے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کرو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا" تم ہی بنی حرب میں سے کسی کو امارت کے لئے انتخاب کرو۔ اگر عبداللہ بن زبیر ان دونوں لڑکوں (عبداللہ و خالد پسران یزید) کی اطاعت کریں گے تو ہم بھی اُن کے مطیع ہوں گے۔ ہم کو یہ گوارا نہیں ہے کہ لوگ کسی بوڑھے دقیانوسی شخص کو امیر بنائیں درانحالیکہ ہم ایک نو عمر کو پیش کر رہے ہیں" حسان نے ایک خط ضحاک[1] بن قیس کے نام لکھا جس میں یہ واقعہ بالتفصیل درج کر کے بنو امیہ کے حقوق خلافت و عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ اس خط کو ضحاک بن قیس کو بنو امیہ و رؤساء شہر کی موجودگی میں جامع مسجد میں پڑھ کر سنانا۔

رؤساء دمشق میں اختلاف

جب یہ خط جمعہ کے دن رؤسا کی موجودگی میں دمشق و بنو امیہ کی مسجد میں پڑھا گیا تو دو گروہ ہو گئے۔ یمانیہ تو بنو امیہ کے طرف دار ہو گئے اور قیسیہ عبداللہ بن زبیر کے۔ آپس میں بحث و تکرار بڑھی۔ سب نے جھٹ پٹ زرہیں پہن لیں اور تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے۔ خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کیا ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا۔ تین دن تک باہر نہ آیا اس اثناء میں عبیداللہ بن زیاد آ گیا جس سے بنو امیہ

---

[1] ضحاک بن قیس نے اس زمانے پر آشوب میں اہل دمشق سے اس امر کی بیعت لے لی تھی کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی امیر پر نہ ہوگا اس وقت تک میں تمہاری امامت و امارت کروں گا اور در پردہ یہ عبداللہ بن زبیر کے ہوا خواہوں میں تھے۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۷۰۔

کو تقویت ہو گئی۔ ضحاک[1] بن قیس اور کل بنی اُمیہ جابیہ کی طرف نکلے اتفاق سے ثور بن معن السلمی آ پہنچا اور ضحاک سے خطاب کر کے بولا "کیوں ضحاک! تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی طرف بلایا ہم نے اُن کی امارت کی بیعت کی اور اب تم اس جنگلی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے سے اس کے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعت خلافت پر تل رہے ہو"۔ ضحاک بن قیس نے شرما کر کہا "اچھا تمھاری کیا رائے ہے"۔ جواب دیا "جس کو تم پوشیدہ کرتے تھے اُس کو اب علانیہ ظاہر کر دو اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی کھلم کھلا دعوت دو"۔ ضحاک یہ سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے علیحدہ ہو کر مرج راہط میں جا اُترے اس وقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھا۔

مروان کی بیعت بنو اُمیہ مقام جابیہ میں جمع تھے کوئی امر طے نہ ہوا تھا۔ حسان بن مالک کلبی امامت کر رہا تھا اور مروان درپردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا رفتہ رفتہ اس کی سعی کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک روز روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر علانیہ کہہ دیا کہ بالفعل مروان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے وہی اس کا مستحق ہے۔ پھر جب خالد بن یزید سن شعور کو پہنچے گا تو امارت اُس کے سپرد کی جائے گی۔ لوگوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ ۳ ذیقعدہ ۶۴ھ کو کل بنو اُمیہ[2]، کلب، غسان، سکاسک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

معرکہ مرج راہط بیعت لینے کے بعد مروان نے مرج راہط کا رُخ کیا جہاں پر ایک ہزار سواروں کو لئے ہوئے ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا مروان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے ابتدائے صف آرائی کی بعد ازاں عباد بن یزید حوران سے دو ہزار غلاموں کو لے کر آ گیا۔ یزید بن ابی نمس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ ضحاک نے امرائے لشکر کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ زفر بن الحارث قنسرین سے امدادی فوج لے کر آ گیا۔ نعمان بن بشیر نے شرحبیل بن ذی الکلاع کے ہمراہ اہل حمص کو روانہ کیا

---

[1] کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔

[2] عقد الفرید ابن عبد ربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۰۱

پس یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مرج راہط میں ملے جس سے اس کی جمعیت کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ۱۳۰۰۰ ہزار تھی جن میں اکثر پیادہ تھے اور ضحاک کے ہمراہیوں میں اکثر سوار۔ مروان کے میمنہ پر عمرو بن سعد میسرہ پر عبیداللہ بن زیاد اور ضحاک بن قیس کے میمنہ پر زیاد بن ضحاک عقیلی تھا، میسرہ پر بکر بن ابی بشیر ہلالی۔ بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔ فریقین اپنی ان تھک کوششوں میں مصروف تھے۔

ضحاک کا خاتمہ

عبیداللہ بن زیاد نے مروان سے کہا "میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ابن زبیر اور جو اُس کے ہمراہی ہیں باطل پر ہیں اور تعداد میں بھی وہ زیادہ ہیں۔ قیس کے نامی گرامی سوار بھی اُس کا ساتھ دے رہے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے مقصد دلی کو نہ پہنچو گے مگر یہ کہ حیلہ سازی کرو اور لڑائی تو چلے ہی کا نام ہے۔ بظاہر ضحاک کو صلح کے بہانے سے لڑائی سے روک دو اور پھر رات کے وقت حالت غفلت میں حملہ کر دو" چنانچہ مروان نے ضحاک کو پیام صلح دیا۔ ضحاک نے بامید صلح لڑائی بند کر دی۔ رات ہوتے ہی جونہی ضحاک کے لشکری دن بھر کے تھکے ماندے اطمینان کے ساتھ سوئے مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ شور وغل کی آواز سے ضحاک کے لشکریوں کی آنکھ کھلی تو وہ قتل وغارت کے طوفان انگیز موج میں بتلا تھے مگر پھر بھی انھوں نے نہایت استقلال سے لپک کر اپنا علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے۔ قیس کے نامی گرامی سوار اس واقعہ میں کام آئے علم بردار کے ہاتھ سے علم گر پڑا۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ضحاک بھی اس سانحہ میں کام آیا۔ اسّی آدمی قیس کے اور چھ سو بنو سلیم کے مارے گئے۔ مروان نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ محرم ۶۵ھ کا ہے۔

مروان کا شام و مصر پر قبضہ

کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہوا۔ دارالامارت (یعنی معاویہ بن ابی سفیان کے مکان) میں قیام کیا اور بقیہ لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا پس جب مصر کی جانب روانہ

ہونے لگا تو خالد بن یزید سے آلات حرب مستعار لئے مصر میں ان دنوں عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے ہوا خواہوں میں سے تھا۔ مروان کی آمد کی خبر سن کر وہ مقابلے کے قصد سے نکلا لڑائی ہوئی بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایک گروہ کثیر کو قید کر کے مروان شام کی طرف واپس ہوا۔ شام کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب ابن زبیر کو شام پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی اس نے بقصد تعاقب عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ مصعب و عمرو بن سعید میں لڑائی ہوئی۔ میدان عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو شکست ہوئی۔ بالغرض اس طرح دمشق و ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

اہل خراسان کی بیعت خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے مسلم بن زیاد مامور تھا۔ جب اس کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل خراسان سے بہ رضا و رغبت تا انتخاب خلیفہ بیعت لے لی۔ لیکن ان لوگوں نے دو چار روز کے بعد نقض بیعت کی۔ اس نے مجبور ہو کر مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام کا قصد کیا جب سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرثد (بنو قیس بن ثعلبہ بن ربیعہ) سے ملاقات ہوئی۔ اس سے دریافت کیا "کہاں جاتے ہو؟" جواب دیا "تمہارے پاس جا رہا تھا کہ کسی شہر کی امارت میرے سپرد کرو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنا نائب ایک یمنی ازدی شخص کو بنایا ہے"۔ مسلم بن زیاد نے کہا "تم خراسان نہ جاؤ تو میں تم کو مرو۔ وذ ماریاب طالقان اور جوزجان کا والی مقرر کر دوں"۔ سلیمان یہ سن کر مرو روذ کی طرف روانہ ہوا مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اوس بن ثعلبہ ابن زفر مل گیا اس کو اس نے ہرات پر مامور کیا اور نیشاپور پہنچا وہاں عبداللہ بن خازم خراسان کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ اس نے دریافت کیا خراسان پر کس کو مامور کیا؟" مسلم نے کہا "سلیمان بن مرثد کو"۔ عبداللہ بولا "کیا تم کو کوئی اور شخص نہ ملتا تھا جو تم نے خراسان ایسے شہر کو بکر بن وائل کے قبیلے کے سپرد کر دیا۔ خیر اب تم خراسان کی گورنری کی سند مجھے مرحمت کرو" چنانچہ مسلم بن زیاد نے سند گورنری لکھ دی اور ایک لاکھ درہم دے کر عبداللہ کو رخصت کیا۔

عبداللہ ابن خازم مہلب بن ابی صفرہ کو یہ خبر لگی تو اس نے بنو جشم ابن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ابن خازم اور اس جشمی شخص سے لڑائی ہوئی۔ جشمی کی پیشانی پر چوٹ آئی جس کے صدمہ سے دو دن بعد مرگیا اور ابن خازم مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ ابن خازم نے مرو روذ پر چڑھائی کی۔ سلیمان بن مرثد سے مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ آخر الامر سلیمان مارا گیا اور عبداللہ بن خازم اس کے مقبوضہ صوبوں پر قبضہ حاصل کر کے عمرو بن مرثد کی طرف بڑھا جو طالقان پر قابض تھا۔ فریقین میں لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر عمرو بن مرثد مارا گیا اور اس کے ہمراہی بھاگ کر ہراۃ میں اوس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن خازم مرو روذ واپس گیا۔ مرو روذ اور اطراف خراسان میں جس قدر آدمی قبیلہ بکر بن وائل کے تھے وہ سب بھی ہراۃ بھاگ آئے جس سے ہراۃ میں ایک معقول جمعیت ہوگئی۔ سب نے متفق ہو کر اوس بن ثعلبہ کے ہاتھ پہ بیعت کی اور اس کو سلیمان و عمرو پسران مرثد کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے امیر بنایا۔ عبداللہ بن خازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ پیام اجل کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ ہراۃ کی ایک وادی میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ایک برس تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک روز عبداللہ بن خازم نے لڑائی کے طول کھینچنے سے گھبرا کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ اس دن اوس بن ثعلبہ کا لشکر اپنے امیر کی خلاف مرضی شہر سے نکل کر لڑنے کو آیا تھا۔ عبداللہ بن خازم کی فوج نے مارتے مارتے اس کو خندق تک پہنچا دیا۔ بہت سے آدمی خندق میں گر کر مر گئے اور ہزاروں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اوس بن ثعلبہ سجستان کی طرف بھاگا اور وہیں یا اس کے قریب پہنچ کر مر گیا۔ عبداللہ بن خازم نے ہراۃ پر بھی قبضہ کر کے اپنے لڑکے محمد کو اس کی گورنری دیدی۔ اسی زمانے میں ترکوں نے قصر اسفاد پر حملہ کیا۔ ابن خازم نے یہ سن کر زہیر بن حیان کو بسر کردگی بنو تمیم ان کو منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ زہیر نے پہنچ کر ترکوں کو شکست دی اور پھر ہراۃ واپس آیا۔

مختار بن ابو عبید واقعہ کربلا کے بعد ہی ۶۱ھ سے ہوا خواہان امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب

میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر کوفہ میں سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے۔ اس مجمع میں مسیب بن نجبہ فزاری' عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی' عبداللہ بن وال تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہ رؤسا شیعہ بھی موجود تھے۔ بحث و تکرار کے بعد ان لوگوں نے بغرض طلب معاوضہ خون حسین ابن علیؓ سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سلیمان بن صرد در پردہ امرا اسلام سے خط و کتابت کرنے لگا۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان جو مدائن میں تھے اور مثنیٰ ابن مخربہ عبدی جو بصرے میں تھے اس کی رائے سے متفق ہوئے اور خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر تل گئے۔ رفتہ رفتہ اس کی جمعیت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ جب مرگیا تو اُس کے متبعین نے خروج کرنے کے لئے کہا سلیمان نے جواب دیا " ہنوز اس کا وقت نہیں آیا اس وقت تک کوفے میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو تمھارے ہم نوا نہیں ہیں تم اُن کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرتے رہو" پس سلیمان بن صرد کے متبعین نے رؤسا کوفہ سے ربط ضبط پیدا کر کے اکثر لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اہل کوفہ عمرو بن حریث کو (جو ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کوفے سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی بیعت کر لی۔

مختار اور اہل کوفہ یزید کے مرنے کے چھ مہینے بعد نصف رمضان میں مختار بن ابو عبید وارد کوفہ ہوا۔ ۲۲ رمضان کو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری گورنری اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ خراج کوفہ پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابو عبید لوگوں کو خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر اُبھارنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے محض اسی کام کے انجام دینے کو سلیمان بن صرد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ وہ فی الحال اس کو خلاف مصلحت سمجھتا ہے مختار نے کہا "سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے۔ مجھے مہدی محمد بن الحنفیہ نے اپنا وزیر و امین مقرر کر کے بھیجا ہے۔ تم لوگ میرے ہاتھ پر ان کی بیعت کرو اور خون حسینؓ مظلوم کا معاوضہ ان کے قاتلین سے لو" ایک گروہ کثیر ہوا خواہان امیر المومنین علیؓ کا اُس کی

طرف مائل ہوگیا۔ عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر لگی کہ مختار خروج کرنے والا ہے تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا: "اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے ورنہ ہم اُن سے تعرض نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ خون حسینؓ کا معاوضہ ان کے قاتلین سے لینے والے ہیں اگر ابن زیاد اُن لوگوں کی طرف رُخ کرے گا تو ہم ان لوگوں کے مددگار رہوں گے۔ یہ کمبخت حسینؓ سے لڑا۔ تمہارے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کیا۔ دین کی تخریب میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بہتر ہے تم لوگ مختار کی مدد کرو" عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے اُٹھ کر کہا "اس شخص کی تقریر سے تم لوگ مغرور نہ ہوجانا واللہ جو شخص ہماری مخالفت پر سر اٹھائے گا فوراً اس کا سر ہم قلم کردیں گے۔" بات پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مسیب بن نجبہ نے لپک کر ان کی بات کاٹ دی اور چلا کر کہا: "تو ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے واللہ ہم تجھ کو اپنی مخالفت پر ملامت نہیں کرتے۔ تو وہی ہے جس کے باپ دادا کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ہاں اے امیر تو نے البتہ ایک راست بات کہی ہے۔" ابراہیم نے ڈانٹ کر کہا "بے شک ہم اپنے مخالفین سے لڑیں گے (عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے) اور اس نے تو بالکل سست تقریر کی ہے۔" عبداللہ بن وال بولا: "تو کیوں دخل در معقولات کرتا ہے تو ہمارا افسر نہیں ہے تیرے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ کر (یعنی خراج وصول کر)" ابراہیم کے ہمراہیوں نے سخت وسُست کہا۔ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ ابراہیم یہ کہکر کہ میں اس کی شکایت عبداللہ بن زبیر کو لکھوں گا اپنے مکان چلا گیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن یزید انصاری ابراہیم کے مکان پر آیا۔ معذرت کی اُس نے قبول کرلی۔ اس واقعہ کے بعد سلیمان بن صرد کے ہمراہی کھلم کھلا آلات حرب خریدنے لگے۔ چند دنوں بعد جب سلیمان نے جزیرہ کی طرف خروج کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے تو عمر بن سعد، شبث بن ربعی اور یزید بن الحارث بن رویم کے کہنے سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو گرفتار کر کے قید کردیا۔

سلیمان بن صرد خزاعی | ماہ ربیع الثانی ۶۵ھ کی چاندرات کو سلیمان بن صرد خزاعی نے

بقصد معاوضہ خون امام حسینؓ بن علیؓ کوفہ سے نکل کر نخیلہ میں قیام کیا اپنے ہمراہیوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد ان کی نظر میں تعجب انگیز نہ معلوم ہوئی۔ صبح ہوتے ہی حکیم بن منقذ کندی اور ولید بن عصیہ کنانی کو فہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو معاوضہ خون حسینؓ پر اُبھارنا شروع کیا۔ اگلے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ جس قدر لوگ لشکر میں تھے اسی قدر اور آ پہنچے مرتب کرنے سے معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمیوں نے قاتلین حسینؓ سے لڑنے پر بیعت کی ہے سلیمان بن صرد خزاعی تین روز تک نخیلہ میں ٹھہرا رہا۔ اس اثنا میں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار آدمی جو گھر بیٹھ رہے تھے آ ملے۔ روانگی کے وقت عبداللہ بن سعد بن نفیل نے کہا "چونکہ ہم لوگ قاتلین حسینؓ سے لڑنے کو نکلے ہیں اور تقریباً کل قاتلین حسینؓ کوفہ میں موجود ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ کر کہاں خاک چھاننے جا رہے ہو؟" ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن سلیمان نے اختلاف کر کے کہا "یہ لوگ تو لشکریوں میں تھے اصل جو سردار تھا وہ زیادہ قابل گردن زدنی ہے۔ میرے نزدیک فاسق بن فاسق عبداللہ بن زیاد سے پہلے لڑنا چاہیے۔ وہی بانی فساد اور گمراہوں کا سردار ہے۔ اس پر کامیابی حاصل ہو جانے کے بعد اوروں کا زیر و زبر کرنا آسان ہو جائے گا" اس تقریر سے لوگوں کو تشفی ہو گئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا۔

سلیمان بن صرد کا خروج

عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معلوم ہوا تو وہ منع کرنے کو آئے۔ سمجھایا۔ مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن سلیمان نہ مانا اور جمعہ کی شب پانچویں ربیع الثانی ۶۵ھ کو نخیلہ سے کوچ کر دیا۔ حسینؓ بن علیؓ کے مدفن پر پہنچے۔ چلا چلا کر روپڑے ایک شبانہ روز تک ٹھہرے رہے ساتھ چھوڑ دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر نہ لڑنے پر روتے اور پچھتاتے رہے۔ اگلے دن انبار کی راہ روانہ ہوئے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے قرقیسیا پہنچے جہاں زفر بن الحارث کلابی تھا اُس نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا لئے۔ مسیب بن نجبہ نے رسد و غلہ طلب کیا جب زفر کو ان کے حالات سے آگاہی ہو گئی تو اُس نے لاعلمی کی معذرت کی اور رسد و غلہ کا پورا پورا انتظام کر دیا اور روانگی کے وقت ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا پیش کیا

لیکن مسیب نے درہم واپس کر دیئے اور گھوڑا لے لیا: زر مشایعت کی غرض سے کچھ دور تک ساتھ آیا اور یہ سمجھا کر واپس گیا کہ تم لوگ قبل اس کے کہ شامی لشکر تمہارے مقابلے پر آئے عین الوردہ پر پہنچ کر قبضہ کر لینا۔ کھلے میدان شامی لشکر سے ہرگز صف آرائی نہ کرنا کیونکہ ان کی تعداد کثیر ہے اور تم لوگ کم ہو۔ غرض زفر بن حرث نے اسی قسم کی چند ہدایات دیں اور دعائیں دیتا ہوا واپس گیا اور سلیمان بن صرد مع اپنے ہمراہیوں کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا عین الوردہ پہنچا اور اس کے غربی جانب ڈیرے ڈالے۔

پانچویں روز شام کے لشکر کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تقریباً ایک شب و روز کی مسافت باقی رہی ہوگی کہ سلیمان نے اپنے کل لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیب بن نجبہ کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن وال کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو رفاعہ بن شداد کو امیر بنانا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد سرگروہی چار سو سواروں کے مسیب بن نجبہ کو لشکر شام کے تعاقب میں روانہ کیا۔ لشکر شام کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی میدان جنگ مسیب کے ہاتھ رہا۔ شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے آدمی مارے گئے مال واسباب و آلات حرب جو کچھ لشکر گاہ میں تھا مسیب بن نجبہ نے قبضہ کر لیا اور واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں آیا۔

معرکہ عین الوردہ

اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن زیاد کو ہوئی تو اس نے حصین بن نمیر کو بافسری بارہ ہزار لشکر کے روانہ کیا۔ ۲۶ رجمادی الاول ۶۵ھ کو مقام عین الوردہ پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان قلب میں تھا۔ میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر مسیب بن نجبہ شامیوں کے میمنہ پر حماد بن عبداللہ تھا۔ اور میسرہ پر ربیعہ بن مخارق غنوی۔ صف آرائی کے بعد حصین بن نمیر نے سلیمان کو اور سلیمان نے حصین بن نمیر کو سمجھایا کسی نے ایک دوسرے کا کہنا نہ مانا۔ لڑائی شروع ہوگئی شام ہوتے ہوتے شامی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تاریکی نے فتح مند گروہ کو حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوتے ہی آٹھ ہزار آدمی اور لشکر شام میں آ ملے جس کو عبداللہ بن زیاد نے بطور کمک کے بھیجا تھا۔ فریقین نے نماز فجر کے بعد ہی لڑائی چھیڑ دی تمام دن نہایت سختی سے جنگ جاری رہی سوائے اوقات نماز کے لڑنے والوں کے ہاتھ نہ رکے یہاں تک کہ شام ہوگئی مجبور

ہوکر فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ میں واپس آئے دونوں کی رات امید وبیم میں گذری۔

لڑائی کا آغاز سپیدۂ سحر کے نمودار ہوتے ہی ادہم بن محرز باہلی دس ہزار آدمیوں کو لے کر ابن زیاد کی طرف سے آپہنچا لڑائی شروع ہوگئی صبح سے آفتاب بلند ہونے تک نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد اہل شام نے چاروں طرف سے گھیر لیا سلیمان نے اپنے ہمراہیوں کو للکار کر کہا "جس کو آج جنت میں شب باش ہونا ہو وہ ہمارے ساتھ آئے۔" ہمراہیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور شیر کی طرح شامی لشکر پر ٹوٹ پڑے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آیا حصین بن نمیر نے لڑائی کا انداز بدلتا ہوا دیکھ کر تیراندازوں کو تیرباری کا اور سواروں کو محاصرے کا حکم دیا۔

سلیمان بن صرد کا انجام یزید بن حصین نے سلیمان بن صرد پر تیر چلایا وہ غش کھا کر گر پڑے مسیب بن نجبہ نے لپک کر علم اٹھا لیا۔ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے جب یہ بھی تیر اجل کا نشانہ ہوئے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے علم کو سنبھالا اس اثناء میں تین سوار آئے جنھوں نے سعد بن حذیفہ اور مثنیٰ بن مخربہ عبدی کے آنے کی خبر دی عبداللہ بن سعد اور اس کے ہمراہی یہ خبر سن کر خوش ہوئے اور ایک تازہ جوش سے لڑنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارے گئے۔ خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر نیزہ چلایا ایک دوسرے شامی نے تلوار سے کاٹ دیا۔ خالد نے لپک کر قاتل کو پکڑ لیا زور آزمائی ہونے لگی۔ شامیوں نے پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو چھڑا لیا اور خالد کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک علم سرنگوں پڑا تھا۔ لوگوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا لیکن یہ دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے اس وجہ سے رفاعہ بن شداد نے علم کو اٹھا لیا اور لڑنے لگے۔ ہنوز قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہوگیا۔

رفاعہ بن شداد کی پسپائی لشکر شام اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور رفاعہ نے اپنے ہمراہیوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدان جنگ میں موت کی نیند سو رہا ہے اور باقی معدودے چند جو ہیں ان میں سے اکثر زخمی ہیں اور جنھوں نے زخم نہیں کھائے وہ اس قدر تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے زیادہ ابتر ہیں۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر شب ہی کو میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ

کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح ہوتی تو معلوم ہوا کہ فریق مخالف سے میدان جنگ خالی ہے حصین بن نمیر نے اس کا تعاقب نہ کیا اور یہ لوگ چلتے چلتے قرقیسیا پہنچے۔ زفر بن الحرث نے تین روز تک ٹھہرائے رکھا چوتھے کی چوتھے روز زاد سفر دے کر کوفہ کی جانب رخصت کیا۔ بعد ازاں سعد بن حذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لے کر ہیت تک آپہنچے۔ لیکن یہ خبر بد سُن کر لوٹے مثنیٰ بن مخربہ عبدی سے ملاقات ہوتی جو اہل بصرہ کو لا رہے تھے صاحب سلامت کے بعد لڑائی کا حال بتلایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کر دیا۔ جب رفاعہ مع اپنی بقیہ سپاہ کے آگیا تو مثنیٰ و سعد اس کو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک شب و روز کے قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے

عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی

۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے اشارے سے اس کے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی عمرو بن سعید بن العاص، مصعب بن زبیر کو شکست دے کر دمشق میں مروان کے پاس واپس آگیا تھا۔ مروان کو یہ خبر ملی یا خود ہی اپنے لڑکوں کی بیعت لینے کا یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے کہ مروان کے بعد خلافت کا مستحق میں ہوں اس وجہ سے حسان بن ثابت بن بحدا کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیالات ظاہر کئے اور یہ کہا کہ میں اپنے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولیعہدی کی بیعت لینا چاہتا ہوں تم اس کے محرک ہو جاؤ۔ اگلے روز شام کے وقت امرائے دمشق مروان کے پاس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ لوگ امیر المومنین کے بعد خلافت کے دعوے دار ہونے والے ہیں پس تم لوگ اٹھو اور عبدالملک و عبدالعزیز پسران امیر المومنین کی ولیعہدی کی بیعت کر لو" کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی سب نے بیعت کر لی۔

بیعت عبدالملک

۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کے مرجانے پر لوگوں نے اس کے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ تخت نشین ہوا اس کو لوگ ابوالملوک کہتے تھے اس وجہ سے کہ اس کے لڑکوں ولید، سلیمان، یزید اور ہشام نے حکومت و سلطنت کی تھی اور چونکہ اس کے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہا کرتا تھا اور اس پر مکھیاں بیٹھا کرتی تھیں

بایں لحاظ یہ ابوالذ باب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی ماں کا نام عائشہ تھا مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ کی لڑکی تھی۔

خوارج کی بغاوت

اسی سنہ میں کوفے سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا۔ ان کا سردار نافع بن ارزق تھا اہل بصرہ کے اختلاف کے سبب ان کی قوت کو یک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ انھوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدانی کو مقرر کیا۔ ابن ارزق کا میمنہ عبیدہ بن ہلال اور میسرہ ابن ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا بمقام دولاب سرزمین اہواز پر ماہ جمادی الثانی ۶۵ھ میں صف آرائی ہوئی۔ اہل بصرے کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ارزق مارے گئے۔ اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنایا اور لڑنے لگے جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو اہل بصرہ نے ربیعہ بن احزم تمیمی کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماحوز تمیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے شام ہو رہی تھی قسمت کا آخری فیصلہ ہنوز نہ ہوا تھا کہ خوارج کی مدد کو ایک تازہ دم فوج آ گئی جس نے اس وقت تک میدان جنگ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اس فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا۔ ربیعہ امیر اہل بصرہ مارا گیا۔ حارثہ بن زید علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑتا رہا جب اس کے اکثر ہمراہیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے لڑتا بھڑتا اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور خوارج نے بصرے کا رُخ کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ

اہل بصرہ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو امارت بصرہ سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کیا۔ خوارج کی بغاوت کا سیلاب جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا اہل بصرہ نے احنف بن قیس کو موقع جنگ کا امیر بنانا چاہا۔ احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کی طرف اشارہ کیا جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے امیر خراسان ہو کر جا رہا تھا۔ مہلب نے اس شرط پر منظور کیا کہ بیت المال سے اس کو اور اس کے

ہمراہیوں کو کافی خرچ دیا جائے اور جس سرزمین کو بزورِ تیغ وہ فتح کرے اس کا وہ مالک سمجھا جائے۔

مہلب و خوارج کی جنگ

چنانچہ اہل بصرہ سے بارہ ہزار جنگ آوروں کو مہلب نے منتخب کر کے خوارج کا تعاقب کیا۔ جسر اصغر پر تصادم ہوا ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو پسپا کیا۔ خوارج جسر اصغر سے ہٹ کر جسر اکبر کی طرف چلے۔ مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا۔ خوارج جسر اکبر سے بھی خائب و خاسر ہو کر آگے بڑھے۔ نہر تیری پر پہنچے اور وہاں سے مڑ کر اہواز کی طرف جھکے۔ مہلب کو اس نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعہ سے برابر اطلاع ہو رہی تھی جب اس کو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر ملی تو نہر تیری پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کر کے اہواز کا رخ کیا۔ خوارج کے مقدمۃ الجیش سے لڑائی ہوئی خوارج شکست کھا کر مناذر کی طرف بھاگے۔ مہلب نے تعاقب کیا خوارج نہایت تیزی سے نہر تیری کی طرف واپس آئے اور حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے لڑکے مغیرہ بن مہلب کو معارک کی تجہیز و تکفین کو روانہ کیا اور خود خوارج کی راہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگرے سولاف میں آ پہنچے اور میدان کارزار گرم ہو گیا۔ خوارج نے مہلب پر مجموعی قوت سے زبردست حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہت سے آدمی کام آ گئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مہلب اور اس کا لڑکا میدان جنگ میں ثابت قدم رہا پھر مہلب نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا جس سے چار ہزار سوار لوٹ آئے۔ رات کی تاریکی نے فتح یاب گروہ کو اس قلیل جماعت کے منتشر کرنے اور مہلب کو سنبھل کر دوبارہ حملہ کرنے سے روک دیا صبح ہوئی مہلب نے لشکر کے مرتب کرنے اور لڑائی کا حکم دیا ہمراہیوں نے اس سے اختلاف کیا۔ مہلب نے مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر سولاف سے کوچ کر دیا عاقول میں آیا تین روز تک ٹھہرا رہا جب اس کی طبیعت کو یک گونہ قرار ہو گیا اور اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کر لیا تو بہ قصد جنگ مقام سلی و سلبری جہاں پہ خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔

خوارج کی پسپائی

خوارج نے یہ سن کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ ان کے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال

یشکری اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں ازد و تمیم اور میسرہ میں بکر بن وائل و عبدالقیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہو کر نہایت تیزی سے بھاگ نکلا۔ مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ" (میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو) چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اسی کی قوم (یعنی ازدی) تھے آ کر جمع ہو گئے۔ مہلب نے ایک پرجوش تقریر کے بعد کہا "تم لوگ دس دس پتھر اٹھا لو اور ہمارے ساتھ سنگ باری کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کی طرف چلو وہ اس وقت دن بھر کے تھکے ماندے جنگ و جدل سے بے خوف ہو کر پڑے ہوتے ہیں اور ان کے سوار تمہارے منہزم سپاہیوں کے تعاقب میں گئے ہیں واللہ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آنے پائیں گے کہ تم ان پر فتح یابی حاصل کر لو گے"۔ مہلب کی اس تقریر نے ان کے شکستہ دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ سب کے سب اپنے دامنوں اور جیبوں میں پتھر بھر کر خوارج کے سروں پر جا پہنچے۔ جب پتھر ختم ہو گئے تو نیزہ بازی کرنے لگے۔ نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ عبداللہ بن ماحوز اور اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ مہلب اور اس کے ہمراہیوں نے خوب جی کھول کر لوٹا۔ سواران خوارج تعاقب سے واپس آئے تو لشکرگاہ نہ آ سکے۔ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے۔ وہ مجبوراً کرمان و اصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور عبیداللہ ماحوز کی جگہ پر زبیر بن ماحوز کو امیر بنایا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد وہیں قیام کیا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آئے اور حارث بن ربیعہ معزول کیا گیا۔

نجدہ بن عامر

نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرج حنفی، نافع بن ازرق کے ہمراہیوں میں سے تھا لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالوت نامی ایک شخص کو سردار بنا کر ۶۵ھ میں حضارم کو حملہ کر کے لوٹ لیا جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ اس کے بعد اس نے ایک قافلہ کو جو بحرین سے عبداللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور آدمیوں کو چھوڑ دیا

۶۸ھ میں لوگوں نے ابوطالوت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنایا اس وقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالمجاز میں بنوکعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ پر دھاوا کیا اور ان کو شکست دے کر یمامہ واپس آیا۔ ۶۷ھ میں بحرین کا رخ کیا۔ قطیف میں لڑائی ہوئی۔ عبدالقیس میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ قید کر لئے گئے۔ نجدہ نے ان کے تعاقب میں اپنے لڑکے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا مقام ثوبر میں مڈبھیڑ ہوئی مطرح اور اُس کے ہمراہی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین نہ چھوڑا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر ۶۹ھ میں امیر بصرہ ہو کر آئے اور عبداللہ بن عمیر لیثی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی۔ میدان نجدہ کے ہاتھ رہا۔ اس نے عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد ایک لشکر عمان کی طرف بسرافسری عطیہ بن اسود حنفی روانہ کیا۔ عطیہ بن اسود نے ایک خونریز لڑائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کیا کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر دھاوا کیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے ایک عظیم الشان لشکر عطیہ کی گوشمالی کو روانہ کیا عطیہ بھاگ کر سجستان اور سجستان سے سندھ کی طرف چلا گیا مقام قندابیل میں مہلب کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی اس لڑائی میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

نجدہ کا خاتمہ

عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنوتمیم کی طرف روانہ کیا تھا۔ اہل طویلع نے بنوتمیم کی اعانت کی جس کی وجہ سے نجدہ نے ایک سو فوج ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیج دیا بیس آدمی طویلع کے مارے گئے اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے بعد اہل طویلع نے اطاعت قبول کر لی پھر اس نے صنعا کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل صنعا اس اُمید و خیال سے کہ اس کے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا بیعت کر لی۔ جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا تو وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس دینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہ کیا۔ بعد ازاں نجدہ نے ابوفدیک کو حضرموت کی طرف صدقات لینے کو روانہ کیا اور ۶۸ھ میں آٹھ سو ساٹھ آدمیوں کی جمعیت سے حج کرنے کو گیا۔ عبداللہ بن زبیر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ فریقین اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نمازیں پڑھیں کوئی کسی سے متعرض نہ ہو۔ غرض نجدہ

حج سے واپس لوٹ کر طائف کو روانہ ہوا۔ عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی اور نجدہ بحرین کی طرف واپس ہوا چند دنوں کے بعد اس کے امراء کو اس سے اختلافات رونما ہونے لگے۔ یہ اختلافات رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے ہمراہی علانیہ اس کی مخالفت کرنے لگے بالآخر سب نے متفق ہو کر ابو فدیک کو سردار بنا لیا۔ نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہو گیا۔ ابو فدیک نے ایک گروہ کو نجدہ کی جستجو پر مامور کیا۔ اس نے بحر کے کسی قریہ میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

تعمیر کعبہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت اہل شام نے یزید کے زمانہ حکومت میں عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی کی تھی تو اہل شام نے خانہ کعبہ پر آتش باری کی تھی جس سے یہ مقدس مکان جل گیا تھا۔ اس کے بعد جب یزید مر گیا۔ عبداللہ بن زبیر کا اقتدار قدرے مستحکم ہو گیا تو انھوں نے اس کی تعمیر شروع کی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کر لیا۔ ایک دروازہ اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے بنوایا۔

مختار کی رہائی

سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بقیہ ہمراہی کوفہ آئے تو مختار کو محبوس پایا (اس کے قید ہونے کا واقعہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) مختار نے قید خانے سے ان لوگوں کی تعریفیں لکھیں اور یہ لکھا کہ میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی معروف بہ ابن حنفیہ نے بغرض معاوضہ خون حسینؓ مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد مثنیٰ بن مخربہ عبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس احمر بن شمیط احمسی، عبداللہ بن شداد بجلی، عبداللہ بن کامل وغیرہ نے اس کا خط پڑھ کر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانے میں آئیں اور تم کو نکال لے جائیں۔ مختار نے یہ خبر پا کر کمال مسرت سے کہلا بھیجا کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں تم لوگوں کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس واقعہ کے پہلے مختار نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں پیام بھیجا تھا کہ میں ظلماً قید کر دیا گیا ہوں آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے اس شرط پر مختار کو رہا کیا کہ وہ آئندہ بغاوت نہ کرے گا اور نہ ان لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ

میں اس کو کرنی ہوگی اور کل خدام مرد ہوں یا عورت آزاد ہو جائیں گے۔

ابراہیم بن اشتر اور مختار

الغرض مختار قید خانے سے نکل کر اپنے مکان آیا اور ہوا خواہان حسینؓ بن علیؓ اس کے پاس آنے جانے لگے۔ اس اثناء میں عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن یزید حطمی اور ابراہیم ابن محمد بن طلحہ کو کوفے سے معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو سند گورنری مرحمت کی۔ ۲۵ رمضان ۶۶ھ کو عبداللہ بن مطیع وارد کوفہ ہو کر ایاس بن ابی مضارب عجلی کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا "ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم عثمان بن عفانؓ کی سیرت کے مطابق عمل درآمد کرو اور نہ ہم کو عمر فاروقؓ کی اتباع کی ضرورت ہے گو یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے بلکہ تم کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو علی ابن ابی طالبؓ ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے" یزید بن انس بولا "سائب بہت صحیح و درست کہتا ہے"۔ عبداللہ بن مطیع یہ کہہ کر کہ تم لوگ جس برتاؤ کو پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کریں گے منبر سے اُتر کر مکان آیا۔ ایاس بن مضارب نے حاضر ہو کر کہا "سایب بن مالک مختار کے ہمراہیوں میں سے ہے اور مختار عنقریب آتش بغاوت مشتعل کیا چاہتا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کو کسی حیلہ سے طلب کر کے قید کر دو تا کہ انتظام درہم و برہم نہ ہونے پائے"۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو بلا بھیجا۔ مختار نے کہلا بھیجا کہ مجھے اس وقت سردی محسوس ہو رہی ہے دوسرے وقت آؤں گا۔ عبداللہ بن مطیع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے مکان پر لوگوں کو جمع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر کچھ لوگ کوفے سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے گئے۔ آپ نے فرمایا "ہاں میں نے اس کو خون حسینؓ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے"۔ جب یہ لوگ واپس ہو کر کوفہ آئے اور لوگوں سے محمد بن الحنفیہ کا پیام کہا تو مختار کی طرف رجحان بڑھ گیا پھر لوگوں نے کہہ سن کر ابراہیم بن اشتر کو مختار سے ملایا مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھایا۔ ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اس کے پاس آنے جانے لگا۔ ۱۴ ربیع الاوّل ۶۶ھ شب پنج شنبہ کو بعد نماز مغرب ابراہیم مع اپنے ہمراہیوں کے مسلح ہو کر

مختار کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس نقل و حرکت سے آگاہ کر دیا تھا اس لئے بہ نظر حفظ ماتقدم کو نہ کی ناکہ بندی کر لی تھی۔ ابراہیم اپنے آپ کو عام شاہراہوں سے بچاتا تنگ و تاریک گلیوں میں سے گذرتا ہوا جا رہا تھا اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی۔ دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا "ابراہیم بن اشتر" پھر استفسار کیا "یہ مجمع کیسا ہے؟ تمہارا قصد کیا ہے؟ میں تم کو امیر کے پاس لے چلوں گا" ابراہیم نے جانے سے انکار کیا۔ تکرار بڑھی ابراہیم نے موقع پا کر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا۔ ایاس گر پڑا اس کے ہمراہی بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اس کے لڑکے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کی جگہ کناسہ کی طرف سوید بن عبدالرحمن کو روانہ کیا۔ (انتہیٰ کلام ترا)

مختار کا خروج

ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور اثنار راہ میں جو واقعہ پیش آیا تھا شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ مختار نے اسی وقت شیعوں کے پاس کہلا بھیجا اور خون حسینؓ کے معاوضہ لینے کی منادی کرادی۔ پھر ابراہیم لوٹ کر اپنی قوم نخع میں آیا اور ان کو مسلح و مرتب کر کے شب ہی کے وقت مختار کی طرف چلا۔ عبداللہ بن مطیع نے اپنے امراء لشکر کو تھوڑی تھوڑی فوج دے کر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم سے اور ان لوگوں سے یکے بعد دیگرے مڈ بھیڑ ہوتی گئی۔ ابراہیم نے بہتوں کو شکست دی اور لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ شبث بن ربعی و حجار بن ابجر عجلی مختار کے مکان کے پاس لڑ رہے ہیں۔ اس نے شبث پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ شبث شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آیا۔ اس وقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے اور اس کا دل ان پیہم کامیابیوں سے بڑھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مطیع نے شبث بن ربعی کو تین ہزار اور ربیع بن ایاس کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بارہ سو سوار اور پیادوں کے ساتھ راشد کی طرف اور نعیم بن ہبیرہ کو چھ سو پیادوں اور تین سو سواروں کی جمعیت سے شبث بن ربعی کی جانب روانہ کیا۔ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ ادھر نعیم معرکہ جنگ میں مارا گیا اور شبث بن ربعی کے ہاتھ میدان جنگ رہا۔ ادھر ابراہیم بن الاشتر نے راشد کو مار کر اس کے ہمراہیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اس نے اس کو بھی شکست دے کر شبث

بن ربعی پر حملہ کر دیا جو مختار کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ثبت بن ربعی کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آیا۔ مختار نے کوفہ و دارالامارت کا قصد کیا لیکن تیر اندازوں نے اس کو آگے نہ بڑھنے دیا۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ

اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع ہمت ہار گیا تھا اور اس کا دل خوف و بیم کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ عمر بن حجاج زبیدی نے کہا "تم خود موقع جنگ پر چلو اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دو حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ہمت نہ ہارو"۔ عبداللہ بن مطیع نے یہ سن کر دوبارہ کمر ہمت باندھی اور عمر بن حجاج کو دو ہزار شمر بن ذی الجوشن کو دو ہزار اور نوفل بن مساحق کو پانچ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ قصر میں شبث بن ربعی کو اپنا نائب بنا کر خود سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ ابراہیم بن الاشتر نے نوفل بن مساحق پر حملہ کیا ابن مساحق پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن الاشتر نے لپک کر گرفتار کر لیا پھر از راہ احسان رہا کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کے ہمراہی بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگے اور جان بچانے کے لئے کوفہ کے مکانوں میں چھپنے لگے۔ عبداللہ بن مطیع بھی قصر امارت میں جا چھپا۔ ابراہیم بن الاشتر نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے ہمراہ یزید بن انس اور احمد بن شمیط بھی تھا۔ جب تین روز محاصرہ کئے ہوئے گذر گئے تو شبث بن ربعی نے عبداللہ بن مطیع کو یہ رائے دی کہ تم مختار سے امان حاصل کر کے ابن زبیر کے پاس چلے جاؤ۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو ناپسند کیا پھر شبث بن ربعی کو یہ مشورہ دیا کہ تم بحالت غفلت قصر امارت کی کسی کھڑکی سے نکل کر چلے جاؤ۔ ہم لوگ جو باقی رہ جائیں گے مختار سے امان حاصل کریں گے۔ عبداللہ بن مطیع اس رائے کے مطابق قصر امارت سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر میں جا چھپا اور لوگوں نے امان حاصل کر کے قصر امارت کا دروازہ کھول دیا۔ مختار نے قصر پر قبضہ کر لیا۔ صبح ہوتی لوگ مسجد میں جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی بیعت کی ترغیب دی۔ شرفاء کوفہ نے کتاب و سنت اور اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کی اور اس نے بھی ان لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔

مختار کا عبداللہ بن مطیع سے حسن سلوک

قصر امارت پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مختار نے یہ سن کر کہ عبداللہ بن مطیع ابو موسیٰ کے مکان میں چھپا ہوا ہے ایک لاکھ درہم بھیج دیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ رقم تم لے کر اپنا راستہ لو مجھے تمہارے قیام کا حال معلوم ہو گیا ہے تم زاد راہ نہ ہونے کے سبب

سے ٹھہرے ہوئے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لے کر کوفہ سے رخصت ہوا اور مختار نے فتح یابی حاصل کر کے پولیس کی افسری عبداللہ بن کامل کو دی اور کیسان ابوعمرہ کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کوفہ کو اپنا ہم نشین بنایا۔ اس کے بعد مختار نے دوسرے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی غرض سے چند جھنڈے بنائے ایک جھنڈا عبداللہ بن الحرث بن اشتر کو دے کر آرمینیہ کی طرف بڑھنے کو کہا۔ دوسرا جھنڈا احمد بن عمیر بن عطارد کو دے کر آذربائیجان پر حملہ کرنے کو کہا اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو موصل کا لواء، اور اسحاق ابن مسعود کو مداین کا لواء اور حلوان کا لواء سعد بن حذیفہ بن الیمان کو مرحمت کر کے اکراد سے لڑنے اور امان قائم کرنے کا حکم دیا۔

قاضی کوفہ شریح کی معزولی

شریح کو قاضی کوفہ مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد شیعان علیؓ نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی ہے۔ اس نے ہانی بن عروہ کا پیام اس کی قوم تک نہیں پہنچایا اس کو علیؓ ابن ابی طالبؓ نے قضاء کوفہ سے معزول کر دیا تھا۔ اور یہ عثمانؓ بن عفانؓ کے ہواخواہوں میں سے ہے شریح کے کان تک یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے لئے بیمار بن گئے اور مختار نے بجائے ان کے عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی کوفہ بنایا۔

مختار اور ابن زیاد

جس زمانے میں مروان بن الحکم کی حکومت کو شام میں استقلال و استحکام ہو گیا تھا اسی زمانہ میں اس نے دو فوجیں ایک حجاز کی طرف بسرافسری جیش بن دلجہ قینی اور دوسری بسرداری عبیداللہ بن زیاد عراق کی طرف بھیجی تھیں پس عبیداللہ بن زیاد نے شیعان علیؓ کی شکست کے بعد زفر بن حارث کا قرقیسیا میں محاصرہ کیا جس نے اپنے قبیلہ سمیت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبیداللہ بن زیاد کو قرقیسیا سے فراغت حاصل نہ ہوئی۔ اس اثناء میں مروان کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے اس کو عہدہ پر بحال رکھ کر لڑائی جاری رکھنے کی تاکید کی لیکن یہ زفر بن حارث پر قابو پانے سے ناامید ہو کر موصل کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن سعید (مختار کا گورنر موصل) نے تکریت میں آیا اور مختار کو اس حال سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی حسب حکم مختار تین ہزار کی جمعیت سے موصل کی طرف براہ مداین روانہ ہوا۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کے مقابلے پر ربیعہ بن مختار غنوی کو مامور کیا۔ مقام بابلی میں صف آرائی ہوئی۔ یزید بن انس ایک گدھے پر سوار لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا آیا اور پیادہ

صف میں کھڑے ہو کر کہا" اگر میں مارا جاؤں تو ورقا بن عازب اسدی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن ضمرہ فزاری اور اگر یہ بھی مارا جائے تو سعد خثعمی تمہارا امیر ہوگا" عرفہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی شام ہوتے ہوتے لشکر شام میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ربیعہ بن مختار غنوی مارا گیا منہزمین نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ عبداللہ بن حملہ خثعمی تین ہزار کی جمعیت سے مل گیا جس کو عبیداللہ ابن زیاد نے ربیعہ کی کمک پر روانہ کیا تھا اُس نے منہزمین کو لوٹا دیا اور میدان میں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی یہ دن عید الاضحیٰ کا تھا۔ شامیوں کو پھر شکست ہوئی۔ کوفیوں نے جی کھول کر قتل و غارت کیا اور تین سو آدمی گرفتار کر کے خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر دیئے۔ یزید بن انس نے اسی دن وفات پائی اور ورقا بن عازب بقائم مقامی اس کے امیر لشکر ہوا لیکن یزید بن انس کے بعد عبیداللہ بن زیاد سے یہ ایسا ڈرا کہ باوجود کامیابی کے لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل کوفہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے مختار کو نصیحت و ملامت کی۔ مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو بسر افسری سات ہزار لشکر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ یزید بن انس کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

شبث بن ربعی اور مختار

ابراہیم بن الاشتر کی روانگی کے بعد شرفاء کوفہ شبث بن ربعی کے پاس جمع ہوئے (جو اوائل جاہلیت و اسلام کا سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی شبث بن ربعی نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو، میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ ان شکایات کا کیا جواب دیتا ہے۔ شرفاء کوفہ اس امر پر راضی ہو گئے شبث بن ربعی، مختار کے پاس آیا اور ان کی شکایتیں پیش کیں مختار نے کہا" میں اُن کی خواہش کے مطابق کل کام کروں گا اور اُن کو مال غنیمت میں حصہ دوں گا ان کے اہل خدمت کو چھوڑ دوں گا بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ شرفاء کوفہ میرے ساتھ ہو کر بنو اُمیہ اور عبداللہ بن زبیر سے لڑیں گے" شبث بن ربعی نے جواب دیا۔ "میں اہل کوفہ سے جا کر یہ پیام کہتا ہوں اور جواب لے کر واپس آتا ہوں" اس کے بعد شبث چلا گیا لیکن پھر واپس نہ ہوا اور وہ سب مختار کی مخالفت پر تل گئے۔ شبث بن ربعی، محمد بن الاشعث، عبدالرحمن بن سعد بن قیس، شمر بن ذی الجوشن، کعب بن ابی کعب نخعی، عبدالرحمن بن مخنف ازدی وغیرہ ان کے سرگروہ تھے عبدالرحمن ابن مخنف نے کہا" میری رائے یہ ہے کہ اہل شام و بصرہ کے واپس آنے تک مختار پر خروج نہ کرو کیونکہ ان کے ساتھ ہمارے نامی گرامی سردار ہیں اور ان کی لڑائی بہ نسبت اوروں کے زیادہ خطرناک ہے"۔ لوگوں نے اس سے اختلاف

کر کے کہا "للہ تفریق جماعت نہ کرو اور جس رائے پر ہم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے اس سے اختلاف نہ کرو۔ عبد الرحمٰن بن مخنف نے جواب دیا" میں تمہارے ساتھ ہوں جب چاہو خروج کرو"۔ پس سب کے سب مسلح ہو کر مختار کے پاس گئے اور کہا "ہم نے تجھکو معزول کیا کیونکہ محمد بن الحنفیہ نے تجھے مامور نہیں کیا"۔ مختار نے کہا "چند لوگوں کو اپنی اور ہماری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس روانہ کرو دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں"۔ اہل کوفہ اس پر راضی ہو گئے۔

اہل یمن کی پسپائی

مختار نے خفیہ طور سے ابراہیم کو بلا بھیجا۔ اگلے دن ابراہیم آ پہنچا دیکھا ایک انبوہ کثیر جمع ہوا ہے اور رفاعہ بن شداد بجلی امامت کر رہا تھا۔ مختار نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا احمد بن شمیط بجلی و عبداللہ بن کامل شاذی کو آگے بڑھایا۔ پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست ہوئی مختار سوار و پیادوں کی فوجیں کمک پر پے در پے بھیجنے لگا۔ ابراہیم بن اشتر نے معضر پر حملہ کیا جس میں شبث بن ربعی تھا ایک خوں ریز لڑائی کے بعد ابراہیم کو کامیابی ہوئی پھر عبداللہ بن کامل نے نہایت سختی سے قبائل یمن پر حملہ کیا رفاعہ بن شداد نے بڑھ کر مختار کے ہمراہیوں پر دھاوا کیا چاروں طرف قتل و خوں ریزی کا بازار گرم ہو رہا تھا رفاعہ بن شداد مع اپنے ہمراہیوں عبداللہ بن سعید بن قیس، فرات ابن زخر بن قیس، عمر بن مخنف وغیرہ کے کام آیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف علم لے کر لڑتے ہوئے آگے بڑھا۔ جب یہ بھی تیغ اجل کے نذر ہو گیا تو اہل یمن نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

قاتلان حسینؓ کا انجام

وادی عبین سے پانچ سو آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ مختار نے ان میں سے نصف آدمیوں کو جو شہادت حسینؓ بن علیؓ میں شریک تھے قتل کر ڈالا اور باقی کو رہا کر دیا۔ خاتمۂ جنگ پر مختار نے منادی کرا دی کہ ہر شخص کے لئے جو لڑائی سے اپنے کو روک لے گا اس کے لئے امان ہے سوائے اس کے جو شریک خوں ریزی اہل بیت ہوا ہے۔ عمر بن حجاج زبیدی یہ سُن کر بھاگ نکلا۔ پھر اس کا حال کچھ نہ معلوم ہوا بعض کا خیال ہے کہ مختار کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا تھا۔ شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا جب یہ قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اس کو قتل کر کے قریہ کلبانیہ میں چلا گیا اور یہ سمجھ کر کہ اب وہ بچ گیا ہے وہیں قیام کیا۔ اس کے مقابلے پر ایک دوسرے قریہ میں ابو عمرہ (مختار کا ایک ہم نشین) ٹھہرا ہوا تھا جس کو مختار نے اہل بصرہ کے روک تھام کی غرض سے متعین کیا تھا۔ اتفاقاً اس کو شمر کی خبر لگ گئی فوراً سوار ہو کر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ سات سو تین آدمی مارے گئے جس میں اکثر یمن کے تھے اور شمر کو قتل کر کے اس کی لاش

کتوں اور مردار خوار جانوروں کے آگے ڈال دی گئی یہ واقعہ آخری ۶۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد شرفاء کوفہ خوف زدہ ہو کر بصرے کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسین بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ عبیداللہ بن اسد جہنی، مالک بن نسیر کندی، حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرا کے قتل کیا بعدازاں زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد عنزی، عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنھوں نے واقعہ کربلا میں حسین بن علیؓ کا اسباب لوٹا تھا پا بہ زنجیر حاضر کئے گئے مختار نے اُن سب کے قتل کا حکم دے دیا، پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ، عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشیٰ کا چچا زاد بھائی) پیش کیا گیا اور اسی وقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی، ابو اسماء بشر بن سمیط قابسی (جنھوں نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور ان کا اسباب لوٹ لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا۔ خولی بن یزید اصبحی جس نے امام علیہ السلام کا سر اُتارا تھا جان کے خوف سے چھپ گیا لیکن لوگوں نے اسے تلاش کر لیا اور اُس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے مختار نے اس کو جلوا دیا۔

عمر بن سعد کا قتل

ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اگرچہ اس نے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امان حاصل کر لی تھی۔ لیکن ابو عمرہ حسب حکم مختار اس کا سر کاٹ لایا اتفاق یہ کہ مختار کے پاس اس وقت اس کا لڑکا حفص بیٹھا ہوا تھا دریافت کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟" حفص نے جواب دیا "ہاں! لیکن اس کے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے" مختار نے اس کے بھی قتل کا حکم دے کر کہا وہ (یعنی عمر بن سعد) بعوض خون حسین تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمر) علی بن حسینؓ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سروں کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھا کہ "قاتلین حسینؓ بن علیؓ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں"۔

حکیم بن طفیل طائی کا قتل

عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حسین بن علیؓ پر تیر چلایا تھا اور عباس کا اسباب لوٹ لیا تھا عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن اس سے پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اس کو ابن کامل نے قتل کر ڈالا تھا پھر مرہ بن منقذ بن عبدالقیس قاتل علی بن حسینؓ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہنچ کر اس کے گھر کا محاصرہ کیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ باز

کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اس خلفشار میں یک ہاتھ اس کا بیکار ہو گیا۔ پھر زید بن قادحبانی کی گرفتاری کے لئے اسے چاروں طرف سے سپاہیوں نے گھیر لیا چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا ابن کامل نے کہا اس پر پتھر برساؤ سب نے پتھر مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کر کے جلا دیا۔ سنان بن انس جس نے حسینؓ بن علیؓ کو شہید کیا تھا بصرہ بھاگ گیا مختار نے اس کا گھر منہدم کرا دیا اس کے بعد عمر بن صبیح صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا مختار نے حکم دیا۔ "اس کو برچھی سے مار ڈالو اور محمد بن اشعث کو قادسیہ کے قریب ایک قریہ میں ہے گرفتار کر لاؤ" محمد بن اشعث یہ سن کر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا مختار نے اس کے مکان کو مسمار کرا دیا اور بقیہ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل حسین بن علیؓ سے متہم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کرا دیئے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسینؓ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن الحنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے محمد بن الحنفیہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا: "مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسینؓ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ اڑا کرتے ہیں" مختار کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے قاتلین حسینؓ کے قتل کی قسم کھائی اور اسی وقت سے ان لوگوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا۔

مختار اور عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن زبیر کی طرف سے گورنری بصرہ پر حرث بن ابی ربیعہ (یعنی قباع) مامور تھا پولیس کی افسری عباد بن حسینؓ کے قبضہ میں تھی اور صیغہ جنگ کا افسر اعلیٰ قیس بن ہثیم تھا۔ مثنیٰ بن مخزمہ عبدی' واقعہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ہمراہ تھا جو سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ مختار نے اس کو بصرے کی طرف اہل بیت کے قصاص لینے کی تحریک کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں اس نے ایک گروہ کثیر کو جمع کر لیا اور ان کو مرتب کر کے قباع سے جنگ پر خروج کر دیا۔ عباد بن حسین اور قیس بن ہثیم نے اس کے مقابلہ پر صف آرائی کی مثنیٰ بن مخزمہ شکست کھا کر اپنی قوم عبدالقیس میں جا چھپا۔ قباع نے اس کی

گرفتاری پر ایک دستہ فوج متعین کیا۔ زیاد بن عمر عتکی یہ سن کر قباع کے پاس آیا اور کہا "تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرے سے واپس بلا لو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں" قباع نے بہ نظر مصلحت قوت احنف بن قیس کو بھیج دیا اس نے جنگ چھڑنے سے پیشتر پہنچ کر اس امر پر مصالحت کر لی کہ عبدالقیس مثنیٰ کو نکال دیں۔ چنانچہ مثنیٰ بصرہ سے کوفہ کو روانہ ہو گیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ اور مختار

مختار نے کوفہ سے ابن مطیع (عامل ابن زبیر) کے نکالنے کے بعد عبداللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تمہارا مطیع ہوں تم حسب وعدہ مجھے سند حکومت بھیج دو۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو بہ حیلہ و فریب مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیت کی محبت کے پیرایہ میں حکومت و سلطنت پر قبضہ کرے۔ عبداللہ بن زبیر اس کو تاڑ گئے۔ اپنے اس خیال کی تصدیق کی غرض سے عمر بن عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام مخزومی کو پینتیس ہزار درہم زاد راہ دیئے اور گورنری کوفہ کی سند دے کر رخصت کیا۔ مختار کو یہ خبر لگی تو زائدہ بن قدامہ کو بسر افسری پانچ سو سواروں کے ستر ہزار درہم دے کر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ "یہ رقم عمر بن عبدالرحمٰن کو دے کر واپس کر دینا اور اگر اس پر وہ راضی نہ ہو تو پانچ سو سواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں اس کو دے لینا" عمر بن عبدالرحمٰن نے پہلے درہم کے لینے سے انکار کیا لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملتا ہوا مال لے کر بصرہ روانہ ہوا اس وقت بصرے میں قباع حکومت کر رہا تھا ابن مطیع بصرہ میں موجود ہی تھا۔ عمر بن عبدالرحمٰن بھی پہنچ گیا۔ یہ زمانہ مثنیٰ بن مخرمہ کے خروج سے پہلے کا ہے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ "میں نے کوفہ کو اپنا قصر حکومت بنا لیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کریں تو میں شام کی طرف چلا جاؤں اور ابن مروان کو آپ کی طرف سے زک دوں" لیکن عبداللہ ابن زبیر اس فریب کو تاڑ گئے تھے اس وجہ سے مختار ہمیشہ ان پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔

مختار کی ابن زبیر سے امداد طلبی

کچھ عرصے بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو بسر گروہی ایک لشکر کے وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔ مختار نے یہ سن کر ابن زبیر کو لکھا کہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد پر ایک فوج بھیج دوں۔ ابن زبیر نے جواب دیا کہ اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کیا چاہتے ہو تو فوراً علی لار۔ نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلے پر

وادی القریٰ میں پہنچ دو۔ مختار نے فوراً شرجیل بن دوس ہمدانی کو تین ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ جس میں اکثر آزاد غلام تھے۔ اور یہ حکم دیا کہ مدینہ میں پہنچ کر اطلاع دینا پھر جیسا میں حکم دوں گا تعمیل کرنا

شرجیل کا خاتمہ جواب روانہ کرنے کے بعد ابن زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے مکہ سے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار سوار۔ دوں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع ہو کر آیا ہو تو فبہا ورنہ بہ حیلہ و مکر واپس کر دینا یا جنگ وجدال سے ہلاک کر دینا۔ عباس اور شرجیل سے مقام رقیم میں ملاقات ہوئی عباس نے کہا "تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے پر وادی القریٰ کی طرف چلو" شرجیل نے جواب دیا "مجھے مختار نے سیدھے مدینہ جانے کا حکم دیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤں گا"۔ عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا مگر تالیف قلوب کی غرض سے گوشت گھی اور پکا ہوا کھانا بھیج دیا۔ شرجیل ابن دوس اور اس کے ہمراہی بھوکے پیاسے تھے ایک چشمہ پر کھانے پینے میں مصروف ہو گئے عباس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لے کر حملہ کر دیا۔ شرجیل بن دوس اور اس کے ساتھ ستر آدمی اس کی قوم کے مارے گئے۔ باقی جو رہے ان کو امان دی گئی اور وہ لوگ بحالت پریشانی کوفہ واپس ہوئے جس میں سے اکثر اثنا راہ میں مر گئے۔ اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ وابن زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا یہ مضمون تھا۔ میں نے ایک لشکر آپ کی فرماں برداری اور دشمنان اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجئے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ محمد ابن حنفیہ نے جواباً لکھا "میں تمہارا قصد تمہاری حق شناسی کو جانتا ہوں میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خوں ریزی سے پرہیز کرو اگر میرا قصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس لوگ بہت جلد جمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بکثرت ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر و شکر کر رہا ہوں یہاں تک کہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے"۔

ابن زبیر اور محمد بن حنفیہ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور ان کے اہل بیت و ہوا خواہوں سے

بیعت کرنے کو کہا آپ نے اس سے انکار کیا عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو بھیجا اس نے سختی کی اور درشتی سے پیش آیا لیکن آپ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب ہوا خواہان علی ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کر دی تو عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے کہ مبادا محمد بن حنفیہ کی بیعت نہ کرنے سے لوگ برہم نہ ہو جائیں بجبر بیعت لینے کا قصد کیا اور اس مقصد کے لئے محمد بن حنفیہ کو مقام زمزم میں قید کر دیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس اثناء میں اگر بیعت نہیں کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے

محمد بن حنفیہ کی رہائی

محمد بن حنفیہ نے یہ واقعات مختار کو لکھ بھیجے مختار نے اس خط کو لوگوں کے روبرو پڑھا سب کے دل بھر آئے ان میں سے چند امراء کو تین سو سواروں کے ساتھ بسر افسری ابو عبداللہ جدلی مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور چار لاکھ درہم محمد بن حنفیہ کو بھیجے۔ یہ لوگ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی اس وجہ سے کہ حرم میں تلوار اٹھانا مکروہ سمجھتے تھے اور "یا لثارات الحسین یا لثارات الحسین" کہتے جاتے تھے یہاں تک کہ زمزم پر پہنچے اور دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو قید سے نکالا اس وقت صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا "میں حرم میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا۔

عبدالملک اور محمد بن حنفیہ

اس کے بعد بقیہ لشکر بھی آ گیا ابن زبیر اس سے خائف ہوئے اور محمد بن حنفیہ زمزم سے نکل کر شعب علی میں چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے آپ نے مختار کی بھیجی ہوئی رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت کرنے کو کہا آپ نے خائف ہو کر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا اس نے لکھ بھیجا "کہ آپ شام چلے آیئے جب تک لوگوں کا کسی پر اجماع نہ ہو اس وقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہئے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا" چنانچہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت شام کی جانب روانہ ہو گئے مدین میں پہنچے تو عمرو بن سعید کے مارے جانے کی خبر ملی آپ کو اس نقل و حرکت پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں جب آپ کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو لکھ بھیجا آپ ایلہ سے مکہ کی طرف

لوٹے اور شعب ابی طالب میں پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے۔ عبداللہ بن عباس کو اس سے بڑا ہی پیدا ہوئی عبداللہ بن زبیر کو بہت سخت و سست کہا نصیحت و ملامت کی اور مکہ سے نکل کر طائف چلے آئے اور یہیں انتقال فرمایا نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

محمد بن حنفیہ اس زمانہ تک زندہ رہے جب کہ حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ طائف سے پھر شعب ابی طالب چلے آئے اور عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی عبدالملک نے حجاج کو ان کی تعظیم و حق شناسی کی ہدایت و تاکید کی پھر آپ عبدالملک کے پاس ملک شام گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے میں مستثنیٰ کر دیا جاؤں۔ عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا تھا انھوں نے جواب دیا "جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہ ہوں گے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہ کریں گے کیونکہ یہ سب فتنہ ہے" عبداللہ بن زبیر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور جب وہ لوگ اس پر بھی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا اس اثناء میں مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان کی جانیں بچا دیں۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہو گئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے آئے۔

ابراہیم بن اشتر جس وقت مختار کو اواخر ۶۶ھ میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ سنہ مذکور ابراہیم بن اشتر کو جنگ ابن زیاد پر روانہ کیا اور اپنے نامی گرامی مصاحبوں شہسواروں اور جنگ آوروں کو اس کرسی سمیت اس کے ہمراہ کر دیا جس سے بوقت ضرورت وہ مدد طلب کیا کرتا تھا یہ کرسی سونے سے منڈھی ہوئی تھی مختار نے اپنے متبعین کو یہ سمجھا رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا ویسا ہی تم میں یہ کرسی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی تھی جس کو مختار نے جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالبؓ (ہمشیرۂ علی بن ابی طالبؓ) کا لڑکا تھا۔

ابن زیاد کا انجام ابراہیم بن اشتر کوفہ سے روانہ ہو کر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کر لیا تھا اور نہر خازر (خازر) پر قیام کر کے طفیل بن لقیط نخعی کو بطور

مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھایا۔ ابن زیاد بھی یہ خبر پا کر نہر کے قریب جا اُترا۔ عمیر بن حباب سلمی (جو ابن زیاد کے ہمراہیوں میں سے تھا) ابن اشتر سے ملنے آیا اور یہ وعدہ کیا کہ بوقت جنگ میں میسرہ کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ کھڑا ہوں گا تم لڑائی میں تاخیر نہ کرو کیونکہ تمہارے تاخیر کرنے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی۔ اس قرارداد کے مطابق ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی کہ ابراہیم خیمہ سے نکل کر لوگوں کو جنگ پر ابھارنے لگا جوں ہی سپیدۂ صبح نمایاں ہوا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور صفوں کو ترتیب دے کر ہر ایک امیر کے لئے مقامات مقرر کئے۔ ابن زیاد نے بھی اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کیا آفتاب نکلتے نکلتے لڑائی چھڑ گئی۔ حصین بن نمیر نے (جو میمنہ اہل شام کا افسر تھا) ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا علی بن مالک خثعمی کام آیا۔ فرد بن علی نے لپک کر علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی میدان جنگ میں کام آیا تو میسرہ کو شکست ہو گئی عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ سلولی نے علم کو سنبھال کر منہزمین کو للکارا وہ ایک تازہ جوش سے لوٹے اور ابراہیم کے میمنہ نے میسرہ ابن زیاد پر حملہ کیا اس پر کہ عمیر بن حباب حسب وعدہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہو گا لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ ابراہیم نے یہ دیکھ کر لشکر کے قلب پر دھاوا کیا میدان کارزار گرم ہو گیا ہر شخص سر بکف جاں فروشی پر تیار تھا ایک طرف آہ و زاری کے نعرے زخموں کے خون کے فوارے بلند تھے۔ دوسری طرف نیزوں اور تلواروں کی آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تھی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا "انغمس برایتك فیهم"، "انغمس برایتك فیهم" فریقین کے ہزارہا آدمی کام آگئے میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج کو شکست ہوئی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا "میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو لب نہر قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو آتی تھی اور میں نے اس کو اپنی تلوار سے نصفا نصف دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا" لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابن زیاد تھا سر کاٹ کر لاش جلا دی گئی۔ شریک بن جدیر تغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابن زیاد ہے حملہ کیا۔ لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے شریک کے ہمراہیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ ابن زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا۔ اسی واقعہ میں شرجیل بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا (جو سواران شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید ازدی ورقاء بن عازب ازدی اور عبداللہ بن زہیر سلمی کو

دعویٰ تھا کہ میں نے ابن زیاد کو قتل کیا ہے۔

ابن اشتر کی کامیابیاں

فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ ابن زیاد کے ساتھی جس قدر معرکۂ جنگ میں کام آئے تھے اس سے زیادہ بخوف جان نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ لشکرگاہ میں جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا گیا۔ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر بشارت فتح کے ساتھ مختار کے پاس مدائن بھیج دیئے گئے۔ بعد ازاں ابن اشتر نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجار، دارا اور سرزمین جزیرہ پر قابض ہو گیا اس کے بعد زفر بن حرث کو قرقیسیا کا۔ حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور رہا اور شمشاط کا، عمیر بن حباب سلمی کو کفرتوثی وطور عبدین کا والی بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

مصعب بن زبیر

اوائل ۶۷ھ یا اواخر ۶۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی۔ مصعب بصرہ پہنچ کر سیدھا جامع مسجد میں گئے منبر پر خطبہ دینے کو چڑھے اسی اثناء میں حرث بن ربیعہ آگیا۔ مصعب نے اس کو ایک درجہ نیچے بٹھا لیا خطبہ دینے لگے۔ سورۂ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اتر آئے۔

مصعب و مختار کی جنگ

شرفاء کوفہ جنھوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب سے آملے شبث بن ربعی "واغوثاہ واغوثاہ" چلاتا ہوا آیا اس کے بعد محمد بن الاشعث بھی آ گیا مختار پر خروج کرنے کی تحریک کی مصعب ابن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو (جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا) بلا بھیجا اس نے آنے میں تاخیر کی مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دے کر روانہ کیا مہلب نے خط پڑھ کر کہا "کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی دوسرا قاصد نہیں ملا تھا؟" محمد بن الاشعث نے جواب دیا "ہم قاصد نہیں ہیں! ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات، مال واسباب پر متصرف ہو گئے ہیں"! غرض مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال واسباب لے کر بصرے میں داخل ہوا مصعب بن زبیر نے مہلب کو جسرا کبر پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن مخنف کو کوفہ کی طرف مختار کے خلاف ریشہ دوانی اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنے کی ترغیب دینے کی غرض سے روانہ کیا مصعب نے مقدمۃ الجیش پر عباد بن حصین حبطی تمیمی کو میمنہ پر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کیا اور خود بصرہ واپس آیا

مختار کو اس کی خبر لگی تو اُس نے اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کی ترغیب دی ایک چھوٹا سا لشکر مع ان سرداروں کے جو ابن اشتر کے ہمراہ تھے احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ مقام مذار میں فریقین نے صف آرائی کی۔ مہلب نے اپنے رکاب کی فوج لے کر ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل نہایت استقلال وثابت قدمی سے مقابلہ پر اڑا رہا پھر مہلب نے ایک دوسرا زبردست حملہ ابن کامل پر کیا جس کا وہ متحمل نہ ہو سکا اس کے رکاب کی فوج ابتری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی دوسرے لوگوں نے ابن شمیط پر دھاوا کیا اس کی فوج بھی پسپا ہو گئی۔ پیادوں میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مصعب نے عباد کو حکم دے دیا کہ جس قدر لوگ قید کئے جائیں قتل کر ڈالے جائیں۔ محمد بن اشعث نے سواران کوفہ کو لے کر منہزم گروہ کا تعاقب کیا اور جس کو پایا قتل کر ڈالا۔

مصعب کی روانگی کوفہ

مصعب نے فتح یابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا کمزور، ناتوانوں اور ان کے اسباب کو کشتیوں پر بار کر کے براہ فرات روانہ کیا اور خود نہر فرات کو مقام واسط سے عبور کر کے براہ خشکی بڑھا مختار کو اس کی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو شکست فاش ہوئی اس کے تقریباً کل ساتھی معرکہ جنگ میں کام آ گئے اور مصعب براہ دریا وخشکی بڑھتا چلا آتا ہے۔ مختار بادل ناخواستہ بہ قصد مقابلہ کوفہ سے نکل کر مجمع الانہار کی طرف چلا جہاں پر جزیرہ مسلمین، قادسیہ اور سفر کی نہریں ملتی ہیں، چونکہ نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آ گیا تھا اور وہ پایاب ہو رہی تھیں اس وجہ سے اہل بصرہ کی کشتیاں خشکی میں پڑ گئیں۔ اہل بصرہ نے کوفیوں کا لشکر دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں لشکر مرتب کر کے کوفہ کا قصد کیا۔ مختار نے مجمع الانہار سے مڑ کر دارالامارت ومسجد کی قلعہ بندی کرنے کے بعد حروراء میں قیام کیا۔

مختار کا خاتمہ

اس اثناء میں مصعب بھی آ پہنچا اس کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ، میسرہ پر عمر بن عبیداللہ، سواروں پر عباد بن حصین تھا۔ مختار کا میمنہ سلیم بن یزید کندی کے اور میسرہ سعید بن منقذ ہمدانی کے ماتحت تھا۔ اور فوج سواران پر عمر بن عبیداللہ نہدی افسری کر رہا تھا۔ محمد بن الاشعث اہل کوفہ کے اُس گروہ کو لئے ہوئے جو میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے دونوں لشکر کے درمیان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ ہر شخص جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا کیا۔ مصعب کے ہمراہیوں کو مجبوراً اس قدر پیچھے ہٹنا پڑا کہ مصعب سے جا ملے۔ مصعب نے ایک پرجوش تقریر سے اپنے ہمراہیوں کو للکار کر آگے بڑھایا۔ مختار کی فوج پسپا ہو کر اپنے مورچہ کو بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ شام ہوتے ہوتے مالک بن

عبداللہ نہدی نے پیادوں کو لے کر ابن اشعث پر حملہ کیا۔ ابن اشعث اور اس کے ہمراہی کام آگئے عبید اللہ بن علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ تمام رات لڑائی ہوتی رہی چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا صبح ہونے سے کچھ پہلے مختار کے ہمراہی آنکھیں بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے۔ مختار یہ رنگ دیکھ کر قصر امارت میں جا چھپا مصعب نے میدان جنگ سے سمجھ بوجھ کر ڈیرے ڈالے۔ قصر امارت کا محاصرہ کر کے رسد و غلہ بند کر دیا لیکن خفیہ طور سے غلہ کی رسد جاری رہی مصعب کو اس سے آگاہی ہوئی اس نے رسد و غلہ کو قطعاً روک دیا مختار اور اس کے ہمراہیوں کا شدت گرسنگی و تشنگی سے حال ابتر ہو گیا پانی میں شہد ملا کر پینے لگے لیکن اس سے بھی سیری نہ ہوتی۔

مختار نے اپنے ہمراہیوں سے امان حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریباً بیس آدمیوں کو جس میں سایب بن سالک اشعری بھی تھا لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔ سایب ملامت کرنے لگا مختار نے کہا "تف ہو تجھ پر اے احمق! میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر۔ میں بھی انہیں لوگوں کی طرح تھا لیکن میں بھی جب کہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کا طالب ہو گیا۔ اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو تو اپنے زور بازو پر لڑ" سایب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار[1] آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ و طراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنیفی کے ہاتھ سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ اسی وقت جب کہ مختار نے امان حاصل کرنے کی رائے دی تھی قصر امارت سے بذریعہ کمند اتر آیا تھا اور اپنے بھائی کے مکان میں روپوش ہو گیا تھا۔

مصعب کا کوفہ پر قبضہ مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ مصعب کے کہنے سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے مہلب نے ان کے قتل کرنے سے منع کیا

[1] صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسین اور شرفاء عرب کو نیست و نابود کر چکا تو اس نے دیگر صلحاء امت کے استیصال کی فکر کی لوگوں پر اس کا قصد اور خبث نفس ظاہر ہو گیا۔ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین وحی لے کر آتے ہیں اہل کوفہ نے مجبور ہو کر عبداللہ ابن زبیر کو لکھا انہوں نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر بسر افسری مصعب روانہ کیا ابراہیم ابن اشتر اور سرداران کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے مصعب کے سپرد کر دیا۔ مصعب نے اس کو قتل کر ڈالا۔ عقد الفرید جلد دوئم صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ مصر۔

مگر سرداران کوفہ نے اس سے اختلاف کیا پس مصعب نے باتفاق رائے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اس کے بعد مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر مسجد کے دروازے پر لٹکا دیئے جس کو حجاج نے اپنے زمانۂ حکومت میں اُتروایا۔

ابن اشتر کی اطاعت کوفہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن الاشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں بشرط اطاعت ملک شام کی امارت اور ملک مغرب (جس قدر ملک وہ) فتح کر سکے، اس کو دینے کے لئے لکھا تھا! اسی زمانے میں عبدالملک نے بھی اس سے خط و کتابت کی تھی اور حکومت عراق کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابراہیم نے اپنے مشیروں سے اس کی بابت مشورہ کیا بعض نے مصعب سے ملنے کو کہا اور بعض نے عبدالملک سے سازش کرنے کی رائے دی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد و اہل شام کو اس نے زیر و زبر کیا ہے مصعب کی شرائط منظور کر لیں اور اس کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصعب نے یہ خبر پا کر مہلب بن ابی صفرہ کو اس کے مقبوضہ صوبجات موصل و جزیرہ و ارمینیہ و آذربائیجان کی جانب بھیج دیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت اُسی زمانے میں ظاہر کی تھی جب کہ مصعب بصرہ میں آیا تھا مختار نے احمد بن شمیط کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور مصعب نے عباد حبطی کو مختار کے ہمراہ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی تھے۔ رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی نصف شب سے زیادہ گذر چکی ہو گی کہ مصعب کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے مورچہ میں آ چھپا۔ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا صبح ہوئی تو مختار یہ دیکھ کر کہ اس کے ہمراہی مصعب کے لشکر میں لڑائی میں مصروف ہیں اور اُس کے پاس کوئی نہیں ہے کوفے کی طرف لوٹا اور سیدھا دارالامارت میں چلا گیا جب اس کے ہمراہی میدان جنگ سے لوٹے تو انہوں نے مختار کو نہ پایا اور یہ سمجھ کر کہ مختار مارا گیا میدان کارزار سے باوجود کامیابی حاصل کر چکنے کے بھاگ کر قصر امارت میں جا چھپے جس کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی۔ مصعب نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا چار مہینے تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی بہت سے آدمی مارے گئے آخر کار مصعب سے اہل[1] قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے اور اس کے حکم کے مطابق دروازہ

[1] مختار کے قتل ہونے کے بعد اہل قصر امارت امان کے خواستگار ہوتے تھے۔ مختار کی عمر بوقت قتل ترسٹھ برس کی تھی ۱۴ رمضان ۶۷ھ کو بانارکوفہ میں مارا گیا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر۔

طول کر نکل آئے اس نے ان سب کے قتل کا حکم دیدیا ان مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جس میں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی۔

حمزہ کی معزولی کوفہ پر مصعب کے قبضہ کر لینے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اپنے لڑکے حمزہ کو بصرہ میں بجائے مصعب کے مقرر کیا اس کی کج خلقی و تنگ ظرفی سے شرفاء بصرہ نے مجبور ہو کر مالک بن مسمع سے شکایت کی مالک بن مسمع نے تھوڑے سے آدمیوں کو ہمراہ لے کر جسر کی طرف خروج کیا اور حمزہ سے کہلا بھیجا کہ تم حکومت بصرہ چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ احنف نے عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ اپنے لڑکے کو معزول کر کے مصعب کو پھر حکومت بصرہ پر بھیجو اس سے عوام ناراض ہیں۔ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا۔ حمزہ بہت سا مال و اسباب لے کر بصرے سے روانہ ہوا۔ مالک بن مسمع نے پہنچ کر راستہ روک دیا لیکن عمر بن عبیداللہ کے کہنے سے باز رہا۔

مہلب کی معزولی بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک برس بعد مصعب کو بصرے کی گورنری پر مامور کیا تھا مصعب نے بصرے میں پہنچ کر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو فارس کی سند گورنری دی اور جنگ ازارقہ پر مامور کیا۔ اس وقت مہلب فارس کا گورنر اور محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا مصعب نے اس کو موصل و جزیرہ و آرمینیہ کا والی مقرر کر کے کوفہ سے بلا بھیجا۔ مہلب اپنی جگہ اپنے لڑکے مغیرہ کو مقرر کر کے بصرے میں آیا۔ مصعب نے اس کو حکومت فارس و جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مامور کیا اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے جس کو ہم خوارج کے حالات میں بیان کریں گے۔

عمر بن سعید کی مخالفت عبدالملک بن مروان قنسرین سے واپسی کے بعد ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں اپنے بھانجے عبدالرحمٰن ابن ام حکم کو اپنا نائب مقرر کر کے بقصد جنگ زفر بن حرث کلابی قرقیسیا کی طرف روانہ ہوا۔ عمر بن سعید اس کی رکاب میں تھا جب یہ لوگ بطنان پہنچے تو عمر بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے رات کے وقت چھپ کر اس نے دمشق کی راہ لی ابن ام حکم اس کی آمد سن کر نکل بھاگا۔ عمر بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور ابن حکم کے مکان کو منہدم کرا دیا۔ لوگ جمع ہوئے تو خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک اور وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی عمر بن سعید کے پیچھے ہی پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائی ہوتی رہی آخر کار مصالحت ہو گئی۔ صلح نامہ لکھا گیا

عبدالملک نے اس کو پناہ دی عمر بن سعید دمشق سے نکل کر عبدالملک کے خیمہ میں آیا اور اس کو اپنے ہمراہ دمشق میں لے گیا۔ چار روز کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کو بلا بھیجا اتفاقاً اس وقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ (اس کا داماد) اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا عمر بن سعید نے کہا "واللہ مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے۔ اگر میں سوتا ہوتا تو عبدالملک میرے جگانے کی جرأت نہ کر سکتا۔" اس کے بعد پیامبر سے کہا "تم جاؤ میں شام کے وقت آؤں گا۔"

عمر بن سعید کا قتل

شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی اوپر سے قبا کو زیب بدن کیا تلوار کمر سے لٹکائی اور ایک سو خدام کو لے کر عبدالملک کی طرف چلا۔ عبدالملک نے اپنے پاس کل بنو مروان اور حسان بن بحدل کلبی و قبیصہ بن ذویب خزاعی کو جمع کر رکھا تھا۔ عمر بن سعید پہنچا تو اس کو حاضری کی اجازت دی گئی جوں جوں وہ اندر جاتا تھا عبدالملک کے مصاحبین دروازے بند کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ شہ نشین کے دروازے پر پہنچا اب اس کے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔ عبدالملک کے پاس بنو امیہ کو جمع دیکھ کر عمر بن سعید کو خدشہ پیدا ہوا غلام سے مخاطب ہو کر کہا "میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اس کو بلا لا۔" غلام کچھ نہ سمجھا عمر بن سعید نے اس فقرہ کا اعادہ کیا غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن مطلق نہ سمجھا۔ عمر بن سعید نے جھلا کر کہا "جا دور ہو" غلام چلا گیا۔ عبدالملک نے حسان اور قبیصہ کو عمر بن سعید کے استقبال کرنے کا حکم دیا یہ دونوں آگے بڑھے اور عمر بن سعید کو عبدالملک کے پاس لا کر تخت پر بٹھا دیا۔ باتیں ہونے لگیں تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کی تلوار لے لینے کا حکم دیا۔ عمر بن سعید کو ناگوار گزرا کہا "اتق اللہ یا امیرالمومنین۔" عبدالملک بولا "کیا تم اس کی امید رکھتے ہو کہ میرے ساتھ تم تخت پر تلوار لے کر بیٹھو گے؟" عمر بن سعید خاموش ہو گیا غلاموں نے پیچ کر تلوار لے لی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا "اے ابوامیہ! جس وقت تم نے مجھ سے مخالفت کی تھی میں نے (امی۔ ماں) میرا یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں تمہیں اپنے قبضہ اقتدار پاؤں گا تو میں تم کو ہتھکڑی پہناؤں گا" بنو مروان نے عرض کیا: "کیا پھر امیرالمومنین رہا کر دیں گے؟" عبدالملک نے کہا "ہاں! میں ابوامیہ کے ساتھ برائی نہ کروں گا۔"

بنو مروان نے عمر بن سعید سے کہا "ابوامیہ امیرالمومنین کی قسم پوری کر دو" عمر بن سعید اپنی زبان سے بولا "بے شک اللہ تعالیٰ نے امیرالمومنین کی قسم سچائی کے ساتھ پوری کر دی۔" عبدالملک نے فوراً فرش کے نیچے سے

ایک زنجیر نکالی اور غلام کو دے کر کہا" ابوامیہ کے ہاتھ پاؤں اگردن میں ڈال دو" عمر بن سعید بولا " میں امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے روبرو یوں ہی نے چلنا" عبدالملک نے کہا "مجھ سے یہ نہ ہوگا کیا تم مرتے وقت دھوکا دینا چاہتے ہو" عمر بن سعید یہ سن کر خاموش ہوگیا اور عبدالملک نے اس زور سے زنجیر کو کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے لگ گیا اور اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ عمر بن سعید نے چلا کر کہا" امیرالمومنین! تمھیں اللہ کی قسم مجھے چھوڑ دو میرے دانت ٹوٹ گئے" عبدالملک نے کہا" واللہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ تیرے زندہ رہنے سے میری بہتری ہے اور قریش کی صلاحیت ہے تو میں بے شک تجھے زندہ رکھتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تیرے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے" عمر بن سعید سخت و سست کہنے لگا" اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے قتل کا حکم دے کر نماز پڑھنے چلا گیا۔ عبدالعزیز اس کے قتل سے باز رہا تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نماز ادا کر کے واپس ہوا دروازہ بند کرتا ہوا نشستگاہ میں آیا عمر بن سعید کو زندہ دیکھ کر عبدالعزیز پر برہم ہوا اور ایک ہتھیار لے کر اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کر ڈالا بعض کا بیان ہے کہ عبدالملک نے اس کے قتل پر اپنے غلام ابن الزغیر کو مامور کیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔

قصر خلافت کا محاصرہ حاضرین جلسہ میں سے کسی نے عمر بن سعید کا یہ حال اس کے بھائی یحییٰ ابن سعید سے جا کر کہہ دیا وہ ایک ہزار غلاموں اور دوستوں کو لے کر قصر خلافت پر چڑھ آیا حمید بن حریث، حریث، زہیر بن الابرد وغیرہ جو اس کے ہمراہ تھے عمر بن سعید کا نام لے کر پکارنے لگے جب اس کی آواز نہ سنائی دی تو دروازہ توڑ ڈالا اور لوگوں پر دیوانہ وار حملہ کرنے لگے۔ ولید بن عبدالملک نے نکل کر مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی اس اثناء میں عبدالرحمٰن بن ام حکم ثقفی نے عمر بن سعید کا سر لے کر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان روپیہ پھینکنے لگا لوگوں نے اس کو لوٹ لیا اور متفرق ہوگئے۔ اس کے بعد عبدالملک مسجد کی طرف آیا لوگوں سے اپنے لڑکے ولید کے بارے میں دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ زخمی ہے۔

یحییٰ بن سعید کی گرفتاری پھر یحییٰ بن سعید اور اس کا بھائی عنبسہ پیش کیے گئے یہ دونوں اور کل پسران عمر بن سعید قید کر دیئے گئے۔ کچھ عرصے بعد قید سے رہا کر کے مصعب بن زبیر کے پاس بھیج دیا تھی کہ مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے اُن کی جان بخشی کی

اور کہنے لگا تم لوگ ایسے خاندان سے ہو جس کو تمہاری کل قوم پر فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے محروم رکھا ہے۔ میرے اور تمہارے باپ کے درمیان میں جو باتیں پیش آئیں وہ نئی نہیں بلکہ قدیمی ہیں تمہارے اور ہمارے بزرگوں میں زمانہ جاہلیت سے چلی آ رہی ہیں: سعید نے جواب دیا" امیر المومنین! تم جاہلیت کی باتوں کا کیا ذکر کر رہے ہو حالانکہ اسلام نے ان کل باتوں کو نیست و نابود کر کے جنت کا وعدہ کیا اور آتش دوزخ سے ڈرایا ہے باقی رہا عمر بن سعید وہ تمہارا چچا زاد بھائی تھا اس کے ساتھ جو تم نے برتاؤ کیا اس کو تم خوب جانتے ہو اور اگر وہی امور جو تم میں اور اُن میں تھے ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو تو ہمارے لئے زمین کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے:" یہ سن کر عبدالملک کا دل بھر آیا بولا "تمہارے باپ سے اور مجھ سے یہ طے ہو گیا تھا کہ جب موقع ملے گا تو میں اس کو یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیدیا میں نے اس کو قتل کر ڈالا باقی رہے تم۔ تمہارے قتل کرنے کی مجھے خواہش نہیں ہے میں تمہارے ساتھ صلۂ رحم کروں گا اور عزیز داری کا لحاظ رکھوں گا:"

بعض کا یہ بیان ہے کہ جس وقت عبدالملک عراق کی طرف مصعب کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے جا رہا تھا عمر بن سعید نے کہا "مجھے تم اپنا ولی عہد بنالو اور ایک عہدنامہ لکھ دو کہ تمہارے بعد میں خلیفہ و امیر بنایا جاؤں" عبدالملک نے اس کو منظور نہ کیا عمر بن سعید بگڑ کر دمشق چلا آیا اس پر قبضہ کر کے باغی ہو گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور آخر میں مارا گیا

عبدالملک کی عراق کو روانگی جس وقت ملک شام پر عبدالملک کا تسلط ہو گیا اور اس کا کوئی مخالف باقی نہ رہا تو اس نے جنگ عراق کی تیاری کی۔ اسی زمانے میں بعض شرفاء عراق کے خطوط بھی آئے جس میں انہوں نے عبدالملک کو عراق پر قبضہ کرلینے کو لکھا تھا۔ عبدالملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت و مخالفت کی لیکن وہ ان کے مشوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصعب کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ مہلب بن صفرہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ مہلب ان دنوں سرزمین فارس پر خوارج سے لڑ رہا تھا عمر بن عبیداللہ بن معمر فارس کو جنگی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا۔ اور جنگ خوارج پر اس کی بجائے مہلب مامور کیا گیا تھا۔ یہ ردو بدل اس زمانے میں ہوا تھا جب کہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

خالد بن عبیداللہ کا اخراج خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید، عبدالملک بن مروان کی جانب سے خفیہ طور پر

بصرے میں آیا بنی بکر بن وائل وازد میں مالک بن مسمع کے پاس مقیم ہوا۔ عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ضبیا کو اس کی کمک پر روانہ کیا اس سے اور عمر بن عبیداللہ بن معمر سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکال دیں۔

عمر بن عبداللہ کی معزولی

خالد کے نکال دینے کے بعد مصعب بصرے میں خالد کو گرفتار کرنے کی غرض سے آیا لیکن وہ اس کے آنے سے پیشتر چلا گیا مصعب عمر بن عبیداللہ بن معمر پر سخت ناراض ہوا خالد کے ہمراہیوں کو گالیاں دیں' مارا' ان کے مکانات کو منہدم کرا دیئے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں' مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا' مال واسباب کو لوٹ لیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کر کے کوفہ چلا آیا' اس کے ساتھ احنف بھی تھا' اس نے کوفہ میں انتقال کیا اور یہ وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عبدالملک کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کرنے لگا اہل بصرہ نے اس سے انکار کیا مجبور ہو کر مہلب کو جنگ خوارج پر واپس کر دیا مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خط و کتابت کر کے سازش کی ہے تم مجھے ان ممالک سے علیحدہ نہ کرو لیکن مصعب نے اس پر توجہ نہ کی' ابراہیم بن اشتر کو جو کہ موصل و جزیرہ پر مامور تھا' بلا کر مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک کے مقدمۃ الجیش پر اس کا بھائی محمد بن مروان' خالد بن عبیداللہ بن عبیداللہ بن خالد بن اسید تھا قرقیسیہ کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے' زفر بن حرث کلابی نے حاضر ہو کر مصالحت کر لی اور اپنے لڑکے ہذیل کو ایک لشکر کے ساتھ اس کے ہمراہ کر دیا' پھر عبدالملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب ابن زبیر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا' ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آملا۔ اور عبدالملک اہل عراق سے بغرض سازش خط و کتابت کرنے لگا' اصفہان کے دینے کا وعدہ کیا۔

مصعب بن زبیر کے غلط اقدام

انھیں دنوں ابن اشتر نے مصعب کے روبرو ایک خط سر بمہر پیش کیا مصعب نے کھول کر پڑھا جس میں عبدالملک نے ابن اشتر کو لکھا تھا "تم میرے پاس چلے آؤ میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا" مصعب نے ابن اشتر سے کہا "کیا تم جیسا شخص فقرے میں آ جائے گا" ابراہیم ابن اشتر نے جواب دیا" میں غدر و خیانت کا متبع نہ ہوں گا۔ واللہ عبدالملک نے تمھارے کل ہمراہیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے اگر تم میرا کہنا مانو تو ان سب کو قتل کر ڈالو یا نہایت تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو" مصعب نے اس سے اختلاف کیا اور

اہل عراق عبدالملک سے سازش کر کے مصعب سے بدعہدی وبے وفائی کرنے پر تل گئے۔ قیس بن ہیثم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اس کی بھی نہ سنی۔ جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو عبدالملک نے مصعب کے پاس کہلا بھیجا "خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوریٰ کے سپرد کر دیں"۔ مصعب نے جواب دیا "ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے" لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابراہیم بن اشتر کو آگے بڑھایا۔ مصعب نے ایک تازہ دم فوج سے ابراہیم کی مدد کی جس نے محمد کو مورچہ سے ہٹا دیا۔

عتاب بن ورقا کی بدعہدی

عبدالملک نے عبیداللہ بن یزید کو اس کی کمک پر مامور کیا میدان کارزار نہایت تیزی سے گرم ہو گیا۔ مصعب کے ہمراہیوں میں سے مسلم بن عمرالباہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکہ میں کام آ گئے مصعب نے فوراً عتاب بن ورقا کو ابراہیم بن اشتر کی امداد پر متعین کیا۔ ابراہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا ناگوار گذرا کہلا بھیجا: "میں نے تم کو سمجھا دیا تھا کہ عتاب جیسے آدمیوں کو میری مدد پر نہ بھیجنا افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے پر خیال نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن اشتر کا خاتمہ

عتاب بن ورقاء نے عبدالملک کی بیعت کر لی تھی اور یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میدان جنگ سے میں بھاگ کھڑا ہوں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت استقلال سے لڑتا رہا یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا قتل کے بعد اس کا سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے ہاتھوں بڑھ گیا۔ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے۔ مصعب نے سرداران عراق کو جنگ کرنے کا حکم دیا سب نے حیلہ کر کے ٹال دیا اب اس وقت تن تنہا مصعب اور اس کے گنتی کے چند ساتھی لڑ رہے تھے باقی کل اہل عراق دور سے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر آواز بلند سے کہا "میں تمہارا چچا زاد بھائی محمد بن مروان ہوں تم امیرالمومنین کی امان قبول کر لو"۔ مصعب نے انکاری جواب دیا۔

عیسیٰ بن مصعب کا قتل

محمد بن مروان نے اہل عراق کی سازش کا حال تبلایا لیکن مصعب نے کچھ توجہ نہ کی پھر محمد بن مروان نے اس کے لڑکے عیسیٰ بن مصعب کو پکار کر کہا "تم کو اور تمہارے باپ کو امان دی جاتی ہے"۔ عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا۔ مصعب نے جواب دیا "میرا خیال یہ ہے کہ

اہل شام تمہارے ساتھ ایفاء وعدہ کریں گے۔ اگر تم کو ان کی امان لینی منظور ہو تو بسم اللہ حاصل کرلو"۔ عیسٰی بولا "مجھے یہ گوارا نہیں ہے کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں اپنے کو بچانے کی غرض سے تم سے علیحدہ ہو گیا" مصعب نے کہا "اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور ان کو اہل عراق کی سازش کی خبر دیدینا۔ باقی رہا میں، مجھے اسی حالت میں چھوڑ جاؤ میں نے اپنے کو مقتول سمجھ لیا ہے"۔ عیسٰی نے عرض کیا "میں قریش کو یہ خبر ہرگز نہ پہنچاؤں گا بہتر ہوگا کہ تم بصرہ چلو وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا مکہ میں امیر المومنین سے جا ملو"۔ مصعب نے آہ سرد کھینچ کر کہا "یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ کل قریش میں میرے بھاگنے کا تذکرہ ہوگا۔ اے صاحبزادے تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں"۔ عیسٰی بن مصعب یہ حکم پاتے ہی آدمیوں کو لے کر آگے بڑھا شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسٰی کی چمکتی ہوئی تلوار ان کی گردنوں پر تیر رہی تھی بالآخر بہت سے آدمیوں کو مار کر خود بھی میدان جنگ میں کام آیا۔

مصعب بن زبیر کا خاتمہ عبدالملک نے مصعب سے امان قبول کرنے پر بڑے حد اصرار کیا دیر تک گڑگڑاتا رہا لیکن مصعب کی زبان سے نہیں کے سوا ہاں نہ نکلا اس کے بعد مصعب اپنے خیمے میں گیا بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا پھر پردوں کو گرا کر باہر آیا اور لڑنے لگا اس کے ہمراہ اس وقت صرف سات آدمی باقی رہ گئے تھے۔ عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے صف لشکر سے نکل کر للکارا مصعب نے لپک کر تلوار چلائی خود کی کڑیاں ٹوٹ گئیں سر زخمی ہو گیا۔ شامی دور سے تیر برسانے لگے۔ مصعب زخمی شیر کی طرح جھپٹ جھپٹ کر حملہ کر رہا تھا جب زخموں سے چور ہو گیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا تو عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے پہنچ کر اس کی دلیرانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اور سر کاٹ کر عبدالملک کے روبرو رکھ دیا۔ عبدالملک نے ایک ہزار دینار کے انعام کا حکم دیا مگر اس نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ میں نے اس کو اپنے بھائی کے بدلے قتل کیا ہے اس کا بھائی رہزنی کرتا تھا جس کو مصعب کے کوتوال نے گرفتار کرا کے قتل کیا تھا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ مصعب کو مختار کے ہمراہیوں میں سے زائدہ بن قدامہ ثقفی نے قتل کیا اور عبیداللہ بن زیاد نے سر اتارا ہے لڑائی ختم ہونے پر عبدالملک کے حکم سے مصعب اور اس کا لڑکا دار جاثلیق میں نہر دجیل کے قریب دفن کر دیا گیا یہ واقعہ ۷۱ھ کا ہے۔

عبدالملک کی کوفہ کو روانگی اس کے بعد عبدالملک لشکر عراق سے بیعت لے کر کوفے کی جانب روانہ ہوا اور مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کر کے چالیس روز تک ٹھہرا رہا اس کے بعد کوفے میں داخل ہوا

خطبہ دیا لوگوں سے حسن سلوک اور انعام و وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ یحیٰی بن سعید کو جعفر سے طلب کر کے امان دیدی' یہ لوگ اُس کے ماموں ہوتے تھے۔ اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو کوفہ کی' محمد بن نمیر کو ہمدان کی' یزید بن ورقاء بن رویم کو رَے کی گورنری پہ مامور کیا اور حبیا کا اقرار کیا تھا اصفہان کی حکومت ان کو نہ دی' عبداللہ بن یزید بن اسد دبدر خالد قسری) یحیٰی بن معتوق ہمدانی۔ علی بن عبید اللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن حرث' عمر بن یزید حکمی وغیرہ خالد بن یزید کے پاس پناہ گزیں ہوئے تھے ان کو بھی عبدالملک نے امان نامہ لکھ دیا۔ عمر بن حریث نے عبدالملک کی خورنق میں پر تکلف دعوت کی عبدالملک مع اپنے لشکر و خدام و حشم کے خورنق میں داخل ہوا۔ عمر بن حریث کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا کھانا کھانے کے بعد عبدالملک قصر کے دیکھنے کو اٹھا عمر بن حریث اس کے ہمراہ تھا ہر ایک مکان و معاملہ کو دریافت کرتا جاتا تھا اور عمر بن حریث بتلاتا جاتا تھا۔

عبداللہ بن حازم کو مصعب کی روانگی اور جنگِ عبدالملک کا حال معلوم ہوا تو اُس نے دریافت کیا۔ "کیا اس کے ہمراہ عمر بن معمر ہے"؟ جواب دیا گیا "وہ فارس میں ہے" پھر استفسار کیا "تو مہلب ہے"؟ حاضرین نے کہا" وہ جنگ خوارج پر مامور ہے"۔ پھر پوچھا" عباد بن حصین اس کے ہمراہ ہے"؟ کہا گیا "وہ بصرے میں ہے" عبداللہ بن حازم نے ایک آہ کھینچ کر کہا "اور میں خراسان میں ہوں"۔

خذینی فجرینی جهارًا وانشدی بلحم امرئ لم یشهد الیوم ناصر

مجھکو پکڑ لو اور اعلان کے ساتھ سختی کرو کیونکہ میرا نہ کوئی حامی ہے اور نہ میرے قتل کی شہادت دینے والا۔

عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر مصعب کا سر شام کی طرف روانہ کیا۔ جب دمشق پہنچا تو لوگوں نے اس کی تشہیر کا قصد کیا لیکن عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے روکا اور اس کو غسل دے کر دفن کیا گیا مہلب کو جو خوارج سے جنگ کر رہا تھا اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی بیعت لوگوں سے لے لی عبداللہ بن زبیر کو یہ خبر لگی تو انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ میں کہا:۔

عبداللہ بن زبیر کا خطبہ

"جمیع ستایش اللہ کے لئے ہے جو دنیا اور ہر چیز کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اس کو ذلیل نہیں کرتا جو حق پر ہوتا ہے اگرچہ وہ تنہا ہو اور

جس کا ولی شیطان ہوتا ہے اس کو عزت نہیں دیتا اگرچہ اس کے ساتھ ایک عالم ہو۔ آگاہ ہو! ہمارے پاس عراق سے ایسی خبر آئی ہے جس سے ہم کو رنج ہوا ہے اور ہم اس سے خوش بھی ہوتے ہیں ہمارے پاس مصعب رحمہ اللہ کے قتل کی خبر آئی ہے پس جس سے ہم خوش ہوتے ہیں یہ ہے کہ اس کا مارا جانا شہادت ہے اور جس سے ہم کو صدمہ ہوا ہے یہ ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے جس کا احساس مصیبت کے وقت دوست کو ہوتا ہے۔ اس کے بعد صاحب رائے صبر و شکر کی طرف رجوع کرتا ہے مصعب کیا تھا؟ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اہل عراق بے وفا و منافق ہیں انہوں نے اس کو نہایت کم قیمت پر جو اس سے پہلے تھے سپرد اور بیع کر دیا۔ اگر وہ مارا گیا ہے تو اس کے بھائی و باپ و برادر چچا زاد بھی مارے گئے ہیں جو نیک اور صالح تھے اللہ کی قسم ہم اپنے بستروں پر نہ مریں گے جیسا کہ ابوالعاص کی اولاد مری ہے واللہ اس میں کا کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں مارا نہیں گیا ہے اور ہم مرتے ہیں تو نیزوں کی نوک پر اور تلواروں کے سایے کے نیچے آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا مستعار لی گئی ہے اس بادشاہ برتر سے جس کی حکومت ہمیشہ رہے گی اور اس کا ملک زائل نہ ہوگا۔ پس اگر وہ ہمارے پاس آئے گی تو ہم اس کو رذیل گمراہ کی طرح نہ لیں گے اور اگر وہ ہم سے روگردانی کرے گی تو ہم اس کے لئے کسی کمزور و ناتواں کی طرح نہ روئیں گے۔ میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

خالد بن اسید بحیثیت گورنر کوفہ

اس واقعہ سے اہل بصرہ مطلع ہوئے تو وہاں حمدان بن ابان و عبداللہ بن ابی بکرہ میں حکومت کی نزاع پیدا ہو گئی حمدان نے عبداللہ بن الاہتم سے مدد طلب کی بنو امیہ اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ جس وقت مصعب کے قتل کے بعد عراق پر عبدالملک کا پورا پورا قبضہ ہو گیا تو اس نے بصرے کی سند گورنری خالد بن عبداللہ بن اسید کو دی اس نے اپنی طرف سے بصرے میں پہنچ کر حمدان کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا۔ بعد ازاں ۷۳ھ میں خالد بن عبداللہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ بشر بن مروان مامور ہوا اور دونوں شہروں کی گورنری دی گئی۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرے میں قیام کیا اور ۷۳ھ میں عبدالملک نے جزیرہ و آرمینیہ کی گورنری اپنے دوسرے بھائی محمد بن مروان کو عنایت کی اس نے روم پر حملہ کیا اور ان کی قوت کو سخت نقصان

پہنچایا جس کے بعد شاہ روم نے زمانہ فتنہ میں ایک ہزار دینار یومیہ بطور تاوان دینے کا اقرار کر لیا تھا۔

زفر بن حرث ہم اوپر واقعہ رابطہ میں بیان کر آئے ہیں کہ زفر بن حرث قرقیسا کی طرف چلا گیا تھا۔ قیس کا ایک خاصہ مجمع اس کے پاس جمع ہو گیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دے رہا تھا۔ عبدالملک نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو حمص کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیا کا رخ کیا اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن رمیت علائی کو مامور کر کے آگے بڑھنے کو کہا عبداللہ بن رمیت نے ابان کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ اس کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے اس کے بعد ابان آیا اور لڑائی کا انداز بدل گیا عبداللہ بن رمیت کی گئی ہوئی قوت عود کر آئی وکیع بن زفر معرکہ کارزار میں کام آ گیا جس سے زفر کی قوت گھٹ گئی اس اثنا میں عبدالملک قبلِ جنگ مصعب قرقیسیا میں آ پہنچا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کرا دیں بنو کلب نے عبدالملک سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ قیس والوں کو نہ ملاؤ کیونکہ انھوں نے زفر بن حرث سے سازش کر لی ہے جنگ کے وقت یہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔" عبدالملک اس کو منظور کر کے نہایت سختی سے محاصرہ کئے ہوئے حملہ کر رہا تھا اور زفر روزانہ شہر سے نکل کر مقابلہ کرتا تھا ایک روز زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو کہا اور یہ حکم دیا کہ جب تک عبدالملک کے خیمہ پر پہنچ کر اس کو نہ گرا لینا واپس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

عبدالملک اور زفر میں مصالحت اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کو زفر کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو اور تمہارے لڑکے اور اُن لوگوں کو جو تمہارے ہمراہ ہیں پناہ دی جاتی ہے اور جو تم پسند کرو وہ لے لو۔ محمد بن مروان نے یہ پیام ہذیل بن زفر سے کہا۔ ہذیل اپنے باپ کے پاس گیا اور عرض کیا "ابن زبیر سے ہمارے حق میں عبدالملک زیادہ بہتر ہے وہ امان دیتے کو کہتا ہے منظور کر لیجئے" زفر نے اس شرط پر قبول کیا کہ ایک برس تک بیعت کرنے کا اس کو اختیار دیا جائے اور کسی خاص مقام میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلے پر کسی قسم کی اعانت نہ طلب کی جائے۔" ہنوز فریقین میں نامہ و پیام ہو رہا تھا کہ کسی نے عبدالملک کو یہ خبر دی کہ شہر پناہ کے چار برج منہدم ہو گئے ہیں عبدالملک نے صلح سے انکار کر کے حملہ کرنے کا حکم دے دیا لیکن میدان جنگ زفر کے ہاتھ رہا۔ عبدالملک کی فوج مورچے سے ہٹ کر

اپنے خیموں میں آ گئی۔ عبدالملک نے گھبرا کر کہلا بھیجا "جو شرائط تم پیش کرتے ہو مجھے منظور ہیں" زفر نے کہا "میں تاحیاتِ عبداللہ بن زبیر تمہاری بیعت نہ کروں گا اور اس معرکے میں جو خوں ریزی ہوئی ہے اس کا تم مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اور مجھ کو مع میرے کل ہمراہیوں کے امان دینا"۔ عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا اور امان نامہ لکھ کر دے دیا۔ لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبدالملک سے نہ ملا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ بھی عمر بن سعید کا جیسا برتاؤ نہ کیا جائے۔ عبدالملک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا بھیج دیا۔ زفر حاضر ہوا عبدالملک نے اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور اپنے لڑکے سے زفر کی لڑکی مسلما لرباب کی شادی کر دی۔ بعد ازاں عبدالملک جنگ مصعب کو روانہ ہوا۔ زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو مع ایک لشکر کے ہمراہ کر دیا لیکن جس وقت فریقین کا مقابلہ ہوا ہذیل بھاگ کر مصعب کے پاس چلا گیا اور ابن اشتر کے ساتھ ہو کر لڑتا رہا یہاں تک کہ ابن اشتر مارا گیا اور ہذیل کوفہ میں چھپ گیا۔ عبدالملک نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو امان دیدی۔

عبداللہ بن حازم کا قتل

اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ خراسان میں عبداللہ بن حازم سے بنو تمیم نے مخالفت کر لی تھی اور یہ لوگ تین گروہ ہو گئے تھے۔ دو فریق تو جنگ سے رُکے رہے باقی رہا تیسرا گروہ، جس کا سردار بحیر بن ورقا صریمی تھا اور جس نے نیشاپور میں ابن حازم لڑ رہا تھا۔

عبدالملک نے مصعب کے مارے جانے کے بعد عبداللہ ابن حازم کو اس مضمون کا خط لکھا "تم میری بیعت کر لو میں تم کو سات برس کا خراج خراسان معاف کرتا ہوں"۔ یہ خط ایک شخص جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھا لے کر روانہ ہوا۔ عبداللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا "اگر سلیم و عامر میں فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا۔ لیکن اب تم اپنا یہ خط کھا لو"۔ چنانچہ اُس نے کھا لیا۔

عبداللہ بن حازم کی طرف سے مرو کا عامل بکیر بن وشاح تمیمی تھا۔ عبدالملک نے اسی زمانے میں اس کو بھی خط لکھا تھا اور خراسان کی حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ اس نے اور کل اہل مرو نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبدالملک کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن حازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ بکیر مع اہل مرو کے نہ آ جائے اور اہل نیشاپور اس کے ہم آہنگ نہ ہو جائیں، بحیر کو چھوڑ کر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ بحیر نے تعاقب کیا، مرو کے قریب ایک قریہ میں مقابلہ ہو گیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد بحیر کے ہاتھ سے ابن حازم

مارا گیا۔ بحیر نے اسی وقت فتح کی بشارت عبدالملک کے پاس بھیجی۔ اتفاق سے بکیر بن وشاح اہل مرو کو لئے ہوئے آ پہنچا۔ عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا قصد کیا۔ بحیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی کھینچ ماری جس سے اس کا سر ٹوٹ گیا اور گرفتار کرا کے قید کر دیا اس کے بعد حازم کے سر کو عبدالملک کے پاس یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس نے عبداللہ بن حازم کو مارا ہے بھیج دیا اور خود حکومت خراسان پر قابض ہو گیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم مارا گیا ہے اور عبدالملک نے اُن کا سر اس کے پاس بھیج دیا تھا اور اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا۔ عبداللہ بن حازم نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور عبداللہ بن زبیر کے لڑکوں کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ اس کے بعد عبدالملک کے قاصد کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جس کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

سلیمان بن خالد کا قتل

عبدالملک نے شام وعراق پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو بسرگروہی چھ ہزار آدمیوں کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں جب تک دوسرا حکم نہ ملے داخل نہ ہونا شہر کے باہر پڑاؤ کرنا۔ ان دنوں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حرث بن حاطب بن حرث بن معمر جمحی مدینہ کے گورنر تھے۔ عروہ کے آتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا اور اپنے لشکرگاہ میں واپس چلا آتا تھا جب عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تو وہ عروہ حسب الحکم عبدالملک شام کو لوٹ گیا اور حرث بن حاطب مدینہ منورہ میں آ گئے پھر عبداللہ بن زبیر نے سلیمان بن خالد دورقی کو خیبر و فدک پر مامور کر کے روانہ کیا اور عبدالملک نے عبدالملک بن حرث بن حکم کو بسرافسری چار ہزار فوج کے حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور ابن قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شب خون مارنے کی غرض سے خیبر بھیج دیا۔ سلیمان یہ سُن کر خیبر سے بھاگا لیکن کچھ فائدہ نہ پہنچا ابن قمقام نے اس کو ہمراہیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور خود خیبر میں ٹھہر گیا۔

ابوبکر بن قیس کا خاتمہ

عبدالملک کو اس واقعہ کے سننے سے صدمہ ہوا حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا افسوس! ابن قمقام نے ایک شخص کو بے قصور قتل کر ڈالا" اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے

حرث بن حاطب کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مامور کیا پس جابر نے ابوبکر بن ابو قیس کو چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے خیبر کی طرف روانہ کیا۔ ابن قمقام سے لڑائی ہوئی میدان جنگ ابوبکر کے ہاتھ رہا ابن قمقام پسپا ہو کر بھاگا اس کے ہمراہی کچھ معرکہ کارزار میں کام آئے کچھ گرفتار ہو کر مار ڈالے گئے۔ عبدالملک نے یہ خبر پا کر طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو حجاز کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مابین وادی القریٰ اور ایلہ کے قیام کرنا اور نہایت ہوشیاری سے جہاں تک ممکن ہو ابن زبیر کے عمال کو تصرف سے روکنا اور حجاز میں جو مخالفت پیدا ہو اس کا انسداد کرتے رہنا۔ طارق نے سرزمین حجاز میں پہنچ کر ایک رسالہ خیبر کی طرف بھیجا۔ ابوبکر بن قیس مع دو سو آدمیوں کے معرکہ جنگ میں کام آ گیا

امارت مدینہ پر طلحہ بن عبداللہ کا تقرر

عبداللہ بن زبیر نے قباع عامل بصرہ کو اہل مدینہ کی امداد پر دو ہزار سواروں کے بھیجنے کو لکھا قباع نے اس حکم کی تعمیل کی اور جابر بن اسود نے بحکم عبداللہ بن زبیر ان لوگوں کو طارق سے لڑنے کے لئے روانہ کیا طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ان کے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آیا۔

طلحہ بن عبداللہ کا امارت مدینہ پر تقرر

عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے ۷۰ھ میں طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بہ طلحۃ الندا کو مامور کیا پس یہ مدینہ منورہ کی گورنری کرتا رہا۔ یہاں تک کہ طارق نے اس کو نکال باہر کیا۔

حجاج بن یوسف ثقفی

مصعب ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار لشکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ اگر عبداللہ بن زبیر اور اس کے ہمراہی بیعت خلافت کر لیں تو یہ امان نامہ دے دینا۔ حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ھ میں کوفے سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا طائف میں جا اترا اور ایک مدت تک عرفہ کی طرف اپنے سواروں کو روزانہ بھیجتا تھا۔ جہاں پر عبداللہ بن زبیر کے سواروں سے مقابلہ ہوتا اور ان کو وہ پسپا کر کے واپس چلے آتے تھے کچھ عرصہ بعد حجاج نے عبدالملک

کی خدمت میں اس مضمون کی عرض داشت روانہ کی کہ عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی ہے اس کے ہمراہی اس سے جدا ہوگئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا جائے۔ مگر فوج میری امداد پر بھیج دیجئے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کی اور طارق کو حجاج کی امداد پر مامور کیا۔ طارق ذیقعدہ ۷۲ھ میں وارد مدینہ منورہ ہوا طلحۃ الندا(عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کر ایک شامی شخص کو اس کی جگہ متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

خانہ کعبہ پر سنگ باری

اس سے پیشتر حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہوگیا تھا اور بئر میمون پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک ہوا نہ تو طواف کیا اور نہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کی اور عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روک دیا مجبور ہو کر انھوں نے مکہ ہی میں قربانی کی۔ حالانکہ انھوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کعبہ محترم پر پتھروں کا مینہ برسانے لگا۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ بن عمر بھی حج کو آئے تھے۔ حجاج بن یوسف سے کہلا بھیجا سنگ باری موقوف کرادو اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم مکان کی زیارت کو آئے ہوئے ہیں سنگ باری کی وجہ سے نہ طواف کر سکتے ہیں اور نہ مابین صفا ومروہ سعی کر سکتے ہیں۔ حجاج نے زمانہ حج کے خاتمہ تک سنگ باری موقوف کردی جوں ہی ایام حج ختم ہوئے حجاج کے منادی نے چاروں طرف یہ منادی کرادی کہ "تم لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس جاؤ ہم ابن زبیر پر پھر سنگ باری کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حاجیوں کے قافلے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوگئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیق سے پتھر برسانے شروع کردیئے۔ خانہ کعبہ پر پتھر کا پہنچنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی کوندی دو روز تک یہی حالت قائم رہی کچھ لوگ لشکر شام کے اس خوفناک آواز سے ڈر کر مر گئے حجاج نے کہا۔ تم لوگ خوف زدہ نہ ہو میں ابن تہامہ ہوں اور یہ اس کی بجلیاں ہیں۔ تم لوگ خوش ہو کہ میری فتح یابی کا نشان آپہنچا۔ دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ہمراہیوں میں سے ایک یا دو شخص پر بجلی گری اور اس صدمہ سے وہ لوگ مر گئے۔ اہل شام کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی حجاج

بن یوسف نے جوش میں آکر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے روبرو آ کر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے۔

مکہ معظمہ کا محاصرہ

ایک عرصہ دراز تک یہ لڑائی اسی انداز سے جاری رہی یہاں تک کہ طویل حصار سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا۔ باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا۔ لوگ شدت بھوک سے پریشان ہونے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا۔ گرانی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم کو ڈھونڈنے سے نہ ملتی تھی۔ عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرے ہوئے تھے۔ بہ نظر انجام بینی ذخیرے میں سے صرف اس قدر خرچ کرتے تھے جتنا کہ لوگوں کے بقاء حیات کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر حصار میں سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ہمراہیوں کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ تقریباً دس ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو کر حجاج سے آملے منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے امان حاصل کر کے اپنے لائق سردار سے علیحدگی اختیار کی تھی عبداللہ بن زبیر کے دو لڑکے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا لڑکا ان کے ساتھ ہو کر برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ داد مردانگی پا کر عین معرکہ میں کام آگیا۔ ہمراہیان عبداللہ بن زبیر کی علیحدگی کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا "تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ کر چکے ہو ان کے ہمراہیوں کو دیکھ لیا ہے وہ اس قدر کم ہیں کہ اگر تم ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں پھینکو تو وہ دب کر مر جائیں گے با ایں ہمہ وہ بھوکے پیاسے تم سے لڑ رہے ہیں۔ اے شام کے دلاورو بڑھو اور جون و الوار کے میدان میں پھیل جاؤ عبداللہ بن زبیر اب چند ساعت کا مہمان ہے"۔

عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ

عبداللہ بن زبیر کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی ماں اسماءؓ کے پاس آئے اور کہا "اے ماں! مجھے لوگوں نے دھوکا دیا ذلیل کیا یہاں تک کہ میرے لڑکوں نے بھی مجھے رسوا کیا۔ اگر میں دنیا کو چاہوں تو مخالفین مجھے دے سکتے ہیں آپ کی اس بابت کیا رائے ہے؟" اسماءؓ نے جواب دیا "تم اپنے معاملے کو مجھ سے زیادہ اچھا سمجھ سکتے ہو لیکن اگر تم حق پر ہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے ہو تو جو کر رہے ہو کئے جاؤ تمھارے ہمراہی اسی راہ میں مارے گئے ہیں۔ تم اپنی گردن ایسی رسی میں نہ پھنساؤ کہ بنو امیہ کے لونڈے لڑکے اس سے کھیلیں اور اگر تم نے دنیا کے حاصل کرنے کا قصد کیا

تھا تو تم بہت ہی نا اہل انسان ہو تم نے اپنے کو بھی ہلاک کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تمھارے ہمراہ تھے۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا لیکن میرے ہمراہیوں نے مجھے دھوکا دیا اس سے میں کمزور ہو گیا تو یہ فعل نیکوں اور دین داروں کا نہیں ہے"۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا" مجھے خوف اس امر کا ہے کہ قتل کے بعد مجھے وہ لوگ مُثلہ کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے"۔ اسماءؓ نے جواب دیا" میرے بیٹے! بکری جب ذبح کر ڈالی گئی تو کھال کھینچنے کی اُسے پروا نہ ہوگی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کئے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار رہو"۔

عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے کر کہا" میری بھی یہی رائے تھی اس وقت تک نہ مجھے دنیا کی خواہش ہوئی اور نہ حکومت کی تمنا۔ مجھ کو اس کام کے اختیار کرنے پر صرف اس امر نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی اور نہ ممنوعات سے لوگ پرہیز کرتے تھے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہتا برابر حق کے لئے لڑتا رہتا لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس امر میں رائے لے لوں پس آپ نے میری بصیرت اور زیادہ کر دی اور اے میری ماں! میں آج ضرور مارا جاؤں گا تم زیادہ مغموم نہ ہونا اور تم مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ تمھارے لڑکے نے کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کا قصد تک نہیں کیا اور نہ کسی امر مذموم و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے نہ تو اس نے بدعہدی کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی ظالم کا معین و مددگار ہوا ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کوئی کام کیا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں اس امر کو اپنے نفس کی برأت کی غرض سے نہیں ظاہر کرتا ہوں بلکہ اپنی ماں کی تسلی کی غرض سے کہتا ہوں"۔ اسماءؓ بولیں" مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر جمیل عطا فرمائے گا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہو اگر فتح یاب ہو گئے تو مجھے تمھاری فتح مندی سے مسرت ہوگی" پھر سوچ کر کہا" اچھا میں بھی تمھارا انجام کار دیکھنے کو چلتی ہوں"۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا" آپ تکلیف نہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اللہ دعائے خیر سے مجھے فراموش نہ کیجئے گا"۔ اسماءؓ کی آنکھوں میں ان کلمات سے آنسو بھر آئے۔ رخصتی کے وقت اسماءؓ نے بیٹے کو گلے لگایا اتفاق سے ہاتھ زرہ پر پڑ گیا دریافت کیا" یہ کیا ہے تم نے اس کو کس ارادہ سے پہنا ہے؟" جواب دیا۔

"محض اطمینان و مضبوطی کی غرض سے" اسماء نے یہ کہکر کہ اس سے کچھ اطمینان و مضبوطی نہیں ہوتی زرہ اتارلی اور معمولی کپڑے پہننے کو کہا۔

آخری معرکہ

عبداللہ بن زبیر نے آستینیں سمیٹ لیں اور قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہہ کر گھر سے نکل پڑے۔ شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت آدمی کام آگئے۔ لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے ان کے نرغے سے نکل آئے۔ بعض ہمراہیوں نے بھاگنے کی رائے دی، آپ نے جواب دیا "کیا بُرا وہ شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے میں تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام میں ہوں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے اس خوف سے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے۔" اس وقت مسجد حرام کے کل دروازے شامیوں سے بھرے ہوئے تھے چاروں طرف سے مکہ معظمہ کی ناکہ بندی کرلی گئی تھی حجاج وطارق نے ابطح کی جانب مروہ تک گھیر لیا تھا اور ابن زبیر چاروں جانب حملے کر رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ابو صفوان عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کو پکار اُٹھتا تھا اور یہ معترک کی طرف سے جواب دیتا تھا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر کہ لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چُراتے ہیں اپنے لشکر پر غصہ ہوا اور طیش میں آکر پیادہ لشکر لیتے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے علم بردار کو گھیر لیا۔ عبداللہ ابن زبیر نے جھپٹ کر اپنے علم بردار کو محاصرے سے نکال لیا اور ایک پرزور حملے سے حجاج کو پسپا کر کے لوٹے مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں اس اثناء میں حجاج نے پھر ان کے علم بردار پر حملہ کیا۔ باب بنو شیبہ پر لڑائی ہوئی اور ان کا علم بردار مارا گیا۔ علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہو کر بلا علم کے پھر لڑنے لگے ابن مطیع بھی ان کے ہمراہ تھا جو لڑتے لڑتے اس واقعہ میں کام آگیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ زخمی ہو گیا تھا جس کے صدمہ سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔

عبداللہ بن زبیر کی شہادت

بعض مورخین کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن زبیر نے بروز شہادت اپنے ہمراہیوں سے کہا تھا "اے آل زبیر! اگر تم مجھ سے اپنے نفس سے زیادہ خوش ہو تو یہ سمجھ لو کہ تم لوگ عرب کے ایک خاندان سے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے سرفروشی کی ہے پس تم تلوار کی جھنکار سے خوف زدہ نہ ہونا کیونکہ زخم پر دوا لگانے کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے اس کے

اقع ہونے سے تم لوگ اپنی اپنی تلواریں تول لو اور جس طرح اپنے چہروں کو بچاتے ہو اس کو بھی خونِ
حق سے بچاؤ اور اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تا کہ اُس کی چمک تمہاری آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکے اور ہر شخص
پنے مقابل پر حملہ آور ہو اور مجھے ڈھونڈتے نہ پھرنا اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صف میں رہوں گا"
لغرض اسی قسم کے چند کلمات سمجھا کر لشکر شام پر حملہ کیا اور لڑتے لڑتے جحون تک بڑھ گئے۔ لشکر شام سے
ے شخص نے دور سے تیر مارا جس سے پیشانی زخمی ہو گئی اور چہرے سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود
بایت مردانگی سے لڑتے رہے۔ شامی لشکر دور سے پتھر و تیر برسانے لگا بالآخر (یوم سہ شنبہ) ماہ جمادی الثانی
ے۷ھ کو شہید ہو گئے۔ حجاج کے روبرو ان کا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اُٹھے۔
س کے بعد حجاج و طارق اُٹھ کر اُن کی لاش پر آئے اور اس کو مقام جحون میں صلیب پر چڑھوا کر سر،
ع عبد اللہ بن صفوان و عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کے عبد الملک کے پاس بھیج دیا۔ اسماء نے شہادت
ے بعد لاش کی دفن کی اجازت چاہی لیکن حجاج نے انکار کیا اور عبد الملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے عبد الملک
نے اس کو اس مذموم فعل پر ملامت کی اور لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

عبد اللہ بن زبیرؓ کی تجہیز و تکفین عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ان کا بھائی عروہ حجاج کے
پہنچنے سے پہلے عبد الملک کے پاس جا پہنچا۔ عبد الملک نے اس
بکمال عزت سے تخت پر اپنے برابر بٹھایا باتوں باتوں میں عبد اللہ بن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی
سے کہا وہ ایک شخص تھا۔ عبد الملک بولا "اُس نے کیا کیا؟" جواب دیا "مارا گیا" عبد الملک یہ سنتے ہی
عدے میں چلا گیا جب سر اٹھایا تو عروہ نے کہا" حجاج نے اُس کی لاش صلیب پر چڑھا دی ہے دفن
ہیں کرنے دیا اگر آپ اجازت دیجیے تو اس کی لاش اس کی ماں کو دے دی جائے" عبد الملک نے یہ
رخواست منظور کر لی اور حجاج کو لاش کے صلیب دینے پر ملامت آمیز خط لکھا۔ حجاج نے لاش کو صلیب
ے اُتروا کر اسماءؓ کے پاس بھیج دیا۔ عروہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔ اس کے تھوڑے
نوں بعد اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

باب ۴

عبدالملک بن مروان ۷۳ھ تا ۸۶ھ

حجاج کا اہل مدینہ پر ظلم وستم کامیابی کے بعد حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا مسجد حرام کو خون اور پتھروں سے صاف کرایا۔ اور اہل مکہ سے عبدالملک کی بیعت لے کر مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں دو مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیر المومنین عثمانؓ کا قاتل سمجھ کر ستانے لگا ان کی ذلت ورسوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا صحابہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں پر سیسہ گرم کرا کے مہریں کرادیں جیسا کہ ذمیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ منجملہ ان لوگوں کے جابر بن عبداللہؓ وانس بن مالکؓ وسہل بن سعدؓ تھے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ سے پھر مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آیا۔ مدینہ اور اہل مدینہ کی برائیوں میں اس کے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کیے جاتے ہیں جس کے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر بیان کیا جاتا ہے کہ ۷۴ھ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا اسی سنہ میں حجاج نے عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے کعبہ کو منہدم کر کے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا اور اس بنیاد پر اس کی تعمیر کرائی جس بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قائم کیا تھا۔ عبدالملک اکثر کہا کرتا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس روایت میں جس کو اس نے ام المومنین عائشہؓ سے روایت کی ہے صادق نہیں تھا پس جب عبدالملک کو اس روایت کی صحت کی تصدیق ہو گئی تو یہ کہنے لگا کہ مجھے یہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کی بنیاد کعبہ کو ترک کر دوں۔

جنگ ازارقہ اور مہلب جب عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو گورنری بصرے سے معزول کر کے اس

کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اس کو دیدی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر مامور کیا جائے۔ اہل بصرہ میں سے جس جس کو چاہے وہ اپنے ہمراہ لے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجا جائے تاکہ خوارج چن چن کر ردک کردیے جائیں چنانچہ مہلب نے جدیع بن سعید بن قبیصہ کے ذریعہ سے لوگوں کو منتخب کیا اور بقصد جنگ خوارج روانہ ہوا۔ بشر کو یہ ناگوار گذرا اس نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلا کر کہا" تم کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمھاری کس قدر عزت کرتا ہوں میں نے تمھیں اس غرض سے بلایا ہے کہ لشکر کوفہ کو تمھاری سرداری میں جنگ ازارقہ پر روانہ کردوں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس کام کے لئے موزوں ہو۔ دیکھنا خبردار مہلب کے نقروں میں نہ آجانا اور نہ اس کی رائے و مشورہ سے کوئی کام کرنا" عبدالرحمن بن مخنف نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لشکر کوفہ کو لے کر روانہ ہوا۔ رام ہرمز میں پہنچ کر مہلب کے لشکرگاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح ڈیرے ڈالے کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور خوارج نے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی۔

رام ہرمز میں عبدالرحمن بن مخنف کو آئے ہوئے دس راتیں گذر چلی تھیں کہ بشر بن مروان کے مرنے کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت وفات اس نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصرے کی گورنری پر مقرر کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ و بصرہ کی فوجیں متفرق و منتشر ہو کر اپنے شہروں کی طرف لوٹ کھڑی ہوئیں اور اہواز میں پہنچ کر قیام کیا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد نے ان کو بہت دھمکایا اور عبدالملک کی عقوبت سے ڈرایا لیکن وہ لوگ مہلب کی طرف واپس نہ ہوئے۔ عمر بن حریث سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہوگئے۔

امیہ بن عبداللہ بحیثیت گورنر خراسان

جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان کی گورنری دی گئی تھی۔ اسی زمانے سے تمیم اس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اسی مخالفت و عصبیت پر دو برس تک اڑے رہے یہاں تک کہ اہل خراسان نے اس خیال سے کہ مبادا ملک میں بغاوت پھر نہ پھوٹ نکلے اور مخالفین کی یورش نہ ہو جائے۔ عبدالملک کی خدمت میں مذکورہ بالا حالات کی

تفصیلی عرض داشت لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام بغیر کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہو گا۔ عبدالملک نے اپنے مصاحبین سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ امیہ بن عبداللہ ابن خالد بن اُسید نے عرض کیا۔ آپ اپنے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیج کر انتظام کیجئے۔" عبدالملک نے جواب دیا، اگر تو ابو فدیک سے شکست اٹھا کر نہ بھاگتا تو البتہ تو اس کام کے لئے موزوں تھا۔" امیہ بن عبداللہ نے اپنی شکست اٹھانے کی معذرت کی اور قسم کھا کر کہا، "لشکریوں نے مجھے رسوا کیا تھا۔ جب کوئی لڑنے والا میرے پاس باقی نہ رہا تو میں مجبوراً چند لوگوں کو ہمراہ لے کر بخوف ہلاکت بھاگ کھڑا ہوا اگر ایسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ اس سے پیشتر خالد بن عبداللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں۔" عبدالملک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر دے دی۔

بکیر بن وشاح

بکیر بن وشاح کو امیہ کی روانگی کی خبر لگی تو بحیر بن ورقاء کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ اس وقت تک اُس کے قید و نگرانی میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آتے ہیں، بحیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور قتل کے خوف سے مصالحت کر لی، بکیر نے یہ اقرار لے کر کہ وہ اس سے نہ لڑے گا چالیس ہزار درہم مرحمت کئے۔ مگر جس وقت امیہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو بحیر اس سے ملنے کو گیا خراسان کے انتظامات اور اہل خراسان کے مطیع کرنے کے طریقے بتلائے، بکیر کی بد عہدی سے ڈرایا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو تک آیا۔ چونکہ امیہ نیک طینت تھا اس نے نہ بکیر سے کوئی تعرض کیا اور نہ اس کے عمال سے۔ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی بکیر نے کہا "کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس آلات حرب لا کر جمع کرتے تھے اور آج میں مامور ہو کر آلات حرب جمع کرتا پھروں۔" پھر امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کی گورنری دینے کا قصد کیا بحیر سد راہ ہو گیا اور اُس کی بد عہدی و غداری سے ایسا ڈرایا کہ امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کی حکومت نہ دی۔

رتبیل پر فوج کشی

اس کے بعد امیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کا والی بنایا۔ بستا میں جا کر اُس نے قیام کیا اور رتبیل پر فوج کشی کی جو ترکوں پر بعد مقتول اول کے حکومت کر رہا تھا اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف غالب تھا اس نے نذرانے و تحائف ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیام دیا عبداللہ بن اُمیہ نے منظور نہ کیا اور اس کے ملک میں گھس کر چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ رتبیل نے مجبور ہو کر پھر صلح کی

درخواست کی۔ عبداللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ کل مال واسباب و ملک چھوڑ کر جلا۔ وطن ہو جاؤ۔ رتبیل نے اس کو تو نامنظور کیا لیکن تین لاکھ درہم دے کر اس شرط سے مصالحت کر لی کہ آئندہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہو گا جب عبدالملک کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو معزول کر دیا۔

امارت عراق پر حجاج کا تقرر

۷۵ھ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصرہ و کوفہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ یہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھا پس اُس نے بارہ سو سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے عراق کا قصد کیا۔ ماہ رمضان المبارک میں وارد کوفہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بشر نے مہلب کو جنگ خوارج پر بھیج دیا تھا مسجد میں گیا منبر پر چڑھ کر بیٹھا اور لوگوں کے جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کو خارجی سمجھ کر اس کے تکلیف و ایذا رسانی کی فکر کی۔ چنانچہ عمیر بن ضابی برجمی سنگ ریزہ مٹھیوں میں لے کر بیٹھا پس جب حجاج بولنے لگا تو عمیر دل ہی دل میں ایسا ڈرا کہ سنگ ریزے اس کے ہاتھ سے گرتے جاتے تھے اور اس کو اس کی اطلاع نہ تھی جس وقت سب لوگ جمع ہو گئے حجاج بن یوسف نے چہرے پر سے نقاب اٹھائی اور خطبہ دینے لگا۔ جس میں اہل کوفہ کو مہلب سے مخالفت کرنے پر دھمکایا تھا۔ مورخین نے اس کو اپنی تصانیف میں اور ابن اثیر نے کامل میں نقل کیا ہے۔ خطبہ دے کر دارالامارت میں آیا لوگ اپنے وظائف لینے اور مہلب کے پاس جانے کو حاضر ہوئے۔

عمیر بن ضابی کا قتل

عمیر بن ضابی نے کھڑے ہو کر کہا" میں بوڑھا ضعیف و ناتواں ہوں اور میرا یہ لڑکا مجھ سے زیادہ مضبوط و توانا ہے (مقصود یہ تھا کہ جنگ ازارقہ پر میرے لڑکے کو بھیج دیا جائے) حجاج بن یوسف بولا" تو کون ہے؟" اس نے جواب دیا" عمیر بن ضابی"! دریافت کیا" وہی عمیر بن ضابی جس نے امیر المومنین عثمانؓ کے مکان پر حملہ کیا تھا!" جواب دیا" ہاں" اس پر حجاج نے کہا" اے اللہ کے دشمن کیا خون عثمانؓ کا بدلہ تجھ سے نہ لوں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے تو یہ بتا کہ تجھے کس نے اس امر پر آمادہ کیا تھا؟" جواب دیا" عثمانؓ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کر دیا تھا" حجاج نے کہا" میں تیرا زندہ رہنا پسند نہیں کرتا تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے۔ عمیر جواب دینے کو تھا کہ حجاج نے اس کے قتل اور اُس کے مال واسباب لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن ابی العاص

کے برانگیختہ کرنے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج آمادہ ہوا تھا اور اس کے منادی نے یہ ندا کی تھی کہ آگاہ ہو جاؤ بے شک ابن ضابی نے تین نداؤں کے بعد مخالفت کی ہے۔ اس وجہ سے اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے سوا اس شب کو اپنے گھر میں قیام کرے گا۔ لوگ یہ سنتے ہی مہلب کی طرف دوڑ پڑے جوان دنوں دار ہرمز میں تھا۔ وا قف کاروں نے لوگوں کو جانچ کر لشکر جمع و مرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

حکم بن ایوب بحیثیت امیر بصرہ اس کے بعد حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اس کی خبر ہو گئی اس نے اہل بصرہ کو ایک ایک ہزار درہم مرحمت کئے اور خود بصرے کو خیر باد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔

جہاد سے تخلف کی سزا بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے مہم پر نہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے شعبی کہتا ہے کہ عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اس کا عمامہ مجمع عام میں آتار لیا جاتا تھا اور اس کی اسی صورت سے تشہیر کی جاتی تھی۔ جب مصعب حکمران ہوا تو اس نے اس پر اس قدر اضافہ اور کیا کہ اس کے سر اور داڑھی کو منڈوا دیتا تھا۔ بشر بن مروان نے اس قدر سزا اور زیادہ کی کہ وہ قد آدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھنکوا دیتا تھا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا۔ جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے یہ سب سزائیں موقوف کر دیں اور گردن زدنی کا حکم جاری کیا۔

سندھ پر قبضہ اسی زمانے میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو متعین کیا۔ معاویہ بن حرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ آوروں کو قتل و قید کیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر بجائے سعید کے مجاعہ بن سعید تمیمی کو مامور کیا جس نے سرحد پر بزور قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد مکران و قندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کیا۔

بشر بن مروان کا قتل حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے انتظام

سے فارغ ہو کر بصرے کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ویسا ہی خطبہ دیا جیسا کہ کوفے میں دیا تھا اور مہلب کے ساتھ چھوڑ دینے والوں کو بہت دھمکایا اس اثنا میں شریک ابن عمرو سکری آیا اس کو فتق کا عارضہ تھا اس نے جہاد میں شریک نہ ہونے کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ سرکاری عطیہ حاضر ہے بیت المال میں جمع کر لیا جائے۔ حجاج نے اس پر توجہ نہ کی اور اس کے قتل کا حکم دے دیا اہل بصرہ اس سختی سے ڈر گئے اور جوق جوق بصرے سے نکل کر مہلب کے لشکر میں جا پہنچے۔

عطیات میں کمی کا اعلان

حجاج بھی بصرے سے مہلب کی طرف بغرض امداد روانہ ہوا جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ڈیرے ڈال دیئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل بصرہ، کوفہ! واللہ تمہارا مقام یہی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کر دے گا" پھر کچھ سوچ سمجھ کر لشکریوں کی عطیات سے وہ سو سو درہم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانے میں اضافہ کئے گئے تھے۔ عبداللہ بن جارود بولا "امیر المومنین عبدالملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور ان کے بھائی بشر نے اس کو ان کے حکم سے جاری و جائز رکھا ہے" حجاج نے چیں بہ جبیں ہو کر جھڑک دیا پھر عبداللہ بن جارود نے کہا "میں تم کو نصیحتاً کہتا ہوں میرے سوا اور لوگوں کا بھی یہی بیان ہے" حجاج یہ سن کر کئی مہینے تک خاموش رہا اس اضافے کا کوئی تذکرہ تک نہ کیا پھر کچھ عرصہ بعد اپنے قولِ سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن جارود نے پھر اس پر اعتراض جڑ دیا مصقلہ بن کرب عبدی نے عبداللہ سے کہا "خاموش ہو جاؤ، ہم لوگوں کو یہ حق نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ وہ کہے خواہ پسند ہو یا ناگوار بسر و چشم اس کو منظور کر لیں"۔

عبداللہ بن جارود کی مخالفت

عبداللہ بن جارود نے اس کو جھڑ کا گالیاں دیں اور اٹھ کر رؤسائے لشکر کو لئے ہوئے عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی کے پاس گیا سب نے یک زبان ہو کر کہا "اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی کے ضبط کرنے کا قصد کر لیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اس کے نکالنے کی بیعت کرتے ہیں تم عبدالملک کو لکھو کہ ہم پر وہ کسی دوسرے کو مامور کرے ورنہ ہم اس کو تخت خلافت سے اتار دیں گے اور وہ ہم لوگوں کا لحاظ و پاس اسی وقت تک کرتا رہے گا جب تک خوارج کا وجود عراق میں باقی رہے گا" عبداللہ بن حکیم اس پر راضی ہو گیا کل اہل عراق نے در پردہ بیعت کر لی اور باہم عہد و پیمان کر لیا۔

حجاج کے خلاف بغاوت

رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو وہ بیت المال کی حفاظت اور احتیاط کرنے لگا مگر جس وقت اہل عراق نے بہمہ وجوہ اپنا انتظام درست کر لیا تو ربیع الثانی ۷۶ھ میں انھوں نے علم بغاوت بلند کر دیا عبداللہ بن جارود سوار ہوا۔ بنو عبد قیس اپنے رایات لے کر آگے بڑھے۔ حجاج کے پاس سوائے اس کے خاص خاص مصاحبوں اور اس کے خاندان والوں کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ حجاج نے نرمی کے ساتھ عبداللہ بن جارود کو واپس بلایا لیکن اس نے قاصد کو سخت سست کہنا شروع کیا اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا۔ قاصد بولا "تمھاری شاید شامت آ گئی ہے امیر تمھاری قوم اور تمھارے خاندان کو برباد کر دے گا۔ واللہ اگر تم امیر کے پاس نہ چلو گے تو تمھارے حق میں بہت برا ہوگا۔ عبداللہ بن جارود نے ترش رو ہو کر جواب دیا "واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ڈھیر کر دیتا" قاصد اس جواب سخت سے مڑ کر واپس آیا اور عبداللہ ابن جارود نے حملہ کا حکم دے دیا لوگ نرغہ کر کے حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ کر واپس ہوئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا "دیکھو بغیر قتل کئے حجاج کے واپس نہ چلو ورنہ صبح کو تمھاری خیر نہیں ہے۔ عبداللہ بن جارود نے جواب دیا "کل اس کا علاج کر دیا جائے گا شام ہو گئی ہے اس وقت کیا ہو سکتا

زیاد بن عمر کا مشورہ

حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمر عتکی ریولیس بصرے کا افسر بھی تھا۔ حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے بہ حیلہ و فریب امان حاصل کر کے امیر المومنین کے پاس چلا جانا مناسب ہے کیونکہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کے سب برسر پرخاش ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا۔ میری یہ رائے ہے کہ نہایت سرگرمی و ثابت قدمی سے ان کی بغاوت فرو کرنا چاہیئے گو اس میں موت ہی کیوں نہ آ جائے تم ہرگز عراق سے امیر المومنین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیر المومنین نے کیسا رتبہ عالی مرحمت کیا اور تم ہی کو ابن زبیر سے جنگ پر مامور کیا۔ حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور زیاد سے کشیدہ خاطر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عامر بن مسمع کہتا ہوا آیا۔ میں نے لوگوں سے تمھارے لئے امان لے لی ہے۔ حجاج لوگوں کو سنا کر بلند آواز سے کہنے لگا "واللہ میں ان لوگوں کو امان نہ دوں گا جب تک وہ لوگ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالے نہ کر دیں گے"، اور خفیہ طور سے عبید بن کعب فہری کو بلا بھیجا۔

ابن جارود کے ہمراہیوں کی بدعہدی عبید بن کعب نے کہلا بھیجا کہ اگر میں آؤں گا تو تم شاید مجھے واپس نہ آنے دو گے۔ حجاج نے کہا "ایسا نہیں ہوگا"۔ پھر محمد بن عمر بن عطارد و عبداللہ بن حکیم کے پاس یہی پیام کہلا بھیجا ان لوگوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عباد بن حصین حنظلی، ابن جارود، ہذیل، اور عبداللہ بن حکیم کی طرف ہو کر گذرا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ عباد نے شریک مشورہ ہونے کی اجازت چاہی۔ ابن جارود وغیرہ نے انکار کیا۔ عباد بن حصین اس انکار سے ناراض ہو گیا۔ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اس کی دیکھا دیکھی قتیبہ بن مسلم بنو اعصر کو لے کر آ ملا۔ سبرۃ بن علی کلابی، سعید بن اسلم کلابی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آکر مل گئے۔ حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت بڑی تقویت ہوگئی۔ پھر مسمع بن مالک بن مسمع نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آجاؤں حجاج نے جواب دیا "تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ کرنے سے روک دو"۔ تمام رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے نامی گرامی سرداروں کے پیام آتے جاتے رہے۔

ابن جارود کا خاتمہ صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔ عبداللہ بن جارود نے اہل عراق کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان سے کہا "کیا رائے ہے"؟ اُس نے جواب دیا "کل تم نے اُسے (حجاج) کو چھوڑ دیا اب آج سوائے صبر کے اس کا علاج کچھ نہیں ہے"۔ ابن جارود نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دیا اس کے میمنہ پر ہذیل بن عمران میسرہ پر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان تھا۔ حجاج کا میمنہ قتیبہ بن مسلم اور میسرہ سعید بن اسلم کی ماتحتی میں تھا۔ ابن جارود نے بڑھ کر حملہ کیا۔ حجاج کے ہمراہیوں کا منہ پھر گیا۔ قریب تھا کہ ابن جارود کو فتح ہو جاتی لیکن اتفاق سے ایک تیر ابن جارود کے گلے میں آکر تراز و ہو گیا جس کے صدمے سے وہ مر کر گر پڑا۔ حجاج کے منادی نے پکار کر کہا "کل لوگوں کو باستثناء ہذیل و ابن حکیم کے امان دی جاتی ہے۔ امیر کا حکم ہے کہ کوئی شخص بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے"۔ عبداللہ بن زیاد بن ضبیان بھاگ کر عمان پہنچا اور وہیں مر گیا۔ حجاج نے ابن جارود اور اس کے اٹھارہ ہمراہیوں کے سر مہلب کے پاس بھیج دیئے۔ مہلب نے ان کو نیزوں پر نصب کرا دیا تاکہ خوارج ان کو دیکھ کر مخالفت کرنے پر نادم ہوں۔ چونکہ عبیداللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کیا تھا اور ابن قبعثری نے لوگوں کو

مخالفت پر ابھارا تھا اس وجہ سے ان کو قید کر دیا گیا لیکن ابن قبعثری کو کچھ عرصے بعد عبدالملک نے رہا کر دیا۔

عبداللہ بن انسؓ بن مالک منجملہ ان لوگوں کے جو ابن جارود کے ساتھ اس معرکے میں کام آئے عبداللہ بن انسؓ بن مالک انصاری بھی تھے حجاج نے ان کو دیکھ کر کہا" میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا۔ پس جب بصرے میں داخل ہوا تو انسؓ بن مالکؓ کا مال و اسباب ضبط کر لیا یہ اس کے پاس گئے تو سخت و سست کہا گالیاں دیں۔ انس بن مالک نے عبدالملک کو اس کی شکایت لکھی۔ عبدالملک نے حجاج کو انس بن مالک کے ساتھ اس نازیبا برتاؤ کرنے پر بہت سخت و سست لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ انس بن مالک کو جس قدر و منزلت کے زینے پر ہوں اسی پر رکھو اور ان کا مال و اسباب واپس دو ورنہ ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری گچی کو درست کر دے گا اور تمہاری آبرو کو ایک دم میں خاک میں ملا دے گا۔ حاضرین کا بیان ہے کہ حجاج کا چہرہ اس پُر عتاب خط کے پڑھنے سے کبھی تو زرد ہو جاتا تھا اور کسی وقت بھر بھرا اٹھتا تھا اور پیشانی سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ خط پڑھ چکا تو طوعاً و کرہاً انس بن مالک کی خدمت میں معذرت کی غرض سے حاضر ہوا۔

بغاوت زنج ان واقعات کے بعد ہی زنج (سودان کے ایک قبیلے) نے فرات بصرہ میں خروج کیا۔ گو اس سے پیشتر زمانہ مصعب میں ان کا ظہور ہوا تھا اور ان کی تعداد کثیر نہ تھی مگر باغات اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوج کشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کر ڈالا تھا اور بعض کو صلیب دیدی تھی باقی جو رہے تھے منتشر و منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے پس جب ابن جارود کا واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریاح ملقب بہ شیر زنجی کو اپنا افسر بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر فرات بصرہ کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے جنگ عبداللہ ابن جارود سے فارغ ہو کر زیاد بن عمرو (پولیس بصرہ کے افسر اعلیٰ) کو ان کے سرکوبی کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھا نیز اپنے لڑکے حفص کو بسرافسری ایک فوج کے روانہ کیا پہلے معرکے میں تو زنجیوں نے اس کو شکست دی لیکن جب دوسری فوج اس کی کمک پر آ گئی تو ریاح میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ہزاروں زنجی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

جنگ خوارج آپ کو یاد ہو گا کہ مہلب و عبدالرحمٰن بن مخنف مقام رام ہرمز میں خوارج سے لڑ رہے تھے جس وقت

حجاج کوفہ وبصرہ سے ان کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور جب ایک کثیر التعداد فوج جمع ہوگئی تو انھوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیئے جس سے وہ پسپا ہوکر کازرون کی طرف بھاگ گئے۔ مہلب وعبدالرحمٰن کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا کازرون کے قریب پہنچ کر خوارج ٹھہر گئے۔ مہلب وعبدالرحمٰن کے لشکر نے بھی مورچے قائم کر دیئے۔ مہلب نے حفاظت کی غرض سے' اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوا کر فصیل بندھوا دیئے اور عبدالرحمٰن سے بھی خندق کھدوانے کو کہا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا ہماری تلواریں خندق کا کام دیں گی رات کے وقت خوارج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے بڑھ نہ سکے مجبور ہوکر عبدالرحمٰن بن مخنف کی طرف لوٹے' میدان صاف پاکر بڑھتے چلے گئے۔ عبدالرحمٰن کی رکاب کی فوج اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی چند آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن میدان میں آیا۔ لڑائی ہوئی سب کے سب مارے گئے' یہ روایت اہل بصرہ کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کا قتل

اہل کوفہ کا یہ بیان ہے کہ جس وقت مہلب وعبدالرحمٰن نے خوارج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تو خوارج نہایت مردانگی سے جواب دینے لگے اور اس شدت سے اُن کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے کہ مہلب مجبوراً اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹا۔ عبدالرحمٰن نے عنوان جنگ بدلتا دیکھ کر سواروں اور پیادوں کو مہلب کی مدد پر بھیجا۔ خوارج نے فوراً اپنی فوج کے دو حصے کر دیئے چھوٹے حصے کو مہلب کے مقابلے پر رکھا اور بڑے حصے کو عبدالرحمٰن کی طرف بڑھایا۔ عبدالرحمٰن نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت معرکہ کارزار میں کام آ گیا۔ حجاج نے اس کے لشکر کی سرداری عتاب بن ورقاء کو دی اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنایا۔ گو عتاب کو یہ ناگوار گذرا لیکن اطاعت کے سوا چارہ کار ہی نہ تھا۔ مگر پھر بھی مہلب۔ عتاب میں ان بن ہوگئی۔ مہلب نے سخت وسست کہا عتاب نے حجاج کے پاس اپنی واپسی کی درخواست بھیجی۔ حجاج نے کسی ضرورت سے اس کو منظور کر لیا پس یہ لشکر بھی مہلب کی سپردگی میں دیدیا گیا۔ مہلب نے اپنی طرف سے اپنے لڑکے حبیب کو اس پر مامور کیا اور تقریباً ایک برس تک نیشاپور میں ٹھہرا ہوا خوارج سے لڑتا رہا۔

شبیب کا قتل

پھر خوارج نے ۷۶ھ میں حجاج پر چڑھائی کی اور ۸۰ھ تک اس کو اپنی لڑائیوں میں مصروف رکھا۔ سب سے پہلے جس نے خوارج میں سے خروج کیا وہ صالح بن شرح تمیمی تھا۔ جب یہ

مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنایا اکثر بنو شیبان اس کے مطیع ہو گئے حجاج نے بسر افسری حرث بن عمیرہ ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا بعدہٗ سفیان خثعمی کو بسر گروہی ایک دستہ فوج کے حرث کی امداد پر مامور کیا پھر ابن سعید اس کے مقابلے پر آیا لیکن اس کو شکست ہوئی۔ شبیب نے کوفہ کی طرف قدم بڑھائے۔ حجاج نے معرکہ آرائی کی اور کوفہ کو اس کے دست برد سے بچا لیا۔ بعد ازاں حجاج نے متعدد فوجیں شبیب کے مقابلے پر روانہ کیں اور ان کے بعد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ ان لوگوں نے خوارج کو شکست دی۔ پھر عتاب بن ورقا، و زہرہ بن حوبہ ان کی کمک پر روانہ کئے گئے۔ اس معرکے میں میدان خوارج کے ہاتھ رہا عتاب و زہرہ مارے گئے، بعدہٗ شبیب بھی مارا گیا۔ خوارج میں نفاق پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

اسلامی سکہ عبدالملک نے عنوان خط پر جو بادشاہ روم کے پاس بھیجا تھا قل ھو اللہ احد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک مع تاریخ کے لکھا تھا بادشاہ روم کو یہ شاق گذرا لکھ بھیجا کہ "عنوان خط پر ایسے مضامین نہ لکھو ورنہ ہم دراہم و دنانیر پر تمہارے نبیؐ کا ذکر ایسے طور سے لکھیں گے کہ تم کو ناگوار ہوگا" عبدالملک کو اس سے تردد پیدا ہوا لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن یزید نے رومیوں کے دراہم و دنانیر کے ترک کر دینے اور ضرب اسلامیہ کی رائے دی۔ عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں حجاج نے درہم و دنانیر پر قل ھو اللہ احد منقش کرایا لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اس وجہ سے کہ غیر طاہر بھی اس کو چھوتے تھے پھر اسلامی سکہ کے خالص اور کھرا بنانے کی بہت زیادہ کوشش کی گئی چنانچہ ابن ہبیرہ نے یزید کے زمانہ حکومت میں یزید بن عبدالملک نے اور خالد قسری نے ہشام کے عہد حکومت میں خالص ہونے کا سخت اہتمام کیا۔

اس کے بعد یوسف بن عمر نے سب سے زیادہ مبالغہ کیا اور کھرے و کھوٹے کا امتحان مقرر کیا اس اعتبار سے ہبیریہ، خالدیہ، یوسفیہ، خالص عمدہ ترین نقود بنو امیہ سے شمار کئے جاتے تھے۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں یہ فرمان جاری کیا کہ خراج میں سوائے ان سکوں کے اور سکے قبول نہ کئے جائیں اور پہلا سکہ مکروہیہ کے نام سے موسوم ہوا اس وجہ سے کہ وہ خالص نہ تھا یا اس وجہ سے کہ اس پر قل ھو اللہ منقش تھا لوگ اس کو مکروہ

سمجھتے تھے۔ عجمیوں کے درہم مختلف اقسام کے تھے۔ بعض چھوٹے اور بعض بڑے تھے مثقال کا کوئی وزن مقرر نہ تھا۔ بعض بیس قیراط[1] کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے۔ ان سب کو جمع کیا تو بیالیس قیراط ہوئے پس اس کے ثلث یعنی چودہ قیراط پر درہم عربی مضروب ہوا اس حساب سے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوتے۔ بعض کا بیان ہے کہ مصعب ابن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے درہم مضروب کرائے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبدالملک ہی نے اسلام میں سب سے پہلے اسلامی سکہ جاری کیا۔

امیہ اور بکیر بن وشاح

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ۷۴ھ میں اُمیہ بن عبیداللہ بن خالد بن اسید مامور ہوا اور وہ ابھی خراسان ہی میں مقیم تھا۔ نیا گورنر (اُمیہ) اس کی عزت و توقیر کرتا تھا اور صوبجات خراسان میں سے جس صوبے کو وہ پسند کرے اس کی حکومت دینے کو تیار تھا مگر بکیر قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ کمال اصرار سے اُمیہ نے بکیر کو طغارستان کا والی مقرر کیا بکیر سامان سفر کی درستی میں معروف تھا کہ بحیر بن ورقا آکر سد راہ ہو گیا اور امیہ کو بکیر کے مامور کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد اُمیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بحیر کے کہنے سے واپس بلا لیا۔ تھوڑے دن بعد اُمیہ اپنے لڑکے کو خراسان پر مقرر کر کے بخارا پر اور بوقت واپسی ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے قصد سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا "تم مرد کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو اس کا والی مقرر کیا دیکھو ابن حازم کی روک تھام معقول طور سے کرنا مجھے اس کے حملے کا سخت اندیشہ ہے"۔ بکیر اپنے معتمد علیہ ہمراہیوں کے ساتھ بہ قصد واپسی مرو کنارے پر ٹھہر گیا اور امیہ نے نہر عبور کر کے بخارا کا راستہ لیا بکیر کی واپسی کے وقت اس کے ایک دوست (عتاب) نے رائے دی کہ ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو میں چل کر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

احنف بن عبداللہ عنبری:۔ میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

بکیر:۔ مجھے اپنے ہمراہیوں کا اندیشہ ہے کہ ان کی جانیں مفت ضائع ہو جائیں گی۔

---

[1] ایک قیراط تین رتی کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک چار رتی کا اور مثقال بوزن ہندی ساڑھے چار ماشے کا اور درہم ساڑھے تین ماشے کا اور ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہے۔

کل ہمراہی :۔ تم جس قدر کہو گے مرو سے ہم فوجیں جمع کر دیں گے۔

بکیر :۔ ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون ہو گا۔ مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں

عتاب :۔ اس کی تدبیر نہایت آسان ہے تم منادی سے یہ ندا کرا دینا کہ جو شخص ہمارا ساتھ دے گا اس کا خراج ہم معاف کر دیں گے۔ دیکھ لینا ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی مطیع و فرماں بردار ہو جائیں گے۔

بکیر :۔ تو کیا امیہ اور اس کے ہمراہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

احنف :۔ ''وہ کیوں ہلاک ہو گا اُس کے پاس بھی فوج ہے اور ہمارے پاس بھی لڑتے بھڑتے بیین تک پہنچ جائیں گے''۔ بکیر ان فقروں میں آ گیا۔ کشتیاں جلوا دیں اور مرو آ کر امیہ کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر کے اس کے لڑکے کو قید کر دیا۔

اُمیہ اور ابن وشاح میں مصالحت

اُمیہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اہل بخارا سے ایک قلیل جزیہ پر مصالحت کر کے مرو کی جانب واپس ہوا۔ نہر پر پہنچا تو کشتیاں ندارد تھیں۔ بدقت تمام کشتیاں بہم پہنچائی گئیں' نہر کو عبور کیا اتنے میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم آ پہنچا۔ بہ حکمت عملی اُمیہ نے اُس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ مرو کے قریب پہنچ کر شماس بن ورقا کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ بکیر نے مرو سے نکل کر صف آرائی کی۔ شماس کو پہلے ہی حملے میں شکست ہوئی اُمیہ نے بجائے اس کے ثابت بن عطیہ کو مامور کیا جب یہ بھی میدان جنگ میں ثابت قدم نہ رہا تو خود بہ قصد مقابلہ آگے بڑھا مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر بکیر پسپا ہو کر مرو میں جا چھپا اور امیہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے بعد ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ بکیر کو خراسان کے جس صوبے کی وہ حکومت چاہے دی جائے اور امیہ اُس کا چار لاکھ درہم کا قرض ادا کرے اور بکیر کے ہمراہی جو بوقت جنگ قید کر لئے گئے ہیں اس کے پاس بھیج دیئے جائیں اور آئندہ اس کے متعلق بحیر کی شکایت کا خیال نہ کیا جائے۔

صلح نامہ لکھے جانے کے بعد امیہ مرو میں داخل ہوا بکیر کو جس عزت و احترام سے پہلے تھا اسی عزت و احترام پر رکھا۔ عتاب کو بیس ہزار درہم دیئے اور بحیر کو موقوف کر کے عطا بن ابی صائب کو پولیس کی افسری دی۔ بعض کا بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ امیہ اس کو مرو میں اپنا نائب بنا گیا تھا۔

پس جب امیہ نہر عبور کر گیا تو بکیر اس کی معزولی حکومت کا اعلان کر کے خود حاکم بن بیٹھا اور جس افعال کا وہ مرتکب ہوا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بکیر بن وشاح کا قتل کچھ عرصے بعد بحیر نے امیہ سے بکیر کی پھر شکایت کی کہ اس نے مجھے تمہاری مخالفت پر ابھارا تھا اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاملہ میں اس کے بھتیجے بھی شریک ہیں۔ ایک گروہ نے اس کے دوستوں میں سے اس امر کی شہادت دی امیہ نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو گرفتار کرا کے قتل کروا ڈالا۔ یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے اس کے بعد نہر کو عبور کر کے بلخ پر فوج کشی کی ترکوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ وہ اور اس کا لشکر فنا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا لیا اور وہ بہزار خرابی بسیار مرو لوٹ آیا۔

بحیر بن زیاد کا قتل جس وقت بکیر بسعی وشکایت بحیر بن ورقا قتل کر ڈالا گیا تو قبیلہ تمیم سے بنو سعد بن عوف نے جو بکیر کے اعزہ واقارب تھے معاوضہ خون کے لینے پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ان میں سے شمول نامی ایک شخص بادیہ سے نکل کر خراسان آیا اور چند دنوں تک بحیر کے پاس قیام پذیر رہا۔ ایک روز عالت غفلت میں شمول نے بحیر پر برچھی کا وار کیا۔ بحیر گر گیا زخم کاری نہ تھا یہ تو بچ گیا اور شمول قتل کر ڈالا گیا۔ بعد ازاں اس کے بعد صعصعہ بن حرب عوفی بکیر کے معاوضہ خون کے لینے کا بیڑا اٹھا کر سجستان آیا مدتوں ٹھہرا ہوا کامیابی کی تدبیریں سوچتا رہا بالآخر بنو حنفیہ سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور ان سے یہ ظاہر کیا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارشی بحیر کو لکھ دو۔ بنو حنفیہ نے صعصعہ کے کہنے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لئے ہوئے خراسان پہنچا اور بحیر کے پاس جا کر اترا اپنے نام ونسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور مہینوں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ اکثر بحیر کے ہمراہ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بحیر کو اس سے انس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا۔ بحیر ایک روز مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ آ پہنچا اور بحیر کے پیچھے بظاہر کچھ پوشیدہ باتیں کرنے کو کھڑا ہو گیا بحیر اس کی طرف مائل ہوا اس نے ایک ایسا بھالا مارا کہ اگلے دن بحیر مر گیا۔ مقاعس اور بطون تمیم میں صعصعہ کی گرفتاری پر جھگڑا ہونے لگا مہلب نے اس قصہ کو رفع دفع کر دیا اور خون بحیر کو خون بکیر کا

معلوم نہیں کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہلب نے معصعد کو بجیر کے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے۔

امارت خراسان و بحستان پر حجاج کا تقرر ۷۸ھ میں عبدالملک نے گورنری خراسان و بحستان سے امیہ بن عبداللہ کو معزول کر کے ان صوبجات کو بھی حجاج کے سپرد کر دیا حجاج نے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان پر اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو بحستان پر اپنی طرف سے مامور کیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ مہلب جنگ ازارقہ سے فارغ ہو چکا تھا حجاج نے اس کو بلا کر اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور اُس کے ہمراہیوں کے وظائف بڑھائے) پس مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو خراسان کی طرف بھیج دیا اُس نے نہ تو امیہ سے کچھ تعرض کیا اور نہ اُس کے عمال سے۔ یہاں تک کہ اپنی حکومت کے ایک برس بعد مہلب بھی آ پہنچا اور پانچ ہزار کی جمعیت سے نہر غربی کو عبور کر کے ماوراء النہر کی طرف بڑھا اس کے مقدمتہ الجیش پر ابو الادہم زمانی تین ہزار کی جمعیت سے تھا۔ مہلب نے کش پر پہنچ کر قیام کیا۔

اہل کش کی اطاعت اسی زمانے میں بادشاہ ختن کے چچا زاد بھائی نے حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی۔ اس نے اپنے لڑکے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا رات بھر بادشاہ ختن کے چچا زاد بھائی نے عساکر اسلامیہ کو چھپائے رکھا۔ صبح ہوتے ہی بادشاہ ختن کو گرفتار کر کے یزید کے حوالے کر دیا یزید نے اس کو قتل کر ڈالا اور اُس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا بالآخر اہل قلعہ سے اپنی خواہش کے مطابق صلح کر کے واپس آیا۔ اُنہیں دنوں مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو بسر افسری چار ہزار فوج کے بخارا پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا۔ والئ بخارا نے چالیس ہزار لشکر سے اس کا مقابلہ کیا فریق مخالف کے لشکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالے تھا حبیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں کو جلا دیا اور مال و اسباب کو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا۔ دو برس تک مہلب کش کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل کش نے طویل محاصرہ سے گھبرا کر جزیہ دینا قبول کیا جس پر مہلب نے ان سے مصالحت کر لی۔

رتبیل کی سرکشی عبیداللہ بن ابی بکرہ جو بحستان کا حجاج کی طرف سے گورنر ہو کر گیا تھا اُس سے رتبیل نے تھوڑے دنوں تک تو دوستانہ مراسم رکھے معینہ خراج دیتا رہا۔ کچھ عرصے بعد خراج روک لیا۔ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اس کی گوشمالی اور اُس کے شہروں کو پامال کرنے کا حکم دیا۔ پس عبیداللہ بن ابی بکرہ

فوج کوفہ و بصرہ کو دے کر رتبیل کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اہل کوفہ کا افسر شریح بن ہانی (حضرت علیؓ کا ہوا خواہ) تھا عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل کے ملک میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی۔ رتبیل مقابلے پر آیا لیکن مقابلے کی تاب نہ لا سکا۔ یکے بعد دیگرے قلعات و شہروں کو چھوڑتا جاتا تھا اور اسلامی فوجیں اُس پر قابض ہوتی جاتی اور ان میں سے اکثر کو ویران و خراب کرتی جاتی تھیں۔ رفتہ رفتہ اس کی دارالسلطنت کے صرف اٹھارہ فرسخ باقی رہ گئے تھے کہ ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لیے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے چیچلش میں پڑ کر سات لاکھ درہم دے کر محض راستہ لینے کے لیے مصالحت کر لی لیکن شریح بن ہانی نے اس سے اختلاف کر کے لوگوں کو جنگ پر ابھارا۔ چند لوگ اُس کے کہنے میں آ گئے تو شریح نے از سر نو جنگ کا اعلان کر دیا۔ بہت سے آدمی کام آ گئے ان میں خود شریح بھی تھے جو باقی رہے وہ کسی طرح اپنی جان بچا کر رتبیل کے ملک سے بھاگ کر نکل آئے اور لوگوں سے ملاقات کی۔ شدت گرسنگی کا یہ حال تھا کہ جوں ہی انھیں کھانا دیا جاتا وہ مر جاتے تھے۔ اس وجہ سے قدرے قدرے ان کو گھی دیا جانے لگا۔ جب ان سے ان میں توانائی آ گئی تو دوسری غذائیں دی جانے لگیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث

حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو مطلع کیا اور ملک رتبیل پر فوج کشی کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ اجازت پانے کے بعد بیس ہزار سوار کوفہ سے اور بیس ہزار فوج پیادہ بصرے سے مرتب کر کے بڑے بڑے شجاع و تجربہ کار اشخاص کو ان کا افسر بنایا اور اُن کے نفقہ مقررہ کے علاوہ دس لاکھ درہم اور مرحمت کئے گھوڑے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ دے کر عبدالرحمٰن بن بن اشعث کو ان کا افسر اعلیٰ بنایا۔

حجاج بن یوسف کسی وجہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے عداوت رکھتا ایک روز اتفاق سے جوش میں آ کر کہہ اٹھا "ارید قتلہ" (میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں) شعبی نے عبدالرحمٰن بن محمد کو اس سے مطلع کیا عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا، "کہ میں اُس کی حکومت خاک میں ملا دوں گا"۔ جب اس کو حجاج بسر افسری لشکر مذکور العدر روانہ کرنے لگا تو اُس کے بھائی اسمٰعیل بن محمد نے حاضر ہو کر حجاج سے کہا "تم اس کو لشکر کا سردار مقرر کر کے نہ بھیجو مجھے اُس کی مخالفت کا اندیشہ ہے"۔ حجاج نے جواب دیا: "وہ مجھ سے اس درجہ خائف ہے کہ میری

مخالفت نہ کرے گا"۔

الغرض عبدالرحمٰن بن محمد عساکر اسلامیہ لئے ہوئے سجستان پہنچا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جہاد سے تخلف کرنے والوں کو عقوبت سے ڈرایا۔ چھوٹے بڑے سب اُس کے ساتھ ہو لئے۔ رتبیل کو یہ خبر لگی تو اُس نے معذرت کی، خراج روانہ کرنے کا وعدہ کیا لیکن عبدالرحمٰن نے منظور نہ کیا۔ اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اس کے ملک میں داخل ہوا۔ جن جن شہروں کو وہ فتح کرتا تھا اُن پر اپنا عامل مقرر کرتا اور ان کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرتا اور ہر خطرناک مقام اور پہاڑی دروں اور ناکوں پر محافظین اور جاسوسوں کو مقرر کرتا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ رتبیل کے ملک کا زیادہ حصہ عبدالرحمٰن کے قبضہ میں آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے بہ نظر مصلحت آگے بڑھنے سے اپنے قدم کو روک لیا اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر فتح حجاج کے پاس بھیج دی۔

بعض نے عبدالرحمٰن کے مامور کئے جانے کا قصہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن عدی سدی کو کرمان میں ایک دستہ مسلح فوج کے ساتھ ٹھہرا دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اگر عامل سندھ و سجستان کو ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنا لیکن بجائے امداد کے یہ خود باغی ہو گیا۔ حجاج نے اس کی گوشمالی کرنے پر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن نے ہمیان کو شکست دیدی اور اس کی جگہ قیام کیا۔ کچھ عرصے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ والی سجستان کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن کو سجستان کی سندِ گورنری دی۔ چونکہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کو آراستہ و پیراستہ رکھتا تھا اس وجہ سے اس کا لشکر اس زمانے میں جیش الطواویس کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

حجاج اور ابن اشعث میں کشیدگی

جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمٰن کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ فی الحال جس قدر رتبیل کے شہر ہم نے فتح کر لئے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور آئندہ سال تک جنگ ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ تو حجاج نے جنگ جاری رکھنے اور اُن کے قلعات کا انہدام اور ان کے لشکریوں کو تہِ تیغ کرنے اور قیدیوں کے گرفتار کرنے کو لکھا۔ یہ خط پہنچنے نہ پایا تھا کہ دوسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا۔ تیسرے خط میں اس قدر مضمون اور زیادہ تھا کہ اگر تو نے ہمارے اس حکم کی اطاعت کی تو بہتر ورنہ تو معزول ہے اور امیر لشکر تیرا بھائی اسحاق ہے۔ عبدالرحمٰن نے یہ خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا۔ حجاج کی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہنے لگا "اے لوگو! ہم نے تو باتفاق رائے فی الحال ترکوں سے لڑائی موقوف کر دی تھی اور ترکوں کے بقیہ ملک

پر قبضہ کرنے کو آئندہ سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا اور اپنی یہ رائے حجاج کو لکھ بھیجی تھی لیکن حجاج کا یہ خط آیا ہے وہ ہم کو ترکوں سے لڑنے کو لکھتا ہے اور ترکوں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حالانکہ روزانہ جنگ سے تم لوگ تھک گئے ہو مفتوحہ علاقوں کا انتظام بھی کرنا ہے علاوہ ازیں تم لوگ یہ بھی جانتے ہو کہ یہ وہی ملک ہے جہاں کل تمھارے بھائی مارے جا چکے ہیں۔ میں تمھارا ہی جیسا ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلو گے تو میں بھی چلوں گا۔"

ابن اشعث کی سرداری کی بیعت عراقی فوجی یہ سنتے ہی بھنا اٹھے اور بیک زبان ہو کر بولے "لا نسمع ولا نطیع للحجاج" (حجاج کی ہم نہ اطاعت کریں گے اور نہ اُس کا کہنا سنیں گے) ابو الطفیل عامل بن واثلہ کنانی کہنے لگا "حجاج اللہ کا دشمن ہے اس کو امارت سے معزول کر کے عبد الرحمٰن کی سرداری کی بیعت کرو" ہر طرف سے لوگ بول اٹھے (فعلنا فعلنا) ہم نے یہ کیا یہ کیا) عبد الرحمٰن بن شبث بن ربعی نے اُٹھ کر کہا "چلو دشمن خدا حجاج کی طرف لوٹ چلو اور اس کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو" اس فقرے کے تمام ہوتے ہی کُل لشکریوں نے عبد الرحمٰن کے ہاتھ پر حجاج کی خلع حکومت اور اس کو عراق سے نکال دینے اور نکالنے والوں کی امداد کی بیعت کر لی اس بیعت میں عبد الملک کا کچھ ذکر و تذکرہ نہیں آیا۔

ابن اشعث کی رتبیل سے مصالحت عبد الرحمٰن نے رتبیل سے مصالحت کر لی شرط یہ قرار پائی کہ اگر حجاج کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تو رتبیل کا خراج معاف کر دیا جائے گا اور بصورت شکست وہ حجاج کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابل و سد راہ ہوگا تکمیل صلح کے بعد عبد الرحمٰن بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی کو، زرنج پر عبد اللہ بن عامر تمیمی کو اور کرمان پر حرثہ بن عمر تمیمی کو مامور کر کے عراقی فوجیں لئے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے آگے اعشیٰ ہمدان شاعر اُس کی مدح اور حجاج کی مذمت کرتا جاتا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمیر عنبری تھا۔ فارس پہنچا تو بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کر دیا تو گویا عبد الملک کی بھی ہم نے خلع خلافت کی۔ پس سب نے عبد الملک اور اس کے حکام کی معزولی، کتاب و سنت، جہاد اہل ضلالت اور جنگ خوارج کی بیعت عبد الرحمٰن کے ہاتھ پر کر لی۔

حجاج کی پسپائی حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ مہلب نے یہ خبر پاکر حجاج کو لکھا کہ تم اہل عراق سے سردست متعرض نہ ہو اور جب تک وہ لوگ اپنے اہل و عیال میں نہ پہنچ جائیں جنگ نہ کرو۔ حجاج نے نہ صرف اس مشورے کو نظر انداز کر دیا بلکہ وہ مہلب سے بھی مشکوک ہو گیا۔ جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آ گئیں تو حجاج بصرہ سے کوچ کر کے تستر پہنچا اور دستہ فوج سواران کو بطور مقدمہ آگے بڑھایا۔ عبدالرحمٰن کے سواروں سے مقابلہ ہو گیا حجاج کے سواروں کو شکست ہوئی اور وہ کثیر تعداد میں اس معرکے میں کام آئے۔ حجاج مجبوراً بصرے کی طرف لوٹا یہ واقعہ عید الاضحیٰ ۸۱ھ کا ہے۔

ابن اشعث کی بصرے میں آمد بصرے کے قریب پہنچ کر حجاج غاویہ (زاویہ) کی طرف مڑ گیا اور اس ٹھوکر کھانے پر اس کو مہلب کی رائے و نصیحت کی قدر ہوئی۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہی بصرے میں داخل ہوئے اہل بصرہ اور مقامات بصرہ کے کل باشندگان نے عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی چونکہ حجاج لوگوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور ذمیوں کو جو شہر میں آ گئے تھے جزیہ لینے کی غرض سے پھر قصبات و دیہات کی طرف واپس کر دیا تھا اس سے ان کو اور نیز اہل بصرہ کو سخت ناراضگی پیدا ہو گئی تھی پس جب عبدالرحمٰن وارد بصرہ ہوا تو سب نے بالاتفاق جنگ حجاج و خلع خلافت عبدالملک پر بیعت کر لی۔ (یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۸۱ھ ہے)

جنگ زاویہ شروع محرم ۸۲ھ سے حجاج اور عبدالرحمٰن میں پھر لڑائی چھڑ گئی فریقین نے ایک دوسرے پر سختی کے ساتھ متعدد حملے کئے کبھی عبدالرحمٰن غالب آجاتا تھا اور کبھی حجاج لیکن آخری جنگ میں، جو ۲۹ محرم کو ہوئی، اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار عبدالرحمٰن کے ساتھ کوفہ کا قصد کیا اثنا شکست میں ہزار آدمی کام آئے تمام قصبات و دیہات میں قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ عقبہ بن عبدالغافر ازدی مع ایک گروہ قراء کے اسی واقعہ میں کام آ گئے حجاج نے شکست کے بعد ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کرا دیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

ابن اشعث کا کوفہ پر قبضہ عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد بقیہ اہل بصرہ نے جمع ہو کر عبدالرحمٰن ابن عباس بن

ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کی حجاج پانچ شب تک برابر لڑتا رہا عبدالرحمٰن اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر عبدالرحمٰن ابن محمد ابن اشعث سے کوفہ میں جا کر ملا بصریوں کا ایک گروہ بھی اُس کے ہمراہ کوفہ چلا گیا عبدالرحمٰن بن محمد کے کوفہ پہنچنے سے پیشتر عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی کو، جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا، مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کے قصر امارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اہل کوفہ کو عبدالرحمٰن بن محمد کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لوگ اس کے استقبال کو آئے کوفے میں نہایت احترام کے ساتھ لے گئے چونکہ ہمدان نے مطر سے سازش کر لی تھی اور قصر امارت پر پورے طور سے قابض تھے۔ مطر نے ان کے کہنے سے عبدالرحمٰن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روکا عبدالرحمٰن نے کمند کے ذریعہ سے اپنے ہمراہیوں کو قصر امارت پر چڑھا دیا جو اس کو گرفتار کر کے عبدالرحمٰن کے پاس لائے عبدالرحمٰن نے اس کو قید کر دیا اور خود قصر امارت و کوفہ پر قابض ہو گیا۔

عبدالملک کی مصالحانہ پیش کش

خاتمہ جنگ کے بعد حجاج بصرے میں داخل ہوا حکیم بن ایوب ثقفی کو حاکم بصرہ مقرر کر کے کوفے کی طرف لوٹا مقام دو دیر منیر میں ڈیرے ڈال دیئے اور عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر دیر جماجم میں مورچہ قائم کیا فریقین کی امدادی فوجیں آگئیں خندقیں کھود کھود کر دُھس اور دمدمے باندھ دیئے گئے۔ لڑائی شروع ہوگئی روزانہ ہر ایک دوسرے کے خندق تک لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور پھر وہاں سے ناامید ہو کر واپس چلا آتا اس اثناء میں عبدالملک نے اپنے لڑکے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفے کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم حجاج کو معزول کئے دیتے ہیں اہل شام کی طرح تمہارے بھی وظائف مقرر و جاری کر دیں گے اور عبدالرحمٰن جس صوبہ کو پسند کرے گا اس کی گورنری ہم دیدیں گے حجاج کو اس پیام سے بے حد صدمہ ہوا شاہی فرمان کو چھپا کے ایک عریضہ دربار خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا ان امور سے اہل عراق کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ کبھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے کیا آپ کو عثمانؓ بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے عبدالملک نے اس رائے کو پسند نہ کیا۔ عبداللہ و محمد بن مروان نے عبدالملک کا پیام اہل عراق سے کہا اہل عراق آپس میں اس بابت مشورہ کرنے لگے عبدالرحمٰن بن محمد نے رائے دی کہ اس میں تم لوگوں کی عزت و بہتری

ہے۔ لوگوں نے ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند کیں اور عبدالملک کے خلع خلافت کی تجدید بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اس امر کے محرک عبداللہ بن دواب السلمی و عمیر بن تیجان تھے۔

جنگ جماجم عراقی اور شامی فوجیں پھر جنگ کرنے پر تل گئیں حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو اور پیادوں پر عبداللہ بن حبیب حکمی کو مامور کیا۔ عبدالرحمن کے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خثعمی میسرہ پر ابرو بن قرہ تمیمی۔ سواروں پر عبدالرحمن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب پیادوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص قلب لشکر پر عبداللہ بن رزم حرشی، قراء پر جبلہ زحر بن قیس جعفی تھا انہیں قراء میں سعید بن جبیر، عامر شعبی، ابو البختری طائی، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ وغیرہ بھی تھے۔

جبلہ بن زحر کا قتل لشکر مرتب ہونے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی فریقین اپنے اپنے مورچوں سے نکل کر ایک دوسرے پر صبح کو حملہ کرتے اور شام ہوتے ہی واپس لوٹ جاتے تھے بقیہ سال ان ہی لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ عبدالرحمن کے سواروں نے نہایت مردانگی واستقلال سے جنگ کو جاری رکھا حجاج کا رسالہ ان کو شکست دینے کی کوشش کرتا تھا لیکن خود پسپا ہو کر لوٹ آتا تھا۔ حجاج نے مجبور ہو کر اپنے رسالے کو تین حصوں پر تقسیم کر کے بسر افسری جراح بن عبداللہ حکمی عبدالرحمن کے سواروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ جراح نے عبدالرحمن کے سواروں پر پیہم تین حملے کئے۔ جبلہ بن زحر بن قیس جعفی، عامر شعبی، سعید بن جبیر آیات قرآنی، احادیث اور اقوال صحابہ کرام پڑھ پڑھ کر سواروں کو جنگ و مقابلے پر ابھار رہے تھے عراقی سواروں نے شامیوں پر اس شدت کا حملہ کیا کہ ان کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ عراقیوں نے شامی رسالہ کا تعاقب کیا اور جبلہ بن زحر ایک مقام پر اپنے ہمراہیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ ولید بن نجیب کلبی نے جبلہ کو تنہا دیکھ کر چند شامیوں کے ہمراہ دوسری طرف سے لوٹ کر حملہ کیا اور سر اتار کر حجاج کے پاس لایا۔

ابن اشعث کی پسپائی جبلہ بن زحر کے مارے جانے کے بعد تقریباً ساڑھے تین مہینے تک لڑائی جاری رہی ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ نہ مقتولین پر کوئی رونے والا تھا اور نہ

زخمیوں کی تیمارداری کا کسی کو کچھ خیال تھا۔ پھر ۱۵ جمادی الثانی ۸۳ھ کو زبردست لڑائی ہوئی سفیان بن الابرد نے (جو حجاج کے میمنہ کا افسر تھا) عبدالرحمٰن کے میسرہ پر جو ابرو بن قرہ کی ماتحتی میں تھا حملہ کیا۔ ابن ابرو قرہ بلاجنگ بھاگ کھڑا ہوا میمنہ والے اس کے بھاگ جانے سے منتشر ہو کر اس کی طرف سے لوٹے حجاج نے ان کو جمع و مرتب کر کے پھر حملہ کر دیا عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی حجاج نے کوفے کا رخ کیا، محمد بن مروان موصل کی جانب اور عبداللہ بن عبدالملک شام کی طرف روانہ ہو گیا۔

حجاج کا اہل کوفہ پر جبر و تشدد

حجاج نے کوفے میں پہنچ کر بیعت لینی شروع کر دی، اور ہر شخص سے کفر کا اقرار کراتا تھا جو انکار کرتا تھا اس کو قتل کروا دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ کمیل بن زیاد کی پیشی کی نوبت آئی یہ امیر المومنین علیؓ کے ہوا خواہوں میں تھا اور امیر المومنین عثمانؓ کی مخالفت کی تھی حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور تقریباً ایک مہینے تک ٹھہرا رہا اہل شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بصرے میں پہنچا منہزمین اس کے پاس پھر آ کر جمع ہو گئے ان ہی منہزمین کے ساتھ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بھی تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن سے آکر عبدالرحمٰن کے ساتھ مل گیا۔

ابن اشعث کی شکست و فرار

عبدالرحمٰن نے اپنا لشکر مرتب کر کے حجاج پر پھر فوج کشی کی اس مرتبہ اس کے ہمراہ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی تھا جو قبل شکست اس کے پاس سے چلا آیا تھا۔ اہل رے نے اس سے بغاوت کی تھی اس نے ان کو زیر کر کے عبدالرحمٰن سے سازش کر لی تھی غرض عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج تھی جنھوں نے مارنے اور مر جانے پر بیعت کی تھی۔ عبدالرحمٰن نے اپنے لشکر کی چاروں طرف حفاظت کی غرض سے خندق کھدوائی تھی حجاج اور اس کے رکاب کی فوج حملہ کر کر کے عبدالرحمٰن تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو کر لوٹ آئی تھی۔ ماہ شعبان کے پندرہ دن تک اسی عنوان سے جنگ جاری رہی زیاد بن غنیم قینی جو حجاج کی مقدمہ کا افسر تھا ان ہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ جس سے حجاج اور اس کے ہمراہیوں کا دل ٹوٹ گیا مگر تمام رات اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ

سے چار ہزار سواران کوفہ و بصرہ کو لے کر حجاج کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی مرتبہ اہل شام کو میدان جنگ سے پیچھے ہٹایا۔ تیراندازوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کر دی جس سے اہل شام پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے اور اگر ہٹنے کا قصد کرتے تو سواروں کے نوک دار نیزوں کی نذر ہو جاتے تھے۔ عبدالملک بن مہلب نے یہ رنگ دیکھ کر تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر پیچھے ہٹے اس کے بعد حجاج کے ہمراہی سنبھل سنبھل کر ہر طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فقیہ ابو البختری طائی مارے گئے اور ابن اشعث نے سجستان کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

بعض نے اس شکست کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ کسی بدوی نے حجاج کے پاس آکر عبدالرحمٰن بن اشعث کے لشکر کا ایک خفیہ راستہ بتلایا جس کے ساتھ حجاج نے چار ہزار فوج روانہ کر دی صبح ہوئی تو حجاج نے لڑائی شروع کر دی اتفاق سے اس کو خود شکست ہوئی۔ عبدالرحمٰن اس کے لشکرگاہ کو لوٹ کر اپنے کیمپ میں واپس آیا شام ہوتے ہوتے وہ چار ہزار فوج آ پہنچی (جن کو حجاج نے بدوی کے ہمراہ روانہ کیا تھا) عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہی نہایت ابتری سے مقابلے پر آئے لیکن اس جاں کاہ کوشش سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا کمال سراسیمگی سے بھاگ کھڑے ہوئے ہزارہا آدمی خندق میں گر کر مر گئے جن کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی حجاج مظفر و منصور عبدالرحمٰن کے لشکرگاہ میں آیا جن کو پایا قتل کر ڈالا۔ مقتولین کی تعداد جیسا کہ مورخین بیان کرتے ہیں چار ہزار تھی۔ از انجملہ عبداللہ بن شداد بن ہادی' بسطام بن مصقلہ' عمر بن ربیعہ رقاشی' بشر بن منذر' ابن جارود وغیرہ تھے۔

ابن اشعث کی اسیری و رہائی حجاج نے یہ خبر پا کر کہ ابن اشعث سجستان کی طرف جا رہا ہے۔ عمارہ بن تمیم لخمی اور اپنے لڑکے محمد کو بسرافسری ایک دستہ فوج اس کے تعاقب پر مامور کیا مقام سوس میں پہنچ کر مقابلہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن مع اپنے ہمراہیوں کے تھوڑی دیر تک لڑ کر سوس سے سابور کی طرف پسپا ہو کر بھاگا اور اکراد کو جمع کر کے پھر مقابلہ پر آیا۔ ایک سخت و خون ریز جنگ کے بعد عمارہ بن تمیم کو شکست ہوئی۔ بایں ہمہ عبدالرحمٰن نے سابور کو خیر باد کہہ کر کرمان کا رخ کیا عامل کرمان نے

نہایت خوشی ومسرت سے اس کا استقبال کیا دارالامارت میں کمال عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ چند دنوں کے بعد عبدالرحمٰن نے زرنج کی طرف کوچ کر دیا۔ عامل زرنج نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے عبدالرحمٰن نے حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا جب حصار سے کام نکلتا نظر نہ آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا جہاں پر اُس کی طرف سے عیاض بن ہمیان ابن ہشام سلوبی شیبانی مامور تھا عیاض نے نہایت خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا دارالامارت میں لے جا کر ٹھہرایا۔ دعوت کی لیکن جس وقت اُس کے ہمراہی غافل ہو گئے قید کر لیا اور اس احسان فراموشی کے ذریعہ سے حجاج سے ملنے کا قصد کیا۔

رتبیل بادشاہ ترک عبدالرحمٰن کی آمد سن کر بست کے قریب آ کر ٹھہرا ہوا تھا جب اس کو اس کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو زبردست دھمکی دی جس سے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمٰن کو رہا کر دیا۔ رتبیل اس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے ملک چلا گیا۔

ابن اشعث کی روانگی ہرات

اس کے بعد عبدالرحمٰن کے منہزم ہمراہی بحستان کے قریب جمع ہوئے اور وہ سب بالاتفاق خراسان کے لینے پر تل گئے تاکہ اپنے قبائل اور اعزہ واقارب کی امداد سے آئندہ کامیابی حاصل کر سکیں۔ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب ان لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ سب نے اپنی یہ رائے عبدالرحمٰن بن اشعث کو لکھ بھیجی اور اس کو بلایا عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس رائے سے مخالفت کی کیونکہ یزید بن مہلب وہاں موجود تھا ساتھ ہی یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ اہل شام واہل خراسان یک جا ہو کر مقابلہ نہ کر بیٹھیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس پر مطلق خیال نہ کیا۔ مجبوراً عبدالرحمٰن اُن کے ہمراہ ہرات کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ سے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی دو ہزار آدمیوں کو لے کر چھپ کر بھاگ نکلا عبدالرحمٰن بن اشعث نے ان لوگوں سے کہا "تم لوگوں نے تو مجھے لکھا تھا کہ ہم لوگوں میں ہر طرح سے اتفاق ہے لیکن عبیداللہ کیوں ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں اب اپنے رفیق رتبیل کے پاس واپس جا رہا ہوں، تمہارا جو جی چاہے کرو" کسی نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا چنانچہ تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن بن اشعث لوٹ کھڑا ہوا اور بقیہ حصہ لشکر کا جو زیادہ تھا وہ عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ بحستان میں رہ گیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ شکست کے بعد عبدالرحمن بن اشعث کے پاس جب منہزمین جمع ہو گئے تو اس نے بیس ہزار کی جمعیت سے خراسان کی جانب خروج کیا۔ ہرات کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈالے مخالفین سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ میدان عبدالرحمن کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد یزید بن مہلب نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ملک چھوڑ کر تم چلے جاؤ۔ عبدالرحمن نے جواب دیا "ہم نے دم لینے اور آرام کرنے کی غرض سے یہاں قیام کیا ہے کچھ عرصے بعد چلے جائیں گے"۔ یزید بن مہلب یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

ابن اشعث اور یزید بن مہلب

عبدالرحمن (جو سجستان میں تھا) خراج وعشر وصول کرنے لگا۔ یزید بن مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ صبر نہ ہو سکا لشکر لے کر مقابلے کے ارادے سے عبدالرحمن کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات کے باہر ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ ہنوز بازار جنگ گرم نہ ہوا تھا کہ عبدالرحمن کے ہمراہی منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ ثابت قدمی سے اس کے ساتھ لڑتا رہا پھر یہ بھی پسپا ہو گیا۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے منع کر دیا۔ لشکرگاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ان میں سے ایک جماعت کو قید کر لیا جس میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر، عباس بن اسود بن عوف، ہلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ، فیروز بن حصین (بنو الیعم) عبیداللہ بن معمر کا آزاد غلام، سوار بن مروان، عبدالرحمن بن طلحۃ الطلحات، عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ تھے۔

حجاج کے مخالفین کا قتل

عبدالرحمن بھاگ کر سندھ پہنچا اور ابن سمرہ مرو کی طرف بھاگا۔ یزید بن مہلب بھی مرو کی جانب لوٹا اور قیدیوں کو سبرہ بن نخبرہ کے ہمراہ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کے بھائی حبیب نے عبدالرحمن بن طلحۃ الطلحات کے بھیجنے سے منع کیا کیونکہ اس کے باپ طلحہ نے مہلب کا مطالبہ جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی ادا کیا تھا۔ یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن طلحہ اور نیز عبداللہ بن فضالہ کو ازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ باقی قیدیوں کو پابہ زنجیر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس مقام واسط میں (قبل آبادی واسط) پہنچے تو اس نے فیروز کو بلا کر دریافت کیا "تجھ کو ان لوگوں کے ساتھ خروج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تجھ میں

اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ تھی" اُس نے جواب دیا "ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی مبتلا ہوگیا"۔ حجاج بولا "تو اپنے مال و اسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دے"۔ فیروز نے بیس لاکھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا اور حجاج کو مخاطب کر کے کہا "اب تو میری جان بخشی کی گئی؟" حجاج نے جواب دیا "نہیں! واللہ تو پہلے مجھے یہ مال دیدے۔ اس کے بعد تجھے میں قتل کروں گا" فیروز نے کہا "تم میرے مال اور خون کو جمع نہ کرو (یعنی مال لے کر مجھے قتل نہ کرو)" حجاج نے یہ سُن کر فیروز کو لوٹا دیا۔ اس کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص پیش کیا گیا سخت و سُست کہہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ بعدہٗ عمر بن موسیٰ پیش ہوا اس کو بھی ملامت کر کے معذرت کرنے کو کہا عمر بن موسیٰ نے انکار کیا حجاج نے قتل کا حکم دے دیا پھر بلقام بن نعیم کی پیشی ہوئی۔ سخت و سُست کہنے کے بعد دریافت کیا "ابن اشعث نے تو ملک و جاہ کے لالچ میں یہ سب پاپڑ بیلے، تجھے کس امر کی خواہش تھی؟" جواب دیا "بجائے تیرے عراق کا حاکم ہونے کی" حجاج نے یہ سنتے ہی قتل کا حکم دے دیا۔ بلقام بن نعیم قتل کر ڈالے گئے۔ بعدہٗ عبداللہ بن عامر حاضر کیا گیا۔ حجاج نے اس کو بھی ملامتانہ نصیحت کی۔ عبداللہ بن عامر نے کہا "ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا" حجاج بولا "ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟" حجاج یہ سُن کر تھوڑی دیر تک خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا پھر مہر سکوت توڑ کر قتل کا حکم دیا اور اسی وقت سے اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی یہاں تک کہ اس کو معزول کیا۔

ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی۔ قید سخت میں رکھنے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کا حکم صادر کیا جب فیروز کو اپنی موت کا یقین کامل ہو گیا تو اس نے داروغہ جیل سے کہا "مجھے باہر نکالو تاکہ میں اپنی امانتیں لوگوں سے واپس لے لوں ورنہ میرے بعد کوئی کچھ نہ دے گا"، داروغہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا "جس کے پاس میری جو کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے ہبہ کئے دیتا ہوں"، حجاج نے فیروز کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن فہر کندی کے قتل کا حکم دیا یہ نہایت شریف و کریم تھا۔ پھر اعشیٰ ہمدانی بلایا گیا۔ اور اُس سے اُس قصیدے کے پڑھنے کو کہا جو اس نے ابین اشجع و قیس پڑھا تھا جس میں عبدالرحمٰن اور اُس کے ہمراہیوں کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اعشیٰ ہمدانی نے

کہا "ابن اشلج وقیس میں نے وہ قصیدہ نہیں پڑھا تھا جو بروایت مشہور ہے" حجاج اُس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اعشیٰ بہ تبدیل قافیہ قصیدہ پڑھنے لگا۔ جس وقت بخ بخ للہ تو وللہ مولودر آفرین ماں بیٹے پر، کہا حجاج بولا واللہ آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا۔ میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں"۔

شعبی کی جاں بخشی

جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شعبی کو دریافت کیا یزید بن مسلم نے جواب دیا وہ رے چلا گیا۔ حجاج نے اپنے عامل رے قتیبہ بن مسلم کو شعبی کی گرفتاری کا حکم صادر کیا چنانچہ شعبی ۸۳ھ میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن مسلم اُس کا دوست تھا اس نے شعبی کو معذرت کرنے کی ہدایت کر دی تھی پس جب شعبی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اُس نے امراء اور نیز حجاج کو سلام کیا اور بطور معذرت عرض کیا "واللہ ہم حق کے سوا کچھ نہ کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی لڑے۔ نہ تو ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی دنیک۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فتح یاب کیا اگر تم ہم کو سزا دو گے تو ہماری خطا کی وجہ سے اور اگر معاف کرو گے تو اپنے حلم وکرم سے اور تم حق بجانب ہو" حجاج نے کہا" واللہ یہ شخص مجھے اُس سے زیادہ محبوب ہے جو کہتا ہے میں اس معرکے میں نہ تھا اور نہ میں نے یہ فعل کیا ہے حالانکہ اُس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپکتا ہے"۔ اُس کے بعد حجاج نے اس کو معاف کر دیا اور وہ لوٹ آیا۔

عمر بن ابی الصلت کا قتل

بعد فتح یابی حجاج و ہزیمت عبدالرحمٰن ابن اشعث اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے جو اس فتنہ میں رے پر قابض ہو گیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں جمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے ساتھ کوئی امر کیا جائے جس سے جنگ جماجم کی لغزش کا ازالہ ہو سکے۔ پس سب نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج کے خلع حکومت پر ابھارا اُس نے اُس سے انکار کیا تو وہ لوگ اُس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ جب قتیبہ رے کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو آئے لیکن پھر ان لوگوں کی بدعہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہوئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچا۔ اصبہد نے اس کو عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ لیکن اس کے باپ نے اس عمل سے منع کیا قتیبہ نے

رے میں داخل ہوکر حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا حجاج نے اصبہد کو لکھ بھیجا کہ ہمارے باغیوں کو تم گرفتار کر کے بھیج دو یا ان لوگوں کا سر اُتار کر روانہ کردو چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔

علقمہ کی ابن اشعث سے علیحدگی جب عبدالرحمٰن بن اشعث نے ہرات سے رتبیل کی طرف مراجعت کی تو علقمہ بن عمرو اودی نے کہا "میں تمہارے ساتھ دارالحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ڈرایا ہے۔ دھمکی دی ہے اگر وہ آگیا تو تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالے گا اور ہم لوگ پانچ سو آدمی ہیں ہم لوگوں نے آپس میں عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزیں و قلعہ بند ہو جائیں تاکہ شر و فساد سے مامون و محفوظ ہو جائیں یا عزت و احترام کے ساتھ جان بحق سپرد کر دیں" عبدالرحمٰن یہ سُن کر خاموش ہو گیا۔ چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نہ گئے اور مودود بصری کو اپنا امیر بنا لیا۔ عمارہ بن تمیم لخمی نے پہنچ کر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا یہاں تک کہ یہ لوگ مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوتے اور عمارہ بن تمیم کے امان دینے پر اُس سے آملے

ابن اشعث کا قتل حجاج کو جب یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے تو اُس نے رتبیل سے خط و کتابت شروع کی عبدالرحمٰن کے سپرد نہ کرنے پر طمع اور دھمکی دینے لگا۔ عبید بن سمیع تمیمی نے جو عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں میں سے تھا اور ابتداً رتبیل کے پاس اس کا نامہ و پیام لاتا تھا۔ رتبیل کو حجاج کی سطوت سے ڈرایا اور عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے یا اس کا سر اُتار کر حجاج کے پاس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔ قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے یہ کل واقعات بیان کر کے عبید بن سمیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ عبید کو اس کی خبر لگ گئی۔ رتبیل کو یہ فقرہ دیا کہ تم عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دو میں سات برس کا جزیہ معاف کرا دوں گا۔ رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ عبید بن سمیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمارہ کے پاس آیا کل واقعات بتلائے عمارہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور سات برس کے بجائے دس برس کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھا۔ پس رتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے

پاس روانہ کر دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن کا انتقال عارضہ سِل میں ہوا تھا اور وفات کے بعد رتبیل نے سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کو مع اُس کے خاندان والوں کے جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے کو قصر امارت سے گرا دیا اور مر گئے۔ عمارہ نے سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

اہل کش کی اطاعت و سرکشی

ہم اس سے پیشتر لکھ آئے ہیں کہ مہلب نے شہر کش (مضافات ماوراء النہر) کا محاصرہ کر لیا تھا۔ چنانچہ دو برس تک اس کا حصار کئے رہا اسی زمانے میں خراسان میں اس کا لڑکا مغیرہ حکومت کر رہا تھا اس نے ماہ رجب ۸۲ھ میں وفات پائی۔ مہلب نے یہ سن کر افسوس ظاہر کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے لڑکے یزید کو ستر سواروں کے ساتھ مرو کی طرف روانہ کیا۔ بست کے ایک درہ میں پانچ سو ترکوں سے مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے یزید سے جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا طلب کیا۔ یزید نے انکار کیا۔ لیکن اس کے کسی ہمراہی نے کچھ آلات حرب اور کسی قدر مال دے دیا۔ ترک اس کو لے کر لوٹے اور پھر کچھ سوچ و سمجھ کر بدعہدی کر بیٹھے۔ یزید نے لڑکر ان کو نیچا دکھایا اور ان کے سردار کو مار ڈالا تب وہ منتشر ہو کر بھاگے اور یزید بن مہلب مرو جا پہنچا۔

حریث بن قطنہ

اس کے بعد اہل کش نے صلح کی درخواست کی مہلب نے زرفدیہ پر مصالحت کر لی اور اطمینان کے لئے اُن کے لڑکوں کو زرفدیہ ادا ہوتے تک نظر بند رکھا حریث بن قطنہ (خزاعہ کے آزاد غلام) کو زرفدیہ وصول کرنے اور اُن کے لڑکوں کو واپس دینے کی غرض سے چھوڑ کر کش سے بلخ کو روانہ ہوا بلخ میں پہنچ کر حریث کو اس مضمون کا خط لکھا "تم باوجود زرفدیہ وصول کرنے کے اہل کش کے لڑکوں کو رہا نہ کرنا جب تک تم سرزمین بلخ میں نہ پہنچ لینا کیونکہ مجھے ان کی بدعہدی کا خطرہ ہے"۔ حریث نے والیٔ کش کو یہ خط دکھا کر کہا "اگر تم لوگ زرفدیہ جلد دے دو تو میں تمہارے لڑکوں کو رہا کر دوں گا اور مہلب سے جا کر کہہ دوں گا کہ تمہارا خط زرفدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے لڑکوں کے

واپس دینے کے بعد پہنچا تھا" والی کش نے جھٹ پٹ زرفدیہ دے کر اپنے لڑکوں کو واپس لے لیا اور یہ بلخ کو روانہ ہو گیا۔

حریث بن قطنہ کا فرار

اثناء راہ میں جیسا کہ ترکوں نے یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا۔ لڑائی ہوئی حریث نے اُن کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب وہ مہلب کے پاس پہنچا تو اُس نے عدول حکمی کی وجہ سے بیس کوڑے لگوائے۔ اس پر حریث بن قطنہ نے مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ مہلب کو اس کی اطلاع ہو گئی تو اس نے اُس کے بھائی ثابت بن قطنہ کے ذریعہ سے حریث کو نرمی وملاطفت سے بلوایا۔ چونکہ حریث غصہ میں بھرا ہوا تھا جانے سے انکار کیا اور اس کے سامنے بھی مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ ثابت بولا۔" اگر تمہاری یہی رائے ہے تو ہم سب لوگ مار ڈالے جائیں گے بہتر ہوگا کہ ہم سب موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس بھاگ چلیں۔ حریث نے اس کو منظور کر لیا اور اپنے تین سو ہمراہیوں سمیت موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس چلا گیا۔

مہلب کی وفات

ان واقعات کے بعد مہلب مر گیا۔ بوقت وفات اپنے لڑکے یزید کو حکومت پر اپنی جگہ اور دوسرے لڑکے حبیب کو نماز پر مامور کیا بقیہ کُل لڑکوں کو جمع کر کے اتفاق ومحبت وحسن معاشرت کی وصیت کی اور کہا۔" میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے عمر کی درازی اور مال کی زیادتی اور نفوس کی کثرت ہوتی ہے اور اُس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس وجہ سے کہ یہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت اور کمی نفوس کا سبب ہے۔ تم پر امیر کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تمہارے افعال تمہارے اقوال سے بہتر ہوں۔ جواب جلد دینے اور زبان کی لغزش سے احتراز کرو کیونکہ آدمی پاؤں کی لغزش سے سنبھل جاتا ہے اور زبان کی لغزش سے مارا جاتا ہے۔ صبح وشام بیکار بیٹھے رہنے سے یہ بہتر ہے کہ جن کے حقوق تم پر ہوں اُن کی حق شناسی کرو۔ خوشامدیوں کی خوشامد پر نہ آجانا بخشش و سخاوت کو بخل پر فضیلت دینا۔ نیکی کو زندہ رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنا، لڑائی میں ہوشیاری اور

مکر کا زیادہ خیال رکھنا۔ یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے۔ جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے۔ پس اگر آدمی نے ہمت باندھ لی اور ہوشیاری سے کام لیا تو فتح یاب ہو گیا اور اگر بدحواسی چھا گئی تو ناکام رہا۔ لیکن سب پر حکم الٰہی غالب ہے۔ قرأت قرآن و تعلیم سنن و آداب صالحین اپنے پر فرض کر لینا، اپنی مجلسوں میں زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا"۔ غرض مہلب اسی قسم کی چند وصیتیں کر کے مر گیا۔ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت مہلب نے اتفاق و اجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترکش تیروں سے بھرا ہوا منگوایا اور لڑکوں سے کہا "کیا تم سب ان تیروں کو توڑ سکتے ہو؟ لڑکوں نے جواب دیا "نہیں"۔ پھر اس میں سے ایک تیر نکال کر کہا "اب اس کو توڑ سکتے ہو؟" لڑکے بولے "ہاں" مہلب نے کہا "یہی حالت جماعت کی ہے"۔

حجاج اور یحییٰ بن یعمر

مہلب کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یزید خراسان پر متصرف ہوا، حجاج نے سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ کچھ عرصے بعد قلعہ بیزک پر جاسوس مقرر کیے جس وقت اس کو اہل قلعہ کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر ظفر پیکر لیے ہوئے جا پہنچا اور محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا۔ فتح یابی کے بعد حجاج کے پاس فتح کی خوش خبری بھیجی اس کا کاتب یعمر عدوانی حلیف ہذیل تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:۔

"ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر فتح یابی دی ایک گروہ کو ہم نے قتل کر ڈالا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑی کی چوٹیوں اور سنسان بیابان کی طرف چلا گیا" حجاج نے دریافت کیا یزید کا کون کاتب ہے؟ جواب دیا گیا "یحییٰ بن یعمر" حجاج نے اس کو طلب کر لیا۔ جب وہ آیا تو استفسار کیا "تیری پیدائش کہاں کی ہے؟" عرض کیا "میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی ہے اور وہ فصیح تھا" پھر دریافت کیا "عنبسہ بن سعید گاتا تھا؟" عرض کیا "ہاں اکثر" پھر کہا "فلاں شخص" جواب دیا "ہاں" اسی سلسلہ میں کہا "پھر میں" حجاج نے کہا اچھا تم گاؤ اور ایسا گاؤ کہ ایک حرف کو بڑھاؤ اور ایک کو گھٹاؤ، اور بجائے اِنَّ کے اَنَّ اور اَنَّ کے بجائے اِنَّ کہو، یہ کہہ کر حکم دیا کہ تین دن کی تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر سرزمین عراق میں تجھے پاؤں گا تو قتل کر ڈالوں گا۔

شہر واسطہ حجاج نے اپنے زمانۂ حکومت میں لشکر شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں ٹھہرایا تھا ۸۳ھ میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اہل کوفہ نے شہر کے باہر ایک میدان میں لشکر مرتب کیا ان ہی لشکریوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی وہ لشکر سے ایک روز شب کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا آیا اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازے کی زنجیر کھڑکھڑانے اور زور زور سے دروازوں کو پیٹنے لگا۔ بہت شور و غل کے بعد دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص نشۂ شراب سے چور کھڑا ہوا ہے اس عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ "روزانہ یوں ہی یہ آکر پریشان کیا کرتا ہے۔ میں نے اس کی شکایت بارہا اس کے سردار سے بھی کی ہے۔" نوجوان نے کہا "تم مجھے اس کے قتل کی اجازت دے سکتی ہو؟" عورت بولی "ہاں میں نے اجازت دی" نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور صبح ہونے سے پیشتر یہ کہکر لشکر میں چلا آیا کہ صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا تا کہ وہ لوگ اپنے دوست کو لے جا کر دفن کر دیں

چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ لوگ اس عورت کو حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حجاج نے کہا "تو سچ کہتی ہے" پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا "تم اپنے دوست کو دیکھو اس کمبخت کو نہ عقل تھی اور نہ دانائی۔ اور نہ اس کی کچھ دیت (خون بہا) ہے کیونکہ اس مقتول کا ٹھکانا دوزخ ہے۔" اس کے بعد منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی کے یہاں فروکش نہ ہو اور اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنھوں نے مقام واسطہ کو کیمپ بنانے کے لئے منتخب کیا۔ ان لوگوں نے اس مقام پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ وہ اس مقام کو نجاست سے پاک کر رہا ہے صاف کرنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے جواب دیا "چونکہ ہم اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لئے بنائی جائے گی اس وجہ سے ہم اس کو پاک و صاف کر رہے ہیں پس حجاج نے اسی مقام پر شہر واسطہ کی بنا ڈالی اور مسجد بھی بنوا دی۔

یزید بن مہلب کی معزولی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بطور وفد عبدالملک کے پاس جا رہا تھا اثنائے راہ میں ایک راہب ملا لوگوں نے کہا یہ ہونے والی باتوں کو بتلا دیتا ہے حجاج نے دریافت کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہم کو اور اپنے کو پاتے ہو (یعنی اپنا اور ہمارا حال بتا سکتے ہو) راہب

نے کہا۔ ہاں۔ حجاج بولا "نام بتلاؤ گے یا اُس کی صفت" راہب نے کہا "صفت" حجاج نے کہا "ہمارے بادشاہ کی صفت بتلاؤ" راہب نے کہا "اس کی صفت یہ ہے" پھر حجاج نے دریافت کیا "اس کے بعد کون ہوگا" جواب دیا "جس کے نام کا آخری جزو ولید ہے" حجاج نے کہا "پھر اُس کے بعد" جواب دیا "جس کے نام کے آخر میں ثقفی ہے" پھر حجاج نے استفسار کیا "میرے بعد تم کس کو پاتے ہو" جواب دیا "ایک شخص کو جس کا نام یزید ہے" دریافت کیا "اس کی صفت بتلا سکتے ہو"؟ جواب دیا "میں اُس کی اور صفت تو نہیں بتلا سکتا مگر ہاں اس قدر جانتا ہوں کہ وہ بدعہدی کیا کرتا ہے"۔

اس کلام سے حجاج کا ذہن یزید بن مہلب کی طرف منتقل ہوگیا۔ اور راہب کی باتوں کا اُس نے یقین کر لیا۔ عبدالملک کے پاس گیا اور وہاں سے لوٹ کر خراسان آیا۔ اور عبدالملک کو یزید و آل مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا کہ یہ لوگ ہوا خواہ آل زبیر ہیں۔ عبدالملک نے جواباً لکھا کہ اہل مہلب کی وفاداری آلِ زبیر کے ساتھ ہماری حق شناسی اور وفاداری کو ثابت کرتی ہے، میں اس میں کوئی نقصان نہیں دیکھتا۔ حجاج نے اُن کی بدعہدیوں سے اس کو ڈرایا۔ اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ بھیجا تب عبدالملک نے مجبور ہو کر لکھا "چونکہ تم نے یزید کی بکثرت شکایتیں لکھی ہیں۔ لہٰذا جس کو چاہو اس کی جگہ پر مامور کر دو" حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو نامزد کیا۔ عبدالملک نے سند گورنری لکھ دینے کی اجازت دیدی۔ حجاج نے یزید کو معزولی کا فرمان لکھنا نامناسب خیال کر کے اس کو طلب کر لیا اور یہ لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو اپنی جگہ پر مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

مفضل کی تقرری و معزولی

یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اُس نے حصین بن منذر رقاشی سے مشورہ کیا۔ حصین بن منذر نے کہا "میرے نزدیک تم یہیں قیام کرو اور فی الحال کوئی حیلہ لکھ بھیجو۔ اُس کے ساتھ ہی عبدالملک سے اس کے متعلق خط و کتابت کرو وہ تم کو بہت اچھا جانتا ہے" یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا "ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جن کی اطاعت نے سرفرازی ہوتی ہے اس وجہ سے ہم اختلاف کرنا نہیں پسند کرتے" رقاشی یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ یزید سامان سفر درست کرنے لگا۔ روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل کے نام خراسان کی سند گورنری بھیج دی۔ اور یزید کو جلد روانہ کرنے کو لکھا۔ یزید نے مفضل سے کہا "تم اس پر نازاں نہ ہو کہ حجاج تم کو میرے بعد اس عہدے پر

قائم رکھے گا بلکہ اُس نے فی الحال تم کو اس خوف سے خراسان کا والی بنایا ہے کہ میں اس کو خراسان پر تصرف کرنے سے مانع نہ ہوں" مفضل کو اس بات پر یقین نہ آیا۔ یزید ربیع الثانی ۸۵ھ کو خراسان سے رخصت ہو کر چل کھڑا ہوا۔

اُس کے بعد مفضل اپنی حکومت کے نویں مہینے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ قتیبہ بن مسلم مامور کیا گیا۔

بعض نے یزید کی معزولی کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ حجاج نے مہم عبدالرحمٰن بن اشعث سے فارغ ہو کر اہل عراق کو پامال کیا مگر آل مہلب کو اُسی عزت و توقیر سے رکھا۔ بارہا یزید کو خراسان سے بلایا اور جنگ کی مصروفیت کا حیلہ کر کے نہ آیا۔ بعض کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کو لکھا تھا اُس نے نفع کی کمی اور نقصان کی زیادتی کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب حجاج نے اُس کو طلب کیا تو اُس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کروں گا۔ حجاج نے منع کیا لیکن اُس نے کچھ خیال نہ کیا اور خوارزم سے لڑا، تھوڑے سے قیدی ہاتھ آئے۔ اہل خوارزم نے مصالحت کر لی۔ اور چونکہ اُس نے ایام سرما میں فوج کشی کی تھی، لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف ہوئی قیدیوں کے کپڑے چھین چھین کر پہن لئے قیدی برہنہ ہو گئے اور شدت سردی سے مر گئے۔ (حجاج کو یہ مخالفتیں ناگوار گذریں، عبدالملک کو اُس کی معزولی کی بابت لکھ بھیجا عبدالملک نے وہی جواب لکھا جس کو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں)

مفضل خراسان کا گورنر ہوا تو اُس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ فتح یاب ہوا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو اُس نے لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اُس کے بعد شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ پایا تقسیم کر دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن حازم

جن دنوں عبداللہ بن حازم، بنو تمیم کے ساتھ خراسان میں لڑ رہا تھا اُسی زمانہ میں ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اُس نے نیشا پور کا قصد کیا اور پھر اس خیال سے کہ بنو تمیم اہل مرو سے سازش نہ کر لیں اپنے لڑکے موسیٰ کو حکم دیا کہ مال و اسباب لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ تاکہ کسی بادشاہ کے یہاں جا کر ہم پناہ گزین ہو سکیں یا کسی محفوظ قلعہ میں قیام کر سکیں پھر موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اُس کے ہمراہیوں کی تعداد چار سو ہو گئی ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بنو سلیم کے بھی آملے۔ قم پر پہنچا تو لڑائی ہوئی موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کے مال و اسباب کو لوٹ کر نہر بلخ عبور کیا اور بخارا میں پہنچ کر والی بخارا سے امن کا خواستگار ہوا۔ والی بخا

نے عبدالملک کے خوف سے انکار کر دیا۔ تب وہ ملوک ترک کے پاس گیا انھوں نے بھی ڈر کر پناہ دینے سے انکار کر دیا پھر سمرقند پہنچا۔ طرخون والی صغد نے ٹھہرنے کی اجازت دی۔ ایک مدت تک مقیم رہا۔ اُسی زمانہ قیام میں اس کو عبداللہ بن حازم (اُس کے باپ) کے مارے جانے کی خبر ملی، مگر اُس نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی۔

شدنی امر کسی شخص نے اُس کے ہمراہیوں میں ایک صغدی کا مقابلہ کیا[1] اتفاق یہ کہ صغدی اس کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی وجہ سے طرخون والی صغد نے موسیٰ کو مع اُس کے ہمراہیوں کے اپنے شہر سے نکال دیا۔ وہ کش پہنچا والی کش اُس کی مدافعت نہ کر سکا اور طرخون سے امداد چاہی موسیٰ اس کے مقابلہ پر نکلا اُس وقت اُس کے ہمراہ سات سو سوار تھے لڑائی ہوئی صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا۔ (موسیٰ کے اکثر آدمی زخمی ہوئے) اُس کے کسی ہمراہی نے طرخون سے مل کر بہ فریب مکر انجام کار کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نژاد ہے اس کو اگر تم نے مار لیا تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا، کہ جو شخص خراسان میں آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے طلب کرے گا۔ طرخون نے کہا" یہ سب سہی لیکن میں کش اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا" اس شخص نے جواب دیا" اگر موسیٰ کش سے چلا جائے؟ طرخون نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے" طرخون نے لڑائی موقوف کر دی اور موسیٰ کش سے روانہ ہو کر ترمذ آپہنچا اور قلعہ کے باہر قیام کیا۔

موسیٰ کا قلعہ ترمذ پر قبضہ قلعہ نہر کے کنارے پر بنا ہوا تھا والی ترمذ نے اس کو قلعہ میں داخل نہ ہونے دیا موسیٰ نے تحفے تحائف بھیج کر اس سے راہ و رسم بڑھائی اکثر سیر و شکار میں اُس کے ہمراہ رہنے لگا۔ ایک روز والی ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ مع اپنے ایک سو ہمراہیوں کے شریک دعوت ہوا، کھانا کھانے کے بعد والی قلعہ نے موسیٰ سے واپس جانے کو کہا اُس نے نکلنے سے انکار کر کے کہا" اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری

[1] اہل صغد کا قدیم دستور تھا کہ سال میں ایک روز سوار صغد کے لئے دسترخوان پر شراب اور عمدہ عمدہ کھانے چن کر رکھتے تھے کوئی شخص اس کے قریب جانے پاتا تھا اور جو شخص اُس میں سے کھا لیتا تھا اس سے معرکہ آرائی ہوتی تھی جو حریف اپنے مقابل کو مار ڈالتا تھا وہی دسترخوان کا مالک ہوتا تھا موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے اس رسم کی کیفیت دریافت کی لوگوں نے بتلایا اس نے دسترخوان پر بیٹھ کر جو کچھ تھا کھا لیا۔ دسترخوان بچھانے والے کو معلوم ہوا تو وہ غصہ میں کھڑا ہوا آیا اور اُس عربی نژاد کو جنگ کے لئے طلب کیا مقابلہ ہوا صغدی مارا گیا۔ والی صغد نے موسیٰ سے کہا" میں نے تم کو ٹھہرایا پناہ دی اس کے معاوضے میں تم نے میرے سوار کو مار ڈالا اگر میں نے پناہ نہ دی ہوتی تو میں تم کو مار ڈالتا بہرحال اسی میں خیر ہے کہ شہر چھوڑ کر نکل جاؤ" چنانچہ موسیٰ مع اپنے ہمراہیوں کے صغد سے نکل کھڑا ہوا۔ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۳

قبر بنے گی" والیٔ قلعہ نے سختی کی۔ لڑائی ہوئی موسیٰ نے اہل قلعہ کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا اور بادشاہ ترمذ کو نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بادشاہ ترک کے پاس گیا۔ امداد چاہی۔ اس نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے باپ (عبداللہ بن حازم) کے ہمراہی اس سے آملے جس سے اس کی قوت بڑھ گئی اکثر اوقات قلعے سے نکل کر گرد و نواح پر متصرف ہو جاتا تھا

امیہ اور موسیٰ بن عبداللہ

جب امیہ گورنر ہو کر خراسان گیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر فوج کشی کے قصد سے روانہ ہوا اور بکیر نے مخالفت پر کمر باندھی تو وہ بکیر کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لوٹ آیا جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر بکیر سے مصالحت کرنے کے بعد ایک خزاعی سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی گوشمالی کرنے کو فوجیں روانہ کیں جنھوں نے موسیٰ کا ترمذ میں محاصرہ کیا۔ والیٔ ترمذ دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس استعانت واستمداد کو گیا۔ وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر واپس ہوا اور قلعہ کے ایک طرف مورچہ قائم کیا۔ موسیٰ اول وقت تو عربوں سے لڑتا تھا اور دوسرے وقت ترکوں سے۔ تین مہینے تک اسی انداز سے لڑائی جاری رہی۔ ایک روز شب کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ لشکر گاہ میں مال واسباب وآلات حرب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے صرف سولہ آدمی کام آئے۔ صبح ہوئی تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو شکست خوردہ و پامال دیکھ کر تاسف کیا اور خود بھی موسیٰ کی ان چالوں سے ڈرے۔

خزاعی کا قتل

اگلے دن عمر بن خالد بن حصین کلابی نے جو موسیٰ کے دوستوں میں تھا حاضر ہو کر کہا "چونکہ ہم لوگ مکر ہی کے ذریعہ سے فتح یاب ہوتے ہیں اس وجہ سے مناسب ہے کہ تم ہم کو کوڑے مار کر چھوڑ دو" موسیٰ نے اس کو پچاس کوڑے لگوائے۔ عمر بن خالد اٹھ کر خزاعی کے پاس آیا اور یہ ظاہر کیا "مجھے ابن حازم نے تمھاری دوستی وحمیت وجاسوسی سے متہم کیا ہے اور کوڑے لگوائے ہیں"۔ خزاعی نے عمر بن خالد کو امان دی۔ چند دنوں یہ اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ایک روز عمر بن خالد خزاعی کے پاس گیا۔ اتفاق سے اس وقت وہ تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ عمر بن خالد نصیحتاً کہنے لگا۔ "تم کو ایسے نازک وقت میں بغیر ہتھیار کے خالی ہاتھ نہ رہنا چاہیے"۔ خزاعی نے فرش کا کنارا اٹھایا تو اس کے نیچے برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی۔ عمر نے اٹھا کر وار کر دیا خزاعی نے دم تک نہ لیا فوراً ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ عمر بن خالد بھاگ کر موسیٰ کے پاس آ گیا۔ خزاعی کا لشکر متفرق ومنتشر ہو گیا۔ اکثر سپاہی امان حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر میں مل گئے۔ اس کے بعد امیہ نے پھر کوئی لشکر موسیٰ کے زیر کرنے کو نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ وہ معزول کر دیا گیا اور مہلب امیر خراسان ہو کر آیا اور اس نے موسیٰ سے کچھ بھی تعرض

نہ کیا، بلکہ اپنے لڑکوں سے نصیحتاً کہا تم لوگ موسیٰ سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ اگر یہ مر گیا تو خراسان کی امارت پر کوئی شخص بنو قیس کا آئے گا۔

یزید بن مہلب اور ثابت اس کے زمانۂ امارت میں حریث و ثابت پسران قطنہ خزاعی جو اُس کے ہمراہ تھے موسیٰ کے پاس چلے آئے مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب امیر خراسان ہوا تو اُس نے حریث و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا ان کی لونڈیوں کو گھر میں ڈال لیا اور اُن کے برادر اخیافی حریث بن معقد کو قتل کر ڈالا۔ ثابت فریادی صورت بنائے ہوئے طرخون کے پاس گیا اور یزید بن مہلب کے ظلم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طرخون کو یزید بن مہلب کی زیادتیوں پر غصہ آیا۔ نیزک اہل صغد اہل بخارا اور صاغان کو ثابت کی امداد پر جمع کر دیا۔ ثابت ان سب کو لئے ہوئے موسیٰ کے پاس آیا جبکہ عبدالرحمٰن بن عباس کا گروہ ہرات سے اور ابن اشعث کی جماعت عراق سے اور کابل سے آکر اُس کے پاس جمع ہو گئی تھی ان سب لوگوں کے جمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی ثابت و حریث نے موسیٰ سے کہا "آؤ ہم اور تم اس لشکر کو مرتب کر کے اٹھ کھڑے ہوں اور یزید کو خراسان سے نکال کر تم کو اس کا امیر بنائیں"

حریث بن قطنہ کا قتل موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خود خراسان پر متصرف ہو کر مجھ کو مغلوب کر دیں گے اور نیز بعض دوستوں کے سمجھانے سے ثابت و حریث سے کہا "بالفرض محال اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال باہر کیا تو عبدالملک کا دوسرا گورنر آپہنچے گا لہٰذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے عمال کو ماوراءالنہر سے نکال کر اس پر قبضہ حاصل کر لو" چنانچہ ان لوگوں نے ان کو نکال دیا۔ طرخون اور ترک اپنے اپنے ملک کو لوٹ آئے اور اہل عرب کی حکومت کو ترمذ میں گونہ استقلال ہو گیا۔ کچھ مال و اسباب بھی جمع ہو گیا۔ حریث و ثابت ملکی و مالی انتظام کرتے تھے اور موسیٰ برائے نام اُن کا امیر تھا۔ اس وجہ سے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سُن کر حریث و ثابت کے قتل پر اس کو آمادہ کیا اس اثناء میں عجمیوں کا ایک گروہ جس میں ہیاطلہ و اہل تبت و تُرک تھے حملہ آور ہوا۔ موسیٰ اپنے ہمراہیوں کو لے کر ان کے مقابلے پر آیا، بادشاہ ترک دس ہزار فوج لئے ہوئے ایک ٹیلے پر صف آرا تھا حریث بن قطنہ نے اس پر حملہ کیا اور بادشاہ ترک کو ایک زبردست حملہ سے پسپا کر دیا اسی جنگ میں ایک تیر حریث کے چہرے پر آلگا زخم کاری پڑا تھا دو دن کے بعد حریث مر گیا۔ شام ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہو گئی۔

ثابت بن قطنہ کا فرار رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شب خون مارا ایک گروہ کثیر ترکوں کا کام آ گیا موسیٰ کے

سپاہی بہت کم مقتول ہوئے اور وہ مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے میدان جنگ سے شہر کو واپس ہوا۔ اس کے مشیروں نے کہا "حریث کا کام تو تمام ہو گیا اب تم ثابت کا بھی کام تمام کر دو"۔ موسیٰ نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچ گئی اس نے محمد بن عبداللہ خزاعی کو مخبری کی غرض سے موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اور یہ سمجھایا کہ "عربی میں گفتگو نہ کرنا کوئی دریافت کرے تو یہ کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں اور روزانہ جو خبریں ہوا کریں مجھ سے آ کر کہہ جایا کرنا"۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ عرصہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا ایک روز شب کے وقت دوران گفتگو موسیٰ کہنے لگا "تم لوگ بے حد اصرار کر رہے ہو اچھا یہ تو بتاؤ کہ اس کو یعنی ثابت کو کس وجہ سے اور کیوں قتل کیا چاہتے ہو حالانکہ اس سے کوئی بدعہدی اس وقت تک نہیں ہوئی"۔ کسی نے کچھ جواب نہیں دیا اس کا بھائی نوح بولا "جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پیشتر کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ہمراہ لئے کسی نشست گاہ میں چلے جائیں گے اور وہیں قتل کر ڈالیں گے"۔ موسیٰ نے جواب دیا "واللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے"۔ محمد بن عبداللہ یہ سب باتیں سن رہا تھا مجلس برخاست ہوتے ہی اس نے ثابت سے جا کر ہو بہو کہہ دیا۔ غرض ثابت اسی شب کو بیس سواروں کو لے کر نکل کھڑا ہوا صبح ہوئی تو ان لوگوں نے نہ ثابت کو پایا اور نہ اس لڑکے (یعنی محمد بن عبداللہ خزاعی) کو اس سے ان پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت بن قطنہ کا قتل

ثابت ترمذ سے نکل کر حشوا میں جا ٹھہرا اور عرب وعجم کا ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر پا کر ثابت سے جنگ کرنے چلا۔ ثابت نے قلعہ بندی کر لی لڑائی چھڑ گئی اس اثنا میں طرخون اس کی کمک پر آ گیا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اٹھا کر ترمذ لوٹ گیا اس کے بعد ثابت طرخون اہل بخارا، نسف اور کش نے متفق ہو کر اسی ہزار کی جمعیت سے ترمذ میں موسیٰ کا محاصرہ کیا۔ موسیٰ اور اس کے ہمراہی بے جگری سے لڑے لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا، یزید بن ہذیل نے قسم کھائی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈالوں گا یا خود ہی مر جاؤں گا۔ چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ثابت کے پاس آیا اور اس سے امن کا خواستگار ہوا۔ ثابت کے بعض دوستوں نے یزید بن ہذیل کی بدعہدی و بے وفائی سے ڈرایا جس کی وجہ سے اس نے یزید کے دونوں لڑکوں قدامہ وضحاک کو بطور رہن کے رکھ لیا مگر باایں ہمہ یزید بن ہذیل ثابت کی فکر میں لگا رہا۔ اتفاق یہ کہ زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا ثابت معمولی کپڑے پہنے ہوئے بلا ہتھیار اس کی ماتم پرسی کو جا رہا تھا یزید بن ہذیل نے پہنچ کر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پڑا

ثابت تو زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ و شماک پسران یزید کو قتل کر ڈالا اور ثابت نے زخم کھانے کے ساتویں روز وفات کی۔ اس کی جگہ ظہیر امارت کرنے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ ثابت کے مرنے کے بعد اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے چستی و چالاکی باقی نہ رہ گئی آپس میں کچھ نااتفاقی بھی ہو گئی موسیٰ نے تین سو آدمیوں کے ساتھ اُن پر شب خون مارا طرخون نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو قتل و غارت سے روک لو ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے چنانچہ موسیٰ اُس وقت لوٹ آیا اور طرخون اور کل عجمی کوچ کر گئے۔ پس جس وقت مفضل امیر خراسان ہوا تو اُس نے عثمان بن مسعود کو بسرافسری ایک لشکر موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ اور مدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کو لکھ بھیجا پس اُس نے پندرہ ہزار کی جمعیت سے نہر عبور کی۔ دوسری طرف سے زنبیل و طرخون بھی مفضل کے لکھنے کے مطابق عثمان کی کمک پر آ پہنچے۔ سب نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کا محاصرہ کر لیا دو مہینے تک نہایت سختی سے حصار کئے رہے۔ عثمان نے شب خون مارنے کے خوف سے اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی تھی۔ موسیٰ نے محاصرے سے تنگ ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا: ”ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ خروج کرو اور دفعتاً ترکوں پر جا پڑو۔ کل ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اُس کے ساتھ حملے کی غرض سے نکلے۔ خروج کے وقت نضر بن سلیمان (اپنے بھتیجے) کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو دیکھنا شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک بن مہلب کے حوالے کرنا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا قتل موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک تہائی آدمیوں کو عثمان کے مقابلے پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑیں تم پیش دستی نہ کرنا اور بقیہ آدمیوں کو لے کر طرخون اور اُس کے رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اُس کے ہمراہیوں نے ایسا پر زور اور قوی حملہ کیا کہ طرخون کو سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ ترک وصغد یورش کر کے قلعہ اور موسیٰ کے مابین آ کر حائل ہو گئے۔ شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اُس کے مولیٰ (آزاد غلام) نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھا لیا جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا اور لوگ اُس پر حملہ کر رہے تھے اُسی وقت عثمان نے اُس کو پہچان لیا تھا اور اس پر حملہ کا قصد کیا تھا۔ لیکن اُس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا

ایک گروہ کثیر اس معرکے میں کام آیا۔ جس نے موسیٰ کی مردانہ زندگی کا خاتمہ کیا وہ واصل عنبری تھا۔ عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے رُکنے اور لوگوں کے قید کر لینے کی منادی کی۔ نضر بن سلیمان نے ترمذ کو مدرک بن مہلب کے سپرد کر دیا اور مدرک نے عثمان کے حوالے کر دیا۔ مفضل نے فتح و قتلِ موسیٰ کی بشارت حجاج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اس سے خوش نہ ہوا کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے جبکہ پندرہ برس ترمذ پر موسیٰ کو تصرف کرتے ہوئے گذر چکے تھے۔

ولید کی ولی عہدی

عبدالملک بن مروان ایک مدت سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنی ولیعہدی سے معزول کر کے ولید بن عبدالملک (اپنے لڑکے) کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ قبیصہ بن ذویب اس رائے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہا کرتا تھا "لعل الموت یاتیہ وتدفع العار عن نفسک" اتفاق سے ایک روز شب کے وقت عبدالملک کے پاس روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اس وقت اسی اودھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا۔ روح بن زنباع نے عرض کیا "اگر آپ ولید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہ کرے گا"۔ عبدالملک بولا "انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے"۔ باتوں باتوں میں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اس روز وہیں سو رہا۔ تقریباً رات کا نصف حصہ گذر گیا ہو گا کہ قبیصہ بن ذویب آ پہنچا۔ اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے۔ چونکہ اس کے پاس عبدالملک کی مہر اور انگوٹھی رہتی تھی اس وجہ سے اطلاع کے بغیر چلے آنے کی اس کو اجازت تھی۔ قبیصہ نے ان دونوں کو جگا کر عبدالعزیز[1] برادر عبدالملک کے مرنے کی خبر سنائی۔ روح بن زنباع فرطِ مسرت سے بول اٹھا "کفانا اللہ ما نرید"۔ عبدالملک نے اسی وقت مصر کو اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

عبدالعزیز بن مروان

بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداءً حجاج نے عبداللہ بن عبدالملک کو ولیعہدی ولید کی بیعت لینے کی بابت لکھا تھا اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آئندہ حکومت تمہارے بھتیجے کے سپرد کی جائے۔ عبدالعزیز نے جواباً تحریر کیا: میں بھی ابوبکر[2] کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو" (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں) عبدالملک نے جھلا کر مصر کا خراج طلب کیا۔ عبدالعزیز نے لکھا: "اے امیر المومنین ہم اور تم ایسے سن رسیدہ ہو گئے ہیں کہ ہمارے

[1] عبدالعزیز مصر کا والی تھا اور وہیں اس نے ماہ جمادی الاول ۸۵ھ میں انتقال کیا کامل ابن اثیر چہارم صفحہ ۲۰۹۔ [2] ابوبکر عبدالعزیز کا لڑکا تھا۔

خاندان میں کوئی شخص اس سن کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آئے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میری بقیہ عمر میں بگاڑ نہ پیدا کرو"۔ عبدالملک کا دل اس مضمون کے پڑھنے سے بھر آیا اور اُس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ولی عہدی کی بیعت عبدالملک بن مروان کو جب عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے لڑکوں ولید و سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ان دونوں کی بیعت لینے کا گشتی فرمان بھیج دیا۔ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھا اُس نے اہل مدینہ سے ولید و سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا۔ سب نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا۔ ہشام نے اس کو گرفتار کرا کے دُرّوں سے پٹوایا۔ اور تشہیر کرا کے قید کر دیا۔ عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اُس نے ہشام کو ملامتانہ خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا "سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق ہے اور نہ مخالفت ہے۔ اس سے پیشتر ابن مسیب (یعنی سعید) نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے عامل مدینہ تھا ساٹھ دُرّے لگوائے تھے ابن زبیر نے جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

عبدالملک کی وفات بعض کا بیان ہے کہ ولید و سلیمان (پسران عبدالملک) کی بیعت ولیعہدی ۸۴ھ میں لی گئی تھی لیکن اوّل روایت صحیح تر ہے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبدالملک کے پاس مصر سے آیا تھا روانگی کے وقت عبدالملک نے نصیحتاً کہا "کشادہ پیشانی سے رہو خلیق و نرم دل رہو، چلتا ہوا کام کرو یہ تم کو فائز المرام کرے گا اور حاجب کو دیکھ بھال کر مقرر کرنا مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمھارے بہترین خاندان سے ہو کیونکہ وہ تمھارا منہ اور تمھاری زبان ہے کوئی شخص تمھارے دروازے پہ نہ آئے گا مگر یہ کہ وہ تم کو اُس کا پتہ بتلائے گا تاکہ تم اس کو اجازت دو یا لوٹا دو۔ اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہم نشینوں سے ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمھاری محبت اُن کے دلوں میں جانشین ہو اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو مشورے سے آسان کرو کیونکہ اس سے مغلق اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور

لہ یہ واقعہ اوائل شوال ۸۵ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء لاہور صفحہ ۱۵۲۔

جان رکھو کہ نصف عقل تم کو دی گئی ہے اور نصف تمھارے بھائی کو اور کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اُس کی سزا دہی میں تاخیر کرنا کیونکہ سزا دہی پر وقف کے بعد بھی قدرت حاصل ہوتی ہے لیکن تم سزا دہی کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہو سکو گے۔"

عبدالملک کی وصیت

بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبدالملک[۱] بن مروان نصف شوال ۸۶ھ میں مرگیا۔ وفات کے وقت اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی۔ "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے اور نہایت مضبوط پناہ کا مقام ہے۔ تمھیں چاہیے کہ تمھارے بڑے چھوٹوں پر رحم والطاف سے پیش آئیں اور تمھارے چھوٹے بڑوں کی حق شناسی کریں، مسلمانوں کی رائے سے ہمیشہ موافقت کرنا کیونکہ یہ وہی دانت ہیں جس سے تم توڑتے ہو اور یہ وہی جبڑے ہیں جس سے تم چباتے ہو، حجاج کی عزت کرنا کیونکہ اُسی نے تمھارے لئے منابر مقابر کو روندا اور شہروں کو پامال کیا ہے اور تمھارے دشمنوں کو ذلیل وخوار کیا ہے تم گو بنی ام بررہ ہو جاؤ تاکہ تم کو بچھو ڈنک نہ مار سکے اور لڑائی میں احرار ہونا کیونکہ لڑائی موت کو قریب نہیں کرتی۔ اور نیکی کے پہاڑ ہو جانا کیونکہ نیکی کا اجر نیکی کا خزانہ نیکی کا ذکر باقی رہ جاتا ہے اور اپنے احسانات کو عقلمندوں پر پھیلانا کیونکہ وہ اُس کے مستحق ہیں اور اس کے شکر گذار ہوتے ہیں جو ان کی طرف محسن سے پہنچتا ہے اور مجرموں سے جرم نہ کرنے کا عہد و پیمان لینا پس اگر وہ اس پر استقامت کریں تو کچھ تعرض نہ کرنا اور اگر پھر جرم کریں تو انتقام لینا۔"

---

[۱] عبدالملک کی عمر وفات کے وقت ساٹھ برس کی تھی۔ بعد شہادت عبداللہ بن زبیر تیرہ برس تین مہینے تئیس دن تک حکومت کی۔ رمضان ۸۶ھ میں کہتا تھا کہ مجھے اس مہینے میں موت کا اندیشہ ہے رہاؤ رمضان ہی میں پیدا ہوا رمضان ہی میں میرا دودھ چھڑایا گیا رمضان ہی میں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ رمضان ہی میں میں نے قرآن جمع کیا۔ رمضان گذر گیا تو اس کو ایک گونہ موت سے اطمینان ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ نصف شوال میں اُس کو موت آگئی۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۱۴۔

باب ۵

ولید بن عبدالملک ۸۶ھ تا ۹۶ھ

بیعت خلافت عبدالملک کے دفن کئے جانے کے بعد ولید نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ المستعان علی مصیبتنا بموت امیر المومنین والحمد للہ علی ما انعم من الخلافۃ۔ سب سے پہلے جس نے اپنی آپ تعزیت وتہنیت کی وہ ولید بن عبدالملک ہے اُس کے بعد عبداللہ بن ہمام سامولی نے کھڑے ہو کر کہا۔

اللہ اعطاک التی ما فوقھا	اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مرتبہ دیا ہے جس سے کوئی چیز بڑھ کر نہیں ہے۔
وقد اراد الملحدون عوقھا عنک ویابی اللہ الا سوقھا الیک حتی قلدوک طوقھا	حالانکہ بے دین اس کے سدِ راہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تم تک پہنچا ہی دیا۔ یہاں تک کہ ان ہی لوگوں نے اس کو تمہارے گلے منڈھ دیا۔

پھر بیعت کی۔ بعد ازاں اور لوگوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ ولید نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و ثنا کے یہ خطبہ دیا:۔

ایھا الناس لا مقدم لما اخرہ اللہ ولا موخر لما قدمہ اللہ وقد کان من قضاء اللہ وسابق علمہ وما کتب علی انبیائہ	اے لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے موخر کر دیا اُس کا کوئی مقدم نہیں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کر دیا اس کا کوئی موخر نہیں ہے۔ اور بے شک موت اللہ

وحملة عرشه الموت. وقد صار الى منازل الابرار وولى هذه الامة بالذى يحق لله عليه فى الشدة على المذنب واللين لاهل الحق والفضل واقامة ما اقام الله من منازل الاسلام واعلامه من حج البيت وغزو الثغور وشن الغارات على اعداء الله فلم يكن عاجزاً ولا مفرطاً. ايها الناس عليكم بالطاعة ولزوم الجماعة فان الشيطان مع المنفرد ايها الناس من ابدى لنا ذات نفسه ضربنا الذى فيه عيناه ومن سكت مات بدائه.

کے حکم اور اس کے سابق علم میں تھی اور اس کو اس نے اپنے انبیا اور حاملین عرش کے لئے لکھ دیا ہے۔ عبدالملک ابرار کے مرتبہ پر پہنچ گیا اور اس نے اس امت کا ولی ایسے شخص کو کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق یہ ہے کہ وہ مجرموں پر سختی اور اہل حق و فضل پر نرمی کرے اور جو منازل اسلام اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیئے ہیں ان کو قائم رکھے اور حج خانۂ کعبہ اور سرحدوں پر جہاد اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر حملے کرتے رہنے سے ان کو ظاہر کرے پس وہ اس میں نہ عاجز ہے اور نہ مفرط ہے۔ اے لوگو تم پر خلیفہ وقت کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے کیونکہ منفرد کے ساتھ شیطان ہے۔ اے لوگو! جو ہم سے سرکشی و خود رائی کرے گا اس کا ہم سر توڑ دیں گے اور جو سکوت اختیار کرے گا وہ اپنے مرض میں آپ مر جائے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی فتوحات

۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ بن مسلم امیر ہو کر وارد خراسان ہوا لشکریوں کا جائزہ لیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے بہ قصد جہاد نکل کھڑا ہوا۔ مرو میں صیغۂ جنگ پر ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو محکمہ مال پر عثمان بن سعدی کو مامور کر گیا۔ طالقان میں پہنچا تو دہقانان بلخ ملنے کو آئے اور اس کے ساتھ ہو لئے۔ نہر عبور کیا تو بادشاہ صغانیان تحائف و نذرانے لے کر حاضر ہوئے چونکہ ملوک آخرون و سومان جو کہ اس کے قرب و جوار میں رہتے اور بادشاہ صغانیان کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اس وجہ سے اس نے بہ کمال رضا و رغبت اپنے ملک کو قتیبہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے آخرون و سومان (بلاد طخارستان) کا قصد کیا۔ ملوک آخرون و سومان نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی چنانچہ قتیبہ عساکر اسلامیہ پر

[1] اس کو شیخ عطار نے امراء دولت امویہ کا شریر لکھا ہے جیسا کہ حجاج کو فرعون دولت امویہ تحریر کیا ہے حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔

اپنی جگہ اپنے بھائی صالح کو نائب بنا کے مرو کی طرف واپس آیا۔ اور صالح بن مسلم نے قتیبہ کی واپسی کے بعد کاشان اور شت (مضافات فرغانہ) اور اخسکیت (فرغانہ کا قدیم شہر) بزور تیغ فتح کر لیا ان معرکوں میں اس کے ساتھ نصر بن یسار بھی شریک تھا اور نہایت بے جگری سے لڑتا تھا۔

عبداللہ بن مسلم اور برمکی خاتون

بعض کہتے ہیں کہ قتیبہ ۸۵ھ میں امیر خراسان ہو کر آیا تھا اور جہاد کے جوش میں بلخ تک فتح کرتا ہوا بڑھ گیا تھا لڑائی میں منجملہ ان عورتوں کے جو قید ہو کر آئی تھیں برمک[1] کی عورت تھی جو آتش کدہ نوبہار[2] کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم برادر قتیبہ کے حصے میں آئی۔ اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم سے حمل رہ گیا چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی قتیبہ نے لونڈیوں کے واپس کر دینے کا حکم دیا (عبداللہ بھی بموجب اس حکم کے اس کے واپس کرنے پر آمادہ ہوئے) اس وقت عورت نے کہا "مجھے تیرا حمل رہ گیا ہے" لیکن مطابق صلح نامہ کے یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی۔

---

[1] برمک لفظ فارسی ہے جو اصل میں برمغ تھا مغ کے معنی "آتش پرست" کے ہیں اور بر کے معنی ثمر و پھل کے ہیں لغۃً اور اصطلاحاً بمعنی اولاد کے ہے اور اہل فارس آتش کدہ کے متولی کو مغ کہا کرتے تھے۔ اور مغ کے سرداروں کو موبد پس جب بر کو مغ کی طرف مضاف کیا تو اس کے معنی ہوتے مغ کے بیٹے یا مغ کے چیلے یا مغ کے لڑکے لیکن چونکہ مغ وہ شخص بنایا جاتا تھا جو تارک الدنیا ہوتا تھا تو اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغ بچے یا مغ زادے کا مفہوم ہی نہ تھا تو اس کے لئے لفظ برمغ کیسے موضوع ہو جاتا یہ ہے کہ مغ قبل مغ ہونے کے شادی کرتے تھے آل و اولاد ہوتی تھی لیکن جب وہ مغ بنائے جاتے تھے تو تعلقات دنیا ترک کر دیتے تھے پس ان کی اولاد جو مغ ہونے کے پیشتر ہوتی تھی اسی کو برمغ کہا کرتے تھے جس کو عرب نے اپنی زبان کے سانچے میں ڈھال کر برمک کر دیا۔ ان کی عزت و توقیر کی جاتی تھی ان کی بڑی بڑی جاگیریں تھیں آتش کدوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے وہ سب ان کو ملتے تھے [2] علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب معادن الجواہر صفحہ ۶ جلد ۵ حاشیہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر، میں تحریر کرتا ہے والبیت الرابع ھوالنوبھار الذی بناہ منوشہر بمدینہ بلخ من خراسان علی اسم القمر (چوتھا مشہور آتش کدہ نوبہار ہے جس کو منوچہر بادشاہ فارس نے شہر بلخ کے صوبہ خراسان میں ماہتاب کے نام پر تعمیر کیا تھا، علاوہ اس کے اور مورخین نے بھی بہ لحاظ عظمت و شہرت کے نوبہار کا چوتھا نمبر قرار دیا ہے اس کی عمارت نہایت مستحکم اور عالی شان بنی ہوئی تھی۔ ملوک و امراء فارس بڑے بڑے چڑھاوے اس پر چڑھاتے تھے برمک اسی آتش کدے کا متولی تھا۔

دگر یہ شرط قرار پائی کہ بعد وضع حمل جو پیدا ہو عبداللہ بن مسلم کو دے دیا جائے۔ چنانچہ بعد انقضائے مدت حمل لڑکا پیدا ہوا اور خالد نام رکھا گیا) بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے لڑکوں نے جس زمانے میں مہدی سریر آرائے خلافت ہوا تھا خالد کو بلوایا اور مہدی کے دربار میں پیش کیا تھا۔ اس پر ان کے بعض اعزہ و اقارب نے کہا کہ اگر اس کو اپنے باپ کی نسل سے تسلیم کرتے ہو اور نسباً اس کو اپنے میں ملاتے ہو تو اُس کا عقد بھی کر دو۔ عبداللہ بن مسلم کے لڑکے یہ سُن کر اپنے دعاوی سے دست کش ہو گئے۔

والیٔ باذغیس کی اطاعت

بادشاہ شومان سے مصالحت کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک طرخان والی باذغیس کو مسلمان قیدیوں کے رہا کر دینے کو لکھ بھیجا اور اس کے خلاف کرنے پر سخت دھمکی دی۔ والی باذغیس نے ڈر کر مسلمان قیدیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا پھر قتیبہ نے والی باذغیس کو دعوت دی۔ والی باذغیس نے آنے سے انکار کیا۔ اس پر قتیبہ[1] نے جھلا کر کہا "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میرے پاس نہ آؤ گے تو میں تم پر جہاد کروں گا اور جہاں پر پاؤں گا تم کو گرفتار کر لوں گا اس میں خواہ فتح یاب ہوں یا اسی جستجو میں مر جاؤں۔" والی باذغیس یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھا سلیم سے جو یہ خط لے کر گیا تھا قتیبہ سے ملنے کی بابت مشورہ کیا سلیم نے جواب دیا "قتیبہ بہت بڑا باسطوت شخص ہے اس کے ساتھ نرمی کی جائے گی تو وہ نرم ہو جائے گا اور اگر سختی کی جائے گی تو وہ سخت مزاج ہو جائے گا۔ تم اس خط عتاب آمیز سے خائف نہ ہو تمہارے ساتھ وہ سختی کا برتاؤ نہ کرے گا۔ اس کے بعد والیٔ باذغیس نے حاضر ہو کر اس شرط پر کہ "قتیبہ باذغیس میں نہ داخل ہو" مصالحت کر لی۔

بیکن داد کا تاراج

والی باذغیس سے مصالحت کر کے قتیبہ نے بیکن داد (بیکند) بلاد بخارا پر براہ نہر ششہ میں حملہ کیا۔ اہل بیکن داد نے اہل صغد اور ان کے گرد و نواح کے ترکوں سے امداد طلب کی۔ اہل صغد ایک جم غفیر لے کر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے راستہ گھیر لیا دو مہینے تک قتیبہ اور مسلمانوں سے خط و کتابت بند رہی بالآخر قتیبہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور قتل و غارت و قید کرتا ہوا منہزم کرنے کی غرض سے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ محصورین نے ڈر کر صلح کی درخواست پیش کی قتیبہ نے منظور کر لی اور

---

[1] کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۰۱۔

عامل مقرر کرکے واپس ہوا تھوڑا ہی راستہ (تقریباً پانچ فرسخ) طے کیا ہوگا اہل شہر نے بدعہدی سے قتیبہ کے عامل کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کرڈالا۔ قتیبہ یہ خبر پاکر آگ بگولا ہوکر لوٹا۔ شہرپناہ کو منہدم کرکے زمین دوز کردیا۔ جنگ آوروں کو چن چن کر قتل کرڈالا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ آلات حرب ظروف طلائی ونقرئی بے حد وبے شمار ہاتھ آئے اس سے پیشتر اس قدر کبھی مال غنیمت نہ ملا تھا۔

ترکوں کی پسپائی: پھر ۸۸ھ میں نومکشت (نومشکت) ورامسہ (رامثنہ) پر فوج کشی کی اہل نومکشت ورامسہ نے جزیہ دے کر مصالحت کرلی۔ واپسی کے وقت ترک صغد اور اہل فرغانہ نے دو لاکھ کی جمعیت سے بسر افسری کو ربحا بور ہمشیرزادہ بادشاہ چین قتیبہ کے مقدمۃ الجیش پر جو عبدالرحمٰن بن مسلم کے کمان میں تھا دفعتہً حملہ کیا عبدالرحمٰن بن مسلم نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح ان کے سروں پر آپہنچا فوراً لڑائی کا انداز بدل گیا گو بندگا عساکر اسلامی سخت خطرناک حالت میں مبتلا ہوگئے تھے لیکن قتیبہ کے آتے ہی سب نے اللہ اکبر کہہ کر ایک پرجوش حملہ کیا جس سے ترک کے قدم استقامت اکھڑ گئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ قتیبہ بھی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (نہر ترمذ کے قریب عبور کرکے) مرو آپہنچا۔

حجاج نے ۸۹ھ میں وردان خذاہ بادشاہ بخارا پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قتیبہ نے نہر کو مقام زم پر عبور کیا۔ صغد اہل کش اور نسف سے مفاورہ پر مڈبھیڑ ہوگئی ایک خونریز لڑائی کے بعد قتیبہ نے ان کو شکست دے کر بخارا کا رخ کیا (در زرقانہ سفلی) دائیں بائیں جانب مورچہ قائم کیا متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو مرو کو واپس آیا۔

تعمیر مسجد نبوی: ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو امارت مدینہ منورہ سے (آٹھویں ربیع الاول ۸۷ھ میں) اس کی امارت کے چوتھے برس معزول کیا تھا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا تھا پس اس نے مدینہ منورہ میں وارد ہوکر مروان کے مکان میں قیام کیا۔ فقہا مدینہ منورہ سے دس[1] فقیہوں کو

[1] جن دس فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کو عمر بن عبدالعزیز نے ارباب شوریٰ (یا ممبر پارلیمنٹ) مقرر کیا تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں عروہ بن زبیر، ابوبکر بن سلیمان بن خثیمہ، عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عبید اللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، خارجہ بن زید۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۱۳۔

بلاکر جس میں فقہا سبعہ مشہورہ (سات فقیہہ) بھی تھے ارباب شوریٰ مقرر کیا۔ بغیر اُن کے مشورے کے کوئی اپنی رائے سے نہ کرتا تھا۔ اور ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ اہل غرض کی حاجتیں، مظلوموں کی فریادیں اور عمال کے ظلم و جور کی شکایتیں عمر بن عبدالعزیز کے گوش حق نیوش تک پہنچایا کرتے تھے اہل مدینہ منورہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور ہر کس و ناکس اُس کے حق میں دعائیں دینے لگا۔

پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے لکھا کہ "امہات المومنین کے حجروں کو اور نیز ان مکانات کو جو قرب میں ہیں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دو تاکہ دو سو ذراع کا مربع ہو جائے اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو از روئے انصاف جو اس کی قیمت تجویز کی جاتی ہے دے کر منہدم کرا دو تم کو اس معاملے میں عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کرنی چاہیے" عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ مناسب قیمتیں لے کے اپنے اپنے مکانات دے دیئے۔ ولید نے اسی زمانے میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی کے تعمیر کرنے کا ہے۔ پس اُس نے ایک لاکھ مثقال سونا اور ایک سو نامور کاریگر اور چالیس اونٹ فسیفسا[1] روانہ کیا۔ ولید بن عبدالملک نے یہ سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا۔ مکانات و امہات المومنین کے حجرے منہدم کرا کے تعمیر شروع کر دی۔ ان کاریگروں کے علاوہ شام کے بھی مشہور مشہور صناع شریک تعمیر تھے ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ پر خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کیا۔

دیبل کی فتح

حجاج نے سرحد سندھ پر اپنے چچا زاد بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو بسرافسری چھ ہزار جنگ آوروں کے مامور کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے روز قیام کر کے فیروز پور کا رخ کیا۔ اہل فیروز پور ہر سر مقابلہ آئے۔ لڑائی ہوئی محمد بن قاسم نے بزور تیغ فتح کر کے ارمائیل کے دروازے پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی ارمائیل نے ہر چند کوشش کی

[1] فُسَیْفِسَا، فُسَیْفِسَا: اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ چھوٹے چھوٹے رنگین ٹکڑے پتھر وغیرہ کے جو ایک دوسرے سے وصل کر دیئے جاتے ہیں جس سے مکانات کے دیواروں کے اندرونی حصے بنائے جاتے ہیں اور منتہی عطار کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے رنگین پتھر ہوتے ہیں۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۶۰۔

لیکن ایک بھی پیش نہ گئی۔ محمد بن قاسم نے قبضہ حاصل کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی (اور جمعہ کے دن پہنچ کر محاصرہ کر لیا) شہر دیبل کے وسط میں ایک بہت بڑا رفیع الشان بت خانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل منارہ تھا اور منارے پر ایک نیزہ گڑا ہوا تھا جس میں سرخ حریر کا پھریرا اُڑ رہا تھا جو تمام شہر پر اپنا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر سنگ باری شروع کر دی اتفاق سے پہلے ہی نیزہ ٹوٹ کر گرا جس سے اہل دیبل کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ شہر سے نکل کر صف آرا ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے ان کو شکست دی۔ اہل دیبل بھاگ کر شہر میں آ رہے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا بالآخر بزور تیغ کھولا گیا۔ محمد بن قاسم نے دیکھتے ہی دیکھتے چار ہزار لشکر شہر میں اُتار دیا (تین[1] روز تک لڑائی ہوتی رہی والی دیبل شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا)

راجہ داہر کا خاتمہ

کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے نیرون کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ اہل نیرون نے پہلے سے بذریعہ خط و کتابت حجاج سے مصالحت کر لی تھی اس وجہ سے وہ رسد و غلہ لئے ہوئے محمد بن قاسم سے ملنے کو آ رہے تھے اثنا راہ میں ملاقات ہوئی۔ نہایت احترام و عزت سے اپنے شہر میں لے گئے۔ دعوت کی۔ بعد ازاں محمد بن قاسم نے ملک سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا جو آسانی سے فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ مہران پر پہنچے بادشاہ سندھ (داہر بن صصہ) لوگوں کو جمع کر کے پھر مقابلے پر آیا۔ عساکر اسلامیہ نے نہر پر پُل باندھا اور نہایت اطمینان و استقلال سے عبور کر کے داہر کی فوج پر جا پڑے۔ داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اُس کے اِرد گرد سیکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ جن کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک خفیف سی جنبش ہو جاتی تھی اور جس طرف وہ رُخ کرتے تھے صف کی صف درہم و برہم ہو جاتی تھی۔ اسلامی قدر اندازوں نے تیر باری شروع کر دی سوارانِ فیل تیر اجل کے نشانہ ہو ہو کر گرنے لگے اور ہاتھیوں کا جھنڈ بھاگ کھڑا ہوا۔ داہر مجبوراً پیادہ پا لڑتا ہوا عساکر اسلامیہ کی طرف بڑھا۔ ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بقیہ کفار میدان جنگ سے گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔

---

[1] تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۲۲۵۔

ملتان پر قبضہ

مسلمانوں نے اُن کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اور بڑے بڑے سورما پہلوانوں، جنگ آوروں کو پامال کر ڈالا۔ داہر کی بیوی بھاگ کر شہر رار میں جا چھپی اور پھر جب مسلمانوں نے رار کا قصد کیا تو اُس نے بخوف گرفتاری اپنے آپ کو مع اپنی خواصوں کے جلا کر خاک کر ڈالا عساکر اسلامیہ نے پہنچ کر رار پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکر کفار کے شکست خوردہ گروہ نے شہر بدہمنا باد قدیم میں جا کر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ منصورہ میں اُن دنوں ایک گنجان باغ کیلے کا تھا عساکر اسلامیہ نے اُس کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا جس کو پایا قتل کر ڈالا، شہر کو ویران کر دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے سندھ کے بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساسل کو جس سے اہل ملقا و (ملتان) سیراب ہوتے تھے کاٹ کر دوسری طرف بہا دیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی اور عساکر اسلامیہ نے نہایت مردانگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاوروں و محافظین بت کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی قتل کر ڈالا۔ بت خانے میں ایک کمرہ جو طولاً دس ذراع اور عرضاً آٹھ ذراع تھا سونے سے بھرا ہوا پایا۔

ملتان کا بُت خانہ بھی بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے ہر سال میں ایک مرتبہ لوگ اُس کی زیارت کو آتے سر اور داڑھی منڈواتے تھے ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ ایوب نبی علیہ السلام ہیں۔ ملتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا تمام علاقہ محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آ گیا۔ مال غنیمت سے جو خمس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا تھا وہ ایک کروڑ بیس لاکھ تھا اور فوج کشی میں جو صرف ہوا تھا اُس کا نصف تھا۔

بخارا پر فوج کشی

اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوج کشی کی تھی۔ اور بے نیل مرام واپس آیا تھا ۹۰ھ میں حجاج نے ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے پر ملامت کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ مع نیزک طرخان والی باذغیس کے بخارا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ بخارا (وردان خذاہ) اپنے گرد و نواح کے سلاطین صغد و ترک سے امداد کا خواستگار ہوا جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کے بچانے کو آ گئے تو یہ مسلمانوں کے مقابلے پر آیا۔ لڑائی چھڑی عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر ازد تھا اتفاق سے اُس کو شکست ہوئی اور ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکر گاہ سے بھی آگے بڑھ گیا لیکن پھر بھی سنبھل کر حملہ کی غرض سے لوٹے اس حملے میں اسلامی میمنہ و میسرہ نے اُن کا

ساتھ دیا ترک مجبور ہو کر اپنے مورچے کی طرف لوٹے۔

خاقان کی پسپائی

بعدازاں بنو تمیم نے ایسی بے جگری سے حملہ کیا کہ اُن میں اور ترکوں میں امتیاز باقی نہ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد گرد بیٹھی تو معلوم ہوا کہ بنو تمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے عساکر اسلامی اور ترکوں کے مابین ایک نہر حائل تھی جس کے عبور کرنے پر سوائے بنو تمیم کے اور کسی نے جرأت نہ کی پس جب بنو تمیم نے ترکوں کو ان کے مورچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگوں نے بھی نہر عبور کر کے ترکوں پر نہایت تیزی سے خوں ریزی کا بازار گرم کر دیا خاقان اور اُس کا لڑکا زخمی ہوا ہزاروں ترک میدان جنگ میں کام آئے۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور قتیبہ نے بشارت فتح حجاج کو لکھ بھیجی۔

نیزک کی اطاعت و سرکشی

شکست کے بعد طرخون والی صغد مع دو سواروں کے اسلامی کیمپ کے قریب آیا اور درخواست صلح اس شرط پر پیش کی کہ زرجزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ بعدازاں مع نیزک کے واپس ہوا نیزک کو چونکہ اُس کی کثرت فتوحات سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اثنا راہ سے جس وقت کہ وہ آمد میں پہنچ چکا تھا اجازت حاصل کر کے طخارستان کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کرنے لگا۔ اس کے بعد ہی مغیرہ بن عبداللہ حسب حکم قتیبہ اس کو گرفتار اور قید کر لانے کو روانہ ہوا ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ نیزک طخارستان پہنچ کر باغی ہو گیا اصبہند بادشاہ بلخ و باذاں بادشاہ مرو رود و بادشاہ طالقان فاریاب و جوزجان کو قتیبہ سے لڑنے کو طلب کیا چنانچہ ان لوگوں نے قتیبہ سے جنگ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا اور بادشاہ کابل کو بھی خط و کتابت اور مال و اسباب بھیج کر اپنا ہمدرد بنا لیا اور بوقت ضرورت و اضطرار مدد دینے کا اقرار لے لیا۔

فتح طالقان

نیزک جیغو نہ والی طخارستان کے پاس مقیم ہوا اور بہ حکمت عملی اس کو گرفتار کر کے قتیبہ کے گورنر کو شہر سے نکال دیا قتیبہ کو یہ خبر موسم سرما سے پہلے پہنچی جب کہ اسلامی فوجیں متفرق ہو کر اپنے اپنے شہروں کو چلی گئی تھیں مگر پھر بھی اُس کے پُر جوش دل کو اس خبر کے سننے کے بعد چین نہ آیا اُس نے اسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا اور کسی سے اپنے

خیال کو ظاہر کئے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ جب موسم سرما تمام ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کر دینا میں بھی تمہارے قریب رہوں گا۔ چنانچہ بعد موسم سرما کے ختم ہوتے ہی قتیبہ نے اسلامی فوجیں شیابو وغیرہ روانہ کیں جنھوں نے طالقان پر پہنچ کر بہت بڑی خوں ریزی کے بعد بزور تیغ فتح کرلیا اور تسلط کے بعد بلوائیوں اور نہریوں کو گرفتار کر کے چار فرسنگ تک ایک سلسلہ میں سُولی دے دی اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو والی مقرر کر کے فاریاب کا رُخ کیا۔ بادشاہ فاریاب یہ خبر پاکر مطیع ہو کر حاضر خدمت ہوا قتیبہ نے بہ عزت و احترام اُس سے ملاقات کی اور اُس کو بحال رکھ کے جورجان کی طرف بڑھا۔ اہل جورجان نے اطاعت قبول کرلی اور وہاں کا بادشاہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ قتیبہ نے عامر بن مالک حمانی کو اپنا نائب بنا کے بلخ پر حملہ کیا اہل بلخ نے بھی مطیع و فرماں بردار ہو کر ملاقات کی۔

نیزک کا قتل قتیبہ کا بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم نیزک کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا، نیزک پہاڑیوں سے اُتر کر بغلان آگیا۔ اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی ایک تنگ و تاریک گھاٹی میں چھپا دیا جس کا راستہ اسلامی لشکر میں کسی کو معلوم نہ تھا اور باقی اپنا مال و اسباب گھاٹی کی دوسری طرف جو قلعہ تھا اُس میں رکھ دیا ایک مدت تک قتیبہ اس گھاٹی پر ٹھہرا ہوا اُترتا رہا کوئی رہبر نہ ملتا تھا جو اس راستہ کا خضر ہو جاتا یہاں تک کہ ایک عجمی مرد نے قلعہ کا راستہ بتلا دیا، جہاں سے اسلامی لشکر سرنگ کھود کر قلعہ میں گھس گیا اکثر قلعہ والے مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے۔ اُس کے بعد عساکر اسلامیہ نے سمنجان پر چڑھائی کی بعد ازاں نیزک کی طرف بڑھے اس عرصے میں عبدالرحمٰن بن مسلم بھی آ پہنچا نیزک وادی فرغانہ کی طرف بھاگ گیا اور اپنا مال و اسباب بادشاہ کابل کے پاس بھیج دیا۔ قتیبہ نے یہ خبر پاکر نیزک کا تعاقب کیا نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے کُرز میں قلعہ بندی کرلی کرز کا راستہ ایک ہی تھا اور وہ بھی بے حد دشوار گزار جس کو گھوڑے و خچر بھی بہ دقت تمام طے کر سکتے تھے۔ قتیبہ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ نیزک کے پاس جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اُس کے لشکری چیچک میں مبتلا ہو گئے۔

موسم سرما بھی قریب آگیا قتیبہ نے اپنے ایک خاص مصاحب کو جس پر نیزک کو بھی اعتماد تھا بلا کر کہا تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو بلا امان جس حیلہ سے ممکن ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور اگر اس میں تم کو کامیابی نہ ہو

تو امن دے دینا غرض جس صورت سے ہو اُس کو اپنے ہمراہ لاؤ ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا" یہ شخص قتیبہ سے رخصت ہو کر نیزک کے پاس گیا، نیزک کو قتیبہ سے ملنے کی رائے دی اور یہ ظاہر کیا کہ اُس کا قصد کلبہ حملہ کرنے کا ہے اور اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا ہے کہ جس طرح ممکن ہو کرز پر قبضہ کر لو، نیزک نے گھبرا کر کہا" مجھے قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے"۔ اس شخص نے جواب دیا" تم کو اُس کے پاس چلنا ہی چاہیے اور اُس سے بغیر ملے ہوئے تمہاری گلو خلاصی نہ ہوگی" نیزک نے اُس پر کچھ توجہ نہ کی اور وہ شخص برابر اُس کو سمجھاتا جاتا تھا اور نیزک قتیبہ اور اُس کے ہمراہیوں سے ملنے میں گریز کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ اُس شخص نے مجبور ہو کر کہہ دیا" میں تم کو امان دیتا ہوں" نیزک کے مشیروں نے جو کہ اُس شخص کو سچا باور کرتے تھے اُس کے کہنے پر عمل کرنے کی رائے دیدی چنانچہ نیزک مع جیغونہ بادشاہ طخارستان کے جس کو اُس نے قید کر لیا تھا اُس شخص کے ساتھ ہو لیا یہ لوگ جس وقت گھاٹی سے نکل کر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی سواروں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا جن کو قتیبہ نے پہلے سے چھپا رکھا تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی چالیس روز کے بعد نیزک کے قتل کا حکم پہنچا۔ قتیبہ نے اُس کو اور اُس کے ساتھ صول طرخان نائب جیغونہ و برادرزادہ نیزک کے قتل کا حکم دے دیا علاوہ اُن کے اُسی ۸۰ نر سات سو آدمیوں کو اُس کے ہمراہیوں میں سے صلیب دیدی۔ نیزک کا سر اتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور جیغونہ کو رہا کر دیا۔

والئ جورجان کی اطاعت اس واقعہ کے بعد قتیبہ مرو میں واپس آیا۔ بادشاہ جورجان نے امان کی درخواست کی قتیبہ نے بشرط حاضری منظور کر لی۔ جانبین سے چند لوگ بطور ضمانت ایک دوسرے کے سپرد کر دیئے گئے اور بادشاہ جورجان بے خوف و خطر حاضر ہوا پھر رخصت ہو کر اپنے ملک کو واپس ہوا اثنائے راہ میں مقام طالقان پر پہنچ کر ۹۱ھ میں مر گیا۔

شومان کا محاصرہ چونکہ والئ شومان نے قتیبہ کے عامل کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور اُس کے قاصد کو جو مقررہ خراج وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر ڈالا تھا اس وجہ سے قتیبہ نے بادشاہ جورجان سے مصالحت کرنے کے بعد شومان پر فوج کشی کی اور شومان کے قریب پہنچ کر اپنے بھائی صالح کو والئ شومان کے پاس بھیجا صالح اور والئ شومان میں بہت بڑی دوستی تھی صالح نے اُس کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ

انکار کے سوا لفظ اقرار اپنے زبان پر نہ لایا قتیبہ نے صلح سے ناامید ہو کر شومان کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دے دیا۔

فتح شومان کی گہرائی والی شومان نے یہ سمجھ کر کہ میں اس قلعے کو حریف کے حملہ سے نہ بچا سکوں گا۔ قلعہ میں جو مال واسباب وجواہرات تھے سب کو جمع کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا جس کی گہرائی لامعلوم تھی بعدازاں قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیبہ کی طرف چلا عساکر اسلامی نے چاروں طرف سے گھیر کر چند لمحوں میں اس کو قتل کر ڈالا اور قتیبہ نے قلعے میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا جس قدر جنگ آور ہاتھ آئے مار ڈالے گئے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ پھر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو طرخون بادشاہ صغد کے پاس خراج لینے کو روانہ کیا اُس نے وہ مقررہ خراج جس پر اُس سے مصالحت ہوئی تھی ادا کر دیا۔ اُس کے بعد قتیبہ کش و نسف کی طرف بڑھا اہل کش و نسف نے صلح کر لی۔ بہ وقت مراجعت قتیبہ اور اُس کے بھائی سے بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس آئے۔

اہل صغد نے عبدالرحمٰن کی واپسی کے بعد اپنے بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا۔ اور بجائے اُس کے غورک کو تخت نشین کیا اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

خوارزم شاہ قتیبہ ۹۲ھ میں سجستان کی طرف بہ قصد رتبیل روانہ ہوا رتبیل نے فوراً مصالحت کر لی قتیبہ اس مہم سے واپس ہوا۔ بادشاہ خوارزم پر اُس کا بھائی خرزاد جو اس سے چھوٹا تھا اس قدر غالب ہو چکا تھا کہ بادشاہ خوارزم شاہ شطرنج کی طرح نام کا بادشاہ رہ گیا تھا خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا رعیت کے مال و عزت پر دست درازی کرتا اور اُن کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا بادشاہ خوارزم چونکہ اس کی مدافعت نہ کر سکتا تھا اُس نے قتیبہ کو اپنے ملک کے حالات لکھ بھیجے اور یہ لکھا "اگر تم میں قوت ہو تو میرے ملک پر آ کر میرے بھائی اور مخالفین سے لڑ کر قبضہ لے لو" قتیبہ نے اُس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس راز سے اپنے ملک کے کسی فرد کو مطلع نہ کیا۔

قتیبہ اور خوارزم شاہ کی مصالحت ۹۳ھ میں قتیبہ نے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کرنے کے لئے صغد (مرو سے) خروج کیا اہل خوارزم نے نہ تو جنگ کی تیاری کی

اور نہ مورچے قایم کئے اور نہ دُھس دو مدمے باندھے قتیبہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ہزار سب میں پڑاؤ کیا اُس وقت بادشاہ خوارزم کے مشیروں اور ارکان سلطنت کی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے بادشاہ خوارزم کو قتیبہ سے جنگ کرنے کو کہا بادشاہ خوارزم نے جواب دیا" ہم میں اُس سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کچھ دے کر ہم مصالحت کرلیں جیسا کہ اور والیان ملک نے کیا ہے" ارکین دولت نے اُس سے اتفاق کیا۔ بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں آیا جو ایک نہر کے کنارے آباد اور اُس کے مضبوط بلاد سے تھا اور نہر کے دوسرے کنارے پر قتیبہ اپنا لشکر لئے ہوئے پڑا تھا۔ باہم بذریعہ خط وکتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دس ہزار غلام اور اُسی قدر قیمتی قیمتی کپڑے و اسباب پر مصالحت ہوگئی اور اس صلح نامہ میں ایک شرط یہ اور بھی تھی کہ ہم خام جرد میں بادشاہ خوارزم عساکر اسلامیہ کو کمک دے گا بعض کا بیان یہ ہے کہ ایک کروڑ غلاموں پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

خام جرد کا قتل

بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد جو قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کی جانب روانہ کیا جو بادشاہ خوارزم کا جانی دشمن تھا خام جرد نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اثنار جنگ میں خام جرد عبدالرحمٰن کے ہاتھ مارا گیا۔ عبدالرحمٰن اُس کے ملک پر قابض ہوگیا اور اُس کے چار ہزار سپاہیوں کو قید کرکے قتل کرڈالا قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اُس کے بھائی اور اُس کے مخالفین کو گرفتار کرکے دیدیا بادشاہ خوارزم نے ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اُن کے مال و اسباب کو جمع کرکے قتیبہ کے حوالے کردیا۔

صغد پر فوج کشی

اُس کے بعد مجشر بن مخازم سلمی نے صغد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ کہا "اگر صغد پر تمھارا قصد حملہ کرنے کا ہے تو یہ موقع بہت مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تمھارے اور ان کے درمیان میں بہت بڑی مسافت ہے" قتیبہ نے یہ رائے پسند کی اور اخفائے راز کرنے کو کہا۔ دوسرے دن اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بسر افسری نامور اور تجربہ کار سواروں اور تیر اندازوں کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مال اسباب کو مرو کی جانب بھیجا۔

سمرقند کا محاصرہ

عبدالرحمٰن کی روانگی کے بعد قتیبہ نے اپنے لشکریوں کو جمع کرکے خطبہ دیا اور صغد کی زرخیزی اور سرسبزی کا ذکر کرکے اللہ کے دشمنوں سے اُس کے چھین لینے کی ترغیب دی سب کے سب لبیک پکار اُٹھے قتیبہ نے سامان سفر درست کرکے کوچ کردیا اور عبدالرحمٰن کے پہنچنے کے تیسرے روز پہنچ کر سمرقند پر محاصرہ کردیا۔ اہل شہر نے حصار سے گھبرا کر بادشاہ شاش خاقان اور

اخشاد فرغانہ سے امداد طلب کی۔ اُن لوگوں نے نامور اور مشہور شہزادوں مرزبانوں اور شہسواروں کو منتخب کر کے بسرافسری پسر خاقان، عساکر اسلامیہ پر شب خون مارنے کو روانہ کیا قتیبہ کو اُس کی اطلاع ہو گئی اُس نے بھی اپنے لشکر سے چھ سو سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صالح کو امیر مقرر کر کے اُس طوفان بے تمیزی کی روک تھام پر مامور کیا شب کے وقت مڈبھیڑ ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ چار گھنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی بالآخر سخت خون ریزی کے بعد خاقان کا لڑکا مارا گیا اُس کے ہمراہیوں میں سے جو اس واقعہ سے جاں بر ہو سکے وہ بہت قلیل تھے مال و اسباب جو کچھ تھا مسلمانوں نے لوٹ لیا طلوع آفتاب کے قریب اپنے لشکرگاہ میں واپس آئے۔

قلعہ پر قبضہ قتیبہ کی قلعہ شکن منجنیقیں جو قلعہ کے محاذات میں نصب کی گئی تھیں سنگ باری کرنے لگیں میدان کارزار اسلامی جنگ آوروں سے بھرا ہوا تھا قلعہ کی دیواروں پر دھڑا دھڑ پتھر پڑ رہے تھے اور اہل قلعہ عساکر اسلامیہ پر تیروں کا مینہ برسا رہے تھے مگر اُن کو اُس کی کچھ بھی پروا نہ تھی سینہ سپر قلعہ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سنگ باری کے صدمے سے قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا شگاف ہو گیا جس پر کمال تیزی سے مسلمانوں نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اُس وقت اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی۔ بائیس لاکھ مثقال سالانہ پر مصالحت ہو گئی۔

مسجد کی تعمیر سال رواں میں علاوہ اُس کے تیس ہزار غلام دینے کی شرط اور اضافہ کی گئی اور یہ بھی اقرار لے لیا گیا کہ شہر لشکریوں سے قتیبہ کے لئے خالی کر دیا جائے تاکہ یکسوئی کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔ پس جب حسب شرائط شہر خالی کر دیا گیا تو قتیبہ مع اپنے لشکریوں کے شہر میں وارد ہوا۔ مسجد بنائی، نماز ادا کی، بعض کا بیان ہے کہ اہل قلعہ سے یہ بھی اقرار لے لیا گیا تھا کہ بُت اور آتش کدوں کے اسباب بھی مسلمانوں کو دیتے جائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے پچاسی ہزار مثقال زیورات طلائی اور اسباب کو لے لیا اور بتوں کو جلا ڈالا۔ بشارت فتح کے ساتھ ایک عورت بھی جو یزدجرد کی نسل سے تھی حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا جس سے یزید بن مہلب پیدا ہوا۔

اہل خوارزم کی سرکشی ان واقعات کے بعد فورک کے کہنے سے قتیبہ نے سمرقند سے مرو کی جانب مراجعت کی، ایاس بن عبداللہ کو جنگ۔ پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ مسلم کے غلام آزاد

کو صیغہ مال پر مامور کر گیا۔ اہل خوارزم نے ایاس سے سرکشی شروع کی۔ اور اُس کی مخالفت پر مجمع کرنے لگے قتیبہ کو اُس کی خبر لگی تو اس نے عبداللہ بن مسلم کو سند گورنری دے کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایاس وحبان نبطی کو سو سو دُرّے پٹوانا اور اُن کے سروں کو منڈوا دینا۔ پس جب عبداللہ مع مغیرہ بن عبداللہ کے خوارزم کے قریب پہنچا اور اُن کو اُس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُن کا بادشاہ بخوف جان بلاد ترک کی طرف بھاگ گیا مغیرہ ایک معمولی جنگ کے بعد شہر میں داخل ہوا جو لوگ لڑے اُن کو قید کر لیا اور باقی جو رہے انھوں نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ قتیبہ نے اپنی واپسی کے بعد مغیرہ کو نیشاپور کا والی مقرر کیا۔

شاش کی فتح

۹۴ھ میں قتیبہ نے ماوراءالنہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا وکش ونسف وخوارزم سے امدادی فوجیں طلب کیں بیس ہزار لشکر فوراً آ کے جمع ہو گیا۔ قتیبہ نے ان سب کو شاش پر بھیج دیا اور خود خجندہ پہ جا اُترا۔ لشکر کفار بار بار حملہ کر کے آتے اور متعدد لڑائیاں ہوئیں، لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا مع لشکر جو شاش کی طرف گیا ہوا تھا اُس نے بھی شاش کو بزور تیغ فتح کر لیا اور قتیبہ کے پاس لوٹ آیا اُس وقت کشان شہر فرغانہ میں اُترا ہوا تھا اُس کے بعد مرو واپس آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق سے قتیبہ کے پاس بھیجا تھا اور شاش پر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ اُس حکم کے مطابق قتیبہ شاش کی طرف گیا اور جب اُس کو حجاج کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آیا۔

یزید بن مہلب

۸۵ھ میں حجاج نے یزید اور اُس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزول کر دیا تھا۔ یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے۔ اس کے بعد حجاج تک یہ خبر پہنچی کہ اکراد نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ حجاج اُن کی گوشمالی کی غرض سے بصرے کے قریب لشکر مرتب کرنے لگا اور بنو مہلب کو قید خانے سے نکال کر لشکر گاہ کے قریب ایک خیمے میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا۔ پھر ان لوگوں سے ساٹھ لاکھ زر جرمانہ طلب کیا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ایذائیں اور تکالیف دینے کا حکم دیا۔ یزید کی بہن ہند بنت مہلب زوجہ حجاج اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رو پڑی حجاج نے طلاق دے دی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کی تکلیف دہی سے رُک گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور زر جرمانہ کا تقاضہ کرتا رہا۔

بنو مہلب کا فرار

بنو مہلب نے موقع پاکر اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصرے میں تھا خفیہ طور سے کہلا بھیجا کہ ہمارے لئے فلاں وقت فلاں روز گھوڑے تیار رکھنا چنانچہ ایک روز شب کے وقت یزید بن مہلب نے محافظین قید خانے کے لئے اچھے اچھے کھانے پکوائے اور عمدہ نفیس شراب منگوائی جب محافظین جیل کھانے پینے میں مصروف ہوئے اور شراب پی پی کے بدمست ہو گئے تو یزید و مفضل و عبدالملک قید خانے سے بہ تبدیل لباس نکل کھڑے ہوئے۔ حبیب بن مہلب بصرے کی جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کاٹتا رہا۔

بنو مہلب کی شام کو روانگی

صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ مبادا بنو مہلب خراسان پر قبضہ نہ کرلیں ایک سریع السیر قاصد کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنو مہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا وہ لوگ بڑے فتنہ پرداز اور فسادی ہیں۔ یزید مع اپنے بھائیوں کے قید خانے سے نکل کر کشتی پر سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لئے مہیا کی گئی تھی جس وقت بطائح کے قریب پہنچا مروان کے بھیجے ہوئے گھوڑے ملے سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر بہ ہمراہی ایک رہبر جو بنو کلب سے تھا براہ سماوہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کے پاس دوڑا دیا۔

بنو مہلب اور سلیمان بن عبدالملک

بنو مہلب مسافت طے کرنے کے بعد فلسطین پہنچے۔ وہب بن عبدالرحمٰن ازدی کے مکان پر اترے سلیمان بن عبدالملک کی نظروں میں وہیب کی بہت بڑی عزت تھی اس نے سلیمان کے پاس جا کر بنو مہلب کی مظلومیت اور حجاج کے ظلم اور جور کو بیان کیا اور یہ کہا وہ لوگ حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر تمہارے ظلِ عاطفت میں پناہ گزیں ہونے کو آئے ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک نے نہایت تشفی آمیز الفاظ میں جواب دیا "تم ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ میں نے ان کو پناہ دی" حجاج کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ولید کو لکھ بھیجا کہ بنو مہلب نے اللہ تعالیٰ کے مال میں خیانت کی ہے اور میری حراست سے بھاگ کر سلیمان سے جا ملے ہیں۔ ولید کے دل میں جو کچھ رنج و غبار بنو مہلب کی طرف سے تھا وہ جاتا رہا کیونکہ وہ بھی حجاج کی طرح بنو مہلب سے خراسان کے

معاملے میں دُور رہا تھا اب غصہ اس کو صرف مال کی خیانت کرنے کا رہ گیا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائی ولید بن عبد الملک کو اس مضمون کا خط لکھا "یزید میرے پاس موجود ہے اور میں نے اُس کو امان دی ہے۔ چونکہ حجاج نے اُس پر ساٹھ لاکھ جرمانہ کیا ہے لہٰذا نصف میں دوں گا اور نصف تم ادا کردو"۔ ولید نے جواباً تحریر کیا "جب تک اُس کو تم میرے پاس نہ بھیج دو گے میں اُس کو امان نہ دوں گا"۔ سلیمان نے لکھا۔ "میں خود اُس کو لے کر حاضر ہوں گا"۔ ولید نے جواب میں لکھا "اب میں اُس کو امان نہ دوں گا" اس پر یزید نے سلیمان سے کہا "اب تم مجھے ولید کے پاس بھیج دو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم دونوں بھائیوں میں نا اتفاقی پیدا ہو البتہ تم ایک خط اس مضمون کا لکھ کر میرے ساتھ کر دو کہ جہاں تک ممکن ہو امیر المومنین اُس کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کریں"۔

بنو مہلب کو امان

سلیمان نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے لڑکے ایوب کو یزید کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ ولید نے لکھا تھا کہ یزید کو مقید روانہ کرنا اس وجہ سے سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم بھی یزید کے ساتھ قیدیوں کی طرح پا بہ زنجیر ولید کے روبرو جانا ولید اپنے بھتیجے کو یزید کے ساتھ پا بہ زنجیر دیکھ کر بولا۔ "ہمارے کان تک سلیمان کی یہ باتیں پہنچی ہیں"۔ ایوب نے اپنے باپ کا خط نکال کر ولید کو دیا جس میں یزید کی سفارش اور مال کی ضمانت تھی ولید اس کو غور سے پڑھنے لگا

اور ایوب اپنے باپ کی طرف سے یزید کی سفارش کر رہا تھا۔ اور یزید بھی معذرت کرتا جاتا تھا۔ بالآخر ولید نے یزید کا قصور معاف کر کے امان دیدی اور حجاج کو بنو مہلب سے تعرض نہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ حبیب و ابی عیینہ جو اُس کی نگرانی میں تھا رہا کر دیا گیا اور یزید سلیمان کے پاس واپس آیا۔ اکثر تحائف و ہدایائے اُس کے پاس بھیجتا تھا اور دعوتیں بھی کرتا تھا۔

عمر بن عبد العزیز کی معزولی

۹۳ھ میں عمر بن عبد العزیز نے حجاج کے ظلم و جور و بدکرداری کی شکایت ولید کو لکھی حجاج کو اُس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے بھی ایک عرضداشت بھیج دی جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اکثر فتنہ پرداز، شورہ پشت، منافق عراق سے جلاوطن ہو کر مدینہ منورہ، مکہ

معظمہ میں جا کر مقیم ہوئے ہیں عمر بن عبدالعزیز اُن کے گرفتار کرنے سے مانع ہیں اس امر سے حکومت و سلطنت میں ایک قسم کا ضعف پیدا ہوگا مناسب ہے کہ یہ حجاز سے معزول کر دیئے جائیں" چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ معظمہ اور عثمان بن حیان کو مدینہ منورہ پر مامور کیا۔ خالد نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر کل اہل عراق کو بجبر نکال باہر کیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے یا اُن کو کرایہ پر مکان دیتے تھے تکلما نہ ڈرایا دھمکایا۔

سعید بن جُبیر کی گرفتاری

عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ حکومت میں اکثر اہل عراق، حجاج کے ظلم و جور سے تنگ آ کر مکہ معظمہ میں چلے آتے تھے اور وہ یہاں پہنچ کر اس کے شر سے بچ جاتے تھے از انجملہ سعید بن جبیر بھی تھے جو حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے ان کو حجاج نے اُس فوج کے وظائف و رسد دینے پر مامور کیا تھا جس کو بسر افسری عبدالرحمٰن بن اشعث جنگ رتبیل پر بھیجا تھا پس جب عبدالرحمٰن نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھی تو سعید بھی اس کے ہم آہنگ ہو گئے۔ عبدالرحمٰن شکست اٹھا کر رتبیل کے ملک میں بھاگ گیا اور سعید اصفہان چلے آئے حجاج نے گورنر اصفہان کو اُن کے گرفتار کرنے کو لکھا گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو در پردہ حجاج کے حکم سے آگاہ کر دیا۔ سعید اصفہان سے آذر بائیجان چلے آئے ایک مدت تک ٹھہرے رہے پھر یہاں سے گھبرا کر مکہ آ گئے مکہ معظمہ میں اُن کے جیسے بہت سے آدمی حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے جن کا نام و نشان حجاج کے آدمیوں کو کوئی نہ بتلاتا تھا۔ خالد وارد مکہ معظمہ ہو تو ولید کا یہ حکم صادر ہوا کہ اہل عراق کے فراریوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دو۔ اُس نے سعید بن جبیر مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کیا طلق نے تو اثناء راہ میں داعی اجل کو لبیک کہا باقی رہے سعید و مجاہد، وہ کوفہ پہنچے حجاج کے روبرو پیش کیے گئے۔

سعید بن جُبیر کی شہادت

حجاج نے سعید کو گالیاں دیں سخت و سست کہہ کے بولا" میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں مکان میں ہے" کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا پھر بولا" اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر ابھارا؟ جواب دیا "میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے" حجاج یہ سن کر خوش ہو گیا تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا اتفاقاً سعید کی زبان سے اثناء کلام میں یہ نکل آیا کہ میری گردن میں

اُس کی (عبدالرحمٰن) بیعت تھی۔ حجاج کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوگیا غضبناک ہوکر بولا۔ کیا میں نے تجھ سے مکے میں ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک کی بیعت نہیں لی تھی؟ اور پھر اُس کی تجدید میں نے کوفے میں نہیں کی تھی؛ غرض میں نے تجھ سے دوبارہ بیعت لی"۔ سعید نے اقراری جواب دیا حجاج نے کہا تو نے امیرالمومنین کی دو بیعتیں توڑیں اور رزیل ابن رزیل (عبدالرحمٰن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا واللہ میں تجھے مار ڈالوں گا" سعید بولے بے شک اب میں سعید ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم بامسمّٰی ہوں) حجاج نے لپک کر گردن اُڑادی اور جوش مسرت سے تین بار تہلیل کی پہلی مرتبہ نہایت فصاحت سے اور دوبار جلد جلد۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل مخبوط ہوگیا تھا باربار قیودنا قیودنا کہتا تھا لوگوں نے یہ سمجھ کے کہ اُس کا مقصود سعید بن جبیر کی قیود ہے سعید بن جبیر کا پاؤں پکڑ کر نصف ساق سے کاٹ ڈالا اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تھا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا کہ اُس کا وہ دامن پکڑ کر کہتا ہے یاعدو اللہ فیما قتلتنی (اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے) اور حجاج خوف زدہ ہوکر جاگ اُٹھتا تھا اور کہتا تھا۔ مالی ولسعید بن جبیر

حجاج کی وفات

ماہ شوال ۹۵ھ میں گورنری عراق کے بیسویں برس حجاج کا پیام اجل آپہنچا پس بوقت وفات اپنے لڑکے عبداللہ بن حجاج کو اپنا قائم مقام اور یزید بن ابی کبشہ کو افواج کوفہ و بصرے پر اور یزید بن ابی مسلم کو صیغہ مال پر مامور کیا۔ اُس کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے اس تقرری کو اور نیز کل عمال حجاج کو بحال وبرقرار رکھا اور قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا۔

قد عرف امیرالمومنین بلاءک وجهدك وجهادك اعداء المسلمین وامیرالمومنین رافعك وصانع بك الذی تحب۔ فاتمم مغازیك وانتظر ثواب ربك ولا تغب عن امیرالمومنین كتبك حتی كانی انظر الی بلادك والثغر الذی انت فیه۔	بے شک امیرالمومنین اعداء المسلمین کے خلاف تمہاری جد وجہد سے واقف ہیں۔ امیرالمومنین۔ تمہارے اعزاز اور مرتبہ کو بلند کرنے والے ہیں جس کی تمھیں تمنا ہے اپنے مغازی کو تمام کرو اور اجر باری تعالیٰ کے منتظر رہو تم اپنی تحریرات اور مکاتیب کو امیرالمومنین سے مت چھپاؤ حتیٰ کہ میں تمھارے مستقر اور شہر کو دیکھ نہ لوں۔

محمد بن قاسم کی معزولی

جن دنوں محمد بن قاسم ملتان میں آیا اُسی زمانے میں وہیں حجاج کے مرنے کی خبر پہنچی۔ رور و بغرور کی طرف جس کو یہ فتح کر چکا تھا لوٹا پھر یہاں سے لشکر مرتب کر کے بسرافسری حبیب سلماس[1] پر چڑھائی کی۔ اہل سلماس نے اور اُس کے ساتھ ہی اہل شرست نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ اُس کے بعد محمد نے کیرج[2] پر فوج کشی کی دو ہر مقابلے پر آیا۔ لڑائی ہوئی محمد نے اُس کو شکست دے کے قتل کر ڈالا۔ اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا اور کچھ لوگوں کو قید کر لیا۔ اس زمانے سے محمد بن قاسم ہی سندھ کا گورنر رہا۔ یہاں تک کہ سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اُس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مامور کیا۔

محمد بن قاسم کی اسیری

یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا۔ صالح بن عبدالرحمٰن نے واسط کے قید خانے میں ڈال دیا اور حجاج کے اعزہ و اقارب کے ساتھ اس کو بھی تکلیفیں دینے لگا۔ اس وجہ سے کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارزم کی تحریر سے قتل کر ڈالا تھا۔ اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ میں آنے کے اٹھارھویں روز مر گیا تو سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سند گورنری سندھ مرحمت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سندھ اپنے اپنے ممالک پر پھر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور حبشہ داہر برہمنا باد[3] واپس آیا تھا حبیب نے کنارہ مہران پر قیام کیا۔ اہل رور نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور جو لوگ لڑے اُن کو حبیب نے پامال کیا اس اثناء میں سلیمان بن عبدالملک مر گیا اور عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے، عمر بن عبدالعزیز نے ملوک سندھ کو خط لکھا اسلام کی دعوت دی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر اُن کا ملک اور اُن کی جائداد دینے اور عفو تقصیر اور مسلمانوں

[1] کامل ابن اثیر میں بجائے سلماس سلیمان لکھا ہوا ہے۔ جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے یہ نام میں نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔

[3] کامل ابن اثیر صفحہ ۳۰۸ جلد چہارم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔ اصل کتاب میں خالی جگہ ہے مترجم [4] کامل ابن اثیر مصر جلد چہارم صفحہ ۳۰۸۔

جیسا مساویانہ برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اس تحریر کے مطابق حبشہ بن داہر اور کل ملوک سندھ مسلمان ہو گئے اور اپنے غیر اسلامی نام تبدیل کر کے اسلامی عربی نام رکھے۔

جنید بن عبدالرحمٰن

اس سرحد پر عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے عمر بن مسلم باہلی مامور تھا اُس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں جنید بن عبدالرحمٰن سندھ کا گورنر ہوا۔ دریائے مہران پر پہنچا تو حبشہ بن داہر نے عبور کرنے سے روکا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے ایک مرد صالح نے اس بلاد پر حکمران بنایا ہے۔ میں تم سے مطمئن نہیں ہوں لہٰذا تم مجھے ضمانت دو۔" جنید نے ضمانت نہ دی حبشہ باغی ہو گیا۔ لڑائی چھڑ گئی حبشہ نے ہرچند روک تھام کی۔ لیکن جنید نے لڑ بھڑ کر اپنی فوج خشکی پر اُتار دی اور اُس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ صصہ بن داہر نے جنید کی بدعہدی کی شکایت کرنے کو دارالخلافت کا قصد کیا۔ جنید نے اُس کو نرمی و ملاطفت سے بلایا جب وہ آ گیا تو اُس کو بھی قتل کر ڈالا۔

کیرج اور کباش پر فوج کشی

ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کے آخری حصے) پر عہد شکنی کی وجہ سے فوج کشی کی اور کباش[1] کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا جس قدر سپاہی ملے سب کو قتل کر ڈالا عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد عمال کو مرشد، مندل و ہنج اور بیرو ہنج کی طرف روانہ کیا اور ایک لشکر ارین پر شب خون مارنے کو بھیجا جس نے ارین کے شہروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ ان لڑائیوں میں جو مال غنیمت جنید کو حاصل ہوا اُس کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے۔

جنید کی وفات

چونکہ جنید روزانہ لڑائیوں سے تھک گیا تھا آرام کرنے کی غرض سے اُس نے تمیم بن زید قینی کو عارضی طور پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ دیبل کے قریب تھوڑے دنوں

---

[1] کباش زمانہ قدیم میں ایک آلہ لکڑی اور لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اور اس کو بحکمت کلی آہستہ آہستہ چلاتے تھے جس سے بڑی بڑی مضبوط دیواریں منہدم ہو جاتی تھیں اور اب یہ آلہ منجنیق کی طرح معدوم ہو گیا۔

بعد مر گیا تمیم نہایت سست و کاہل تھا اُس کے زمانے میں امراء اسلام عساکر اسلامیہ بلاد ہند کو چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ اُس کے بعد حکم بن عوام کلبی ان ممالک کا گورنر ہوا۔

المنصورہ کی تعمیر

ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ اہل قصہ کے علاوہ سب باغی ہو گئے تھے حکم نے ایک شہر بنام نہاد محفوظ آباد کیا جو فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے چھاؤنی کا کام دیتا تھا۔ عمر بن محمد قاسم فاتح سندھ بھی اُس کے ہمراہ تھا بڑے بڑے ذمہ داری کے کام اُس کے سپرد تھے۔ محفوظہ سے اُس نے کئی مرتبہ جہاد کیا اور مظفر و منصور ہو کر واپس آیا۔ رفتہ رفتہ اُس کی حکومت کا سکہ والیان ملک کے دلوں پر بیٹھ گیا اُس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام المنصورہ رکھا یہ وہی المنصورہ ہے جو امراء سندھ کا دار الحکومت رہا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں دشمنان دین کے قبضہ سے سندھ کے تمام علاقے پھر چھین لئے اور اپنے عدل و انصاف سے اہل ملک کو خوش کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حکم مار ڈالا گیا اور دولت امویہ انتظام مملکت ہند سے مجبور و معذور ہو گئی۔ بقیہ حالات سندھ کے مامون الرشید کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

فتح کاشغر

۹۶ھ میں قتیبہ نے بہ قصد ملک چین لشکر آرائی کی اور لشکریوں کو مع اُن کے اہل و عیال کے لے کر نکلا اور سمرقند پہنچ کر ان لوگوں کے قیام کا انتظام کر کے فارغ البالی کے ساتھ چین پر دھاوا کیا۔ نہر عبور کر کے مسلحہ[1] کو گھاٹ پر ٹھہرایا کہ لشکریوں کو بلا اجازت واپس نہ آنے دے، فوج کے مقدمۃ الجیش کو کاشغر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس نے کاشغر کو بزور تیغ فتح کیا بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا قیدیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں کر دیں۔

قتیبہ اور شاہِ چین

قتیبہ فتح یابی اور جہاد کے جوش میں چین تک بڑھتا چلا گیا بادشاہ چین نے لکھ بھیجا "چند آدمیوں کو شرفاء عرب سے ہمارے پاس بھیج دو جو تمہارے حالات اور مذہب سے ہم کو آگاہ کریں" قتیبہ نے عرب کے دس مشہور آدمیوں کو جس میں ہبیرہ بن مشمرج کنانی بھی تھا نفیس پوشاکیں عمدہ عمدہ گھوڑوں پر مختلف ساز و سامان کے ساتھ بادشاہ چین کے پاس

[1] مسلحہ لشکر کے اُس حصہ کو کہتے ہیں جو کسی ضرورت کے لحاظ سے راستہ پر ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ بادشاہ چین سے کہہ دینا کہ اگر وہ مسلمان نہ ہوا تو قتیبہ جب تک اُس کے ملک کو پامال نہ کرے گا اور اُس سے خراج نہ لے گا ہرگز واپس نہ جائے گا۔ پہلے روز بادشاہ چین کے دربار میں یہ لوگ اس ہیئت سے گئے کہ عمدہ و قیمتی زنجیریں گلے میں پڑی ہوئی تھیں نفیس نفیس چادریں اوڑھے ہوئے تھے بالوں میں خوشبودار تیل پڑا ہوا تھا موزے پہنے عطر لگائے ہوئے تھے۔ بادشاہ چین ایک سکوت کے عالم میں بیٹھا ان لوگوں کو دیکھتا رہا اور حاضرین دربار بھی اُن سے ہم کلام نہ ہوئے واپسی کے بعد کہنے لگے "یہ لوگ مرد نہیں ہیں بلکہ عورتیں ہیں یہ کیا لڑیں گے" دوسرے روز پھر یہ لوگ گئے لیکن آج دوسرے لباس اور ہیئت میں تھے مخطط و رنگین چادریں اوڑھے ہوئے تھے سروں پر ریشمی عمامے تھے لمبی لمبی عبائیں زیب بدن تھیں" بادشاہ چین نے کچھ گفتگو نہ کی تھوڑی دیر بیٹھ کے واپس آئے۔ مراجعت کے بعد یہ رائے قائم ہوئی کہ آج اُن کی صورتیں مردوں سے ملتی ہیں۔ پھر تیسرے روز بدلے ہوئے لباس و صورت سے گئے سروں پر بجائے عمامہ کے خود تھا زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے کمر سے تلوار لگی ہوئی نیزے اٹھائے ہوئے ترکش اور کمانوں کو پشت پر لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر سوار گئے اور کھڑے ہی کھڑے واپس آئے۔ آج کا منظر ایسا تھا کہ بادشاہ چین کے دل میں ان کی ہیبت سما گئی درباری دیکھ کر سہم گئے۔

بادشاہ چین نے اُن کے سردار ہبیرہ بن شمرخ کو بلا کر مختلف لباس میں آنے کی وجہ دریافت کی ہبیرہ نے جواب دیا "پہلے روز ہم جس لباس میں آئے تھے وہ لباس گھروں میں پہننے کا ہے۔ دوسرا لباس وہ ہے جس کو ہم اپنے امراء کی خدمت میں جانے کے وقت زیب تن کرتے ہیں اور تیسرا وہ ہے جس کو ہم دشمنوں کے مقابلے میں پہن کر جاتے ہیں" بادشاہ چین یہ سن کر ہنس پڑا اور پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا "تم میرے ملک کی وسعت دیکھ لی ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ کو کوئی شخص تم سے نہیں روک سکتا اور مجھے تمہاری کمی کا حال معلوم ہے لہذا تم اپنے امیر سے جا کر کہہ دو کہ وہ یہاں سے الٹے پاؤں لوٹ جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کردوں گا جو تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔"

شاہ چین سے مصالحت

ہبیرہ نے ترش رو ہو کر کہا "ہم تم سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہمارے سواروں کا پہلا حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور اس کا آخری حصہ زیتون کے باغوں میں۔ باقی

رہی قتل کی دھمکی۔ اُس سے ہم کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور نہ اُس سے ہم ڈرتے ہیں۔ ہماری موت کا دن مقرر ہے جب وہ آ جائے گا تو اُس سے ہم تجاوز نہ ہوں گے اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو پامال نہ کرے گا اور تمہارے ملوک کی گردنوں پر مہریں نہ لگائے گا اور تم سے خراج نہ لے گا ہرگز واپس نہ ہوگا"۔ بادشاہ چین بولا "ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کر دیں گے۔ تھوڑی سی مٹی بھیجے دیتے ہیں اُس کو وہ پامال کر دیں اور ہمارے لڑکوں کی گردنوں پر مہریں لگا دیں اور ہم ایسا ہدیہ بھیجیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا"۔ ہبیرہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ بادشاہ چین نے ایک تھوڑی سی مٹی منگوا کے ساتھ کر دی اور تحائف و ہدیے دے کر رخصت کیا قتیبہ کے پاس پہنچے تو اُس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روندا۔ لڑکوں پر غلامی کا نشان بنا کر لوٹا دیا اور جزیہ (خراج) جو اُس نے بھیجا تھا قبول کر لیا

ولید بن عبدالملک کی وفات

اس کے اگلے دن اپنے ملک کو واپس ہوا۔ اور ہبیرہ کو وفد بنا کے ولید کی طرف روانہ کیا جب یہ فرات پر پہنچا تو ولید کے مرنے کی خبر ملی۔ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۹۶ھ کو دمشق میں، ولید[1] بن عبدالملک نے وفات پائی عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بہترین خلفاء بنی امیہ تھا اُس نے تین مسجدیں بنوائیں۔ مسجد مدینہ منورہ، مسجد قدس (بیت المقدس) اور مسجد[2] دمشق۔ مسجد دمشق کی جگہ پر کلیسا تھا جس کو ولید نے توڑ کر مسجد بنوائی تھی عمر بن عبدالعزیز سے اُس کی شکایت کی گئی تو یہ جواب دیا کہ "ہم تمہارا یہ کلیسا تم کو دے دیں گے البتہ کلیسا توما منہدم کرا دیں گے کیونکہ شہر کے باہر ہے اور بزور تیغ فتح کیا گیا ہے اور وہاں پر مسجد بنوائیں گے"۔ عیسائی یہ سن کر خاموش اور اپنے دعوے سے دست کش ہو گئے۔

---

[1] ابوالعباس اس کی کنیت تھی اڑتالیس برس کی عمر پائی نو برس آٹھ مہینے حکومت کی بوقت وفات چودہ اولادیں اُس کی موجود تھیں المعارف لابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳۔

[2] سنہ ۸۸ھ جامع دمشق کی بنا پڑی تھی تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۰۔

ولید کے زمانۂ خلافت میں اندلس[1]، کاشغر، ہند وغیرہ[2] مفتوح ہوئے نفیس مزاج متواضع اور ضیاع[3] کو پسند کرتا تھا سبزی فروش کی طرف گذر ہوتا تو اُس سے دریافت کرتا تھا "یہ ڈھیر ترکاریوں کا کس قیمت کا ہے" ؟ جو کچھ وہ بتلاتا اُس سے دوچند کرکے کہتا اُس کو اتنی قیمت پر فروخت کرتا قرآن شریف کی تلاوت تین دن میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا۔ اُس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کرنے کا اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کے بیعت لینے کا قصد کیا تھا لیکن سلیمان نے اس سے انکار کیا ولید نے اپنے گورنروں سے اسکی بابت خط وکتابت کی۔ کسی نے سوائے حجاج و قتیبہ اور بعض خاص خاص امراء کے قبول نہ کیا پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اُس نے آنے میں تاخیر کی تب خود ولید اُس کے پاس جانے پر تیار ہوگیا۔ وہ تیاری ہی کر رہا تھا کہ پیام اجل آپہنچا۔

---

[1] اندلس مع تمامہ ۹۲ھ میں مفتوح ہوا تھا طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام نے بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے چڑھائی کی تھی۔ اُس کے بادشاہ کا نام آدرینوق تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر۔

[2] علاوہ ان ملکوں کے اُسی کے عہد خلافت ۸۶ھ میں بیکند، بخارا، سردانیہ، مطمورہ، قمیقم، بحیرۂ فرسان اور ۸۸ھ میں ہرقلہ، طوانہ اور ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ، میورقہ اور ۹۱ھ میں نسف، دخشب، کش، شومان، مداین اور آذربائیجان کے چند قلعہ اور ۹۲ھ میں ملک اندلس و شہر رمائیل، قرتلوں اور ۹۳ھ میں دیبل، کیرج، برہم، باجہ، بیضاء، خوارزم، سمرقند، سغد اور ۹۴ھ میں کابل، فرغانہ، شاش، سندھ اور ۹۵ھ میں موقان، باب اور ۹۶ھ میں طوس مفتوح ہوا۔ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲۔

[3] ضیاع ایک خوشبو کا نام ہے۔

باب ۶

سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ تا ۹۹ھ

بیعت خلافت ولید بن عبدالملک کے مرنے کے بعد اُسی دن سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے مقام ایلہ میں بیعت کی تخت خلافت پر بیٹھتے ہی انتظام میں مصروف ہوا عثمان بن حیان کو آخری رمضان ۹۶ھ میں مدینہ منورہ سے معزول کر کے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مامور کیا۔ حجاج کے مقرر کئے ہوئے گورنروں کو ولایت عراق سے معزول کر کے یزید بن مہلب کو مصرین (کوفہ وبصرہ) کی حکومت بجائے یزید بن ابی مسلم کے مرحمت کی پس یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا والی بنا کر بھیج دیا۔

چونکہ سلیمان بن عبدالملک کو حجاج اور اس کے گورنروں سے ایک قسم کا ملال تھا اور اُس کے ظلم و جور کی شکایتیں اکثر پہنچا کرتی تھیں اس وجہ سے اُس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل ابی عقیل (یعنی حجاج کی قوم) کے ذلیل و خوار کرنے کا حکم دیا اور طرح طرح کی سزائیں ان کے لئے مقرر کیں۔ یزید نے اپنی طرف سے عبدالملک بن مہلب کو اس کام پر مامور کیا۔

قتیبہ کی مخالفت جوں ہی سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا قتیبہ کے ہوش و حواس جاتے رہے کیونکہ اُس نے سلیمان کے معزول کرنے میں ولید کی موافقت کی تھی۔ اُس نے اس خیال سے کہ مبادا سلیمان خراسان کی گورنری مجھ سے چھین کر یزید بن مہلب کو نہ دے دے لوگوں کو اس کی مخالفت اور خلع خلافت پر ابھارنے لگا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو

ایک خط[1] اس مضمون کا کہ اگر تم مجھے میں جس عہدے پر ہوں بحال نہ رکھو گے اور امان نہ دو گے تو میں بے شک تم کو خلافت سے معزول کر دوں گا اور اس قدر سوار اور پیادوں کو جمع کر دوں گا کہ تمہارا قافیہ تنگ ہو جائے گا" لکھ کر قاصد کی معرفت سلیمان کے پاس روانہ کیا سلیمان نے اس کو امان دی اور سند گورنری خراسان لکھ کر اپنے قاصد کے حوالے کر دیا اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنا ایک خاص قاصد ہمراہ کر دیا حلوان میں یہ دونوں قاصد پہنچے تو معلوم ہوا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی مخالفت پر کمر باندھ لی (اس وجہ سے سلیمان کا قاصد لوٹ آیا) قتیبہ نے قاصد روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولیت کی بابت اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا عبدالرحمن بن مسلم (اس کے بھائی) نے کہا "خط کے جواب کا تو انتظار کرو اور اگر خلع خلافت ہی مدنظر ہے تو سمرقند چل کر قیام کرو اور وہاں پر اس کام کو چھیڑو" عبداللہ بن مسلم (اس کے دوسرے بھائی) نے رائے دی کہ جہاں تک ممکن ہو اس کام کو عجلت کے ساتھ انجام دو قتیبہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لوگوں سے سلیمان اور اس کے عمال کی برائیاں بیان کر کے خلع خلافت کرنے کو کہا مگر کسی نے منظور نہ کیا۔ قتیبہ کو غصہ آ گیا ایک ایک قبیلہ کو

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ قتیبہ نے تین خط یکے بعد دیگرے سلیمان کو تحریر کیے تھے اور ہر سہ خطوط کو ایک ہی قاصد کی معرفت بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر سلیمان پہلا خط پڑھ کے یزید کو دیدے تو دوسرا خط دینا پس اگر اس کو بھی پڑھ کر یزید کو دے دے تو تیسرا خط دینا اور اگر پہلا ہی خط پڑھ کر خاموش ہو جائے اور خط کو یزید کے حوالے نہ کرے تو ان دونوں پچھلے خطوط کو نہ دینا۔ پہلے خط میں سلیمان کو تخت خلافت پر بیٹھنے کی مبارکباد دی تھی اور اپنے حسن خدمات و کارگزاریوں کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی اسی خط میں تحریر کیا تھا کہ اگر مجھے آپ میرے عہدے پر بحال رکھیں گے تو میں اسی طرح رہوں گا جیسا کہ عبدالملک و ولید کا فرماں بردار تھا۔ دوسرے خط میں اپنی عظمت و جلال و ہیبت اور ملوک عجم کے ڈرنے کا حال اور اہل مہلب کی برائیاں لکھی تھیں اور اس امر کو بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر تم یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کرو گے تو میں اس کو معزول کر دوں گا تیسرے خط میں لکھا تھا کہ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں تمہاری خلع خلافت کر دوں گا سلیمان نے پہلا اور دوسرا خط پڑھ پڑھ کر یزید کو دے دیا لیکن تیسرے خط کے پڑھتے ہی چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس کو سربمہر کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور رات کے وقت قاصد کو بلا کر جائزہ دیا اور سند گورنری خراسان لکھ کے اپنے خاص قاصد کے ساتھ روانہ کیا۔

گالیاں دے کر اُن کی بُرائیاں اور مذمتیں بیان کیں۔ اپنی اور اپنے باپ و قبیلہ وشہر کی تعریف کی۔ اس سے لوگوں کے تیور بدل گئے غصہ سے آنکھیں سُرخ ہوگئیں سب کے سب سلیمان کے خلع خلافت کی بجائے قتیبہ کے خلع امارت و مخالفت پر تُل گئے۔ قتیبہ کے دوست اور مشیر ملامت کرنے لگے قتیبہ نے جواب دیا "جب تم لوگوں نے میری بات منظور نہ کی تو مجھے غصہ آ گیا اور اُس غصے کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ کیا کہہ گیا"۔

قتیبہ اور حبان نبطی

سب سے پہلے ازد نے سرگوشیاں شروع کیں حصین بن منذر کے پاس گیا اور یک زبان ہو کر کہنے لگا "تمہاری کیا رائے ہے قتیبہ تو ہم کو فتنہ و فساد فی الدین کی طرف بلاتا ہے اور گالیاں دیتا ہے"۔ حصین نے اُن کی کارگزاریوں اور لڑائیوں کی تعریف کر کے کہا "خراسان میں مضر زیادہ ہیں اور اکثر تمیم بھی وہیں موجود ہیں اور یہ لوگ سوائے اپنے اور کسی کی سرداری پر راضی نہ ہوں گے اگر تم اُن کی مخالفت کرو گے تو یہ لوگ قتیبہ کے معاون و مددگار ہو جائیں گے اور میں اس کام کے لئے وکیع کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں" اور چونکہ قتیبہ نے وکیع کو معزول کر کے ضرار بن حصین ضبی کو بجائے اُس کے مامور کیا تھا اس وجہ سے وکیع قتیبہ سے کشیدہ خاطر تھا۔ حبان نبطی (مولیٰ بنی شیبان) نے بھی حصین بن منذر کی تائید کی۔ لوگ در پردہ ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور اس کی بابت سرگوشیاں کرنے لگے۔ حبان نبطی نے وکیع کو راضی کرنے کا بیڑہ اُٹھایا۔ قتیبہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے اپنے خادم کو یہ حکم دیا کہ جس وقت حبان میرے پاس آئے قتل کر ڈالنا۔ اتفاق سے دوسرے خادم نے اُس کو سُن لیا اور اُس نے حبان کو اُس سے آگاہ کر دیا۔ جب قتیبہ نے اُس کو بلایا تو بیماری کا بہانہ کر کے حاضر نہ ہوا۔

قتیبہ کے خلاف سازش

اس اثنا میں لوگ جمع ہو کر وکیع کے پاس گئے اور قتیبہ کی معزولیت اور مخالفت کرنے کی غرض سے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مبایعین میں اہل بصرہ و عالیہ کے جنگ آور نو ہزار۔ بکر کے سات ہزار۔ جن کا سردار حصین بن منذر تھا۔ تمیم کے دس ہزار۔ جن پر ابن زحر امیر تھا موالی (آزاد غلام) سات ہزار جو حبان نبطی کے ماتحت تھے بعض کہتے ہیں کہ یہ دیلم سے تھا اور نبطی لکنت کی وجہ سے کہتے تھے۔ اُس نے وکیع سے یہ شرط کر لی تھی کہ شرقی جانب نہر بلخ کا خراج جب تک میں زندہ رہوں مجھے معاف کر دیا جائے وکیع نے اس کو منظور کر لیا رفتہ رفتہ یہ خبر قتیبہ کے کان تک پہنچ گئی۔ ضرار بن سنان ضبی

نے بھی در پردہ ج ب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کی تو بھی قتیبہ تک یہ خبر پہنچائی گئی قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا وکیع نے بیماری کا حیلہ کیا قتیبہ نے صاحب شرط (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کے گرفتار کرلانے کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو سر اُتار لانا۔ وکیع یہ پیام سن کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور لوگوں میں منادی کرادی ہر چہار طرف سے لوگ جمع ہو کر آ پہنچے قتیبہ کے پاس بھی اُس کے گھر انے والے اور خواص واحباب و بنو اعمام آکر جمع ہو گئے منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پکارنے لگا سب کے سب اُلٹا پلٹا جواب دینے لگے پھر جب وہ کہتا "این بنو فلاں" تو وہ لوگ بول اٹھتے تھے: کیسے تم نے ذلیل کیا پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا: "اللہ کو یاد کرو رحمی تعلقات کا خیال کرو۔ بلوائیوں نے جواب دیا" تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا" پھر منادی نے ندادی "تم پر میرا عتاب ہے" بلوائی بولے "نہیں اللہ ہمارے لئے ہے"۔

قتیبہ کا قتل

قتیبہ نے ان لوگوں کی اعانت سے ناامید ہو کر سواری کے لئے اپنا گھوڑا طلب کیا بلوائیوں نے روک دیا مجبور ہو کر قتیبہ اپنے شہ نشین میں چلا آیا اس عرصے میں حیان نبطی عجمیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا عبداللہ برادر قتیبہ نے بلوائیوں پر حملہ کرنے کو کہا حیان نے حیلہ حوالہ کر دیا اور اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی اُلٹ دوں اور میں لشکر وکیع کی طرف مائل ہوں تو تم عجمی لشکر لے کر فوراً آجانا" پس جب حیان نے اپنی ٹوپی اُلٹ دی تو عجمی لشکر صف باندھ کر وکیع کے پاس جا پہنچا۔ صالح برادر قتیبہ کو تیر مارا زخمی ہو کر قتیبہ کے پاس اٹھا لے گئے۔ بعد ازاں بلوائیوں نے لڑ مچا دیا۔ شور وغل مچاتے ہوئے عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے جس جگہ قتیبہ کے اونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگادی اور لوٹتے ہوئے خیمہ تک جا پہنچے اور رسیاں کاٹ دیں خیمہ گر گیا قتیبہ کا بدن زخموں سے پاش پاش ہو گیا بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا بلوائیوں نے فوراً سر اتار لیا اس واقعہ میں اُس کے ساتھ اُس کے بھائی عبدالرحمٰن، عبداللہ، صالح حصین، عبدالکریم، مسلم اور اُس کے بہت سے لڑکے مارے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا۔ غرض وہ لوگ جو قتیبہ کے خاندان سے تھے اور اس واقعہ میں کام آئے۔ گیارہ مرد تھے عمر بن مسلم برادر قتیبہ اپنے ماموں بنو تمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیبہ کے قتل کے بعد وکیع منبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے کاموں کی تعریف میں اشعار پڑھے قتیبہ کی

مذمت بیان کی اور ہمراہیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں قتیبہ کا سر اور انگوٹھی ازد سے طلب کی اور نہ دینے پر دھمکایا پس۔ بنو ازد نے سر اور انگوٹھی کو پیش کر دیا۔ وکیع نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور حیان نبطی سے جو وعدہ و اقرار کیا تھا اُس کو پورا کیا۔

یزید بن مہلب کا امارت عراق پر تقرر

جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو صوبہ عراق کی گورنری مرحمت کی اور صیغہ جنگ و امامت و خراج پر بھی اُسی کو مامور کرنا چاہا تو اُس نے اس خیال سے کہ اگر میں خراج کے وصول کرنے میں لوگوں پر سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی بُرائیاں عالمگیر ہو جائیں گی اور اگر کوتاہی و نرمی کا برتاؤ کروں گا تو سلیمان کو ناگوار گذرے گا اس خدمت کی قبول کرنے سے معذرت کی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کی تحریک سے صالح بن عبدالرحمٰن (خادم تمیم) کو صیغہ مال (خراج) پر متعین کر کے یزید سے قبل روانہ کر دیا پس جب یزید وارد عراق ہوا تو صالح نے اسے تنگ کرنا شروع کیا اور تو کچھ بن نہ پڑا یزید کی فضول خرچی پر معترض ہوا اُس کے دسترخوان پر ہزار خوان آتے تھے اُن کی قیمت مجرا کرنے کو کہا، یزید اُس کی تنگ ظرفی سے تنگ ہی ہو رہا تھا کہ خراسان سے قتیبہ کے مارے جانے کی خبر آئی اور اُس کے دل میں خراسان کی گورنری کا شوق پیدا ہوا فوراً عبداللہ بن الاہتم کو سمجھا بجھا کر سلیمان کے پاس ایک قاصد کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ سلیمان پر میری تمنا ظاہر نہ ہونے پائے۔

یزید بن مہلب بحیثیت گورنر خراسان

سلیمان بہ وقت ملاقات علی سبیل تذکرہ کہنے لگا: یزید نے مجھے لکھا ہے کہ تم عراق (و خراساں) کا حال خوب جانتے ہو۔ عبداللہ بن الاہتم نے جواب دیا "ہاں! اے امیر المومنین میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پائی" سلیمان یہ سُن کر گورنری خراسان کی بابت مشورہ کرنے لگا جس جس کو نامزد کرتا تھا عبداللہ بن الاہتم ان پر ایک نہ ایک عیب لگا دیتا تھا۔ موقع پا کر وکیع کی بد عہدی و بے وفائی کا بھی ذکر کر دیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کر کہا "اچھا تم ہی کسی کو نامزد کرو" عبداللہ بن الاہتم نے عرض کیا "اگر امیر المومنین اخفاء راز کا وعدہ فرمائیں اور یہ بھی اقرار کریں کہ میں جس کو نامزد کروں اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے تو مجھ کو اُس کے شر سے آپ بچا لیں گے کیونکہ وہ اُس کو پسند نہ کرے گا" سلیمان بن عبدالملک نے کہا "میں یہ سب شرطیں منظور کرتا ہوں" عبداللہ بن الاہتم نے عرض

کیا "وہ یزید بن مہلب ہے" سلیمان بن عبدالملک کو اس سے تعجب ہوا متحیر ہو کر بولا "اس کو تو عراق زیادہ پسند ہے" عبداللہ بن الاہتم نے کہا "میں یہ جانتا ہوں کہ اس کو یہ ناگوار ہوگا لیکن جب آپ کا حکم صادر ہوگا تو چار ناچار عراق پر کسی کو اپنا نائب بنا کر خراسان کی گورنری پر چلا جائے گا۔" چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے اس مشورے کے مطابق یزید بن مہلب کے نام سند گورنری خراسان لکھ دی اور ایک قاصد کی معرفت بہمراہی عبداللہ بن الاہتم روانہ کیا۔

یزید بن مہلب نے سند گورنری خراسان پاتے ہی پہلے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کی طرف روانہ کیا بعد ازاں واسط پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اپنا نائب بنایا بصرہ پر عبداللہ بن بلال کلابی اور کوفہ پر حرملہ بن عمیر تمیمی کو مامور کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا لیکن اس کو چند مہینوں کے بعد معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو مقرر کیا چونکہ قیس کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت سے انکار نہیں کیا اس وجہ سے وہ لوگ خون قتیبہ کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے یزید کو ایک ہدایتی خط لکھ بھیجا اگر بنو قیس قتیبہ کے خلع خلافت نہ کرنے پر شہادت پیش کر کے ثابت کر دیں تو وکیع کو قید کی سزا دینا۔

بیرونی مہمات زمانہ وفات امیر معاویہؓ سے بوجہ حادثات فتنہ و فساد و فتنہ جنگیوں کے صوائف[1] شام بالکل بیکار و معطل ہو گئے تھے عہد حکومت عبدالملک میں جس وقت آپس کی نااتفاقی حد سے متجاوز ہو گئی تھی۔ رومیوں نے موقع پا کر مسلمانان شام پر لشکر کشی کر دی تھی عبدالملک نے والی قسطنطنیہ سے دب کر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار ادا کیا کرے گا یہ واقعہ ۷۰ھ کا ہے۔ جب کہ امیر معاویہؓ کو وفات کئے ہوتے دس برس گذر چکے تھے پھر جب مصعب تہ تیغ کئے گئے اور خانہ جنگیوں کا استیصال ہو گیا تو موسم گرما ۷۲ھ میں لشکر روانہ کیا گیا جس نے قیساریہ کو فتح کیا اس کے بعد عبدالملک نے ۷۳ھ میں جزیرہ و آرمینیہ پر اپنے بھائی محمد بن مروان کو مامور کیا۔

رومیوں کو شکست موسم گرما کے آتے ہی محمد بلاد روم میں گھس پڑا اور بہت بری طرح سے رومیوں کو شکست فاش دی۔ آرمینیہ کی دوسری جانب سے عثمان بن ولید بسر افسری چار ہزار

---

[1] صوائف وہ لشکر ہے جو موسم صیف (گرمی) میں حدود مملکت اسلامیہ کی حفاظت اور کفار سے جنگ کرنے پر مامور ہوتا ہے

فوج کے داخل ہو رہا تھا، رومیوں نے ساٹھ ہزار فوج سے مقابلہ کیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا عثمان بن ولید نے نہایت مردانگی سے اُن کو پسپا کر کے ہزاروں کو قتل و قید کر لیا۔ اس کے بعد ۷۵ھ میں محمد بن مروان نے بلاد روم پر دوبارہ فوج کشی کی اور جہاد کے جوش میں انبولیہ تک بڑھتا چلا گیا۔

ملطیہ پر فوج کشی

دوسرے سال لشکر صائفہ کے ساتھ براہ مرعش بلاد روم کی طرف بڑھا اُن کے اکثر شہروں کو پامال کیا پھر رومیوں نے اگلے سال عتیق کی طرف خروج کیا محمد بن مروان نے دوبارہ مرعش کی جانب سے اُن کی روک تھام کی پھر ۷۶ھ میں براہ ملطیہ جہاد کیا اور ۷۷ھ میں صائفہ کے ساتھ ولید بن عبدالملک بھی بلاد روم میں داخل ہوا اور نہایت سخت خوں ریزی کے بعد واپس آیا۔ ۷۹ھ میں رومی بادشاہ اہل انطاکیہ پر شب خون مار کر کامیابی کے ساتھ اپنے ملک کو لوٹ آیا پس عبدالملک نے ۸۱ھ میں اپنے لڑکے عبیداللہ کو بلاد روم پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عبیداللہ نے قالیقلا کو فتح کیا۔

ارمنیہ کی بغاوت

۸۲ھ میں ارمنیہ والوں میں بغاوت پھوٹ نکلی محمد بن مروان اُس کو دور کرنے کے لئے گیا، لڑائی ہوئی بالآخر حسب درخواست اہل ارمنیہ مصالحت ہو گئی اور ابو شیخ بن عبداللہ اُس کا والی بنایا گیا جس کو اہل ارمنیہ نے بد عہدی کر کے مار ڈالا تب محمد بن مروان نے ۸۵ھ میں ان پر جہاد کیا، موسم گرما و سرما میں برابر لڑتا رہا۔ بعدہٗ مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر چڑھائی کی اور دو چار شہروں کو فتح کر کے واپس آیا اور ۸۶ھ میں برادر[illegible] پھر بلاد روم کو واپس گیا متعدد قلعات کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا از انجملہ قلعہ نولق، احزم، بولس اور قمیقم تھا اور ایک ہزار عرب متنصرہ کے لڑنے والوں کو تہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ پھر ۸۹ھ میں اُس نے اور عباس بن ولید نے بلاد روم پر جہاد کیا

مسلمہ اور عباس کی فتوحات

مسلمہ نے قلعہ سوریہ اور عباس نے قلعہ اردولیہ کو فتح کیا۔ رومیوں کے ایک ٹڈی دل لشکر سے اس قلعہ پر مڈ بھیڑ ہوئی عباس نے نہایت مردانگی سے اُن کو پسپا کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مسلمہ نے عموریہ پر دھاوا کیا رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اُس کی حمایت کو آیا لیکن مسلمہ نے اُن کو شکست دے کر ہرقلعہ و قمولیہ پر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا اسی زمانے میں دوسری جانب سے صائفہ کے ساتھ عباس نے جہاد کیا تھا۔ پھر ۸۹ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے آذربائیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا۔ چند قلعے اور شہر فتح ہوئے ۹۰ھ میں سوریہ کے پانچوں قلعات کو بزور تیغ لڑ کر فتح کیا اور عباس

جہاد کرتا ہوا اردن و سوریہ تک چلا گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات ۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید صائفہ پر بہ ہمراہی مسلمہ بن عبدالملک حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ و ارمینیہ پر مسلمہ کو مامور کیا تھا۔ لہٰذا اس نے ترکوں پر براہ آذربائیجان جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا باب تک پہنچ گیا۔ پھر ۹۲ھ میں جہاد کیا اور تین قلعے فتح کر کے اہل سرسنہ کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعدہٗ ۹۳ھ میں عباس و مروان بن ولید و مسلمہ نے بلاد روم کا رُخ کیا عباس نے سبیطلہ کو مروان نے خنجرہ تک مسلمہ نے ماتیہ و حصن الحدید و غزالہ کو ملطیہ کی جانب فتح کر لیا اور ۹۴ھ میں عباس کے ہاتھ سے انطاکیہ اور عبدالعزیز بن الولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ فتح ہوا۔

اہل ہرقلعہ کی بغاوت اسی زمانے میں ولید بن ہشام معیطی مروج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ زمین سوریہ تک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا تھا ۹۵ھ میں ہرقلعہ والوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کر سرتابی کی عباس نے ان کے جوش کو فرو کر کے دوبارہ فتح کیا۔ آغاز ۹۶ھ میں مسلمہ نے سرزمین رضاخیہ پر جہاد کر کے جس کو رضاع نے اس سے پیشتر فتح کیا تھا مفتوح کیا۔ عمر بن ہبیرہ نے براہ دریا سرزمین روم پر فوج کشی کی اور ایام سرما میں منقضی کیا۔

قلعہ مراۃ پر قبضہ ایام گرما کے آتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے بسرافسری اپنے لڑکے داؤد کے ایک لشکر اُن کی کمک پر روانہ کیا جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا۔ ۹۸ھ میں بادشاہ روم کا انتقال ہو گیا الفون (یا الیمون) نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کے فتح کرانے کا بیڑا اٹھایا۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ سلیمان بن عبدالملک یہ سن کر وابق چلا آیا اور یہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا قسطنطنیہ کے قریب پہنچ کر مسلمہ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو مدّ[1] غلہ اپنے ہمراہ لیتا چلے اور لشکر گاہ میں لے جا کر جمع کرے پس بات

---

[1] مد بالضم ایک وزن ہے جو اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور معرّ میں ہے کہ شام میں مداس پیمانے کو کہتے ہیں جس میں پندرہ مکوک سما جائے اور مکوک ڈیڑھ صاع کا اور صاع سوا سیر یعنی سو تولہ

• بھر کا ہوتا ہے اقرب الموارد جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۱۹۲۔

کی بات میں پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا۔ پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات بنوا دیے اور کاشت کاری کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی اس کے محاصرہ بھی ڈال دیا عساکر اسلامیہ نے گرمی جاڑا وہیں تمام کیا کھیتی اور لوٹ مار کا غلہ صرف میں لاتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ انبار کا انبار رکھا ہوا تھا۔ اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ اٹھا دینے کی ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی نفر ایک دینار جزیہ دینے پر مصالحت کی درخواست کی۔ مسلمہ نے اُس کو منظور نہ کیا۔

مسلمہ کے خلاف سازش

تب والیٔ قسطنطنیہ نے الیون سے سازش کی اور یہ کہلا بھیجا کہ "اگر تم مسلمانوں کو کسی حکمت سے ٹال دو تو ہم تم کو نصف حصے پر قبضہ دیدیں" الیون مسلمہ کے پاس آیا اور پٹی دی کہ اگر تم اپنے کھیتوں اور غلہ کو جلادو گے تو رومی یہ یقین کر کے کہ تم ان سے بالضرور جنگ کرو گے شہر سے باہر آجائیں گے اس وقت تم نہایت آسانی سے ان کو گرفتار کر لوگے اور موجودہ حالت میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ رہے گا اور تم لوگ کاشت کاری کرتے رہو گے اصفاً رائی نہ کرو گے سادہ لوح مسلمہ نے اس دم پٹی میں آ کے کھیتوں اور غلے کے انباروں کو جلا دیا۔ رومیوں کو اُس سے بہت بڑی قوت پہنچ گئی اور الیون عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر رومیوں میں جا ملا صبح ہوئی تو لڑائی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ عساکر اسلامیہ شدت گرسنگی سے مرنے لگے گھوڑوں اور کھالوں اور درخت کی جڑوں پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔

صقالبہ پر قبضہ

سلیمان بن عبدالملک اُن دنوں دابق میں مقیم تھا اس اثناء میں موسم سرما بھی آگیا اس وجہ سے سلیمان ان غریب الوطن عساکر اسلامیہ کو کمک نہ بھیج سکا یہاں تک کہ مر گیا۔ برجان نے مسلمہ کو گرفتار مصیبت دیکھ کر حملہ کر دیا اگرچہ مسلمہ کی جماعت قلیل اور کمزور تھی لیکن کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُس کو شکست دے کر اُس کے شہر (صقالبہ) پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا چنانچہ داؤد نے قلعہ مراۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا دوبارہ فتح کیا۔

ملطیہ کا تاراج

اور ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو جن دنوں وہ سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کا

فرمان بھیجا۔ ساتھ ہی اُس کے کثیر التعداد مسلمانوں کو کُل مال غنیمت دیدینے کا وعدہ کرکے سازوسامان اور گھوڑے اور باربرداری کے جانوروں کے ساتھ روانہ کیا اور عام مسلمانوں کو اُن کی امداد و کمک کی فہمائش کردی بعد ازاں اہل طرندہ[1] کو ملطیہ کی طرف جانے اور اُس کے ویران کردینے کا حکم صادر کیا۔ اس سے بیشتر عبداللہ بن عبدالملک نے مسلمانوں کو طرندہ میں ٹھہرایا تھا اور اہل جزیرے سے یہ اقرار لے لیا تھا کہ موسم سرما میں تا انقضائے سرما اُن کے پاس آکے قیام کیا کریں گے چونکہ یہ شہر بلاد روم سے بہت زیادہ ملحق و متصل تھا۔ اس وجہ سے عمر بن عبدالعزیز نے ویران کرا دیا اور ملطیہ پر جعونہ بن حرث کو (بنو عامر بن صعصعہ سے) مامور کیا اور سنہ ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے ولید بن ہشام معیطی و عمر بن قیس کندی کو صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

قہستان کی فتح

یزید بن مہلب کے دل میں جرجان و طبرستان کی فتح کا غیر معمولی جوش بھرا ہوا تھا کیونکہ یہ دونوں شہر اس وقت تک کفار کے قبضہ میں تھے اور فارس و خراسان کے درمیان واقع تھے جس کی وجہ سے اُن کی دیواروں تک اسلامی فتوحات کی موجیں نہیں پہنچی تھیں۔ جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا جب کبھی قتیبہ کی فتوحات خراسان و ماوراءالنہر کا تذکرہ آ جاتا تو بے ساختہ کہہ اٹھتا "اس نے کچھ بھی نہیں کیا جرجان اب تک کفار کے قبضہ میں ہے جس نے قومس و نیشاپور کا راستہ بند کر رکھا ہے۔ یہ فتوحات کسی شمار میں نہیں ہیں جرجان کا فتح کرنا بہت ضروری امر ہے"۔ بس جب سلیمان نے یزید کو خراسان کا والی بنایا تو اس نے باستثنیٰ موالی[2] و منظوعہ[3] کے ایک لاکھ فوج عراق و شام و خراسان سے جمع کرکے جرجان پر چڑھائی کی۔ جرجان ان دنوں معمور شہر نہ تھا بلکہ پہاڑ اور درے تھے۔ دروں کے دہانے پر ایک شخص کھڑا ہو کر بڑی فوج کو داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح قہستان سے شروع کیا اور سب کے پہلے اسی پر محاصرہ کیا ترکوں کا ایک گروہ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ لڑنے کو آتا اور شکست

---

[1] طرندہ ایک شہر کا نام ہے جو ملطیہ سے تین منزل کے فاصلے پر تھا عبداللہ بن عبدالملک نے فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے اُس کو چھاؤنی قرار دیا تھا۔ اور ملطیہ ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا۔

[2] موالی۔ مولی کی جمع ہے۔ یعنی آزاد غلام۔

[3] منظوعہ اُس لشکر کو کہتے ہیں جو بلا تنخواہ جنگ اور لڑائی کا کام دیتا ہے جیسا کہ والنٹیر۔

اٹھا کر واپس جاتا ایک مدت تک اسی طور سے لڑائی جاری رہی؛ چودہ ہزار ترک اس معرکے میں مارے گئے بالآخر دہقان قہستان نے یزید بن مہلب سے مصالحت کرلی شہر اور جو کچھ اُس میں مال واسباب وخزانہ وغیرہ تھے سب کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا اس نے نامہ بشارت فتح سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا اس کے بعد جرجان کی طرف قدم بڑھائے۔

جرجان کی فتح

اس سے پیشتر سعید بن العاص نے اہل جرجان سے ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر مصالحت کرلی تھی لیکن اہل جرجان کبھی تو سو دیتے تھے اور کبھی دو سو اور کبھی تین سو گا ہے اس رقم کو بھی نہ دیتے تھے۔ کچھ عرصے بعد باغی ہو گئے اور خراج کے نام سے ایک حبہ نہ دینے لگے چونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے جرجان کا رُخ نہ کیا اس وجہ سے انھوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا کوئی شخص اس راستے سے خراسان نہ جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ وہ فارس وسلماس ہو کر جاتا۔ بعد ازاں قتیبہ خراسان کا گورنر ہو کر آیا اُس نے قومس تو فتح کرلیا لیکن جرجان باقی رہ گیا۔ یہاں تک کہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی تب اہل جرجان نے فتح قہستان کے بعد مصالحت کرلی۔

طبرستان کی مہم

مہم جرجان وقہستان سے فارغ ہو کر یزید نے ساسان وقہستان میں عبداللہ بن معمر یشکری کو بسرافسری چار ہزار سواروں کے مامور کیا اور خود بہ قصد طبرستان جرجان کے راستے سے روانہ ہوا۔ آمد میں پہنچا راشد بن عمر کو ایزو ساپر مع چار ہزار فوج کے متعین کر کے بلاد طبرستان میں داخل ہوا۔ اصبہند والی طبرستان نے صلح کا پیغام بھیجا جس کو یزید نے بامید کامیابی نامنظور کر کے اپنے لشکر کو چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ایک طرف تو اپنے بھائی ابوعینیہ کو دوسری طرف اپنے لڑکے خالد کو تیسری طرف ابوجہیم کلبی کو روانہ کیا اور بہ وقت اجتماع ابوعینیہ کو امیر لشکر بنانے کا حکم دیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے مقابلے پر رہا۔ اصبہند نے اہل جیلان و دیلم سے امدادی لشکر طلب کیا جب وہ لوگ اُس کی کمک پر آ گئے تو اصبہند نے نکل کر مقابلہ کیا پہلے ہی حملے میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے عساکر اسلامیہ نے پہاڑ کی گھاٹی تک تعاقب کیا مشرکین پہاڑوں پر چڑھ گئے عساکر اسلامیہ نے بھی چڑھنے کا قصد کیا لیکن نہ چڑھ سکے البتہ ابوعینیہ مع اُس فوج کے جو اس کی رکاب میں تھے چڑھ گیا۔ مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ شکست اٹھا کر لوٹا اور مشرکین

نے کسی مصلحت سے تعاقب نہ کیا۔

مرزبان کی بغاوت اس کے بعد اصبہند نے اہل جرجان اور اُس کے سردار مرزبان سے خط وکتابت کر کے سازش کرلی اور اُن کو عمدہ دکانی معاوضہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اہل جرجان اور اُس کے مرزبان نے اصبہند کے اشارہ وتحریک سے اُن کل مسلمانوں کو مع عبداللہ بن معمر کے رات کے وقت بحالت غفلت کاٹ ڈالا جو اُس کے پاس جرجان میں مقیم تھے اور اصبہند کو لکھ بھیجا کہ تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے اپنے محاصرے میں لے لو۔ اس خبر نے یزید اور اُس کے ہمراہیوں کو پریشان کر دیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن" کا مضمون ہو گیا۔

حیان نبطی کی حکمت عملی یزید نے مجبور ہو کر حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا اس جرم میں کہ اُس نے اس کے لڑکے مخلد کو جو خط لکھا تھا اُس میں اس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بلا کے کہا "برادرمن! غالباً تم کو کسی قومی کام کرنے کو وہ امر نہ روک سکے گا جو مجھ سے تمہاری خدمت میں بہ نظر تنبیہ عامہ مسلمین سرزد ہوا ہے تم نے وہ خبر جو جرجان سے آئی ہے سُن لی ہو گی۔ اور اب ہم جس حالت میں ہیں اُس کو تم بچشم خود دیکھ رہے ہو لہٰذا ایسی چال چلو کہ مصالحت ہو جائے" حیان نبطی یہ سُن کر سیدھا اصبہند کے پاس آیا اور اپنا نام و عجمی نسب ظاہر کر کے ایسا فقرہ دیا کہ اصبہند نے سات لاکھ درہم چار سو خدام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈھال اور طیلسان اور چاندی کا ایک ایک جام اور خرقہ حریر و لباس ہو) اور چار سو وقر زعفران یا اُس کی قیمت پر مصالحت کرلی یزید نے حیان نبطی کا شکریہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کے واپس چلا آیا۔

صول ترکی کا جرجان پر قبضہ بعض نے جرجان کی طرف جانے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صول ترکی قہستان و بحیرہ میں رہتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو قہستان سے سات کوس کے فاصلے پر تھا درحقیقت یہ دونوں مقامات جرجان کے مضافات کے تھے جن کی سرحد خوارزم سے ملتی تھی صول ترکی آئے دن فیروز بن قولفول مرزبان جرجان سے برسر جنگ رہتا تھا اور اُس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا بالآخر فیروز تنگ ہو کر خراسان میں یزید کے پاس بھاگ آیا صول نے خالی میدان پا کر جرجان پر بھی قبضہ کرلیا لعد ازاں یزید نے فیروز کے کہنے سے اصبہند کو لکھا کہ اگر تم صول کو جرجان میں روک رکھو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ کرلیا جائے تو تم کو بے شمار مال دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے۔ اصبہند نے یہ خط صول کے پاس بھیج دیا صول اسی وقت جرجان

چھوڑ کر بحیرہ چلا آیا۔

بحیرہ پر یزید کا قبضہ یزید بن مہلب کو اس کی خبر لگی تو اس نے خراسان پر اپنے لڑکے مخلد کو سمرقند، کش، نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو طخارستان پر حاتم ابن قتیبہ بن مہلب کو مامور کیا اور خود مع فیروز کے جرجان پر آ اترا کسی متنفس نے قبضہ حاصل کرنے سے نہ روکا۔ ہمدان نے بحیرہ کا رخ کیا جہاں پر صول ٹھہرا ہوا تھا مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ صول نے باستثنا اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو ممبروں کے بحیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ یزید نے اس معرکے میں چودہ ہزار ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ عمی کو بحیرہ کے مال واسباب وغلہ کے شمار کرنے پر متعین کیا۔ لیکن یہ اس کے شمار و فہرست مرتب کرنے پر قادر نہ ہوا کیونکہ بحیرہ میں گیہوں، جو، چاول، شہد، تل بے حد و بے شمار بھرا ہوا تھا اور اسی قدر چاندی اور سونا تھا۔

اہل جرجان کی سرکوبی صول سے مصالحت کرنے کے بعد یزید نے پھر جرجان پر بغاوت کرنے کی وجہ سے چڑھائی کی اور قسم شرعی کھائی کہ اگر اہل جرجان پر کامیابی حاصل ہو جائے گی تو اس کے خون کے سیلاب پر پن چکی بنا کر آٹا پیسوا کے کھاؤں گا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ اہل جرجان روزانہ لڑنے کو آتے دو دو ہاتھ لڑ کے واپس چلے جاتے تھے چونکہ ان لوگوں نے پہاڑوں کو اپنا ماوا و مامن بنا رکھا تھا جس کا راستہ کسی کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے عساکر اسلامیہ ان کی سرکوبی اور جوش بغاوت کے فرو کرنے پر قادر نہ تھے۔ اتفاق سے ایک عجمی خراسانی شکار کھیلتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا رفتہ رفتہ اہل جرجان کے لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ واپسی کے وقت پہچاننے کی غرض سے درختوں پر کپڑا لپیٹتا اور نشانات بناتا چلا آیا۔ اور یزید بن مہلب کو اس سے آگاہ کر دیا۔ یزید بن مہلب نے اسی وقت تین سو آدمیوں کو منتخب کر کے بسرگروہی اپنے لڑکے خالد وجہم بن ذخر جعفی مخبر کے ہمراہ روانہ کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ ''کل عصر کے وقت ہم لڑائی کے میدان میں آئیں گے تم بھی پیچھے سے حملہ کرنا''۔

اگلے دن ظہر کے وقت یزید نے لشکرگاہ میں جس قدر لکڑی تھی سب کو جمع کرا کے جلا دیا۔ اہل جرجان نے یہ دیکھ کر صف آرائی کی۔ یزید نے قدر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا۔ تقریباً عصر کے وقت تک لڑائی

برابر کی ہوتی رہی اس اثنا میں خالد اپنا چھوٹا سا لشکر لیے ہوئے اہل جرجان کے پیچھے سے تکبیر کہتا ہوا آپڑا اہل جرجان کے ہوش وحواس جاتے رہے بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے سواران اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ آخرالامر مجبور ہو کر ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے یزید نے اُن کی لڑنے والی فوج کو نیست و نابود کر کے عورتوں اور لڑکوں کو قید کر لیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو وادی جرجان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ عین معرکے کے وقت جس وقت مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں کفار کی گردنوں پر تیر رہی تھیں مینہ آ گیا۔ میدان کارزار میں خون و پانی مل کر اس طغیانی سے رواں ہوا کہ پن چکی بنائی گئی آٹا پیسا گیا۔ روٹی پکی اور یزید نے کھایا مقتولین کی تعداد جو اس واقعہ میں مارے گئے چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

فتح یابی حاصل کر کے یزید نے شہر جرجان کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا گو اس سے پیشتر اس شہر کا کوئی وجود نہ تھا اور جہم بن زحر جعفی کو جرجان پر اپنی طرف سے مقرر کر کے خراسان کو واپس آیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یزید نے جرجان کے جنگ آوروں کو قتل کرنے کے بعد دائیں بائیں دو رویہ دو فرسنگ تک صلیب پر چڑھایا تھا۔

سلیمان بن عبدالملک کی وفات

ان واقعات کے بعد سلیمان[1] بن عبدالملک نے مقام والق سر زمین قنسرین ماہ صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

---

[1] ۲۰ صفر ۹۹ھ کو اُس کا انتقال ہوا دو برس پانچ مہینے پانچ دن اُس نے خلافت کی۔ عمرؓ بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱، مطبوعہ مصر۔

باب

عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ

سلیمان کا عہد نامہ مرض الموت میں اُس نے اپنے لڑکے داؤد کو ولیعہد بنانے کا قصد کیا تھا رجاء بن حیوۃ نے عرض کیا: "امیر المومنین آپ کا لڑکا اس وقت موجود نہیں ہے بلکہ قسطنطنیہ میں ہے جس کی حیات و موت کی کچھ خبر نہیں ہے"۔ سلیمان یہ سنتے ہی عمر بن عبدالعزیز کی طرف مائل ہو گیا اور رجاء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "واللہ میں یہ جانتا ہوں کہ داؤد کی ولیعہدی میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا اور لوگ اُس کو (عمرؓ بن عبدالعزیز کو) اپنا امیر ضرور بنائیں گے مگر یہ کہ میں خود کسی کو اپنے لڑکوں میں سے اُس کے بعد ولی عہد بنا جاؤں اور عبدالملک تو اُس کو ولی عہد بنا ہی گئے تھے"۔ رجاء یہ سن کر خاموش ہو گیا سلیمان نے کاغذ منگوا کر بسم اللہ کے بعد مضمون ذیل لکھا:

ھذا کتاب من عبد اللہ سلیمان امیر المومنین لعمر بن عبد العزیز انی قد ولیتک الخلافۃ من بعدی ومن بعدک یزید بن عبد الملک فاسمعوا لہ واطیعوا واتقوا اللہ ولا تختلفوا فیطمع فیکم۔	یہ اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبدالعزیز کے، میں نے بے شک اپنے بعد تم کو اور تمہارے بعد یزید بن عبدالملک کو خلافت کا ولیعہد مقرر کیا۔ پس تم لوگ اس کو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ اور لوگ اس سے منتفع ہونے کی اُمید کریں۔

اور سر بمہر کر دیا کعب بن جابر عبسی صاحب شرطہ (افسر پولیس) کو اپنے خاندان والوں کے جمع کرنے کا حکم دیا اور رجاءؒ

بن حیوٰۃ سے کہا، اس خط کو اسی طرح لوگوں کے روبرو پیش کر کے کہو کہ امیرالمومنین نے اس میں جس کو اپنا ولیعہد بنایا ہے اُس کی بیعت کر دو، چنانچہ کل بنو امیہ یکے بعد دیگرے بیعت کر کے منتشر ہو گئے اس کے بعد ہی عمر بن عبدالعزیز رجاء کے پاس پہنچے اور اُس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہنے لگے "اگر ولیعہدی کے لئے میرا نام زد کیا گیا ہو تو تم مجھے بہ نظر رسم سابقہ بتلا دو کہ میں ابھی اُس سے مستعفی ہو جاؤں" رجاء نے بتلانے سے انکار کیا عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر چلے گئے ہشام بن عبدالملک آ پہنچا اور رجاء سے حقوق ومحبت دیرینہ کا اظہار کر کے مضمون خط دریافت کیا لیکن رجاء نے نہ بتلایا ہشام اس خیال سے کہ بنو عبدالملک سے شاید خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا واپس آیا۔

بیعت خلافت

اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہو گیا۔ رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبدالملک کا خط کھول کر پڑھا تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ تھا ہشام بن عبدالملک نے جھلا کر کہا "ہم اُس کی بیعت نہ کریں گے" رجاء نے ڈانٹ کر کہا واللہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا" ہشام بن عبدالملک مجبور اکرا کف افسوس ملتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا جس وقت کہ رجاء نے اُن کو منبر پر بٹھا دیا تھا اور وہ اپنی غلطی پر نادم تھے اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے ہشام بن عبدالملک کی بیعت کرنے کے بعد اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کر سلیمان کو دفن کرا دیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت

چونکہ عبدالعزیز بن ولید انتقال سلیمان کے وقت موجود نہ تھا اور نہ اُس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کا حال معلوم ہوا تھا اس وجہ سے اُس نے ایک علم نصب کیا اور مدعی خلافت ہو کے دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کے عہدنامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی کہ مجھے سلیمان کے عہدنامہ لکھنے کی خبر نہیں پہنچی تھی مجھے مال و اسباب کے تلف ہو جانے کا خیال دامن گیر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے "اگر تم زمام حکومت کے لینے پر مستعد ہوتے تو میں لڑائی کے قریب نہ جاتا۔ اور اپنے گھر بیٹھ رہتا عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا، واللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لیے دوسرے شخص کو نہیں پسند کرتا" عمر بن عبدالعزیز یہ سُن کر خاموش ہو گئے اور عبدالعزیز بن ولید نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔

عمر بن عبدالعزیز کا کردار

تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے فرمایا کہ

اسباب ومال، زیور، جواہر اور قیمتی کپڑے جو تمہارے ہوں وہ سب بیت المال میں بھیج دو۔ میں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتا۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس جب اُن کا بھائی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اُس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال واسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کرا دیا تھا، واپس کیا لیکن انھوں نے لینے سے انکار کر کے کہا" جب کہ میں اُن کی اطاعت حالت حیات میں کرتی تھی تو اُن کے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی" یزید نے اُس کو اپنے اہل وعیال کو دے دیا۔

بنو اُمیہ ایک مدت مدید سے امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ) کی شان میں علانیہ کلمات نا ملائم کہا کرتے تھے عمر بن عبدالعزیز نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی ممانعت کر دی اور مسلمہ کو جو کہ سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کو لکھ بھیجی۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری

مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے سنہ ۱۰۰ھ میں یزید بن مہلب کو لکھا" تم کسی کو اپنی گورنری پر مامور کر کے چلے آؤ" یزید بن مہلب اس حکم کے مطابق اپنے لڑکے مخلد کو اپنا نائب بنا کر خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی پر سوار ہو کر بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ بصرے پر عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ فزاری کو، کوفے پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب ابوالزناد کو مامور کر رکھا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس کو گرفتار کر کے دارالخلافت بھیجنے کا ایک فرمان بنام عدی بن ارطاۃ بھیج دیا۔ عدی بن ارطاۃ نے اس حکم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہہ حمیری کو مامور کیا نہر معقل پر پل کے قریب یزید سے ملاقات ہوئی موسیٰ بن وجیہہ نے گرفتار کر کے پابہ زنجیر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیج دیا۔

یزید بن مہلب سے جواب طلبی

عمر بن عبدالعزیز کو اس سے کوئی ذاتی کاوش نہ تھی لیکن اس کے ظلم وتعدی سے بیزار تھے اور اُس کو اور اُس کے خاندان والوں کو ظالم وجابر فرمایا کرتے تھے پس جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید نے سلیمان بن عبدالملک کو دی تھی تو یزید نے بے تامل کہہ دیا میں نے تو لوگوں کے سنانے کی غرض سے لکھا تھا۔ وہیں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سلیمان مجھ سے نہ لے گا" عمر بن عبدالعزیز نے چیں بہ جبیں ہو کر ارشاد کیا" اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں اس سے درگذر کر جاؤں" پھر جب وہ مال مطلوبہ ادا نہ کر سکا تو

قصر سلب میں قید کر دیا۔ اور جراح بن عبداللہ حکمی کو اُس کی جگہ خراسان کی گورنری پر بھیج دیا۔

مخلد بن یزید کی سفارش

مخلد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آکر حاضر ہوا اور اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گذارش کی کہ " اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی حجت و دلیل پیش کرے تو اُس کو قبول فرمایئے یا اُس کو حلف دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اُس سے یا مجھ سے جس بات پر آپ چاہیں مصالحت کریں" عمر بن عبدالعزیز نے اُس کو منظور نہ کیا لیکن مخلد کے شکر گذار ہوئے۔ پھر جب یزید نے خمس جرجان ادا نہ کیا تو اونی جبہ پہنا کر اونٹ پر دہلک کی طرف روانہ کیا گیا لوگوں کی طرف سے ہو کر گذرا تو چلّانے لگا۔ کیا میرا کوئی عزیز و قریب نہیں ہے جو دہلک کی طرف جانے سے مجھے بچالے؟" سلامۃ بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا " آپ یزید کو قید خانے میں پھر واپس بھیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس کی قوم اُس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصے میں بھری ہوئی ہے" عمر بن عبدالعزیز نے فوراً اُس کو قید خانے بھیج دیا حتیٰ کہ وہ قید خانے سے بھاگ نکلا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی

جس وقت یزید گورنری خراسان سے معزول کیا گیا تھا اس زمانے میں جہم بن ذحر جعفی جرجان کا والی تھا عراق کے گورنر نے یزید کی معزولی کے بعد ایک شخص کو جرجان کا والی بنا کر بھیجا جہم بن ذحر نے اس کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ پس جب جراح بن عبداللہ حکمی گورنر خراسان ہو کر آیا تو اُس نے عامل جرجان کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے ناراض ہو کر کہنے لگا " اگر تمہاری[1] قرابت مجھ سے نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کرتا" بعد ازاں جہم کو لڑائی پر بھیج دیا اور ایک وفد عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں روانہ کیا کسی نے اہل وفد میں سے یہ جڑ دیا کہ " جراح " موالی کو بلا وظیفہ و رسد کے جہاد پر بھیج دیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں اُن سے بھی خراج لیتا ہے اور وہ درحقیقت و ظلم و تعدی میں حجاج کا پیرو ہے عمر بن عبدالعزیز نے لکھ بھیجا کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہو اُس کا جزیہ معاف کر دو۔ لوگ یہ سنتے ہی جزیہ کے خوف سے جوق جوق اسلام میں داخل ہونے لگے جراح نے اُن لوگوں کا ختنہ سے امتحان لیا اور عمر بن عبدالعزیز کو اس سے مطلع کیا آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلعم کو داعی مبعوث کیا ہے نہ کہ ناتن (ختنہ کرنے والا)۔

[1] جہم و جعفہ دونوں سعد العشیرۃ کے لڑکے تھے۔

اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عمرؓ بن عبدالعزیز نے جراح کو بلا بھیجا اور یہ بھی حکم صادر کیا کہ اپنے ہمراہ ابو
لمد کو لیتے آنا۔

بدالرحمٰن بن نعیم بحیثیت گورنر خراسان

پس جراح عبدالرحمٰن بن نعیم قشیری کو حرب خراسان پر اپنا نائب بنا کر دربار خلافت میں حاضر ہوا حضوری کے وقت عمر بن عبدالعزیز
نے دریافت فرمایا "کس وقت تم خراسان سے روانہ ہوئے" عرض کیا ماہ رمضان میں" ارشاد کیا "جس نے تجھے
ظالم بنایا ہے وہ سچا ہے۔ تو نے قیام کیوں نہ کیا تاکہ ماہ صیام کے بعد سفر کرتا"۔ پھر ابو مخلد سے مخاطب ہو کر عبدالرحمٰن
ن عبداللہ کا حال دریافت ابو مخلد نے عرض کیا "اپنے ہم جنسوں کی رعایت کرتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ عداوت
ر جو شخص اس کا موافق ہوتا ہے اُس کو دوسروں پر مقدم کرتا ہے"۔ پھر عبدالرحمٰن بن نعیم کا حال استفسار فرمایا عرض
یا "وہ عافیت کو دوست رکھتا ہے اور عافیت اُس کو مل بھی جاتی ہے" فرمایا "وہ مجھے زیادہ محبوب ہے" اس قدر ارشاد
ر کے عبدالرحمٰن بن نعیم کو نماز و حرب پر اور عبدالرحمٰن قشیری کو خراج پر مامور فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن نعیم ایک مدت
ب خراسان کی گورنری پر رہا یہاں تک کہ یزید بن مہلب مارا گیا اور مسلمہ کو اُس کی حکومت دی گئی۔ پس یہ تقریباً ڈیڑھ
رس یا اُس سے زیادہ خراسان کا والی رہا۔

جراح ہی کے عہد گورنری میں دعاۃ (ایلچیوں) بنو عباس کا خراسان میں ظہور ہوا یہ وہ لوگ تھے جن کو محمد بن علی
ن عبداللہ بن عباسؓ نے اطراف وجوانب مملکت اسلامیہ کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم دولت عباسیہ میں بیان کریں گے

عمر بن عبدالعزیز کی وفات

دوسری صدی ہجری کے پہلے سال رجب کے مہینہ میں عمرؒ بن عبدالعزیز نے دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی جب کہ اپنی عمر کے

لہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب تاریخ الخلفاء نے (صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور میں) خامس خلفاء راشدین تحریر کیا
ہے اُن کی کنیت ابوحفص تھی عبدالعزیز بن مروان کے لڑکے تھے موضع حلوان (مضافات مصر) میں جن دنوں اُن کے باپ وہاں
کے گورنر تھے ۶۱ یا ۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کی ماں کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمرؓ بن خطاب تھا۔ لڑکپن میں ایک جانور نے
ردیا تھا چہرے پر زخم آ گیا۔ خون بہنے لگا عبدالعزیز بن مروان خون پونچھتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا ان کنت اشج بنی
میہ انک لسعید۔ یہ بہت بڑے دیندار، متقی، عادل، علم دوست تھے زمانہ مرض الموت (باقی حاشیہ صفحہ ۲۸۲ پر)

چالیس مرحلے طے فرما چکے تھے۔ یہ اشجع بنو امیہ کہلاتے تھے اُن کے چہرے پر چوٹ کا داغ تھا زمانہ طفولیت میں جا بنے مار دیا تھا جس سے چہرے پر داغ آ گیا تھا۔ پس جب انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک (ثواں تاج دار بنو) سلیمان کے عہدنامے کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں

حالت احتضار میں لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے گذارش کیا کہ یزید بن عبدالملک کو کچھ بطور وصیت لکھ جایئے آپ نے فرمایا "میں کیا وصیت کروں وہ تو عبدالملک کے خاندان سے ہے"۔ بعدازاں کچھ سوچ کر تحریر فرمایا:

اما بعد فاتق یا یزید الصرعة بعد	اے یزید غفلت میں ٹھوکر کھانے سے ہوشیار رہنا:
الغفلة حین لا تقال العثرة ولا	وہ قابل معافی ہوگی اور نہ تم اُن کی پاداش پر قوت،
تقدر علی الرجعة انک تترک ما	میری طرح تمھیں بھی خلافت سے علیحدہ ہونا پڑے گا
اترک لمن لا یحمدک وتصیر	وہ بھی کسی ایسے شخص کے حق میں جو نہ تمھاری ستائش کرے
الی من لا یعذرک والسلام	اور نہ تمھارے حق میں کوئی معذرت پیش کرے گا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸۳) میں ولید بن ہشام نے گذارش کیا تھا کہ "آپ علاج کیوں نہیں کرتے" آپ نے جواب دیا "مجھے اس وقت جب کہ مجھے زہر پلایا گیا تھا یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لَو کے مَس کرنے میں ہے تو میں ہرگز نہ کرتا، چونکہ اس بزرگ سیرت خلیفہ نے تقریباً کل بنو امیہ سے کام لے لیا تھا اور ان کو ظلم و تعدی سے مانع تھے اور اُن کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کر کے زہر دلوادیا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غلام کو بلا کر زہر دینے کی وجہ دریافت کی غلام نے عرض کیا ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں آپ نے فرمایا اس کو میرے سامنے لے آ۔ ہزار دینار لا کر پیش کیے۔ آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیا اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں کوئی تجھے نہ دیکھے۔

م چنانچہ وہ چلا گیا۔

باب

یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ تا ۱۰۵ھ

نظم ونسق کی تبدیلی یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس فہری کو مامور کیا اور عمر بن عبدالعزیز کے کل انتظامات اور کاموں کو الٹ پلٹ دیا۔ از انجملہ یمن کا خراج تھا محمد برادر حجاج بن یوسف نے اہل یمن پر ایک نیا ٹیکس لگا دیا تھا جس کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانۂ خلافت میں معاف کر کے عشر (دسواں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) قایم کیا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھے اس نئے خراج کو قایم کرنے سے یہ پسند ہے کہ یمن سے ایک ذرہ برابر خراج آئے "پس جب یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس ٹیکس کو پھر جاری کر دیا اور اپنے گورنر کو لکھ بھیجا کہ اہل یمن سے اس کو ضرور وصول کرو گو اس کو یہ ناگوار ہو انہیں دنوں اس کے چچا محمد بن مروان کی بھی موت آ گئی۔ اس نے اس کی جگہ اپنے دوسرے چچا مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ آذر بائیجان اور ارمینیہ پر مامور کیا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن عبدالملک یاد ہوگا کہ عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو خمس جرجان کے نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا پس اس وقت سے یہ برابر قید رہا حتی کہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ وفات قریب آ گیا۔ یزید بن مہلب نے بخوف یزید بن عبدالملک جیل سے بھاگنے کی فکر کی۔ یزید بن عبدالملک کی بیوی حجاج کے بھائی کی لڑکی تھی سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے اعزہ واقارب کو سزا دہی کی غرض سے یزید بن مہلب کے سپرد کیا تھا۔ اور یہ ان کو بلقا سے قید کر کے دمشق کی

طرف لایا تھا جس میں یزید بن عبدالملک کی بیوی بھی تھی اور اُس کو بھی سزا دی جاتی تھی۔ یزید بن عبدالملک اپنی بیوی کی سفارش کرنے کو یزید بن مہلب کے مکان پر گیا لیکن اُس نے کچھ خیال نہ کیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا "اچھا بس وہ تاوان جو تم نے اُس پر مقرر کیا ہے ادا کروں گا تم اُس کو سزا نہ دو" یزید بن مہلب نے اُس کو بھی منظور نہ کیا تب یزید بن عبدالملک نے کہا "اچھا اس وقت تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو میں جب خلیفہ ہوں گا تو سمجھ لوں گا" یزید بن مہلب نے جواب دیا "اگر تو خلیفہ ہو گا تو ایک لاکھ تلواریں تیرے لئے میں نیام سے باہر کر دوں گا" گو باہم باتیں نوک جھونک کی ہو گئیں مگر بالآخر یزید بن مہلب نے ایک لاکھ دینار تاوان لے کر یزید بن عبدالملک کی بیوی کو رہا کر دیا۔

یزید بن مہلب کا فرار

پس جب عمر بن عبدالعزیز کے مرض میں شدت پیدا ہوگئی تو یزید بن مہلب نے اس مناقشہ کے خیال سے اپنے آزاد غلاموں کو کہلا بھیجا کہ کل صبح فلاں مقام پر اونٹ گھوڑے موجود رکھے جائیں اور عامل حلب اور محافظین قید خانہ کے پاس بہت سا مال بھیج دیا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یزید بن مہلب سے تعرض نہ کیا اور یہ اپنی سواری کے پاس آیا۔ سوار ہوا۔ بصرہ پہنچ کر عمر بن عبدالعزیز کو ایک عرض داشت لکھی جس کا مضمون یہ تھا اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہو جاتا تو میں ہرگز آپ کے قید خانے سے نہ بھاگتا لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ آپ کے بعد یزید مجھے نہایت بُری طرح سے قتل کر ڈالے گا" یہ عرضی اُس وقت پہنچی جب کہ عمر بن عبدالعزیز دم توڑ رہے تھے۔ خط پڑھ کر فرمایا "اے اللہ تعالیٰ اگر یزید بن مہلب مسلمانوں کے ساتھ بُرائی کرنے کو بھاگا ہے تو اُس کو اس کی سزا دے کیونکہ اُس نے مجھے دھوکا دیا ہے"۔

یزید بن مہلب کی بصرے میں آمد

یزید بن عبدالملک نے بیعت لینے کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن والی کوفہ اور عدی بن ارطاۃ والی بصرہ کو یزید بن مہلب کے بھاگ جانے کا حال اور اُس کے اہل و عیال کے دوبارہ گرفتار کرنے کو لکھا چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے مفضل و مروان پسران مہلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس اثناء میں یزید بن مہلب بھی قریب بصرہ آ پہنچا اور عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر بسرافسری ہشام بن مساحق بن عامر یزید کے گرفتار کر لانے کو روانہ کیا جب لشکر حذیب پہنچا تو یزید بن مہلب جاتا ہوا دکھائی دیا لیکن لشکریوں نے اُس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ وہ سیدھا بصرے کی طرف چلا گیا۔ عدی

بن ارطاۃ نے بھی اہل بصرہ کو جمع کر رکھا تھا۔ اردگرد شہر کے خندق کھدوادی تھی سواران بصرہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو مقرر کر دیا تھا یزید بن مہلب مع اپنے ہمراہیوں کے بصرے کے قریب پہنچا اور محمد بن مہلب مع اپنی قوم کے استقبال کو آیا۔ عدی بن ارطاۃ یہ سن کر اپنی فوج از سر نو مرتب کرنے لگا بصرے کے ہر دستہ فوج پر جدا جدا ایک ایک شخص کو مامور کیا۔ ازد پر مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی کو تمیم پر محرز بن حمدان سعدی کو بکرہ پر نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جارود کو اہل عالیہ[1] پر عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کو۔ مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی یزید بن مہلب سے متعرض نہ ہوا اور وہ اپنے مکان میں جا اترا لوگ اس سے ملنے کو آنے لگے یزید نے عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ "تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کر دو تا کہ میں ان کے ساتھ چند سے بصرے میں قیام کر کے کسی طرف چلا جاؤں اور پھر خروج کر کے یزید بن عبدالملک سے خاطر خواہ اپنا مقصد حاصل کروں" عدی بن ارطاۃ نے منظور نہ کیا تب اس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے بھتیجے کو) امان حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

بنو مہلب کو امان نامہ

یزید بن عبدالملک نے بہ نظر ترحم خسروانہ بنو مہلب کو امان نامہ لکھ دیا اور بوقت واپسی حمید، خالد قسری و عمر بن یزید حکمی کو ساتھ کر دیا۔ ہنوز حمید واپس نہیں آنے پایا تھا کہ سونے و چاندی کے ٹکڑوں (یعنی یزید بن مہلب کی داد و دہش) نے لوگوں کو اس کی طرف مائل کر دیا۔ کیونکہ عدی بن ارطاۃ نہایت بخیل تھا کسی کو دو درہم سے زیادہ نہ دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ یزید اور عدی میں کشیدگی بڑھ گئی یزید کے ہمراہیوں نے عدی کے ہوا خواہوں پر حملہ کر دیا اتفاق سے عدی کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی۔ یزید بن مہلب کے بھائیوں نے یہ سن کر قید خانے کا دروازہ بند کر لیا اس خوف سے کہ مبادا یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کر ڈالے دروازہ بند کرنے کے بعد ہی (عبداللہ بن دینار) عدی کے داروغہ جیل نے آ کر اس کے کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اس عرصے میں یزید کے ہمراہی آ پہنچے۔ عبداللہ بن دینار بھاگ گیا یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔

---

[1] قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، خثعم، قیس، غیلان، مزنیہ کو اہل عالیہ کہتے ہیں اور اہل عالیہ و کوفہ کو ربع اہل مدینہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری

یزید بن مہلب دارالامارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا اس کے ہمراہی قصر امارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر لائے یزید بن مہلب نے اس کو قید کر دیا۔ رؤسا بصرہ قبیلہ ہائے تمیم قیس اور مالک بن منذر کوفہ و شام کی طرف چلے گئے۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی شام کی جانب بھاگا اثنا راہ میں خالد قسری عمر بن یزید سے ملاقات ہوئی جو یزید بن مہلب کے لئے حمید بن عبدالملک کے ساتھ امان لے آرہے تھے مغیرہ بن زیاد نے خالد و عمر کو یزید بن مہلب کے غلبہ و تصرف بصرہ اور عدی کے قید کرنے سے آگاہ کیا پس خالد و عمر لوٹ کھڑے ہوئے ہر چند حمید نے قسم دلائی لیکن ان دونوں نے ایک بھی نہ سنی۔ خالد بن یزید بن مہلب و حماد بن ذخر کو عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا جس کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ قید ہی کی حالت میں ان دونوں نے جان بحق تسلیم کی۔

شامی لشکر کی کوفہ کو روانگی

ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نے اہل کوفہ کے لئے جائزہ انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی۔ ان کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا۔ اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کو ستر ہزار یا اسی ہزار جنگ آوران شام و جزیرے کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفے میں پہنچ کر نخیلہ میں قیام کیا۔ ایک روز عباس بن ولید اور حیان نبطی باتوں باتوں آپس میں لڑ پڑے۔

یزید بن مہلب کی ناکامی

یزید بن مہلب کو مسلمہ اور اہل شام کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اہل شام کو جنگ پر ابھارا۔ بزدلی و نامردانگی کے عواقب امور سے ڈرایا اور اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ ان میں اکثر میرے ہوا خواہ ہیں یہ خیال اہل بصرہ نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا اس کے بعد یزید بن مہلب نے اپنے عمال کو اہواز فارس اور کرمان کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔ خراسان کی گورنری پر عبدالرحمن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم کو اہل خراسان کے روکنے پر مامور کیا۔ ازد نے مدرک کی آمد سن کر اس الفانہ پر ملاقات کی اور اس سے واپس جانے کو کہا اور اپنے انجام پر نظر رکھتے ہوئے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ مدرک بے نیل مرام خراسان سے لوٹ آیا۔ بعد ازاں یزید بن مہلب نے

لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اُس نے ان کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر اُبھارا اور یہ کہ اہل شام پر جہاد کرنا ترک و دیلم پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ حسن بصری اور نضر بن انس بن مالک نے اس سے مخالفت کی اور عوام الناس نے محض اس رائے سے اتفاق ہی نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ پکڑ کر بٹھا دیا اور مسجد سے نکل آئے۔

عبدالملک بن مہلب کی پسپائی یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصرے پر اپنی طرف سے مامور کر کے واسطہ چلا آیا۔ کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے لڑکے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر پھر خروج کیا۔ اُس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفے کی طرف بڑھا عباس بن ولید نے نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا عبدالملک بن مہلب مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ بالآخر عبدالملک شکست اٹھا کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا اس اثناء میں مسلمہ کنارہ فرات پر پہنچ گیا اور پل باندھ کر دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آ پڑا۔ یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا جس میں اکثر اہل کوفہ اور کچھ لوگ مختلف سرحدوں کے تھے جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اپنی فوج آراستہ کئے ہوئے نخیلہ میں پڑا ہوا تھا۔ جاسوسوں اور محافظوں کو اہل کوفہ پر مامور کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے پاس نہ جانے پائیں اور چھوٹا سا لشکر بسرافسری صبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو امارت کوفہ سے معزول کر کے محمد بن عمرو بن ولید بن عقبہ کو مامور کیا۔ یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کرنے کا قصد کیا لیکن ہمراہیوں نے اختلاف کر کے کہا "ہم نے تو لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی غرض سے جمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے۔ اب تم شب خون مارنے کو کہتے ہو ہماری نیت نہیں ہے کہ ہم ان سے بدعہدی کریں"۔ یزید بن مہلب نے جواب دیا تف ہو تم پر تم لوگ اُن کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ کتاب و سنت پر عامل ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تم کو دھوکا دیتے ہیں اور تمھارے ساتھ فریب کرتے ہیں پس تم کو چاہیے کہ فریب دہی میں تم اُن سے بڑھ جاؤ۔ واللہ مروان کے خاندان میں اس زرد ٹڈی (مسلمہ

سے مکار و بد عہد زیادہ کوئی نہیں ہے"۔ حاضرین نے اس کے کہنے پر مطلق خیال نہ کیا۔

حسن بصری کی مخالفت

مروان بن مہلب بصرے میں لوگوں کو یزید بن مہلب کے ساتھ دینے پر اُبھار رہا تھا اور حسن بصری مخالفت کر رہے تھے حکومت وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے مروان کو یہ خبر لگی' ان لوگوں کو سختی کے ساتھ بلوا بھیجا جو لوگ حسن بصریؒ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ یہ خبر پاکر منتشر و متفرق ہوگئے اور مروان بھی ان کی تکلیف دہی سے رُک گیا۔

یزید بن مہلب کا قتل

آٹھ روز تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلے پر بلا جدال وقتال پڑے رہے لڑیں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے صف آرائی کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا۔ جنگ چھڑتے ہی حد سے زیادہ سخت ہوگئی۔ مسلمہ نے پل کو جلوا دیا میدان جنگ دھوئیں سے بھر گیا۔ یزید بن مہلب کی فوج یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی یزید اور اس کے ہمراہی شکست خوردوں کو مارنے لگے۔ لیکن ہمت ہارے ہوئے سپاہی نہ لوٹے یزید اُن کی مراجعت سے نااُمید ہو کر لوٹا اور پیادہ پا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ لوگوں نے کہا "تمھارا بھائی حبیب مارا گیا"۔ یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کر کہا "لطف زندگی نہ اس کے بعد ہے اور نہ شکست کے بعد" او شمشیر بکف لشکر شام کو مارتا اور ان کی صفوں کو چیرتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا۔ لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر اُس کو اور اُس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا جس میں اُس کا بھائی محمد بھی تھا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مسلمہ نے یزید کا سر خالد بن ولید بن عقبہ کے ہمراہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یزید کو ہذیل بن زفر بن حرث کلابی نے قتل کیا تھا لیکن بہ وجہ تکبر گھوڑے سے سر کاٹنے کو نہ اُترا اسی وجہ سے کسی غیر شخص نے یزید کا سر اُتارا تھا۔

مفضل بن مہلب کی واپسی

مفضل بن مہلب دوسری جانب لڑ رہا تھا اُس کو نہ یزید کے قتل کا حال معلوم تھا اور نہ اس کے ہمراہیوں کے بھاگنے کا۔ تھوڑی دیر تک جنگ کرتا رہا کسی وقت اُس کے ہمراہی پسپا ہو کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ اور کسی وقت سینہ سپر ہو کر حملہ کرتے تھے یہاں تک کہ مفضل کو ان لوگوں کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی لوگ یہ سنتے ہی متفرق و منتشر ہو گئے

اور مفضل واسط کی جانب چلا گیا۔

اسیرانِ جنگ کا انجام

مفضل جونہی میدان جنگ سے ہٹا اہلِ شام یزید بن مہلب کے لشکر گاہ میں گھس پڑے تھوڑی دیر تک ابورو بہ سردار مرجیہ اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے لڑتا رہا آخرالامر لشکرِ شام کا مقابلہ نہ کر سکا میدان جنگ خالی چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو گرفتار کر کے کوفے کی جانب روانہ کیا اُس کے بعد یزید بن عبدالملک کا ایک فرمان بنام محمد بن عمر بن ولید قیدیوں کے قتل کی بابت آپہنچا محمد بن عمر بن ولید نے عریان بن ہثیم (افسر پولیس) کو اُن کے قتل پر مامور کیا اسّی آدمی بنو تمیم کے مارے جا چکے تھے کہ یزید بن عبدالملک کا دوسرا فرمان قیدیوں کی خطائیں معاف کرنے کا آگیا اور باقی ماندہ قیدی چھوڑ دیئے گئے۔

بنو مہلب کی روانگی قندابیل

کامیابی حاصل کرنے کے بعد مسلمہ۔ حیرہ میں آکر مقیم ہوا۔ واسط میں یزید کے مارے جانے کی خبر آئی تو اُس کے لڑکے معاویہ نے عدی بن ارطاۃ، محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک و عبدالملک پسران مسمع کو مع تیس آدمیوں کے قتل کر ڈالا اور مال و خزانہ لے کر بصرے کا رُخ کیا اُس کا چچا مفضل بھی یہ خبر پاکر اُس سے آملا اور کل بنو مہلب کو کشتیوں پر سوار کرا کے قندابیل کو روانہ ہو گیا۔ قندابیل میں وداع بن حمید ازدی والی تھا جس کو یزید بن مہلب نے مامور کیا تھا اس شرط پر کہ اگر اس کو بمقابلہ مسلمہ کے شکست ہوگی تو وداع بن حمید اُس کے اہل و عیال کو پناہ دے گا۔ غرض رفتہ رفتہ مفضل و معاویہ مع اپنے اہل و عیال کے جبال کرمان میں جا اترے اور شکست خوردہ چاروں طرف سے آآکر جمع ہونے لگے۔ مسلمہ نے مدرک بن حبیب کلبی کو مفضل کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا۔ مفضل اور اُس کے ہمراہی لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ مدرک بھی لشکر کی صفیں مرتب کر کے بھڑ گیا۔ مفضل کے ہمراہیوں میں سے نعمان بن ابراہیم بن اشتر، محمد بن اسحاق بن محمد بن اشعث مارے گئے اور ابن صول والی قہستان گرفتار کر لیا گیا۔ عثمان بن اسحاق بن محمد بن اشعث بھاگ کر حلوان پہنچا لیکن اس اجل رسیدہ کو حلوان بھی پناہ نہ دے سکا مسلمہ کے آدمیوں نے سر اتار کر حیرہ میں مسلمہ کے پاس بھیج دیا۔ چند لوگ ابن مہلب کے ہمراہیوں میں سے اپنے کئے پر پشیمان ہو کر واپس آئے۔ امان چاہی۔ مسلمہ نے اُن کو امان دی، منجملہ امان چاہنے والوں کے مالک

بن ابراہیم بن اشتر اور درد بن عبداللہ بن حبیب سعدی تمیمی تھا، بقیہ آل مہلب مع اپنے ہمراہیوں کے قندابیل روانہ ہو گئے۔ قندابیل کے قریب پہنچے تو وداع بن حمید نے قندابیل میں داخل ہونے سے روکا مگر اس قدر ضرور سلوک کیا کہ آل مہلب کے ساتھ ہو کر اُن کے دشمنوں سے لڑنے کو نکلا۔

معرکۂ قندابیل

مسلمہ نے شکست کے بعد آل مہلب۔ مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا تھا۔ اور آل مہلب کے تعاقب میں ہلال بن احوز تمیمی کو روانہ کیا تھا۔ مقام قندابیل میں آل مہلب سے مڈبھیڑ ہو گئی جنگ کا بازار ہنوز گرم نہ ہونے پایا تھا کہ ہلال بن احوز تمیمی نے امان کا جھنڈا اڑایا۔ وداع بن حمید و عبدالملک بن ہلال (جو آل مہلب کے میمنہ و میسرہ پر تھے) امان کی طرف جھک پڑے۔ لوگ یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ میدان جنگ کو خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے سب کے سب تلواریں نیام سے کھینچ کر کود پڑے اور تھوڑی دیر لڑ لڑ کر فرش زمین پر موت کی نیند سو رہے مفضل، عبدالملک، زیاد، مروان پسران مہلب، معاویہ بن یزید بن مہلب منہال بن ابی عیینہ بن مہلب عمرو و مغیرہ پسران قبیصہ بن مہلب اس معرکے میں کام آئے اور ابو عیینہ بن مہلب عمر بن یزید بن مہلب اور عثمان بن مفضل بھاگ کر رتبیل بادشاہ ترک کے پاس جا پہنچے۔

بنو مہلب کا انجام

خاتمہ جنگ کے بعد ہلال بن احوز نے مقتولین کے سر مع عورتوں اور قیدیوں کے مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا یزید نے ان سب کو عباس بن ولید کے ہمراہ حلب میں بھیج دیا عباس نے مقتولین کے سروں کو شارع عام پر نصب کر دیا مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنے کا قصد کیا چنانچہ جراح بن عبداللہ حکمی نے ایک لاکھ درہم پر خرید کر کے رہا کر دیا لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہ لی۔ باقی رہے بنو مہلب کے قیدی[1] وہ جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچے اور یہ تعداد میں تیرہ آدمی تھے یزید بن عبدالملک نے قتل کا حکم دیا یہ سب مہلب کی نسل سے تھے عیینہ بن مہلب کو اُس کی بہن ہند بنت مہلب نے امان حاصل کر کے بچا لیا اور عمرو عثمان ایک زمانہ دراز

---

[1] قیدیان بنو مہلب جو بحکم یزید بن عبدالملک مارے گئے ان کے اسماء یہ تھے معارک و عبداللہ و مغیرہ و مفضل و منجاب اولاد یزید بن مہلب اور درید و حجاج و غسان و شبیب و فضل اولاد مفضل بن مہلب اور مفضل بن قبیصہ بن مہلب کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

تک رتبیل کے پاس مقیم رہے یہاں تک کہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دی اور وہ اُس کے پاس خراسان میں آ گئے۔

امارت عراق وخراسان پر مسلمہ کا تقرر

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جنگ بنو مہلب سے فارغ ہوا یزید بن عبدالملک نے اُس کو عراق وخراسان کی گورنری مرحمت کی بصرہ وکوفہ کی حکومت بھی اُس کے سپرد کر دی پس اُس نے اپنی طرف سے کوفے پر محمد بن عمر بن ولید کو مامور کیا اس سے پیشتر بعد بنو مہلب کے امارت بصرہ پر شبیب بن حرث تمیمی متعین تھا بجائے اُس کے مسلمہ نے عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو روانہ کیا۔ پولیس کی افسری عمر بن یزید تمیمی کو دی عبدالرحمٰن بن سلیم نے بصرہ میں پہنچ کر بنو مہلب کے ہمراہیوں اور ہواخواہوں سے میل جول بڑھایا مسلمہ نے اُس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرے کی امارت پر مامور کیا اور عمر بن یزید کو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا اور خراسان پر اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ[1] کو مامور کیا۔

سعید بن عبدالعزیز

سعید بن عبدالعزیز نے خراسان پہنچ کر شعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کی ولایت پر بھیج دیا شعبہ بن ظہیر نے سمرقند پہنچ کر صغد پر چڑھائی کی اہل صغد زمانہ حکومت عبدالرحمٰن بن نعیم میں باغی ہو گئے تھے شعبہ کے پہنچتے ہی پھر مصالحت کر لی۔ شعبہ نے عرب کو جو وہاں مقیم تھے سخت وسست کہا اور بزدلی کا الزام لگایا ان لوگوں نے معذرت کی کہ یہ بزدلی ان کے امیر علی بن حبیب عبدی کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ اس کے بعد سعید بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کو قید کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کو رہا کر کے یزید بن مہلب کے مقرر کیے ہوئے عمال کو قید خانے میں بھیج دیا۔ اس الزام میں کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعض ان میں سے حالت قید ہی میں مر گئے اور بعض قید خانے میں مصائب کے دن جھیلتے رہے یہاں تک کہ ترک و صغد نے سعید سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کی اس وقت سعید نے ان کو بھی رہا کر دیا۔

---

[1] سعید خذینہ کے لقب سے اس وجہ سے ملقب ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں گیا اس وقت یہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے پاس رنگین منبر رکھا ہوا تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت کیا تو نے امیر کو کیسا دیکھا؟ جواب دیا "خذینہ" اور خذینہ دہقانہ مالکہ مکان کو کہتے

ہشام اور ولید کی ولیعہدی

جن دنوں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ایک لشکر یزید بن مہلب کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ اہل عراق بڑے غدار ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ آپ کے بعد یہ لوگ ہاتھ پاؤں پھیلائیں گے اور اس وجہ سے ہمارے قوی مضمحل ہو جائیں گے پس آپ عبدالعزیز بن ولید کو ولیعہد بنا جائیے۔ مسلمہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے حاضر ہو کر عرض کیا "امیر المومنین! آپ کا بھائی ولیعہدی کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ آپ کا لڑکا ابھی سن شعور کو نہیں پہنچا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ ہشام اور اُس کے بعد اپنے لڑکے ولید کو ولیعہد مقرر فرمائیے" ولید کی عمر اس وقت گیارہ برس کی تھی چنانچہ یزید بن عبدالملک نے ہشام بن عبدالملک اور ہشام کے بعد ولید بن یزید کی ولیعہدی کی بیعت لی۔ اتفاق سے یزید بن عبدالملک کی حیات ہی میں ولید بالغ ہو گیا جب وہ اُس کو دیکھتا تھا تو کہہ اٹھتا تھا اللہ بینی و بین من جعل ھشاما بینی و بینک

ترکوں کی شورش

سعید بن عبدالعزیز گورنر خراسان ہو کر آیا تو اہل خراسان نے اُس کی عشرت پسندی کی وجہ سے اُس کو کمزور خیال کر کے حزینہ کے لقب سے ملقب کیا اُس نے سمرقند پر شعبہ کو ابتداً مامور کیا تھا جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر اُس کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر کو مقرر کیا۔ ترکوں نے اُس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ خاقان نے اُن سب کو جمع کر کے صغد کی طرف بسرافسری کورصول روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ قصر باہلی پہنچے وہاں ایک سو خاندان تھے جن میں اُن کی عورتیں بھی تھیں ان لوگوں نے عثمان بن عبداللہ والی سمرقند کو اس سے مطلع کیا اور پھر اس خوف سے کہ کمک کے آنے میں شاید تاخیر ہو گی چالیس ہزار پر ترکوں سے مصالحت کر لی اور سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت کے اُن کے حوالے کر دیا۔

مسیب بن بشر

عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سُن کر لشکر کو مرتب کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ (جس میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے) مسیب بن بشر ریاحی کو روانہ کیا مسیب نے تھوڑی دور چل کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص جنگ کا قصد رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو اُس کو لازم ہے کہ آگے بڑھے۔ ہمراہیوں میں ایک ہزار آدمی لوٹ کھڑے ہوئے رکوس ڈیڑھ

کوس چل کر حلیب نے پھر اسی فقرے کو دوہرایا ایک ہزار اور لوٹ پڑے پھر ایک کوس ڈیڑھ کوس راہ طے کرنے کے بعد اسی فقرے کو کہا تو ایک ہزار دیلمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ الغرض مسیب نے باقی ماندہ فوج لئے ہوئے ترکوں سے دو کوس کے فاصلے پر قیام کیا۔ ایک دہقان نے حاضر ہو کر عرض کیا "جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہاری آمد سن کر ان کو قتل کر ڈالا ہے اور کل بالضرور وہ جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو جنگی سپاہی ہیں اور وہ تمہاری کمک کو حاضر ہیں"۔

عبدالملک بن وثار

مسیب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص (ایک عجمی اور ایک عربی) کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ رات نہایت تاریک تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ پہچان سکتا تھا قصر کے قریب پہنچ کر ان دونوں شخصوں نے پکارا اہل قصر میں سے کسی نے ڈانٹ کر کہا "چپ ہو جاؤ کیوں شور مچاتے ہو" مخبروں نے جواب دیا "تم فلاں شخص، عبدالملک بن وثار، کو بلاؤ ہم ان سے کچھ کہنے کو آئے ہیں" عبدالملک بن وثار آ گیا ان لوگوں نے مسیب کے لشکر کے آنے کا حال بتلایا اور دریافت کیا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟ عبدالملک بن وثار نے کہا "مقابلہ کا کیا ذکر ہے ہم نے تو اپنے کو مردہ سمجھ لیا" مخبروں نے واپس ہو کر مسیب کو اس سے مطلع کیا۔ مسیب نے ترکوں پر شب خون مارنے کا قصد کیا۔ ہمراہیوں نے کہا ہم لوگ مر کر میدان جنگ سے اٹھنے پر بیعت کرتے ہیں مسیب نے کوچ کا حکم دیا۔ پورا دن چلنے ہی میں گذارا۔ رات آتے ہی ٹھہر گیا اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا قریب صبح پھر ان کو ایک پرجوش تقریر سے ابھار کر بولا کہ دیکھو تمہارا شعار "یا محمد" ہوگا تم لوگ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا۔ سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں جانا اور اپنے جانوروں کو ذبح کر ڈالو تاکہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی رفع ہو جائے اور جی توڑ کر لڑو تم میں کچھ کمی نہیں ہے سات سو اسلامی تلواریں ایک لشکر کے تباہ کرنے کو کافی ہیں گو وہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

ترکوں کی پسپائی

لشکریوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی اور سپیدئ سحر کے نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے لشکر ترک پر برق کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مسیب اپنے لشکر کے آگے آگے رجز کے اشعار پڑھتا جاتا تھا اور اس کے ہمراہی حملے پر حملے کرتے جاتے تھے ترکوں کو جواب دینا دشوار ہو گیا بڑے بڑے نامور ترک اس معرکے میں کام آ گئے۔ باقی ماندہ میدان جنگ سے جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

مسیب کے منادی نے پکار کر کہا "بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو، قصر کی طرف بڑھو اور اُن میں جس کو اپنا مخالف پاؤ قتل کر ڈالو، جس طرح ممکن ہو نہر کا پانی نکال ڈالو، جو شخص کسی عورت یا ضعیف یا لڑکے کو اپنے ہمراہ لے جائے گا اُس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا۔ اور اگر اس کو اس پر قناعت نہ ہوگی تو چالیس درہم دیئے جائیں گے"۔ پس مسیب کے سپاہیوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اہل قصر کو سمرقند اٹھا لائے اور ترکی فوج اگلے دن اپنا سامنہ لے کر لوٹ گئی ایک ترک بھی نہیں دکھائی دیتا تھا۔ عساکر اسلامیہ ان کے مقتولین کی کثرت دیکھ دیکھ کر کہتے تھے۔ کم من الذین جاؤنا بالامس۔

جنگ صغد

صغد کی عہد شکنی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ آنے کے بعد سعید نے اُن پر حملہ کرنے کے قصد سے عساکر اسلامیہ کا جائزہ لیا اور سامان ضروری مہیا کر کے نہر عبور کی ترکوں اور صغد کے ایک گروہ سے مقابلہ ہو گیا عساکر اسلام نے ان کو پہلے ہی حملے میں شکست دی، سعید نے لشکر کو اُن کے تعاقب سے یہ کہہ کر کہ "یہ لوگ جباۃ[1] امیر المومنین ہیں" روکا ابتداً لشکری رُک تو گئے لیکن پھر اُس وادی کی طرف بڑھ گئے جو اُن کے اور مرج کے درمیان میں واقع تھی اور عمرہ اُس پر یہ ہوا کہ لشکر کا بعض حصہ اس وادی کو بھی طے کرنے لگا۔ ترک پہلے ہی سے کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے عساکر اسلام کو وادی سے گزرتا ہوا دیکھ کر نکل پڑے مسلمانوں کو شکست ہوئی بھاگ کر وادی کے کنارے پر پہنچے۔

بعض کا بیان ہے کہ جن کو شکست ہوئی تھی وہ مسلمانوں کے مسلحہ تھے اور منجملہ ان لوگوں کے جو اس اتفاقی واقعہ میں کام آئے شعبہ بن ظہیر مع پچاس آدمیوں کے تھا ہنوز ترکوں کے ہاتھ مسلمانوں کے قتل و غارت سے نہ رُکنے پائے تھے اور وہ بیچارے اس ناگہانی زبردست حملہ سے پریشان ہو کر بھاگے جا رہے تھے کہ امیر لشکر مع بقیہ فوج کے آ گیا ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی لشکر شب خون مارنے کو بھیجتا اور وہ کامیاب ہو کر مال غنیمت

---

[1] "جباۃ امیر المومنین کے معنی یہ ہیں کہ امیر المومنین ان سے مال لیتے ہیں اُن کے استیصال میں امیر المومنین کا نقصان ہے۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۸۱ مطبوعہ مصر۔

اور قیدیوں کو لیے ہوئے واپس آتا تو قیدیوں کو رہا کرا دیتا اور لشکریوں پر بھی ناراض ہوتا تھا سعید کی انھیں حرکات نے لوگوں میں بددلی پیدا کر رکھی تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ لوگ اس کے کمزور کرنے کی کوشش میں تھے۔

حیان نبطی کا خاتمہ

اسی جنگ میں سورہ بن الجبر اور حیان نبطی میں ناچاقی ہوگئی تھی۔ اور یہی سبب اس کی موت کا ہوا، اس وجہ سے کہ سعید نے جس وقت عساکر اسلام کو صغد کے تعاقب سے روکنے کا حکم دیا تھا سورہ نے پکار کر کہا تھا "اے حیان ان لوگوں کے تعاقب سے واپس آ" حیان بولا اللہ تجھے غارت کرے ہم ان کو نہ چھوڑوں گا" سورہ نے پھر چلّا کے کہا "اے نبطی لوٹ آ" حیان نے چلا کر جواب دیا "اللہ تجھے روسیاہ کرے کیوں چلاتا ہے" سورہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی واپسی کے بعد سعید کو یہ فقرہ دیا کہ اسی (حیان) نے خراسان کو قتیبہ کا مخالف بنایا تھا اور عجب نہیں کہ تم پر بھی یہ کوئی وار کرے اور کسی قلعہ مستحکم میں جا کے پناہ گزیں ہو جائے، سعید اس دم پٹی میں آکر سورہ سے کہنے لگا۔ دیکھو ان باتوں کو کوئی نہ سننے پائے۔ بعد ازاں حیان کو اپنی مجلس میں بلا کر دودھ پینے کو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پیتے کے ساتھ ہی پاؤں لڑکھڑا گئے۔ سعید نے ایک لات مار کر گرا دیا چند راتیں زندہ رہ کر مر گیا۔

مسلمہ کی معزولی

مسلمہ بن عبدالملک شروع زمانہ گورنری سے عراق وخراسان کے خراج کا کوئی حصہ دارالخلافہ دمشق کو نہیں بھیجتا تھا اور یزید بن عبدالملک اس کے معزول کرنے سے حجاب کرتا تھا لیکن ایک مدت کے غور و فکر کے بعد لکھ بھیجا کہ کسی کو اپنے صوبے پر مامور کر کے چند روز کے لئے چلے آؤ۔ چنانچہ مسلمہ ۱۰۲ھ یا ۱۰۳ھ میں دمشق کی جانب روانہ ہوا اثناء راہ میں عمر بن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی۔ عند الاستفسار عمر بن ہبیرہ نے کہا مجھے امیر المومنین نے بنو مہلب کے مال واسباب کے ضبط کرنے کو بھیجا ہے، مسلمہ اس فقرے میں آ گیا لیکن ایک ہمراہی اس کو تاڑ گیا تخلیہ میں مسلمہ سے کہنے لگا۔ "امیر المومنین کا ابن ہبیرہ کو جزیرے سے طلب فرما کر ایسے متبذل کام کے لئے عراق روانہ کرنا نہایت تعجب خیز امر ہے" مسلمہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے عمال کو معزول کر دیا۔

لہ اس کا نام عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

عمر بن ہبیرہ عمر بن ہبیرہ بہت چالاک اور ہوشیار آدمی تھا حجاج اُس کو لشکر کے ساتھ اکثر روانہ کرتا تھا جن دنوں مطرف بن مغیرہ نے حجاج سے سرکشی کی تھی حجاج نے جو لشکر مطرف کی سرکوبی کو بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہی مطرف کو قتل کر کے سر اُتار لایا تھا اور حجاج نے اُس کو سر دے کر عبدالملک کے پاس روانہ کیا تھا۔ عبدالملک نے اس صلے میں دمشق کے قریب ایک مسلم قریہ (گاؤں) جاگیر میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے عمر ہبیرہ کو کردم ابن مرثد فزاری کے پاس مال لینے کو بھیجا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہ گیا۔ بلکہ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا اور یہ بہانہ کیا کہ میں نے حجاج کے چچا زاد بھائی کو مار ڈالا ہے اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عبدالملک نے اس حال میں آکر پناہ دیدی حجاج کو یہ خبر لگی تو اُس نے ابن ہبیرہ کا کردم سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ بھیجا اور اس کے گرفتار کرنے کی درخواست کی۔ لیکن عبدالملک نے اس پر توجہ نہ کی یہ اور اُس کے لڑکے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور انہوں نے اپنی طرف سے ابن ہبیرہ کو روم بر آرمینیہ کی جانب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی رومیوں کے سات سو آدمیوں کو ایک خونریز لڑائی کے بعد گرفتار کر لایا۔ پھر یزید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں ابن ہبیرہ نے اُس کی محبوبہ "حبابہ" سے گورنری عراق کی سفارش کرائی چنانچہ مسلمہ بن عبدالملک کی جگہ پر مامور کر دیا گیا۔

سعید خذینہ کی معزولی ابن ہبیرہ جوں ہی خراسان و عراق کے گورنری سے ممتاز کیا گیا مجشر بن مزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمر لیثی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سعید خذینہ کی شکایت پیش کی جو خراسان و عراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اُس کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمر حریشی[1] کو مقرر کیا۔ سعید کے پہنچتے ہی سعید خذینہ چارج دے کر بلا کسی تعرض کے خراسان سے روانہ ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلامی عساکر اور دشمنان دین میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور

[1] یعنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھا۔ منہ

مسلمانوں کے پاؤں ڈگمگا چلے تھے۔ سعید حریشی نے سب کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جہاد کی فضیلت بیان کی اور اُن کو سینہ سپر ہو کر لڑنے پر اُبھارا۔ صغد یہ سُن کر ڈر گئے۔ کیونکہ انھوں نے خذینہ کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صغد نے کہا تُوڑنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے اور آباد ہونے اور اُس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا وعدہ کرو۔ مزید اطمینان کے لئے چند لوگوں کو اُس کے سپرد کر دو۔ اہل صغد نے اس کو منظور نہ کیا اور اس بات پر راضی اور متفق ہوئے کہ بادشاہ فرغانہ سے پناہ طلب کی جائے اور اُسی کے جوار میں چل کر قیام کیا جائے۔ مجبوراً بادشاہ صغد بھی اہل صغد کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کے خجندہ پہنچا اور بادشاہ فرغانہ سے شعب عصام میں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی بادشاہ فرغانہ نے کہلا بھیجا کہ تیس یا چالیس روز تک صبر کرو کہ شعب عصام تمھارے لئے خالی کیا جائے فی الحال تمہارے پاس تمھارے ٹھہرنے کے لایق کوئی مقام نہیں ہے۔

اہل صغد پر فوج کشی ہنوز میعاد تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۰۴ھ کا دور آ گیا اور سعید حریشی نے اہل صغد پر چڑھائی کر دی نہر کو عبور کر کے قصر ریح پر جا ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔ بادشاہ فرغانہ کے چچازاد بھائی نے حاضر ہو کر اہل صغد کے حال سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ وہ لوگ ابھی خجندہ میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرغانہ کے امان میں داخل نہیں ہوئے۔ سعید حریشی نے اُس کے ساتھ عبدالرحمٰن قشیری کو بسرافسری ایک لشکر کے روانہ کیا۔ اور اس کی روانگی کے بعد خود بھی اُس کے پیچھے ہی پیچھے چل کھڑا ہوا اور جب اسلامی لشکر خجندہ پہنچا اہل صغد مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر اہل صغد شکست کھا کر بھاگے۔ اور بمصداق چاہ کندرا چاہ در پیش غلطی سے اسی راستہ کو اختیار کیا جس میں خندق کھود کر مٹی اور نے سے مسلمانوں کے گرنے کے لئے پاٹ دیا تھا اللہ جل شانہ نے ان ہی لوگوں کو خندق میں گرا دیا۔ باقی جو رہے اُن کو حریشی نے اپنے حصار میں لے لیا۔ اہل صغد نے گھبرا کر بادشاہ فرغانہ سے امان طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے صاف جواب دے دیا کہ تمھاری اور ہماری یہ شرط قرار پائی تھی کہ قبل میعاد مقررہ ہم تم کو امان نہ دیں گے اور ہنوز وہ میعاد تمام نہیں ہوئی۔ انھوں نے مجبور ہو کر سعید حریشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔ ایک یہ کہ جس قدر

عرب اُن کے قیدیوں میں ہیں حریشی کو واپس دیدیں گے دوسرے یہ کہ بقایا خراج ادا کردیں گے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص خجندہ میں قیام پذیر نہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر کوئی امر خلاف معاہدہ کریں یا کسی قسم کی پیش قدمی کریں تو اُن کا خون مباح ہو جائے گا۔ حریشی نے ان شرائط کو منظور کرلیا۔

اہل صغد کا انجام اہل صغد خجندہ سے نکل کر اسلامی لشکرگاہ میں آئے اور اُن کے امن کے جھنڈے کے نیچے فروکش ہوئے اس کے بعد ہی حریشی کو یہ خبر لگی کہ اہل صغد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر ڈالا ہے حریشی نے تفتیش کے بعد قاتل کو سزائے قتل دی اس بنا پر رؤسائے صغد میں سے ایک شخص نے علم بغاوت بلند کردیا چند سپاہیوں نے اس کے فرو کرنے کی کوشش کی لیکن نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے اہل صغد نے مسلمان قیدیوں کو جو اُن کے پاس تھے اور تعداد میں تقریباً ڈیڑھ سو تھے قتل کر ڈالا عساکر اسلامیہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا نہایت سختی سے اُن کا محاصرہ کر کے لڑنے لگے۔ اہل صغد کے پاس آلات حرب نہ تھے وہ لکڑیوں اور پتھروں سے مقابلہ کررہے تھے تین ہزار یا سات ہزار اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لڑکر میدان جنگ میں تلوار اور نیزے کے سایہ میں موت کی نیند سو رہے۔ حریشی نے ایک اطلاعی عرضی یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو اس سے مطلع نہ کیا۔ یہی امر ایسا واقع ہوا کہ جس سے عمر بن ہبیرہ کو حریشی سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔

اہل کش سے مصالحت اس کامیابی کے بعد سعید حریشی نے ایک چھوٹا سا لشکر بسر افسری سلیمان بن ابی السری قلعہ صغد کی طرف روانہ کیا جس میں خوارزم شاہ و بادشاہ آجرون و سومان وغیرہ بھی تھے۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مسیب ابن بشر ریاحی تھا اہل قلعہ اُن کی آمد سن کر لڑنے کو آئے اور پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر قلعہ میں جا چھپے سلیمان نے محاصرہ ڈال دیا اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی شرط یہ قرار پائی کہ اہل قلعہ سے تعرض نہ کیا جائے، جو مال و اسباب ہے اس کو لے لیں سلیمان نے اس شرط سے مصالحت کرلی اور حریشی کو اس سے مطلع کیا حریشی نے ایک شخص کو اس کام کی انجام دہی پر مامور کیا۔ پس اہل قلعہ حسب قرارداد شرط قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد حریشی نے کش پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اہل کش نے دس ہزار آدمیوں

پر مصالحت کر لی حریشی نے اُس کے وصول کرنے پر نصر بن سیار کو متعین کیا اور کش و نسف کے جنگ وہاں کی سلیمان بن السری کو افسری دی۔ اُس کے بادشاہ قسطری کو امان دے کر قلعہ سے بلایا اور اپنے ہمراہ لئے ہوئے مرو کو روانہ ہوا اثنا رراہ میں اُس سے بدظن ہو کر قتل کر ڈالا۔

معرکہ مرج حجارہ جزیرہ و آرمینیہ سے ابن ہبیرہ کے چلے جانے کے بعد ثبیت بہرانی عساکر اسلامیہ کا امیر بنایا گیا خزر یعنی ترکمان، نے اُس کے مقابلے کی غرض سے بہت بڑا لشکر مرتب کیا ترک کے مختلف اقوام مثل قفچاق وغیرہ نے بھی بھائیوں کی کمک پر کار آزمودہ جنگ آوروں کو بھیجا مقام مرج حجارہ میں صف آرائی کی نوبت آئی اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں عساکر اسلامیہ کو شکست ہو گئی ترکوں نے مسلمانوں کے لشکر گاہ میں گھس کر جو پایا لوٹ لیا۔

جراح بحیثیت گورنر آرمینیہ و جزیرہ مسلمانوں کا لشکر شکست پا کر دمشق میں یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ یزید بن عبدالملک نے آرمینیہ و جزیرہ کی سند گورنری جراح بن عبداللہ الحکمی کو دی اور ایک بہت بڑے لشکر کو اُس کی امداد پر متعین کیا چنانچہ جراح حسب حکم یزید بن عبدالملک خزر سے لڑنے کو چلا خزر یہ سن کر باب والابواب کی طرف لوٹ گیا اور جراح نے بروعہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر اُن کی طرف کوچ کیا۔ نہر کر کو عبور کرکے پڑاؤ کر دینے کی خبر مشہور کر دی تاکہ ترکوں کے جاسوس واپس چلے جائیں، جوں ہی رات ہوئی جراح نے ”الرحیل“ ”الرحیل“ کی ندا کرا دی اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہوتے شہر باب پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ ترک بھی نہایت مردانگی سے اُن کے مقابلے پر آئے اُس لشکر کا سردار اُن کا شاہزادہ تھا نہر ر آن[1] پر لڑائی ہوئی۔ ایک بڑی خوں ریزی کے بعد ترکمان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے اُن کے لشکر گاہ کو لوٹ کر قلعہ حصین پر دھاوا کر دیا اہل قلعہ نے جزیہ دے کر اپنی جان بچائی اور جراح نے اُن لوگوں کو قلعہ سے نکال کر دوسرے شہر بھیج دیا۔

بلنجر کی فتح اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ کئے

[1] کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم میں ران لکھا ہے۔

بہے شہر کے ارد گرد چکر لگاتا رہا ساتویں روز اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ جراح نے انتظاماً ان سے بھی شہر خالی کرا کے دوسرے مقام پر بھیج دیا اور لشکر کو از سر نو مرتب کر کے بلنجر پر جا پہنچا ترکوں نے بڑی بے جگری سے مقابلہ لیا لیکن عساکر اسلامیہ کی خارا شگاف تلواروں اور نوک دار نیزوں نے بلنجر کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کر فتح کر لیا۔ فتح مند لشکر نے جو کچھ قلعہ میں تھا لوٹ لیا تقسیم کے وقت تین تین سو دینار سواروں کے حصے میں آئے جو قیمت میں تقریباً تین ہزار تھے اس کے بعد جراح نے والی قلعہ بلنجر کو اپنی طرف سے قلعہ سپرد کر دیا۔ اور اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب کو واپس دے دیا۔ اس خدمت کے صلے میں کہ وہ کفار کی حرکات و سکنات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا والی قلعہ بلنجر نے کمال آشکر کے ساتھ اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجر سے کوچ کر کے قلعہ وبندر[1] پر جا اترا جہاں کہ ترکوں کے ایک ہزار خاندان آباد تھے اہل قلعہ نے فوراً تاوان جنگ اور جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ترکمانوں نے جمع ہو کر عساکر اسلامیہ کے راستے روک لیے والی قلعہ بلنجر نے جراح کو اس سے آگاہ کیا جراح نے رستاق سی میں قیام کیا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں ایک اطلاعی عرض داشت بھیج دی جس میں اپنی فتوحات کو بالتفصیل لکھا تھا اور ترکوں کی بدعہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی۔ یزید بن عبدالملک کے عمر کا یہ آخری مرحلہ تھا اس وجہ سے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے کمک بھیجی اور اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی

عبدالرحمٰن بن ضحاک زمانہ عمر بن عبدالعزیز سے حجاز کی گورنری پر تھا تین برس تک اس عہدے پر رہا بعد ازاں فاطمہ بنت الحسین کی لڑکی سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا بے دھڑک خطبہ کرنے کی غرض سے خدمت عالیہ میں جا پہنچا۔ آپ نے اس سے انکار کیا اس پر عبدالرحمٰن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ "میں تمہارے لڑکے عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو شراب خواری کے الزام میں دُرّے پٹواؤں گا" فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

---

[1] کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر میں وبندر لکھا ہے۔

مدینہ منورہ کی دیوان پر ایک شخص ابن ہرمز نامی شام کا رہنے والا تھا جو اسی زمانہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں حساب سمجھانے کو جا رہا تھا۔ فاطمہ بنت الحسین کی صاحبزادی نے اس سے رخصت ہوتے وقت برسبیل تذکرہ فرمادیا تھا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہنچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیرالمومنین کو اُس سے آگاہ کر دینا ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے ایک قاصد بھی مع اپنے نامہ کے یزید کے پاس بھیجا حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبدالملک کے پاس اُس وقت پہنچا جب کہ ابن ہرمز بیٹھا ہوا تھا مدینہ کے حالات بیان کر رہا تھا حاجب نے حاضر ہو کر عرض کیا "فاطمہؓ بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے" یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا۔ یزید بن عبدالملک نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اس قسم کا پیام لے کر آیا ہے اور اُس سے مجھے مطلع نہیں کرتا" ابن ہرمز نے معذرت کی اس اثناء میں فاطمہؓ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کر خط دیا یزید بن عبدالملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ہاتھ میں خیزران کی ایک چھڑی تھی اس سے زمین کو کھودنے لگا پھر غضب آلود ہو کر بولا "ابن ضحاک نے ایسی بڑی دلیری کی کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ابن ضحاک کو اس قدر تکلیف دے کر اُس کی آواز میرے کان تک آئے" حاضرین نے عرض کیا "عبدالواحد بن عبداللہ قسری" یزید بن عبدالملک نے اپنے دست خاص سے عبدالواحد کو لکھا "میں نے تجھے مدینہ کی گورنری دی اس خط کے دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جاؤ۔ اُس کو معزول کر دے اور اُس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کر اور اس قدر اُس کو اذیت دے کہ اُس کی آواز مجھے سنائی دے در آنحالیکہ میں اپنے بستر استراحت پر ہوں۔"

امارت حجاز پر عبدالواحد کا تقرر

قاصد یہ فرمان لئے ہوئے سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا ابن ضحاک یہ سُن کر گھبرا اٹھا قاصد کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے کل واقعہ بیان کر دیا ابن ضحاک اُسی وقت مدینہ منورہ چھوڑ کر مسلمہ بن عبدالملک کے دامن عاطفت میں جا چھپا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے یزید بن عبدالملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی یزید بن عبدالملک نے

معافی سے انکار کیا تب مسلمہ بن عبدالملک نے اُس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ واپس کر دیا۔

ابن ضحاک کا انجام

عبدالواحد اُس کو حسب ہدایت یزید بن عبدالملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا۔ دانے دانے کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا تھا۔ چونکہ اُس نے انصار کو اپنے زمانہ حکومت میں بے حد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اُس کی ہجو میں قصائد لکھے عبدالواحد قسری اہل مدینہ سے بحسن سلوک پیش آتا تھا۔ چھوٹے بڑے سب اس سے راضی تھے قاسم و سالم پسران عبداللہ بن عمرؓ اُس کے ہر کام میں مشیر تھے۔ اُس کی تقرری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔

سعید حریشی کی معزولی

سعید حریشی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا لیکن اُس سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا جب کبھی عرض و معروض کی ضرورت ہوتی براہ راست خلیفہ کی خدمت میں اپنے مراسلات بھیج دیا تھا اور براہ طنز ابن ہبیرہ کی کنیت ابو المثنیٰ رکھ لی تھی ابن ہبیرہ کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی حریشی پر ایک جاسوس مقرر کر دیا جو حریشی کے حالات اس سے زیادہ دیکھے اور پائے گئے جو ابن ہبیرہ کو پہلے معلوم ہو چکے تھے اس وجہ سے ابن ہبیرہ نے اُس کو معزول کر دیا اور اس قدر ایذادی کہ اُس نے زر جرمانہ ادا کر دیا۔ اور یہاں ہم اُس کے قتل کا بھی قصد کر لیا تھا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر رک گیا۔

مسلم بن سعید کی تقرری

حریشی کی معزولی کے بعد مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت سپرد کی گئی اُس نے خراسان میں پہنچ کر حریشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیف دینے لگا۔ پھر جب اس واقعہ کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو گرفتار کرلانے پر حریشی کو مامور کیا۔ حریشی نے فرات پر ابن ہبیرہ کو جا گھیرا اور اس سے ہنس کر کہنے لگا "کیوں بھائی تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے؟ جواب دیا " مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اُس کے حوالے نہ کر و گے جو قسر کے خاندان کا ہے" حریشی نے یہ کہہ کر کہ "ہاں ایسا ہی معاملہ ہے" چھوڑ دیا اور لوٹ آیا۔

یزید بن عبدالملک کی وفات

یزید[1] بن عبدالملک اپنی خلافت کے چوتھے برس شعبان ۱۰۵ھ میں جاں بحق ہوا اُس کا بھائی ہشام بن عبدالملک اُسی کی ولیعہدی کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ اُس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] یزید بن عبدالملک نے چالیس برس کی عمر پائی ابو خالد اس کی کنیت تھی سل کے مرض میں انتقال ہوا۔ (دیاتی ص ۲۲۲ پر)

باب ۹

ہشام بن عبد الملک ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ

تخت نشینی ہشام بوقت وفات یزید بن عبد الملک حمص میں تھا موت کی خبر پا کر دمشق میں آیا۔ اور تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو حکومت عراق سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو سند گورنری مرحمت کی۔ خالد سند گورنری حاصل کر کے اسی روز عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلم و افشین کی جنگ ۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید والی خراسان بقصد جنگ ترک نہر کو عبور کر کے ان کے بلاد پر جا پہنچا دو ایک لڑائیاں لڑیں لیکن کوئی شہر فتح نہ ہوا اور وہ بے نیل مرام واپس ہوا۔ ترکوں نے تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم سے جا بھڑے مسلم نہایت تیزی سے مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر گیا اور ترک خاک چاٹ کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ پھر اسی سنہ کے آخری مہینے میں اس نے ترکوں پر چڑھائی کی اور افشین پر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ مجبور ہو کر افشین نے چھ ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد قلعہ بھی سپرد کر دیا۔

بختری بن درہم پھر مسلم ۱۰۶ھ میں بقصد جہاد لشکر مرتب کرنے لگا۔ لیکن لوگوں نے خروج میں تاخیر کی منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے جہاد پر جانے میں تاخیر کی تھی بختری بن درہم تھا مسلم نے نصر بن سیار کو لوگوں کے جمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کی غرض سے بلخ کی طرف روانہ کیا (بلخ کا عامل ان دنوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۲) حبابہ ایک لونڈی تھی جس پر یہ فریفتہ تھا۔ اس کی موت سے یزید کو ایسا صدمہ ہوا کہ چند یا پانچ یوم کے بعد علی اختلاف الروایت خود بھی مر گیا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر۔

عمر بن قتیبہ مسلم کا بھائی تھا) نصر نے بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازے جلا دیئے۔ اس کے بعد عمر بن قتیبہ نے اُن لوگوں کو بلخ میں داخل ہونے سے روکا اور سعید اُس وقت نہر عبور کر چکا تھا۔ اور نصر بن سیار بروقان میں ڈیرے ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ ربیعہ اور ازد بروقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلے پر آکر جمع ہوئے مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ و ازد کی طرف خروج کیا لوگوں نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرانے کی کوشش کی نصر نے مراجعت کا قصد کیا۔ لیکن بختری و عمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی ٹوٹ پڑا اٹھارہ آدمیوں کو اُن میں سے قتل کر ڈالا بختری و عمر بن مسلم کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے عمر بن مسلم، بختری، زیاد بن طریف گرفتار ہو کر حاضر لائے گئے۔ نصر نے اُن کو سو سو دُرّے لگوائے اور اُن کے سروں اور ڈاڑھیوں کو منڈوا کر مُردہ جانوروں کی کھالیں پہنائیں۔

بعض کا بیان ہے کہ عمر بن مسلم کو تمیم کی شکست کی وجہ سے سزا دی گئی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ربیعہ وازد کے شکست کے باعث سے۔ بہر کیف اس واقعہ کے بعد نصر نے ان لوگوں کو امان دے کر مسلم بن سعید کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔

مسلم کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی

نہر عبور کرنے کے بعد مسلم کے پاس اُس کے بقیہ ہمراہی جب آملے تو اُس نے بخارا کی طرف کوچ کیا بخارا میں خالد بن عبد اللہ کا خط پہنچا۔ جس میں اُس نے مسلم کو عراق کا والی بنایا تھا۔ اور جہاد کی عزیمت تمام کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اُسی وقت فرغانہ کی طرف قدم بڑھائے وہیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ خاقان بھی بقصد جنگ قدم بڑھا رہا ہے۔ مسلم نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا تین منزل مسافت طے کرنے کے بعد خاقان اور عساکر اسلامیہ کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مسلمانوں کی جماعت قلیل تھی اور خاقان کا لشکر بڑا مسلمانوں کو شکست ہوئی ترکی سپاہی اسلامی لشکر گاہ میں گھس پڑے اور خاقان نے عساکر اسلامیہ کے اردگرد چکر لگانا شروع کیا مسلمانوں میں سے اس ناگہانی واقعہ میں مسیب بن بشر ریاحی اور برابر دسواران صلبیت کام آئے غورک کا بھائی مارا گیا مسلمانوں کو اس سے انتقام لینے کا جوش پیدا ہوگیا تلوار ں نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے اور ترکوں کو چند لمحوں میں اپنے لشکر گاہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد مسلم نے کوچ کر دیا۔ آٹھ روز تک برابر سفر کرتا رہا اور ترک اُس کو

گھیرے ہوئے تھے۔ لوٹیں شب کو قیام کا قصد کیا ترک مزاحم ہوتے لشکریوں نے مسلم کے حکم سے اپنے کل مال واسباب کو جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ تھی جلا دیا۔

ترکوں کی شکست

صبح ہوتے ہوتے نہر پر پہنچے وہاں پر اہل فرغانہ وشاش کو جمع پایا مسلم نے حملے کا حکم دے دیا۔ اہل فرغانہ وشاش کی آنکھیں مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں دیکھ کر جھپک گئیں بلاجدال وقتال نہر چھوڑ کر ہٹ گئے مسلم نے لب نہر پڑاؤ ڈالا رات بھر آرام سے رہے اگلے دن صبح ہوتے ہی نہر عبور کر گئے۔ خاقان کا لڑکا جو عساکر اسلامیہ کے تعاقب میں آرہا تھا اس سے حمید بن عبداللہ سے جو ساقہ پر تھا اور نہر کے کنارے پہنچ چکا تھا لڑائی ہوگئی حمید نے مسلم کو انتظار کرنے کو کہلا بھیجا اور خود مصروف جنگ ہوگیا اگرچہ وہ آپ زخمی تھا اور روزانہ سفر کے مصائب سے چور چور ہو رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کمال مردانگی سے ترکوں کے مقابلے پر آیا اور ان کو نیچا دکھایا۔ ترکوں اور صغد کے مشہور و معروف سپہ سالار قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حمید کو ایک تیر آلگا جس کے صدمے سے وہ مرگیا اور اسلامی فوجیں خجندہ جا پہنچیں۔ یہاں پر ان کو ایک بہت بڑے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا جس کی مقاومت کی ان کو طاقت نہ تھی وہ قحط تھا۔ مگر مسلمانوں نے نہایت استقلال وثابت قدمی سے اس کا بھی مقابلہ کیا۔

امارت خراسان پر اسد قسری کا تقرر

اس اثناء میں دارالخلافہ دمشق سے ایک فرمان آپہنچا جس میں اسد بن عبداللہ قسری برادر خالد کو خراسان کی گورنری اور عبدالرحمٰن بن نعیم کو اس کی نیابت دی گئی تھی۔ مسلم بن سعید نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور بسروچشم اس کی تعمیل کی۔ جس وقت خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کی سند گورنری دی اور یہ وارد خراسان ہوا ان دنوں مسلم ابن سعید فرغانہ میں تھا نہر پر پہنچ کر اسد نے عبور کرنے کا قصد کیا اشہب بن عبداللہ تمیمی جو آمد کا امیرالبحر تھا عبور کرنے سے مانع ہوا اسد بن عبداللہ نے جب اپنی سند امارت دکھلائی تو اشہب بن عبداللہ نے عبور کی اجازت دی۔ چنانچہ اسد نہر عبور کر کے مرج میں آٹھہرا ہانی بن ہانی جو والی سمرقند تھا اس کی آمد کی خبر سن کر مع رؤسا شہر کے آیا اور اسد کو کمال احترام وعزت سے سمرقند لے گیا۔ اسد نے سمرقند سے امارت لشکری کی سند عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام ایک شخص کی معرفت روانہ کی پس یہ عساکر اسلامی کو لئے

ہوتے ہم تنہ آیا۔ اس کے بعد اسد ہانی بن ہانی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے حسن بن ابی عمرطہ کندی کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد مسلم بن سعید بن عبداللہ خراسان وارد ہوا اسد اس کی بہت عزت کرتا تھا پھر ابن ہبیرہ کی طرف اسد کا گذر ہوا جس وقت کہ وہ بھاگنے کا قصد کر رہا تھا مگر کچھ سوچ سمجھ کر اس نے اپنے کو اسد کے حوالے کر دیا۔

غور پر فوج کشی

اس کے بعد اسد نے غور (یعنی جبال ہرات) پر جہاد کیا اہل ہرات نے اپنے مال واسباب کو پہاڑ کی کھوہ میں رکھ دیا جس کا کوئی راستہ معلوم نہ تھا اسد نے صندوق بنوا کر آدمیوں کو اس میں بٹھلایا اور زنجیروں کے ذریعہ سے اس کو کھوہ کی تہ تک پہنچایا جہاں تک نکال سکے ان لوگوں نے ان کے مال واسباب کو برآمد کیا (یہ واقعہ ۱۰۷ھ[1] کا ہے) ۱۰۸ھ[2] میں اسد نے پھر نہر عبور کی خاقان پیش کر مقابلے پر آیا لیکن فریقین میں لڑائی نہیں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسد ختل سے شکست کھا کر لوٹ آیا تھا اس کے بعد غوریوں کی طرف گیا اور ان سے صف آرا ہوا نصر بن سیار و مسلم بن احوز نے اس جنگ میں ناموری کا بہت بڑا حصہ لیا بالآخر مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے جو کچھ ان کے لشکرگاہ میں تھا لوٹ آیا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی

اسد بن عبداللہ کے دماغ میں بہ زمانہ گورنری خراسان تحکم بے جا کا نشہ لیا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر ہوتے جاتے تھے اور اس کو کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا نصر بن سیار کو درے لگوائے، عبدالرحمٰن بن نعیم، سورہ بن الحجر بحتری، ابن ابی درہم، عامر بن مالک حمانی وغیرہ کے سر منڈا کر اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیج دیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا قصد و مشورہ کیا تھا خالد بن عبداللہ نے اسد بن عبداللہ کو ملامتانہ خط لکھا اور یہ بھی اس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔ ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا اتفاق سے یہ خبر دارالخلافہ دمشق تک پہنچ گئی ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسد بن عبداللہ کے معزول کرنے کا فرمان لکھ بھیجا۔

امارت خراساں پر اشرس کا تقرر

ماہ رمضان ۱۰۹ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے حکم بن عوانہ کلبی کو مامور کیا۔ چونکہ حکم نے بہ زمانہ صیف کسی طرف بقصد جہاد خروج

---

[1] کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

[2] کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

روانہ نہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کی اور اُس کو یہ حکم دیا کہ تم ہر اہم امور میں خالد بن عبداللہ سے مشورہ لیتے رہنا پس اشرس کی نیک مزاجی اور سخاوت نے اہل خراسان کو آنے کے ساتھ ہی خوش کر دیا۔

اہل سمرقند کا قبول اسلام

۱۱۰ھ میں اشرس نے ابوالصیداء صالح بن طریف (بنو ضبہ کے آزاد غلام) اور ربیع بن عمران تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ کیا جو شخص ان میں سے بہ رضا و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو اُس کا جزیہ معاف کر دیا جائے ان دنوں سمرقند وغیرہ کے صیغہ جنگ و مال پر حسن بن عمرطہ کندی تھا پس ابوالصیداء وغیرہ نے اہالی سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور بشرط قبولیت اسلام جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا۔ اہالی سمرقند جوق در جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے غورک نے اشرس کو خراج کی کمی اور وصول نہ ہونے کی شکایت لکھی۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کندی کو تحریر کیا ”مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل صغد وغیرہ نے بہ رغبت و رضا اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ جزیہ کے خوف سے مسلمان ہو گئے ہیں پس تم دیکھو جس نے ختنہ کرایا ہوا و فرائض کو ادا کرتا ہو اور قرآن کی کوئی سورۃ بھی اُس کو یاد ہو اُس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو“ اس کے بعد اشرس نے حسن بن عمرطہ کو صیغہ مال کے کام سے سبکدوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مامور کیا۔

نو مسلموں سے جزیہ کی وصولی

ابوالصیداء نے اس کو اُن لوگوں سے جزیہ لینے سے روکا جو مسلمان ہو چکے تھے ہانی نے ایک اطلاعی خط اشرس کے پاس بھیجا مضمون یہ تھا کہ اہل صغد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد بنالی ہیں اشرس نے اُس کو اور اپنے کل عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا اُن سے اب بھی وصول کیا جائے خواہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں اہل صغد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی جزیہ دینا تو درکنار سات ہزار کی جمعیت سے علیحدہ ہو گئے سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلے پر بیٹھ رہے۔ ابوالصیداء ربیع بن عمران، ہثیم شیبانی، ابو فاطمہ ازدی، عامر بن قشیر، البشیر حجدری، بنان عنبری، اسمٰعیل بن عقبہ بھی انہیں لوگوں میں مل گئے اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمرطہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم سلمی اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو مامور کیا مجشر نے ابوالصیداء کو مع اُس کے ہمراہیوں کے بلا بھیجا جب وہ اور ثابت قطنہ آیا تو ان دونوں کو قید کر کے

اشرس کے پاس بھیج دیا۔ ابو الصیدا کی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ہانی سے جنگ کرنے کی غرض سے ابو فاطمہ کو امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط وکتابت کرنے کے بہانے سے جنگ سے روک دیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھ بھیجا اہل صغد کا جوش فرو ہو گیا۔

صغد و بخارا کی بغاوت تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو چلا آپس میں پھوٹ پڑ گئی اشرس ایک ایک کو گرفتار کر کے قید اور بجبر وتعدی جزیہ وصول کرنے لگا رؤسائے عجم اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان کے کپڑے جلوائے بیٹیوں کو گردنوں میں پہنوایا، سروں پر کانٹوں کے تاج رکھوائے جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اُن سے بھی جزیہ وصول کیا۔ صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور یہ سب کے سب باغی ہو گئے ترکوں سے سازش کر کے لشکر مرتب کیا۔

اشرس اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ آمد میں پہنچ کر قیام کیا۔ مہینوں ٹھہرا رہا بالآخر قطن ابن قتیبہ بن مسلم کو دس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھایا نہر عبور کرتے ہی ترکوں اور اہل صغد و بخارا کا سامنا ہو گیا (ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا) اہل صغد و بخارا نے قطن کے لشکرگاہ پر محاصرہ کر لیا۔ اور ترکوں نے مسلمانوں کے کمسریٹ پر چھاپہ مارا۔ اشرس نے عبد اللہ بن بسطام بن مسعود بن عمر کی ضمانت پر ثابت قطنہ کو رہا کر کے دستہ فوج سواران کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ ثابت نے آگے بڑھ کر ترکوں سے جو مال واسباب وہ لے گئے تھے چھین لیا۔ بعد میں اشرس مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر کے قطن سے جا ملا فریق مخالف سے مقابلہ ہوا لیکن وہ پسپا ہو کر بھاگے اور اشرس اپنی فوج لئے ہوئے بیکند پر جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے پانی بند کر دیا۔ شدت تشنگی سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں مخالفین سے جنگ چھڑ گئی بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو چشمۂ آب سے ہٹایا حرث بن شریح اور قطن بن قتیبہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے ثابت قطنہ، صخر بن مسلم بن نعمان عبدی عبد الملک بن دثار باہلی اس معرکے میں کام آئے۔ ہنوز جنگ کا انداز نہیں بدلا تھا کہ قطن بن قتیبہ نے ایک دستہ فوج کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر عہد و پیمان کر لیا تھا حملہ کیا ترکوں کے پاؤں اس حملہ سے اکھڑ گئے مسلمانوں نے پیچھا کیا رات تک کشت وخون کا بازار گرم رہا۔

بخارا کا محاصرہ کامیابی کے بعد اشرس بخارا کی جانب لوٹا اور ایک لشکر بسرافسری حرث بن شریح ازدی اُس کے محاصرے کو روانہ کیا۔ خاقان نے بھی شہر کرجہ (صوبہ خراسان کا ایک بہت بڑا شہر) پر حصار ڈالا۔ یہاں پر مسلمانوں کی جماعت کثیر تھی۔ مسلمانوں نے پل کو جو خندق پر تھا توڑ ڈالا۔ ابن جسرو ابن یزدگرد نے اہل شہر کو مخاطب کر کے کہا "اے گروہ عرب! تم لوگ اپنے کو کیوں ہلاک کرتے ہو خاقان میری سلطنت مجھے واپس دینے کو آیا ہے میں تمہارے لئے اس سے امان حاصل کر سکتا ہوں"۔ اہل شہر اس کو گالیاں دینے لگے اس اثناء میں بزعزی دو سو آدمیوں کو لئے ہوئے آیا۔ یہ بہت بڑا عظیم المرتبت شخص تھا خاقان اس کی رائے سے کبھی مخالفت نہ کرتا تھا۔ اس کے بلانے سے یزید بن سعد باہلی گفتگو کرنے کو آئے بزعزی نے کہا "اگر تم لوگ ہم سے سازش اور مصالحت کر لو تو ہم تم لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دو چند کر دیں گے اور کبھی تم سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے"۔ یزید نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس سے انکار۔ نرمی کے ساتھ جواب دے کر شہر میں واپس آئے اور اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ خاقان نے جھلا کر خندق کو تر لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا اہل شہر نے اس پر خشک لکڑیاں ڈال دیں خندق بھر گئی رات ہوئی تو آگ لگا دی ہوا تیز چل رہی تھی ایک ہی ساعت میں جل کر خاک سیاہ ہو گئی۔

ترکوں سے مصالحت جب خاقان کو اس تدبیر میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنے لشکریوں کو بھیڑ بکریاں دیں اور یہ حکم دیا ان کا گوشت کھا کر ان کی کھالوں میں مٹی بھر بھر کر خندق کو پاٹ دو۔ قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیج دیا جس سے ایسا پانی برسا کہ خندق میں جو کچھ تھا وہ سب کا سب بہ کر نہر اعظم میں چلا گیا اسی حالت میں مسلمانوں نے تیر باری شروع کر دی، اتفاق سے ایک تیر بزعزی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا۔ جس کے صدمے سے وہ اسی شب کو مر گیا دن ہوا تو ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کیا مسلمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا وہ بھی اُن کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے۔ لشکر اسلام نے فرغانہ میں پہنچ کر پڑاؤ کیا ترکوں نے یہ خبر پا کر نہایت سختی سے جنگ چھیڑ دی اہل شہر بھی کمال مردانگی سے جواب دیتے رہے بالآخر ساٹھ دن کے حصار کے

بعد مسلمانوں نے کمر جبہ ترکوں کو دے کر مصالحت کر لی اور خود سمرقند و دبوسیہ کی طرف چلے آئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے فریقین کے چند آدمیوں کو بطور فعل ضامنی کے زیر حراست رکھا مصالحت کے بعد تقریباً کل ترکی لشکر واپس گیا البتہ خاقان تھوڑی سی فوج لئے ہوئے تا زمانہ خروج اہل شہر ٹھہرا رہا اور کورصول کو مسلمانوں کے ہمراہ کر دیا تاکہ وہ اُن کو ان کی جائے امن پر پہنچا آئے دبوسیہ میں پہنچنے کے بعد فریقین نے فریقین کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

جنید بحیثیت گورنر خراسان ۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو گورنری خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن عمر بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کو مامور کیا۔ اُس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ اُس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن حکم زوجہ ہشام کو ایک ہار جواہرات کا بطور تحفہ کے دیا تھا ہشام اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا جنید نے یہ سن کر ایک دوسرا ہار اُسی طرح کا ہشام کے سامنے پیش کر دیا ہشام نے اس صلے میں جنید کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کر دی اور پانچ سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کیا۔

جنید کی روانگی جنید خراسان میں پہنچا تو خطاب بن محرز سلمی کو اشرس کی نیابت میں پایا دو ایک روز قیام کرنے کے بعد خطاب کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں مجشر بن مزاحم سلمی کو بلخ پر سورہ بن ابجر تمیمی کو مامور کیا اور اشرس کے پاس جس وقت کہ وہ بخارا و صغد سے میدان کارزار میں مصروف جدال و قتال تھا کہلا بھیجا کہ ایک چھوٹا سا لشکر ہمارے پاس بھیج دو تاکہ اثناء راہ میں مخالفین مزاحمت نہ کریں۔ اشرس نے اس حکم کے مطابق عامر بن مالک حمانی کو روانہ کیا ترکوں اور صغد کو اس کی اطلاع ہو گئی آگے بڑھ کر عامر کو روکا لڑائی شروع ہو گئی عامر نے اپنے ہمراہیوں کے بڑے حصہ کو دائرے کی صورت میں پھیلا کر ترکوں اور صغد کو حلقے میں لے لیا اور سامنے سے چھوٹے حصے کو لے کر لڑنے لگا ترکوں اور صغد کو شکست ہوئی اور عامر (نہر عبور کر کے) جنید سے جا ملا اور پھر اُس کے ہمراہ واپس ہوا۔[۱]

خاقان کی پسپائی جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حزیم تھا بیکند[۲] سے دو ڈھائی کوس نکل آیا ہوگا کہ

۱؎ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

۲؎ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

ترکوں نے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ عمارہ نے نہایت مردانگی اور تیزی سے اُن کو پسپا کر دیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے سمرقند کی جانب سے ساقہ پر حملہ کیا جس کا افسر قطن بن قتیبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خاقان کو بھی شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے اُس کے بھائی کو گرفتار کر کے ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ ان ہی واقعات پر ۱۱۲ھ تمام ہو جاتا ہے اور جنید مظفر و منصور مرو لوٹ آتا ہے۔

مسلم بن عبدالرحمٰن کی معزولی

واپسی کے بعد جنید نے قطن بن قتیبہ کو بخارا پر، ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات پر، حبیب بن مرہ عبسی کو پولیس پر اور مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کو بلخ پر مامور کیا۔ اس سے پیشتر بلخ میں نصر بن سیار تھا مسلم نے اُس کو سوتے ہوئے گرفتار کرا کے بلا پاجامہ محض قمیص پہنے ہوئے جنید کے پاس بھیج دیا۔ جنید کو مسلم کی یہ حرکت پسند نہ آئی نصر کو اس حالت میں دیکھ کر بولا "مضر کے سردار کو مسلم نے اس حالت سے روانہ کیا ہے" کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا جنید نے مسلم کو حکومت بلخ سے معزول کر کے یحییٰ بن ضبیعہ کو مامور کیا اور ایک وفد ان غزوات کے حالات کی اطلاع دینے کے لئے ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

معرکہ مرج اردبیل

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۴ھ میں بلاد خزر میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور اُس نے اُن کو شکست دی تھی اور بہ کمال سختی ان لوگوں سے پیش آیا تھا اور بلنجر پر قبضہ حاصل کر کے پھر اُس کے سابق حکمران کو واپس دے دیا تھا اور ہشام بن عبدالملک نے اُس کے عہدے پر اس کو بحال رکھا تھا بعد ازاں ارمینیہ کی گورنری پر مامور کیا۔ پس وہ ۱۱۱ھ میں تفلیس کی جانب سے بلاد ترکمان میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور اُن کے مشہور شہر بیضاء کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ خزر و ترک کو اس سے اشتعال پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے لان کی جانب سے طوفان شور انگیز کی طرح بڑھے۔ جراح نے بھی مقابلہ کی غرض سے ۱۱۲ھ میں خروج کیا مقام مرج اردبیل میں صف آرائی کی نوبت آئی، فریقین بڑی بے جگری سے لڑنے لگے مسلمانوں کی تعداد بہ مقابلہ ان کے مخالفین کے نہایت کم تھی۔ اثنائے جنگ میں جراح مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا اور اپنی شہادت سے پہلے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کر چکا تھا خزر (یعنی ترکمان) کا دل اس سے ہاتھوں بڑھ گیا

جوش کامیابی میں موصل کے قریب تک پہنچ گئے اور بعض کہتے ہیں کہ جراح بلنجر میں مارا گیا۔

محاصرۂ خلاط

بہرکیف جب یہ خبر دارالخلافت دمشق میں پہنچی تو ہشام بن عبدالملک نے سعید حریشی کو بلایا بہ سبیل تذکرہ کہنے لگا "دیکھا جراح ترکمانوں سے شکست کھا کر بھاگ نکلا" سعید حریشی نے عرض کیا "امیرالمومنین! یہ نہیں ہوسکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کر بھاگنے سے زیادہ ہے میرا خیال یہ ہے کہ وہ ضرور شہید ہوگیا آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمایئے اور بعد میرے روزانہ چالیس آدمی میری کمک پہ بھیجتے رہئے امراء لشکر کے نام ایک گشتی فرمان بھیج دیجئے کہ وہ میری عندالضرورت مدد کریں" ہشام بن عبدالملک نے ان کل امور کو منظور کرلیا اور سعید حریشی سامان سفر درست کرکے روانہ ہوگیا۔ جس شہر میں جاتا تھا اہل شہر کو جمع کرکے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ہمراہ ہوجاتا تھا رفتہ رفتہ شہر ازدر (ارزن) پہنچا جراح کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی جو معرکہ جنگ سے شکست اٹھائے آرہے تھے سعید حریشی نے اُن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حریشی نے اُس کے مال غنیمت کو تقسیم کرکے شہروں اور قلعات کو فتح کرتا ہوا برزعہ کا رُخ کیا اور برزعہ میں پہنچ کر پڑاؤ کردیا۔

مسلمان قیدیوں کی رہائی

ابن خاقان ان دنوں بلاد آذربائیجان کو زیروزبر کررہا تھا اور شہر ورثان پر محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سعید حریشی نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو اہل ورثان کے پاس مسلمانوں کے آمد کی خبر دینے کو روانہ کیا۔ اور ترکمانوں کے محاصرے کو جنگ کی دھمکی دے کر اٹھا دیا۔ محاصرہ اٹھ جانے کے بعد حریشی نے اہل ورثان سے ملاقات کی۔ دوسرے روز ترکمانوں کے تعاقب میں اردبیل تک چلا گیا۔ ایک جاسوس نے حاضر ہوکر خبر دی کہ لشکر اسلام سے چار کوس کے فاصلے پر ترکمانوں کا دس ہزار لشکر پڑا ہوا ہے جس کے ہمراہ مسلمانوں کے پانچ ہزار خاندان قید گرفتاری کی مصیبت جھیل رہے ہیں۔ سعید کی آنکھوں میں یہ سنتے ہی خون بھر آیا جوش انتقام کو بجبرو اکراہ شام تک دبائے رکھا شب ہوتے دھاوا کردیا۔ ان دس ہزار ترکمانوں میں سے ایک کو بھی جان بچا

نہ ہونے دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کے پنجۂ غضب سے چھڑا لیا۔ صبح ہوئی تو باجروان کی طرف روانہ ہوا۔ ایک دوسرے جاسوس نے پہنچ کر ترکمانوں کے ایک دوسرے اجتماع کی خبر دی۔ سعید نے اسی وقت اس طرف کوچ کر دیا اور حالت غفلت میں اُن کے سروں پر پہنچ کر سب کو موت کی نیند سلا دیا۔ اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا کر باجروان واپس آیا اُن ہی قیدیوں میں جراح کے اہل وعیال اور لڑکے بھی تھے۔

نہر بیقان کا محاصرہ

اس کے بعد انتقام لینے کی غرض سے خزر نے بہمراہی اپنے شاہزادے کے مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی سرزمین زرند میں مقابلہ ہوا جس وقت جنگ زور شور سے ہو رہی تھی لشکرگاہ کفار سے مسلمان قیدیوں نے چلا چلا کر تکبیر کہنا اور دعاوزاری شروع کر دی اہل اسلام میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے دل میں اُن کی ہمدردی کا جوش نہ بھر آیا ہو۔ اور اُس کی آنکھیں پُرنم نہ ہو گئی ہوں سب نے مجموعی قوت سے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر حملہ کیا۔ میدان جنگ سے خزر کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے نہرارس تک تعاقب کیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا مسلمان قیدی جو ان کے پنجۂ ظلم میں گرفتار تھے رہا ہو کر باجروان پہنچا دیے گئے۔ شاہزادہ خزر نے اس شکست کی شرمندگی دفع کرنے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے خیال سے پھر اپنی قوم کو جمع کیا اور کمال جوش سے حریشی کی طرف روانہ ہوا۔ نہر بیقان پر پہنچ کر قیام کیا۔ حریشی نے یہ خبر پا کر موت کی طرح اُس کے سر پر پہنچ کر لڑائی شروع کر دی ہمراہیان خزر نہایت استقلال سے جواب دینے لگے۔ بالآخر حریشی کا زبردست حملہ برداشت نہ کر سکے۔ میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے میدان جنگ میں جس قدر مارے گئے تھے اس سے کہیں زیادہ نہر میں ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ خاتمہ جنگ پر حریشی مال غنیمت جمع کر کے مظفر ومنصور باجروان کی طرف لوٹا اور باجروان پہنچ کر مال غنیمت تقسیم کیا۔ فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ خمس دارالخلافہ دمشق کو روانہ کیا۔ کچھ عرصے بعد ہشام بن عبدالملک نے حریشی کو بلا بھیجا اور اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیہ وآذربائیجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

جنید کی روانگی طخارستان

۱۱۲ھ میں جنید نے خراسان سے بہ قصد جہاد طخارستان خروج کیا ایک طرف سے حمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار کی جمعیت سے اور دوسری جانب سے ابراہیم بن سام کو دس ہزار فوج کے ساتھ بڑھنے کا حکم دیا ترکوں کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر جمع کر کے

بسرافسری خاقان سمرقند کی طرف دوڑ پڑے۔ سمرقند کا والی ان دنوں سورہ بن ابجر تھا اُس نے جنید کو خاقان کی فوج کشی اور اہل سمرقند کی مقاومت نہ کر سکنے کی کیفیت لکھ بھیجی اور کمک طلب کی پس جنید نے لشکریوں کو کوچ کرنے اور نہر عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم سلمی اور ابن بسطام ازدی نے مخالفت کی اور یہ کہا کہ ترک اور قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں آپ کا سارا لشکر متفرق و منتشر ہو رہا ہے مسلم بن عبدالرحمٰن بیروذ کوہ میں، بحتری ہرات میں، عمارہ بن حریم طخارستان میں پڑا ہوا ہے پچاس ہزار فوج سے کم کے ساتھ آپ نہر عبور کرنے کا قصد نہ کیجئے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس میں عجلت نہ کیجئے پہلے عمارہ کو طلب کر لیجئے۔ بعد ازاں ترکوں کے تعاقب پر کمر ہمت باندھیے۔ جنید نے آہ سرد کھینچ کر کہا ''یہ بالکل ناممکن ہے میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند میں کل چپقلش میں پھنسی ہو گی اور وہاں کے مسلمانوں پر کیا کچھ نہ گذرا ہو گا'' مجشر اور ابن بسطام یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ جنید نے تیاری کا حکم دیا اور نہر عبور کر کے کش جا اُترا روانگی کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ ترکوں نے آمد کی خبر پا کر کش کے راستے میں بہت سے کنوئیں کھود دیئے اتفاق سے جنید دوسرے راستے سے روانہ ہوا۔

سمرقند پر حملہ

خاقان کے ہمراہ بہت بڑا لشکر تھا۔ صغد، فرغانہ اور شاش نے بھی سازش کر لی تھی مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن شخیر تھا حملہ کیا عثمان بن عبداللہ پسپا ہو کر لشکر اسلام کی طرف لوٹا لشکر ترک سے ایک چھوٹے حصے نے اُس کا تعاقب کیا اور باقی ماندہ فوج نے سمرقند پر دھاوا کیا جنید نے اہل شہر کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا۔ نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی جاری کر دی اور اُن کے بڑے بڑے سورما سرداروں کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔ جنید لشکریوں کو بڑھاوا دیتا ہوا میمنہ پر پہنچا اور ازد کے جھنڈے کی طرف متوجہ ہوا علم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم اب ہماری عزت افزائی کو آئے ہو۔ یہ یاد رکھو کہ ہمارے جیتے جی تم تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ جنید نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا علم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا اپنے گروہ کو لئے ہوئے آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تلواریں بیکار ہو گئیں اُس وقت اُن کے غلاموں نے درختوں کے ڈالے کاٹ لئے اور اُس سے دشمنان پر وار کرنے لگے۔ لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے ایسا گتھ گئے کہ دور سے دیکھنے والے کو تمیز باقی نہ رہی البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل ہلانے والی آواز اسلام و کفر کا تفرقہ پیدا کر دیتی تھی۔

اس واقعہ نمونۂ قیامت میں ازد کے اسّی آدمی کام آئے جس میں عبداللہ بن بسطام، محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسین بن شیخ اور یزید بن مفضل حرانی وغیرہ تھے۔

سورہ بن ابجر کی طلبی

فریقین ہنوز گتھے ہوئے لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پہلا حصہ آتا ہوا دکھائی دیا جنید کے منادی نے الارض الارض کی ندا دی۔ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی پیادہ پا ہو گئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص گڑھا کھود کر چھپ رہا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر جس طرف بکر بن وائل تھے حملہ کیا جن کا سردار زیاد بن حرث تھا بکر بن وائل نے اس سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا مگر جنگ کا انداز لحظہ بہ لحظہ خوفناک ہوتا جاتا تھا جنید نے اپنے ہمراہیوں کے کہنے سے شدت جنگ اور ترکوں کی قوت تقسیم کرنے کی غرض سے سورہ بن ابجر کو سمرقند میں کہلا بھیجا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کر دو، سورہ نے خروج کرنے سے انکار کیا جنید نے جھلا کر کہلا بھیجا "اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تم کو سخت سزا دوں گا تم کو چاہیے کہ اس پیام کے پہنچتے ہی سمرقند سے خروج کر دو اور نہر کے کنارے کنارے چلے آؤ دیکھنا خبردار نہر کا راستہ نہ چھوڑنا میرے اور تمہارے درمیان میں صرف دو راتوں کا راستہ ہے"۔

خاقان کا حملہ

سورہ بجبر و اکراہ اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوا سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا نائب بنا کر بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا مگر نہر کے راستہ کو دور سمجھ کر اختیار نہ کیا جس وقت سورہ اور جنید کے لشکر میں ایک کوس کی مسافت باقی رہ گئی۔ صبح کے وقت خاقان آ پہنچا اور ان کے اور پانی کے مابین حائل ہو گیا جنگل جھاڑیوں اور درختوں میں جو مسلمانوں کے اردگرد تھے آگ لگا دی مسلمانوں نے تن بہ تقدیر تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر جھپٹ پڑے ترکوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا میدان جنگ کے غبار اور دھوئیں سے سارا عالم تاریک ہو گیا کسی کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ لشکر اسلام ادھر ادھر گرنے لگا جس طرف جاتا تھا آگ ہی آگ تھی سورہ بھی گرا ران ٹوٹ گئی۔ ترکوں نے دوسری طرف مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا پیچھے ہٹتے تھے تو ترک تھے آگے بڑھتے تھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ان کثیر التعداد مسلمانوں میں سے تھوڑے سے آدمی جاں بر ہوئے۔ مہلب بن زیاد عجلی بقیۃ السیف کو جس کی

تعداد چھ سو یا ایک ہزار تھی بہ ہزار خرابی و دقت بچا کر رستاق مرغاب لے گیا اُن ہی لوگوں میں قریش بن عبداللہ عبدی بھی تھا۔ لیکن رستاق مرغاب میں بھی ان غریبوں کو لڑائی سے پناہ نہ ملی اہل رستاق مرغاب آمادہ بہ جنگ ہوئے اس معرکے میں مہلب بن زیاد کام آ گیا۔ تب ان لوگوں نے رجب بن خالد کو امان دے کر خاقان کے پاس بھجوا دیا۔ خاقان نے اُس کی امان دہی منظور نہ کی۔ سب کو کمال بے رحمی سے قتل کر ڈالا ایک بھی اُن میں سے زندہ نہ بچا۔

جنید کی روانگی سمرقند

اس واقعہ کے بعد جنید پہاڑ کی گھاٹی سے نکل کر سمرقند کی طرف چلا تھوڑی دور چل کر مجشر بن مزاحم کے کہنے سے قیام کر دیا۔ اتفاق سے ترکوں کا لشکر بھی آ پہنچا لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا۔ غلاموں نے ایسی جاں نثاریاں کیں اور وہ جوہر مردمی دکھلائے کہ دیکھنے والے عش عش کرنے لگے۔ ترکوں کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی جنید سمرقند میں داخل ہوا اور مسلمانوں کے اہل و عیال کو مرو میں لا کر ٹھہرایا۔ چار مہینے کامل صغد کے مقابلے پر ٹھہرا رہا۔ خراسان کی ان لڑائیوں میں مجشر بن مزاحم سلمی، عبدالرحمٰن بن صبح مخزومی اور عبیداللہ بن حبیب ہجری وغیرہ جیسے تجربہ کاروں سے مشورہ لیا جاتا تھا اور اُن ہی کے مشورے اور رائے سے جنگ کے اہم امور انجام پاتے تھے۔

شاہی کمک

ترکوں کے ٹوٹ جانے کے بعد جنید نے نہار بن توسع بن تیم اللہ اور زمیل بن سوید بن شیم کو ان واقعات کے عرض کرنے کی غرض سے دارالخلافت کو روانہ کیا ساتھ ہی اُس کے سورہ بن الحر کی نافرمانی اور نہر کا راستہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے دشمنوں کے کامیاب ہونے کی شکایت بھی لکھ بھیجی۔ ہشام بن عبدالملک نے لکھا "میں نے تمہاری امداد کے لئے دس ہزار فوج فوج بصرے سے اور اُسی قدر کوفے سے اور تیس ہزار نیزے اور اُسی قدر تلواریں روانہ کر دی ہیں۔ تم باطمینان تمام دشمنوں پر جہاد کرو"۔ جنید کو اس فرمان کے آنے سے یک گونہ تسلی ہو گئی اور مصلحتاً سمرقند میں ٹھہرا رہا۔

معرکہ کرمینیہ

اُس کے بعد خاقان نے بخارا کا رُخ کیا بخارا کی حکومت قطن بن قتیبہ کے سپرد تھی جنید کو اُس سے اندیشہ پیدا ہوا کہ اہل بخارا کے ساتھ بھی وہی معاملہ نہ پیش آئے جو سورہ پر گزر چکا ہے

عبداللہ بن ابی عبداللہ (مولی بنی سلیم) سے رائے طلب کی عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا "میں آپ کو رائے مناسب دے سکتا ہوں مگر آپ عمل نہ کریں گے" جنید نے جواب دیا۔ اگر رائے صائب ہو گی تو میں ضرور عمل کروں گا" عبداللہ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ سورہ بن الجبر کے ہمراہ شہید ہو گئے ہیں اُن کے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ سمرقند لیے جاؤ۔ عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو مع چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے چھوڑتے جاؤ اور ہر شخص کے لیے کافی طور سے سرمایہ اور کھانے پینے کا سامان دے دو۔ جنید نے اس رائے کے مطابق عثمان بن عبداللہ کو مع چار سو پیادوں کے سمرقند میں کافی ذخیرہ کے ساتھ چھوڑا اور خود مع اہل وعیال اور اسلامی لشکر کے دشمنوں کی زد سے بچتا ہوا بخارا کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ طواویس کے قریب پہنچا۔ یکم رمضان ۱۱۲ھ کو مقام کرمنیہ میں خاقان سے مقابلہ ہو گیا ایک معمولی لڑائی کے بعد ترک لوٹ گئے۔ اگلے دن لشکر اسلام نے کوچ کر دیا۔ پھر خاقان نے دوبارہ ساقہ پر حملہ کیا۔ جنید نے میمنہ کے ایک دستہ فوج کو ساقہ کی کمک پر بھیج دیا جس کی امداد سے ساقہ نے ترکوں کو نیچا دکھا دیا اس معرکے میں ترکوں کے ناموروں میں سے مسلم بن احوز مارا گیا خاقان گھبرا کر طواویس سے لوٹ آیا۔ اور جنید لشکر اسلام لیے ہوئے بخارا میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی بصرہ اور کوفہ کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں۔ جھٹ پٹ جنید نے اُن کے ساتھ مع اُن لوگوں کے جنھوں نے جہاد پر جانا پسند کیا۔ حورثہ بن زید عنبری کو شب خوں مارنے کو بھیج دیا۔

جنید کی معزولی

۱۱۶ھ میں ہشام بن عبدالملک تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ جنید بن عبدالرحمٰن عامل خراسان نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے عقد کر لیا ہے چونکہ اُس کو بنو مہلب سے کشیدگی تھی اس وجہ سے جنید کا یہ فعل اُس کو ناگوار گذرا اور اسی سبب سے اس کو معزول کر کے اُس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر جنید میں تھوڑی سی بھی جان پانا تو اس کو بار حیات سے سبکدوش کر دینا لیکن اتفاق یہ کہ جس روز عاصم وارد خراسان ہوا جنید بہ عارضہ استسقا جاں بحق ہو چکا تھا۔

مروان بن محمد بحیثیت گورنر آرمینیہ و آذربائیجان

جنید اور عاصم میں پہلے سے عداوت تھی اُس کے مقرر کیے ہوئے عمال کو ایذائیں دی گئیں اور عمارہ بن حزیم کو

ا جسے جنید نے بوقت وفات اپنا نائب بنایا تھا، قید کر دیا۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جہاد حزر (یعنی ترکمان) سے ممالک اسلامیہ میں واپس آیا مروان بن محمد بن مروان جو اس لشکر میں تھا چھپ کر ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا مسلمہ کی شکایتیں کیں کہ "وہ جہاد سے جی چراتا ہے اس وجہ سے لشکر اسلام میں ایک قسم کی کاہلی آگئی ہے اور دشمنوں کے دل بڑھ گئے ہیں تینوں تیاری کرتا رہا۔ بارے خدا خدا کر کے کفار کے ملک میں داخل بھی ہوا تو صبح اور سلامتی کو اس قدر عزیز رکھا کہ دشمنان دین پر کچھ سختی بھی نہ کی آپ اگر مجھے ان پر جہاد کرنے کا حکم دیں تو میں ان سے بہت اچھا انتقام لوں لشکر طلبکہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگ آوروں سے میری مدد کیجئے اور اس راز کو پوشیدہ رکھیئے" ہشام نے اس کو منظور کر لیا اور ارمینیہ کی سندگورنری مرحمت کر دی۔

مروان بن محمد کی فتوحات

چنانچہ مروان بن محمد ارمینیہ کی طرف روانہ ہوا اور ہشام نے شام، عراق اور جزیرہ سے امدادی فوجیں بھیج دیں۔ مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ لان پر جہاد کیا جائے گا بادشاہ خزر سے مصالحت کی درخواست کی۔ خزر اس پر راضی ہو گیا اور شرائط صلح وعہد نامہ لکھنے کی غرض سے چند آدمیوں کو بطور قاصد کے روانہ کیا۔ مروان نے ان کو روک لیا یہاں تک کہ اپنے لشکر کو پورے طور سے مرتب کر لیا۔ اس وقت اعلان جنگ کر کے ان کو رہا کیا اور خود قریب ترین راستہ کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک تک پہنچ گیا۔ بادشاہ خزر موجودہ حالت میں جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چلا گیا اور مروان قتل وغارت اور قید ومال غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک بڑھ گیا۔ انھیں فتوحات کے دوران میں بادشاہ سریر کے ملک پر بھی دھاوا کر کے اس کے قلعات کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا لیکن اہل قلعہ نے ایک ہزار آدمیوں (پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیوں) اور ایک لاکھ مدیر پر مصالحت کر لی جس کو وہ خود باب تک پہنچا دیں گے ان کی دیکھا دیکھی اہل تومان نے بھی ایک غلام اور بیس ہزار مدیر پر صلح کر لی اس کے بعد مروان سرزمین وردکران میں داخل ہوا۔ اہل وردکران سے بھی مصالحت ہو گئی۔ پھر حمرین کا رخ کیا اور بزور تیغ فتح کر کے سدان پر جا پہنچا جو بہ صلح والمان فتح ہوا۔ بعد ازاں والی قلعہ لکز کے جزیہ نہ دینے کی وجہ سے قلعہ لکز کا قصد کیا۔ والی قلعہ یہ خبر پا کر بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلا اثنائے راہ

میں تیر لگا اور مر گیا اہل لشکر نے مروان سے مصالحت کر لی مروان لشکر پر ایک عامل مقرر کر کے سروان پر جا پہنچا اہل سروان نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سروان سے روانہ ہو کر رودانیہ پر دھاوا کیا اور ایک خون ریز لڑائی کے بعد واپس ہوا۔

حرث کا خروج خراسان میں ازد کا نامور سردار حرث بن شریح تھا ۱۱۶ھ میں سیاہ کپڑے پہنے اور لوگوں کو اتباع کتاب اللہ و سنت رسول صلعم اور بیعت امام رضا کی دعوت دی (جیسا کہ بنو عباس کے دعاۃ (مشنریز) خراسان میں عمل درآمد کر رہے تھے) اور اس کام کی انجام دہی کے لئے فاریاب میں گیا۔ عاصم بن عبداللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی خطاب بن محرز سلمی جب آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن موقع پا کے یہ دونوں قید خانے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حرث بن شریح نے چار ہزار فوج جمع کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ پر نصر بن سیار تجیبی تھا دس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی نصر بن سیار کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی حرث نے بلخ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن حازم کو مامور کر کے جوزجان کی طرف بڑھا وہاں پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رخ کیا۔ اس اثناء میں عاصم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ اہل مرو حرث سے خط و کتابت کرتے اور اس سے سازش رکھتے ہیں عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا امیر المومنین کے عقاب و عتاب سے ڈرایا۔ مرو سے باہر نکل کر لشکر آراستہ کیا اور حفاظت کی غرض سے پل کو تڑوا ڈالا اور کشتیوں کو تڑوا دیا۔ جوں ہی عاصم ان انتظامات سے فارغ ہوا ساٹھ ہزار کی جمعیت سے حرث آ پہنچا جس میں ازد و تمیم کے نامی گرامی نبرد آزما شہسوار اور جوزجان فاریاب اور طالقان کے سربر آوردہ دہقان بھی موجود تھے حرث کے ہمراہیوں نے دیکھتے ہی پل باندھ کر نہر عبور کیا اس کے بعد معلوم نہیں کس وجہ سے محمد بن مثنی ازد کے دو ہزار آدمیوں کو اور حماد بن عامر حمانی بھی تمیم کے اسی قدر آدمیوں کو لے کر عاصم سے جا ملا۔ مقابلہ کی نوبت آئی ایک بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد حرث کو شکست ہوئی اس کے اکثر ہمراہی نہر مرو میں ڈوب کر مر گئے منجملہ ان لوگوں کے حازم بن عبداللہ بن عبداللہ بن حازم تھا۔ حرث نے جوں توں نہر عبور کر کے اپنی جان بچائی اور منازل رہبان کے قریب پہنچ کر اپنا خیمہ نصب کیا تقریباً تین ہزار سوار اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ لیکن عاصم نے تعاقب نہ کیا۔

اسد کی تقرری: ۱۱۱ھ میں عاصم نے ہشام بن عبدالملک سے تحریک کی کہ خراسان کا انتظام اُس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک عراق کا صوبہ بھی اُس سے ملحق نہ کر دیا جائے گا۔ تاکہ ضرورت کے وقت بہ آسانی تمام کمک پہنچ سکے۔ پس ہشام نے خراسان کو خالد بن عبداللہ قسری کے سپرد کر دیا۔ اور یہ لکھ بھیجا کہ تم اپنے بھائی کو انتظام کی غرض سے خراسان بھیج دو۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اُس کے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک ہمدانی تھا عاصم نے یہ سُن کر حرث بن شریح سے اس امر پر مصالحت کرلی کہ بالاتفاق دونوں ہشام بن عبدالملک کو ایک خط مشتمل کتاب وسنت پر عمل کرنے کے لئے لکھ کر روانہ کریں اگر وہ (ہشام) کتاب وسنت کی اتباع سے انکار کرے تو دونوں متفق ہو کر اُس سے مخالف ہو جائیں۔ خراسان کے بعض رؤسا نے اس رائے سے مخالفت کی جس سے عاصم و حرث میں اَن بن ہوگئی اور اس درجہ پر کشیدگی بڑھی کہ تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں جنگ شروع ہوگئی۔ خوبی قسمت سے حرث کو شکست ہوئی۔ اکثر ہمراہی اُس کے گرفتار کر لئے گئے۔ جن کو عاصم نے قتل کر ڈالا اور فتح کا بشارت نامہ ہشام کی خدمت میں محمد بن مسلم عنبری کی معرفت روانہ کیا۔ رے میں اس سے اور اسد بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ خراسان میں پہنچا تو اُس نے عاصم کو گرفتار کر کے ایک لاکھ درہم طلب کئے اور عمارہ بن حزیم اور جنید کے عمال کو رہا کر دیا۔

حرث بن شریح: اسد جس وقت وارد خراسان ہوا تھا ان دنوں عاصم کا عمل و دخل نہ خراسان میں تھا اور نہ نیشاپور میں۔ مرو روذ پر حرث متصرف تھا اور آمد پر خالد بن عبداللہ ہجری۔ جو حرث ہی کا مطیع اور اُس کی رائے پر عمل درآمد کرتا تھا۔ اسد نے اُس کی قوت توڑنے کی غرض سے عبدالرحمن بن نعیم کو لشکر کوفہ و شام کے ساتھ حرث کی طرف روانہ کیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے آمد کا رُخ کیا۔ زیاد قرشی (حیان نبطی کا آزاد غلام) آمد سے نکل کر مقابلہ پر آیا۔ لیکن اسد سے شکست کھا کر شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوا اسد نے شہر کا محاصرہ کیا۔ چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کرا کے سنگ باری شروع کر دی۔ بالآخر اہل شہر نے امان طلب کی اور شہر کو اسد کے سپرد کر دیا۔ اسد نے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو مامور کر کے بلخ کی طرف قدم بڑھائے۔ چونکہ اہل بلخ سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اسد نے

بلخ پہنچ کر ترمذ کا رخ کیا۔ جو ان دنوں حرث کے محاصرے میں تھا اور اسی وجہ سے اسد اہل ترمذ کو کمک نہیں پہنچا سکا مجبور ہو کر پھر بلخ کی طرف واپس ہوا اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حرث پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اس کو پسپا کر کے اس کے اکثر ہمراہیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد اسد نے سمرقند کی جانب کوچ کیا قلعہ زم پہنچا اہل قلعہ سے (جو حرث کے ہوا خواہ تھے) کہلا بھیجا۔ "تم لوگ ہم سے شاید اس خیال سے متنفر ہو کہ ہم کج خلق ہیں لیکن اس کی برائی اس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرکین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں تم مجھے وہاں پر جانے دو کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اگر تم مجھ سے آمادہ پیکار ہو گئے تو یہ یاد رکھو کہ میں تم کو ہرگز پھر امان نہ دوں گا" والیٔ قلعہ یہ پیام پا کر اسد سے آملا اور اس کے ہمراہ سمرقند چلا گیا اور ان لوگوں کو بھی امان دلا کر اسد سے ملا دیا۔ پھر سمرقند سے اسد بلخ میں واپس آیا اور جدیع کرمانی کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طخارستان کے اس قلعے پر دھاوا کرنے کو بھیجا جہاں پر حرث کا مال و اسباب تھا اور اس کے ہمراہی تھے جدیع نے محاصرہ کر کے اسے بزور تیغ فتح کیا۔ عام قیدیوں کو تو بازار بلخ میں فروخت کر دیا اور جتنے آدمی تھے ان کو مار ڈالا۔ جس میں بنو بزری ثعلبی حرث کے دوستوں میں تھا۔

جریر بن میمون کا انجام

اس واقعہ کے بعد حرث سے ساڑھے چار سو آدمی جو اس کے خاص خاص ہمراہیوں میں سے تھے مخالف ہو گئے جس کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا حرث نے کہا "اگر تم لوگ مجھ سے جدا ہونا ہی چاہتے ہو اور یقین ہے کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو میری موجودگی میں اسد سے امان طلب کر لو اور اگر میرے کوچ کر جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تم کو امان نہ ملے گی" جریر اور اس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا اور حرث کے چلے جانے کے بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا اور جدیع کرمانی کو چھ ہزار کی جمعیت سے ان کے محاصرے پر بھیج دیا یہاں تک کہ اس کے حکم پر قلعہ چھوڑ کر باہر آئے جدیع نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو جس میں جریر بن میمون قاضی بھی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا اسد نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ اور بقیہ لوگوں کے قتل کر ڈالنے کا حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اس نے بلخ کو اپنا دارالحکومت

بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کرلایا۔ اس کے بعد طخارستان و سرزمین جوزنہ پر جہاد کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے۔

اسد بن عبداللہ اور ابن سایجی ۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبداللہ بلاد ختل میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ متعدد قلعات کو بزور تیغ فتح کیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہوگئے۔ ابن سایجی والیٔ بلاد ختل نے اسد کے آنے اور شہروں پر قبضہ کرنے کا حال خاقان کو لکھ بھیجا اور کمک طلب کی خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دیا ابن سایجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی دی اسد نے یقین نہ کیا۔ ابن سایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں نے ہی خاقان کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو ویران و تباہ کر رہے تھے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب کو جب تک اُن میں سے ایک شخص بھی باقی رہے گا مجھ سے قطعی دشمنی ہوجائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے دبنا پڑے گا اور عرب کے خوف سے مجھے اکثر اس کا دست نگر رہنا ہوگا اسد کو اس کے کہنے پر یقین ہوگیا۔ جھٹ پٹ مال و اسباب کو باربرداریوں پر بار کرائے ابراہیم بن عاصم عقیلی والی سجستان کے ساتھ روانہ کردیا اور اُس کے ہمراہ کثیر بن امیہ ابوسفیان بن کثیر خزاعی اور فضیل بن حیان مہری وغیرہ کو بھی نگرانی و محافظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا۔ اور پھر ان سب کی کمک و امداد کو ایک دوسرا لشکر مامور کیا۔ اس کے بعد خود ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا حتیٰ کہ نہر بلخ پر پہنچا اُس وقت ابراہیم بن عاصم مع اسباب و مال اور قیدیوں کے نہر عبور کرچکا تھا شام ہوگئی تھی قیام کردیا۔ صبح ہوئی تو لشکری نہر عبور کرنے لگے۔ ابھی پورا لشکر نہر عبور نہ کرسکا تھا کہ ترکوں کا لشکر آپہنچا ازد وتمیم سامنے آگئے۔ لڑائی شروع ہوگئی خاقان نے اپنے پُرزور حملے سے اُن کے مورچوں پر قبضہ کرلیا۔

خاقان کا تعاقب اسد اور اُس کے ہمراہی اپنے لشکرگاہ میں واپس آئے اور ترکوں کے حملے سے بچنے کی غرض سے اپنے اردگرد خندق کھود لی اور بہ غلط اطمینان کرکے کہ خاقان نہر عبور نہ کرے گا کمریں کھول دیں آرام کرنے لگے خاقان بے خرخشہ نہر عبور کرکے اسلامی لشکر پر آپڑا عساکر اسلامیہ

اپنے لشکر گاہ سے جواب دینے لگے تمام رات لڑائی کی یہ صورت رہی کہ ترک ان کو گھیرے ہوئے تھے اور یہ اُن کے حملوں کا جواب اپنے لشکر گاہ سے دیتے جاتے۔ صبح ہوئی تو ترکوں کا ایک متنفس بھی نہ دکھائی دیا۔ اسد نے یہ گمان کر کے کہ شاید ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں چلے گئے ہیں طلایہ (پٹرول) کو حال دریافت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اور امراء لشکر کو مشورہ کرنے کے لئے اپنے خیمے میں بلایا سب نے قیام کی رائے دی' لیکن نصر بن سیار نے آزادانہ طور سے ترکوں کے تعاقب کرنے اور مال و اسباب کو اُن کے تصرف سے بچانے کی رائے ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ بفرض محال اگر آپ اُس کے ضائع ہونے کے بعد پہنچیں گے تو راہ کی وہ مشقت جس کا برداشت کرنا ناگزیر ہے تمام ہو جائے گی۔ اسد نے اس رائے کے بموجب کوچ کر دیا اور ایک شخص کو ابراہیم بن عاصم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال ظاہر کرنے کو بھیج دیا۔

خاقان کی پسپائی

اسد کا وہ خیال کہ ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں گئے ہیں بالکل صحیح نکلا لیکن اُس کے پہنچنے سے پہلے ابراہیم نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودلی تھی مورچے قایم کر لئے تھے خاقان نے صغد کو جنگ کرنے کا حکم دیا مسلمانوں کے مسلحہ نے اُن کو شکست دی اُس وقت خاقان ایک ٹیلے پر مسلمانوں کے لشکر کا حال دریافت کرنے اور اُن پر حملہ کرنے کے مواقع دیکھنے کے لئے چڑھ گیا۔ دیکھ بھال کر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سامنے کا راستہ قطع کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرو۔ ترکوں نے اُس حکم کی تعمیل کی مسلمانوں سے دست بدست لڑنے لگے صاغان خداہ اور اُس کے ہمراہی اس معرکے میں کام آئے اُن کے مال و اسباب پر ترکوں نے قبضہ کر کے ابراہیم کے ہمراہیوں پر حملہ کیا اُس وقت مسلمانوں کا لشکر غیر مرتب ہو گیا تھا سب کے سب یکجا جمع ہو کر لڑ رہے تھے اس کے ساتھ ہی اُن کو اپنی ہلاکت کا احساس بھی ہو رہا تھا کہ دفعۃً دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ترکوں کے ہاتھ بھی لڑتے لڑتے شل ہو گئے تھے مگر آہستہ آہستہ کامیابی کے غرور میں بڑھتے چلے آتے تھے تھوڑی دیر کے بعد غبار ہٹا تو اسد کی صورت دکھائی دی کہ وہ اپنا نشان لئے ہوئے آ رہا ہے ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اسد نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے اُس ٹیلا

قبضہ کر لیا جس پر خاقان چڑھ گیا تھا ابراہیم کے بقیہ سواری اور صاغان خداہ کی بیوی اسد کے پاس آئی اور خاقان مسلمان قیدیوں اونٹ، بکریوں اور مال واسباب لوٹتے ہوئے پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جنگ کا قصد کیا لیکن اسد نے روکنے سے رک گئے جاتے جاتے خاقان کے لشکریوں میں سے ایک شخص جو حرث بن شریح کے ساتھیوں میں سے تھا اسد سے خطاب کر کے بولا "ماوراء النہر کا ملک تمہارے جہاد کے لیے کافی تھا لیکن تم نے اس پر اکتفا نہ کی، بلاد ختل پر چڑھ آئے جو ہمارے باپ دادا کا ملک تھا آخر کار تم نے (اپنی) اس جرأت کا نتیجہ دیکھ لیا شاید آئندہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے"۔

حرث اور خاقان کا اتحاد ترکوں کے چلے جانے کے بعد اسد بلخ واپس آیا اور اس کے پر فضا میدان میں لشکر مرتب کرنے لگا یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا، مجبور ہو کر شہر میں چلا گیا اور وہیں ایام سرما گذارے۔ حرث بن شریح اطراف طخارستان میں تھا خط وکتابت کر کے خاقان سے جا ملا اور اس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کر بلخ پر فوج کشی کر دی۔ اسد نے نماز عید الاضحیٰ کے بعد ایک طویل خطبہ دیا جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حرث بن شریح نے کفار سے سازش کر لی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے ظلم و بغاوت کی تاریکی سے بجھا دے اور اس کے دین متین کو اپنی نفسانی خواہشوں سے بدل دے تم لوگوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے بندے کا اس وقت زیادہ قرب ہوتا ہے جب کہ وہ سجدے میں رہتا ہے۔ اسد اس فقرے کو مکمل کر کے سجدے میں چلا گیا اس کے ساتھ حاضرین بھی سجدے میں چلے گئے اور نہایت خشوع وخضوع سے دعا کرنے لگے۔ دعا وسجدے سے فارغ ہو کر اسد نے بہ قصد مقابلہ خاقان خروج کیا۔

خاقان کی شکست خاقان کی کمک پر اہلیان ماوراء النہر وطخارستان دجوبہ تھے مجموعی تعداد اس کی فوج کی تیس ہزار تھی اسد کو اس کی خبر لگی تو اس نے سرداران لشکر کو مشورے کی غرض سے طلب کیا۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ شہر بلخ میں قلعہ بند ہو کر لڑنا اور خالد وہشام سے کمک طلب کرنا چاہیے۔ لیکن اسد نے اس رائے سے مخالفت کی نصر بن سیار اور قاسم بن بخیت وغیرہ نے بھی شہر سے نکل کر لڑنے کی رائے دی جس سے اسد کا عزم مصمم ہو گیا۔ بلخ پر کرمانی بن علی کو مامور کر کے یہ حکم دیا

کہ کوئی شخص شہر بلخ سے باہر نہ نکلنے پائے اگرچہ ترک شہر بلخ کے دروازے پر آجائیں اور خود جامع مسجد میں جا کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور بعد فراغت نماز دعا میں مصروف ہو گیا جانے والے بھی اس کے ساتھ ساتھ دعا کر رہے تھے نماز و دعا سے فارغ ہو کر شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آ کر ٹھہر گیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو بسم اللہ کہہ کر نکل کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ خاقان کے تیروں سے سامنا ہو گیا۔ ایک خفیف لڑائی کے بعد ان کے سردار کو گرفتار کر لیا اور راتوں رات جوزجان نے دو کوس کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے پر نظر آئیں۔ اسد نے فوراً جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور لشکر کی صفوں کو مرتب کرنے لگا اس معرکے میں اسد کے ہمراہ والی جوزجان بھی تھا۔ ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ پر ایسا حملہ کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر قلب لشکر تک چلے آئے اس وقت لشکر اسلام کا میمنہ جس میں اسد اور والی جوزجان تھا ترکوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور پے در پے ایسے زبردست حملے کیے کہ ترکوں کو سنبھلنے کی مہلت نہ ملی خاقان اور حرث بن شریح اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑے ہوئے اور تین کوس تک فتح مند گروہ قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں چلا گیا ڈیڑھ لاکھ بکریاں اور بہت سے جانور بار برداری کے پکڑ لائے۔

عثمان بن عبداللہ کا حملہ

خاقان نے شکست کے بعد معمولی راہ چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا اور حرث بن شریح حفاظت کی غرض سے اس کے ہمراہ تھا والی جوزجان ان راستوں سے واقف تھا اسد سے اجازت حاصل کر کے عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو ہمراہ لیا اور قریب قریب تین راستے کو طے کر کے خاقان کے سر پر پہنچ گیا جس وقت کہ وہ لشکر اسلام کے حملے سے مطمئن ہو گیا تھا۔ ترک والی جوزجان کے اچانک حملے سے گھبرا گئے پکتی ہوئی ہانڈیاں تک چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کا لشکرگاہ مال و اسباب، عرب کی عورتوں (جن کو اس نے قید کر رکھا تھا) ترک کی عورتوں کی لونڈیوں سونے چاندی کے ظروف اور قیمتی قیمتی اسباب سے بھرا ہوا تھا خوش قسمتی سے یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خاقان مسلمانوں کی نظریں بچا کر گھوڑے پر سوار ہوا حرث بن شریح لوگوں سے خود بچتا اور اس کو بچاتا ہوا نکل گیا۔ خاقان کی بیگم نے سوار ہونے میں تاخیر کی تو خواجہ سرائے جو اس کی خدمت

پر مامور تھا اُس کا کام تمام کر دیا۔

خاقان کا خاتمہ اس تائید غیبی کے بعد اسد پانچ روز تک میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا دہاقین خراسان سے زر دیہ لے کر اُن کے قیدیوں کو رہا کرتا رہا چھٹے روز اپنے خروج کے نویں دن بلخ کی طرف واپس ہوا جوزجان میں پہنچ کر قیام کیا۔ خاقان بھاگا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ طخارستان میں پہنچ کر جو بہ خرلجی کے پاس دم لیا۔ کچھ عرصہ آرام کر کے اپنے ملک کو روانہ ہوا شروسنہ میں پہنچا تو خرا لغنبرہ (کاؤس افشین کا دادا) آکے ملا اگرچہ ان دونوں میں کسی قدر کشیدگی تھی لیکن رسم پیدا کرنے کے خیال سے جو کچھ اُس سے ہو سکا پیش کیا جس کو خاقان نے نہایت خوشی سے قبول کیا۔ پھر اُس سے رخصت ہو کر اپنے دارالحکومت میں داخل ہوا اور اسی وقت سے لشکر کی تیاری و ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ جس وقت اُس کو اپنی فوجی قوت پر کامل بھروسہ ہو گیا تو سمرقند پر چڑھائی کر دی۔ حرث بن شریح نے اپنے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار منتخب آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے کمک پر بھیجا ہنوز سمرقند کے محاصرے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک روز اتفاق سے خاقان اور کورصول نرد کھیلنے کو بیٹھ گئے باتوں باتوں میں دونوں میں جھگڑا ہو گیا کورصول نے خاقان کا ہاتھ اس زور سے دبایا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ خاقان غصے میں بھرا ہوا اُٹھ کر چلا آیا اور کورصول کے ہاتھ توڑ ڈالنے کی قسم کھائی کورصول کو اس کی اطلاع ہو گئی' رات کے وقت خاقان کے لشکر پر شب خون مار کر اُس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسا گھبرا کر بھاگے کہ خاقان کے گور و کفن کا بھی اُن کو خیال نہ رہا۔ اس واقعہ کے دو پہرے روز چند سرداران ترک نے آکر خاقان کو دفن کیا۔

مقاتل بن حیان اس واقعہ سے قبل اسد نے بلخ سے فتح کی خوش خبری خالد بن عبداللہ کے پاس بھیجی تھی اور اُس نے اُس کی اطلاع ہشام کو دی ہشام کو باور نہ ہوا پھر اُس کے بعد ہی قاسم بن نجیب کو خاقان کے مارے جانے کی خبر لے کر دارالخلافہ کو روانہ کیا قیس کو اسد و خالد کی کامیابیوں پر رشک پیدا ہوا ہشام سے جڑ دیا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر لیجئے اس سے اصل واقعہ کا انکشاف ہو جائے گا۔ چنانچہ ہشام نے خالد کو لکھا اور خالد نے اسد کو۔ پس جب مقاتل بن حیان

دربار خلافت میں حاضر ہوا اُس وقت ہشام کے پاس اُس کا وزیرا برش بیٹھا ہوا تھا مقاتل نے اوّل سے آخر تک کل واقعات عرض کیے ہشام نے خوش ہوکر مقاتل سے کہا۔ مانگ کیا مانگتا ہے؟ عرض کیا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم ظلماً وصول کیے تھے آپ اُس کی واپسی کا حکم صادر فرمایئے ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان ان درہم کے واپسی کا لکھ دیا مقاتل نے اُن درہم کو ورثاء حیان میں تقسیم کردیا۔

ختل پر فوج کشی

خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے ختل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمر خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا قلعہ بدرطرخان پر پہنچا بدرطرخان نے اسد کی خارا شگاف تلوار سے ڈرکر امان طلب کی مصعب نے امان دے کر اسد کے پاس بھیج دیا بدرطرخان نے ایک ہزار درہم پیش کیے اور اس ذریعہ سے دھوکا دینے کی کوشش کی اسد نے لینے سے انکار کیا اور مصعب کے پاس واپس کردیا کہ اُس کو اُس کے قلعہ میں پھر لوٹا دو۔ اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اس وقت مسلمہ بن ابی عبداللہ (موالی سے تھا) حاضر تھا عرض کیا۔ امیرالمومنین اُس کے رہا کردینے پر نادم ہوں گے" مصعب نے کچھ جواب نہ دیا مگر مسلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا۔ اس کے بعد اسد اپنا لشکر ظفر پیکر لیے ہوئے آپہنچا اور مجشر بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا مجشر نے کہا "بدرطرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اُس پر نہ کچھ سختی کی اور نہ اُس سے کچھ قول وقرار لیا مزید براں رہا کرکے اُس کے قلعہ میں اُس کو پہنچا دیا" اسد یہ سُن کر اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور مصعب سے بدرطرخان کا حال دریافت کرایا۔ معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے اسد نے اُس کی حاضری کا حکم دیا جب روبرو لایا گیا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے اس کے بعد ازد کے ایک شخص کو جس کے باپ کو اُس نے شہید کیا تھا گردن مارنے کا حکم دے دیا پس اس ازدی مرد نے بدرطرخان کو بار حیات سے سبک دوش کردیا۔

بدرطرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر بہ آسانی قبضہ حاصل کرکے اسلامی لشکر کو ملک ختل میں پھیلا دیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی وغلام سے بھر گئے۔ لیکن بدرطرخان کے لڑکے ایک چھوٹے سے قلعہ میں "جو شہر کے بالائی حصے میں تھا" باقی رہ گئے وہاں تک عساکر اسلامیہ کے

فتوحات کی موجیں دیکھیں۔ انھیں واقعات پر اس سنہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ۱۲۰ھ کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول ۱۲۰ھ مقام بلخ میں اسد بن عبد اللہ قسری کا پیغام موت آگیا۔ وفات کے وقت اُس نے جعفر بن حنظلہ نہروانی کو اپنا جانشین کیا تھا جس نے چار مہینے امارت کی۔ اس کے بعد ماہ رجب میں نصر بن سیار کی گورنری کا دور آگیا۔

خالد کی معزولی

۱۲۰ھ میں ہشام بن عبد الملک نے ابو المثنیٰ و حسان نبطی کے کہنے سننے سے خالد کو کل صوبجات کی حکومت سے معزول کیا۔ یہ دونوں ہشام بن عبد الملک کی املاک کے جو عراق میں تھی متولی تھے خالد کو ان کی تولیت شاق گذری اس نے ان کو ہشام بن عبد الملک کی املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشرق کو مامور کیا۔ حسان و ابو المثنیٰ عراق سے دمشق میں چلے آئے اور بہ حکمت عملی ہشام بن عبد الملک کے کان تک یہ خبر پہنچا دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے ہشام کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا۔ بلال بن ابی بردہ اور عریان بن ہیثم کو چونکہ ان واقعات کی اطلاع ہو گئی تھی انھوں نے خالد سے کہا کہ تم اپنی کل جائداد ہشام کے نذر کر دو کہ جس کو وہ پسند کرے لے ہم اس کو رضامند کر دینے کے ذمہ دار ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا۔ اس کے بعد عمرو بن العاص کی اولاد میں سے کسی شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے۔ ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت درشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیادہ پا دار الخلافہ میں اس شخص (یعنی عمرو بن العاص کی اولاد) کو راضی کرنے اور اس سے معافی چاہنے کو بلایا تھا۔

خالد کی گرفتاری

ہنوز خالد دار الخلافت دمشق میں حاضر نہ ہوا تھا کہ اس کی بابت اکثر لوگوں نے شکایتیں کیں اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ خالد گورنری عراق کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ ہشام نے ایک دوسرا عتاب آمیز فرمان لکھا جس کا یہ مضمون تھا "اے پسر مادر خالد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو کہا کرتا ہے کہ گورنری عراق میری باعث عزت نہیں ہے۔ اے غیر مختون ماں کے بیٹے! عراق کی گورنری تجھے باعث فخر کیسے نہیں ہو سکتی تو بجیلہ کے قبیلہ سے ہے جو نہایت ذلیل و قلیل ہے

واللہ مجھے یہ گمان ہے' پہلا جو شخص تیرے ہاتھ کو تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلے کا ایک مرد ہوگا" اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جو ان دنوں یمن میں تھا سندگورنری مرحمت کرکے تیس ہمراہیوں کے ساتھ عراق روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر ثقفی فوراً کوفے کی طرف روانہ ہوا اور قریب کوفہ پہنچ کر قیام کیا اتفاق سے اسی زمانے میں طارق (خالد کے نائب) نے کوفے میں اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اور اس تقریب کی خوشی میں علاوہ مال اور قیمتی قیمتی کپڑوں کے بہ تعداد کثیر لونڈی غلام تحفہ بھی خالد کے پاس بھیجے تھے۔ اتفاق سے چند عراقی یوسف کی طرف ہو کر گذرے، بہ وقت استفسار یوسف نے صاف جواب نہ دیا۔ عراقیوں کو اُن پر خوارج ہونے کا شبہ ہوا یوسف شب کے وقت سوار ہو کر ثقیف کے مکانات میں چلا آیا ثقیف نے اس راز کو چھپایا صبح ہوتے ہی یوسف نے مسجد میں اُن لوگوں کو جمع کیا جو وہاں پر مضر کے قبیلہ کے تھے۔ نماز سے فارغ ہوا تو آدمی بھیج کر خالد و طارق کو گرفتار کرا لیا۔

یوسف کی تقرری

بعض کا یہ بیان ہے کہ خالد ان دنوں واسط میں مقیم تھا کسی نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست کو واسط میں لکھ بھیجی وہ سوار ہو کر خالد کے پاس گیا اور امیر المومنین ہشام کے پاس جانے اور معذرت کرنے کی رائے دی خالد نے جواب دیا "میں یہ کام بلا اجازت نہیں کر سکتا" اس نے پھر عرض کیا "آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیر المومنین کے پاس جا کر آپ کے حاضری کی اجازت لے آؤں' خالد بولا "یہ بھی ناممکن ہے" اس شخص نے کہا "اچھا اس سال جس قدر آمدنی میں کمی ہوئی ہے اُس کا معاوضہ دے دو میں تمہاری بحالی کی سند لا دوں گا اور اُس کی تعداد ایک کروڑ ہے" خالد نے جواب دیا "میرے پاس دس لاکھ سے ایک حبہ زیادہ نہیں ہے" اُس شخص نے کہا "اگر آپ اجازت دیں تو اس رقم کو میں اور فلاں فلاں اشخاص ادا کریں" خالد نے اُس کو بھی منظور نہ کیا تب طارق نے کہا' بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے کو اور تم کو مال دے کر بچالیں تاکہ یہ عہدہ ہمارا اور تمہارا برقرار رہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی غیر شخص آکر ہمارے مال و اسباب پر قبضہ کرے اور وہ اس وقت کوفے میں ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم لوگ مار ڈالے جائیں گے اور مال و اسباب نصیب دشمناں ہو جائے گا" خالد نے ان میں سے کسی بات کو منظور نہ کیا۔ طارق روتا ہوا رخصت ہو کر کوفے کو لوٹا اور

خالد حمہ میں چلا آیا۔

اس اثنا میں ہشام کا فرمانِ گورنری عراق یوسف کے نام آ پہنچا جس میں ابن نصرانیہ یعنی خالد اور اُس کے عمال گرفتار کرنے اور ایذائیں دینے کی تاکید کی تھی چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کو لے کر کوفے کو روانہ ہوگیا اور اپنے لڑکے صلت کو یمن پر مامور کر گیا۔ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰ھ میں کوفے کے قریب پہنچ کر نجف میں قیام کیا اور اپنے خادم کیسان کو طارق کے گرفتار کر لانے کو بھیجا۔ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہوئی کیسان نے گرفتار کر کے یوسف کے روبرو پیش کیا یوسف نے کوڑوں سے پٹوایا۔ بعد ازاں کوفے میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو خالد کے لانے کے لئے حمہ کی طرف روانہ کیا۔ پس عطا نے حمہ میں پہنچ کر گرفتار کیا۔ ابان بن ولید اور اُس کے دوستوں نے ستر ہزار دے کر خالد کو چھڑوایا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لئے گئے تھے خالد کی حکومت عراق میں پندرہ برس رہی جس وقت سے یوسف عراق کا گورنر ہوا اُسی زمانے سے عراق میں عرب ذلیل ہوئے اور ذمی کل امور کے متولی و متصرف ہو گئے۔

نصر بن سیار بحیثیت گورنر خراسان

اسد بن عبد اللہ کے مرنے پر ہشام بن عبد الملک نے نصر بن سیار کو رجب سنہ ۱۲۰ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا اور سند گورنری عبد الکریم بن سلیط حنفی کی معرفت روانہ کی اس سے پیشتر جعفر بن حنظلہ نے جس کو وفات کے وقت اسد نے اپنا نائب بنایا تھا) نصر کو حکومت بخارا پر مامور کرنے کا قصد کیا تھا لیکن بختری بن مجاہد (بنو شیبان کا آزاد غلام) اس رائے کا مخالف ہوا اور نصر کو اس خدمت کے قبول کرنے سے روکا اور کہا کہ تم تو خراسان میں مضر کے شیخ ہو تم ہی کو اس ملک کی گورنری کا عہدہ دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس جب نصر کو خراسان کی گورنری دی گئی تو اُس نے بلخ پر مسلم بن عبد الرحمٰن کو مرو رود پر وشاح بن بکیر بن وشاح کو ہرات پر حرث بن عبد اللہ بن حشرج کو نیشاپور پر زیاد بن عبد الرحمٰن قسری کو خوارزم پر ابو حفص علی بن حقنہ کو اور صغد پر قطن بن قتیبہ کو مامور کیا چار برس تک خراسان میں عہدہ ہائے جلیلہ پر سوائے مضری کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا مامور نہ کیا گیا۔

نصر کی فتوحات

اس کے زمانہ گورنری میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ ہزارہا بے مثل عمارتیں تعمیر ہو گئیں اعلیٰ اونیٰ اس سے خوش رہے اس کے باوجود سرکاری جمع میں کمی نہ ہوئی بلکہ بہ نسبت سابق ترقی پر رہی۔ متعدد جہاد بھی کئے۔ سب سے پہلے بلخ سے براہ باب حدید ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو میں آیا ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جن کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی اُن کا جزیہ معاف کر کے ان پر عشر قائم کیا اور جن مشرکین پر جزیہ کم تھا اُن کا جزیہ بڑھا دیا اس تدبیر سے آمدنی بڑھ گئی۔ دوبارہ سمرقند پر اور سوبارہ مرو سے شاش پر جہاد کیا اس مرتبہ بادشاہ بخارا، اہالیان سمرقند، کش اور نسف بیس ہزار کی جمعیت سے نصر کے ہمراہ تھے۔ نہر شاش پر پہنچا تو نہر اور نصر کے مابین کورصول حائل ہو گیا۔ رات تاریک تھی نصر نے منادی کرادی کہ کوئی شخص لشکرگاہ سے باہر نہ نکلے۔ صبح ہوتے ہی عاصم بن عمیر نے لشکر سمرقند کے ساتھ خروج کیا سواران ترک مقابلہ پر آئے جس میں کورصول بھی تھا عاصم اُس کو نصر کے پاس گرفتار کرلایا نصر نے اُس کو قتل کر کے نہر کے کنارے پر صلیب دے دی ترکوں کو اس سے سخت صدمہ ہوا اس کے خیموں کو جلا دیا گھوڑوں کی دم اور ایال اور بالوں کو کاٹ ڈالا۔ نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں جلا دینے کا حکم دیا تاکہ اس کی مراجعت کے بعد ترک اُس کو اُٹھا نہ لے جائیں اس کے بعد فرغانہ کی طرف گیا ایک ہزار آدمیوں کو گرفتار کرلایا۔ پھر یوسف بن عمران نے حرث بن شریح پر شاش میں حملہ کرنے کو لکھا اور یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سرداران کو قید کر لینا۔ چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر یحییٰ بن حصین تھا۔ حرث بن شریح نے بہت بڑی دلیری سے مقابلہ کیا بڑے بڑے نامور جنگ آزما ترک مارے گئے۔ بالآخر ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے بادشاہ شاش تحایف و نذر لئے لے کر حاضر خدمت ہوا اور صلح کی درخواست کی نصر نے اس شرط سے مصالحت کی کہ حرث بن شریح کو اپنے ملک سے نکال دے۔ پس بادشاہ شاش نے حرث کو فاریاب کی طرف نکال باہر کیا۔ نصر شاش پر نیزک بن صالح (عمرو بن العاص کے آزاد غلام) کو مامور کر کے سرزمین فرغانہ میں جا پہنچا۔ والی فرغانہ گھبرا کر

اتمام صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کو عزت سے بٹھایا اور حسب قرار داد شرائط صلح نامہ لکھ دیا۔

خاقان کے مرنے کے بعد صغد نے بھی اپنے ملک کے واپس دینے کی خواہش کی۔ لیکن جوں ہی نصر کو گورنری خراسان دی گئی اس نے اُن کو بلا دیا اور اپنی خواہش کے مطابق شرائط منظور کر لئے ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان نے بھی اپنی شرائط سے انحراف کیا از انجملہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اُس کو سزا دی جائے۔ اور بلا دلیل و حجت کوئی شخص اُن میں کا قید نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر کو ان شرائط کے منظور کرنے پر برا کہنا شروع کیا نصر نے جواب دیا اگر تم لوگ اُن کی شکایتوں کو جو اُن کو مسلمانوں سے پیدا ہوتی ہیں اسی طرح دیکھتے جس طرح میں نے دیکھی ہیں تو تم لوگ مجھے ملزم نہ ٹھہراتے نصر نے یہ لکھ کر اس کی اجازت ہشام بن عبد الملک سے منگوا لی یہ واقعہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

زید بن علی کا ظہور

۱۲۱ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبد الملک کے خلاف خروج کیا۔ کتاب و سنت کی اتباع کرنا۔ اور ظالموں پر جہاد مظلوموں کی فریاد رسی محرد موں کو وظایف مقرر کرنے اور جس سے بہ زور و جبر کوئی چیز چھین لی گئی ہے اُس کو واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کے مدعی ہوئے۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن

لوگوں نے ان کے خروج کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ زید بن علی داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب عہد گورنری خالد بن عبداللہ قسری میں عراق گئے تھے خالد بن عبداللہ نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی تھی اور معقول طور سے جانی اور مالی ان کی خدمت کی تھی۔ پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اس نے ہشام بن عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ خالد قسری اہل بیت کا ہوا خواہ ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں دس ہزار دینار قیمت ادا کر کے خریدی تھی اور پھر اُن میں کو واپس دے دیا اس کے زمانہ گورنری میں یزید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اُس نے ان کو اور اُن کے ہمراہیوں کو بہت سامال دے کر رخصت کیا تھا۔ ہشام نے عامل مدینہ کے ذریعہ سے اس کی تحقیقات کرائی

اور خالد کے مقابلے میں تصدیق کرنے کی غرض سے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا چنانچہ انتہائی مجبوری میں یہ لوگ عراق گئے اور خالد کے روبرو جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا اظہار کیا۔ خالد نے اس کی تصدیق کی بعدازاں یہ لوگ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔ قادسیہ میں پہنچ کر قیام کیا اہل کوفہ نے یہ خبر پا کر خط و کتابت کی پس زید بن علی ان کی طرف پڑے گئے بعض اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن حسن بن حسن بن علی میں ایک مال موقوفہ علیؓ میں نزاع تھی۔ ہنوز وہ جھگڑا طے نہ ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن حسن کا انتقال ہو گیا۔ پس زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں منازعت قائم ہو گئی۔ رفع نزاع کی غرض سے یہ دونوں بزرگ اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے۔

ہشام اور زید بن علیؓ

ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی گتھ گئے باتوں باتوں میں طعن و تشنیع کی نوبت آ گئی اور خالد ان دونوں بزرگوں کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا۔ زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گذرا سخت و ناملایم کلمات کہہ کر اٹھ آئے دوسرے دن مدینہ سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے۔ ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی حیلہ حوالہ کر کے ٹالتا رہا بالآخر عرصہ دراز کے بعد اجازت دی۔ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اثنائے کلام میں ہشام نے کہا "میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو" پھر کچھ سوچ کر کہا "اور اگر تمہارا یہ خیال قایم ہو گیا تو بسم اللہ ہم پر خروج کرو" آپ نے جواب دیا ہاں! "میں ایسا خروج نہ کروں گا جو تم کو خبر نہ گزرے" ہشام یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفے کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

زید بن علیؓ کا کوفہ میں قیام

محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا "تم کوفہ نہ جاؤ ان کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے انھوں نے ہمارے تمھارے جدامجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے" زید بن علیؓ نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ جب وہ کوفہ پہنچے تو پوشیدہ طور پر قیام کیا۔ ایک مکان سے دوسرے مکان ٹھہرتے پھرتے تھے اور شیعان علیؓ

راتوں کو اور دن کو چھپ چھپ کر آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ رؤسائے کوفہ سے ایک گروہ نے بیعت کر لی از انجملہ مسلمہ بن کہیل، نصر بن خزیمہ عبسی اور معاویہ بن اسحاق بن حارثہ انصاری تھے جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون سنا کر فرماتے تھے۔ اتبايعون على ذلك (کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو) جب وہ کہتے ہیں ہاں! اس وقت آپ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے۔ عهد الله عليك وميثاقه وذمته وذمة نبيه لتفين ببيعتي وتقاتلنّي مع عدوى ولتنصحن لى فى السر والعلانية (اللہ اور اس کا رسول میرے اور تمہارے اقرار کا ذمہ دار ہے کہ تم اپنی بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ ہو کر میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر و باطن میرے دوست بنے رہو گے) جب وہ اس کا بھی اقراری جواب دیتا تو آپ اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھو کر ارشاد کرتے "اللّٰھُمَّ اشھد" زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ پندرہ ہزار اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور یہ راز دلوں سے زبانوں پر اور زبانوں سے کانوں تک پہنچ گیا۔

زید بن علی کا کوفہ سے اخراج

بعض کہتے ہیں کہ زید بن علیؓ نے کوفے میں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا اور آپ کے ہمراہ داؤد بن علیؒ بن عبداللہ بن عباس بھی تھے جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرنے کو آئے تھے پس شیعان علیؓ آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کر لی رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کر دیا۔ شیعہ قادسیہ یا ثعلبیہ میں ملنے کو آئے۔ داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ہمراہ کوفے کی طرف واپس جانے پر زید بن علیؓ کو بہت کچھ سمجھایا حسینؓ بن علیؓ کا ماجرا تبلایا۔ شیعہ بولے" یہ خود امیر بننا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ کو کوفے میں جانے سے روکتے ہیں"۔ زید بن علیؓ اس فریب میں آکر کوفہ واپس گئے اور داؤد بن علیؒ مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔

زید بن علی کی واپسی

زید بن علیؓ جوں ہی وارد کوفہ ہوئے مسلمہ بن کہیل نے حاضر ہو کر روکا آپ نے کچھ خیال نہ فرمایا تب مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا۔ "اہل کوفہ آپ کو دھوکا

دیں گے اور ایفاء وعدہ نہ کریں گے آپ کے دادا کے ہمراہ اس سے دو چند آدمی تھے۔ لیکن اُن میں سے کسی نے بھی اپنا عہد واقرار پورا نہ کیا۔ حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کی آنکھوں میں عزیز تھے"۔ آپ نے جواب دیا اہل کوفہ میری بیعت کر چکے۔ اب ایفاء عہد مجھ پر اور اُن پر فرض ہو گیا" مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا " اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں مُبادا کوئی حادثہ پیش آجائے میں اپنی جان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا " آپ نے اجازت دیدی۔ چنانچہ مسلمہ یمامہ کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید بن علیؓ کو ایک خط نصیحتًا لکھا اور اس ارادے سے روکا۔ لیکن زید بن علیؓ نے کوئی توجہ نہ دی۔ ایک عورت سے کوفے میں نکاح کر لیا۔ عورت و مرد بہ کثرت آتے اور بیعت کرتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت ہو گئی۔ آپ نے تیاری کا حکم دیا۔

اہل کوفہ کی بدعہدی

یوسف کو یہ خبر لگی تو اُس نے آپ کو تلاش کرایا۔ لیکن آپ نہ ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج میں تعجیل کی۔ یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفے میں حکم بن الصلت امارت کر رہا تھا اور پولیس کا افسر عمرؓ بن عبدالرحمٰن بن قاہرہ تھا اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی مع چند سرداران اہل شام کے کوفے میں موجود تھا۔ شیعان علیؓ نے یہ سُن کر کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے۔ حاضر ہو کر عرض کیا " آپ شیخین کی بابت کیا فرماتے ہیں" جواب دیا اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے اُن کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی نسبت امارت و خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ لیکن انھوں نے ہم سے چھین لیا اور یہ امر کفر کی حد تک نہیں پہنچ سکتا بلا شبہ اُن لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب و سنت پر عمل کیا شیعان علیؓ بولے " جب ایسی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ پھر آپ ہم کو کیوں اُن سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہیں" آپ نے فرمایا " یہ لوگ اُن کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ اور تھے اور یہ اور ہیں۔ ان لوگوں نے کل مسلمانوں پر ستم کیا ہے۔ پس ہم تم لوگوں کو کتاب سنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت و اطفاء آتش بدعت کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم منظور کر لو گے تو تمھاری سعادت مندی ہے اور اگر انکار کرو گے

تو میں تمہارے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ شیعان علیؓ یہ سن کر علیحدہ ہو گئے۔ بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گویے سبقت امام بر حق (یعنی محمد باقر) سے گئے اور اب آں کے بعد جعفر ان کے لڑکے ہمارے امام ہیں اس کے بعد شیعوں نے زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا "رفضونی" تم نے مجھے چھوڑ دیا، چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے موسوم ہوئے۔

زید بن علیؓ کا خروج

ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا زید بن علیؓ کو معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارث کے مکان میں تلاش کرایا۔ آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے چند شیعہ نے آپ کے پاس جمع ہو کر آگ روشن کی اور یا منصور کی ندا دی حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اتفاقیہ جعفر بن ابی عباس کندی کو زید بن علی کے دو ہمراہی مل گئے جو اپنے شعار کی ندا کر رہے تھے جعفر نے ان میں سے ایک کو مار کر دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن صلت کے روبرو پیش کیا۔ حکم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ یوسف خبر پاتے ہی کوفے کے قریب آ پہنچا اور ریان بن مسلمہ ارائشی کو بسرافسری دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کے کوفے کی طرف بڑھنے کو کہا۔ شیعہ یہ سن کر دائیں بائیں آنکھیں چرا گئے۔ زید بن علیؓ نے دریافت کیا" یہ سب لوگ کہاں گئے؟ جواب دیا گیا جامع مسجد میں محصور ہیں۔ حاضرین شمار کئے گئے تو دو سو بیس نکلے۔ افسر پولیس اپنے سواروں کو مرتب کر کے بقصد جنگ زید بن علیؓ کی طرف آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہو گئی اتفاق سے یہ بھی زید بن علیؓ سے ملنے کو آتا تھا۔ نصر نے افسر پولیس پر حملہ کیا اور زید بن علیؓ نے اہل شام پر۔ اہل شام کو شکست ہوئی۔ زید بن علیؓ لڑتے بھڑتے انس بن عمر ازدی کے مکان تک پہنچے چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی۔ آپ نے آواز دی باہر آ ناتو در کنار جواب تک نہ ملا۔ رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے یہاں پر اہل شام کا جمگھٹ تھا۔ آپ نے ان پر بھی حملہ کیا۔ اہل شام شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ آپ آگے بڑھے تو ریان بن مسلمہ نے پھر لوگوں کو جمع کر کے تعاقب کیا۔ کوفے کی گلیوں میں ہلڑ مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علیؓ تھے اور پیچھے پیچھے ریان بن مسلمہ۔ زید بن علیؓ اہل کوفہ کے ایفاء بیعت سے

ناامید ہوکر نصر بن خزیمہ سے بولے "افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی میرے دادا حسینؓ کا جیسا برتاؤ کیا" نصر نے عرض کیا "لیکن میں! واللہ میں تمہارے ساتھ جان دوں گا۔ بقیہ ہمراہی آپ کے مسجد میں ہیں۔ میرے ساتھ مسجد کی طرف چلئے شاید کچھ کام نکل آئے۔"

زید بن علیؓ کی شہادت

زید بن علیؓ اور نصر بن خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف گئے۔ ایک متنفس باہر نہ آیا مزید براں مسجد پرسے پتھر برسائے مجبور ہوکر زید مع نصر کے واپس ہوئے شام ہوگئی تھی دارالرزق میں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزنی کو بسرکردگی لشکر شام زید بن علیؓ کے مقابلے پر بھیجا۔ آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ میں آئے۔ نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت دونوں بازوؤں پر تھے اور آپ قلب میں۔ ایک سخت خوں ریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کرکے مجموعی قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا۔ عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ستر آدمی کام آئے۔ مغرب کا وقت قریب آگیا تھا۔ لڑائی موقوف ہوگئی عشا کے وقت یوسف بن عمر نے اپنے ہمراہیوں کو دوبارہ مرتب کرکے زید بن علیؓ پر شب خون مارنے کو بھیجا۔ لیکن زید بن علیؓ کے جان نثاروں نے نہایت دلاوری سے پسپا کردیا یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کر قدر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا جنگ کا انداز بدل گیا۔ لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوگئی۔ معاویہ بن اسحاق مارے گئے۔ بعد ازاں ایک تیر آپ کے بائیں ابرو پر آ لگا جو سیدھا دماغ تک پہنچ گیا۔ لڑائی خودبخود رات ہونے کی وجہ سے موقوف ہوگئی تھی۔ اہل شام بھی واپس جارہے تھے اور آپ بھی واپس آئے۔ جوں ہی تیر کا پھل نکالا گیا۔ آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ آپ کے ہمراہیوں نے آپ کو ایک گڑھے میں دفن کرکے چھپانے کی غرض سے پانی ڈال دیا۔ صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا۔ حکم بن صلت اپنے زخمیوں کو گلیوں میں اور مکانات میں تلاش کررہا تھا۔ کسی غلام نے زید بن علیؓ کی قبر کا پتہ بتلادیا۔ حکم نے قبر کھدوا کر لاش نکالی اور سر کاٹ کر یوسف کے پاس حیرہ میں اور یوسف نے ہشام کی خدمت میں دمشق بھیج دیا۔ ہشام نے دروازۂ دمشق پر نصب کرادیا۔ یوسف نے حکم کو لکھ بھیجا کہ زید، نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق کی لاشوں کو کناسہ میں صلیب پر چڑھادو اور چند آدمیوں کو اس کی

حفاظت پر مامور کردو۔ پس جب ولید بن یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اُس نے لاشوں کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

زید بن علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوا جا کے عبدالملک بن بشیر بن مروان کے پاس پناہ گزیں ہوئے یہاں تک کہ شور و غوغا کم ہو گیا اس وقت یحییٰ بن یزید مع چند زیدیوں کے خراسان کی طرف چلے گئے۔

دعوت خلافتِ عباسیہ جو لوگ خراسان میں مسلمانوں کو خلافت عباسیہ قایم کرنے کی ترغیب دے رہے تھے وہ اپنے کاموں کو اس زمانے سے پوشیدہ طور پر کر رہے تھے جس زمانے سے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے دعاۃ ایلچیوں کو سنہ ھ میں عہدہ خلافت عمر بن عبدالعزیز میں ممالک اسلامیہ کی جانب روانہ کیا تھا۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے۔ بوقت واپسی حمیمہ (مضافات بلقا) محمد بن علی کی طرف ہو کر گذرے اور اسی مقام پر بیمار ہو کر جاں بحق ہوئے۔ بوقت وفات محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

ابو ہاشم عبداللہ بن محمد چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد نے اپنے ہوا خواہان عزیز خراسان کو سمجھا رکھا تھا کہ آئندہ ایک نہ ایک دن خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائے گا اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد اُن کے ہوا خواہوں کی آمد و رفت محمد کے پاس شروع ہوئی اور درپردہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تب انھوں نے دعاۃ کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا۔ از انجملہ میسرہ کو عراق کی جانب محمد بن حبیش عکرمۃ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) کو خراسان کی جانب روانہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کر درپردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اکثر آدمیوں نے قبول و منظور کر لیا۔ چند دنوں کے بعد محمد بن حبیش وغیرہ ان رسولوں کے خطوط کے میسرہ کے پاس آئے جنھوں نے ان کی دعوت قبول کی تھی میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد

بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کئے جن کے یہ اسماء تھے سلیمان بن کثیر خزاعی لاہز بن قریط تمیمی' قحطبہ بن شبیب طائی موسیٰ بن کعب تمیمی' خالد بن ابراہیم قاسم بن مجاشع تمیمی' ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل (ابومعیط کے آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی' طلحہ بن زریق خزاعی' ابوحمزہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابوعلی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کے آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین" اور ان کے بعد ستر آدمیوں کو خلافت عباسیہ کی قائم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے انتخاب کیا۔

محمد بن علی محمد بن علیؒ نے ایک ہدایت آمیز خط ان لوگوں کو لکھ کر مرحمت کیا تاکہ اسی کے مطابق ان لوگوں کو دعوت دیں اور عمل درآمد کریں۔ ایک مدت تک یہی معمول رہا بعد ازاں ۱۰۲ھ زمانہ گورنری سعید خزینہ عہد خلافت یزید بن عبدالملک میں میسرہ نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے راز افشا ہوگیا۔ سعید خزینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کرلیا۔ ایلچیوں نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا۔ ربیعہ و یمن کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت کرلی اور وہ لوگ رہا کر دیئے گئے ۱۰۴ھ میں محمد بن علی کا لڑکا عبداللہ سفاح پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں ابومحمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آیا محمد بن علی نے عبداللہ سفاح کو باہر نکال کر ابومحمد صادق وغیرہ کو دکھلا کر کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو یہی تمہارا سردار ہوگا اسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا" اس وقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ یوم کی تھی۔

بکیر بن ماہان پھر اس دعوت میں بکیر بن ماہان بھی سندھ سے آکر شریک ہوگیا۔ یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفے میں چلا آیا۔ ابوعکرمہ' ابومحمد صادق محمد بن حبیش اور عمار عبادی (ولید ارزق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے بطیب خاطر منظور کرلیا (یہ واقعہ اواخر ۱۰۵ھ کا ہے) اس زمانہ (۱۰۶ھ) کے بعد گورنری اسد قسری دعہد خلافت ہشام میں بکیر نے ابوعکرمہ' محمد صادق' محمد بن حبیش عمار عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعوں کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچادی' اسد نے جن جن کو ان میں سے پایا

ان نے ہاتھ کٹوا کر صلیب دیدی عمار بھاگ کر بکیر کے پاس چلا آیا بکیر نے یہ واقعہ محمد بن علی کو لکھ بھیجا۔ آپ نے جواباً تحریر کیا:

الحمد لله الذی صدق دعوتکم ومقالتکم وقد بقیت منکم قتلی مستحل۔ | سب تعریف اُس ذات کو زیبا ہے کہ جس نے تیرے دعوے اور قول کو سچا کیا البتہ میرا قتل باقی رہا۔ قریب ہے کہ تو اُس کے لئے بھی تیار ہو جائے۔

ابو محمد زیاد کا قتل بعض کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اُس کو ۱۰۹ھ زمانہ گورنری اسد عہد خلافت ہشام بن محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ مین میں قیام کرنا مضر سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ ہوا خواہ بنو فاطمہؓ ہے احتراز کرنا۔ پس زیاد نے ایام سرما مرو میں گذارے۔ شیعان علیؓ اُس کے پاس آتے جاتے رہے۔ اتفاق سے کسی نے اسد سے اس کی اطلاع کر دی اسد نے زیاد کو طلب کر کے حال دریافت کیا زیاد نے کہا "میں تجارت پیشہ ہوں مجھے کسی کی خلافت کی دعوت دینے سے کچھ سروکار نہیں ہے" اسد نے چھوڑ دیا۔ زیاد نے اپنے قیام گاہ پر پہنچ کر پھر اپنا کام شروع کر دیا۔ اسد یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً گرفتار کر کے مع اور دس آدمیوں کے جو کوفے کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خراسان میں کوفہ کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابی نجم کے مکان پر مقیم ہوا دو تین برس تک دعوت دیتا رہا۔

عمار بن زید خراش اسد بن عبداللہ نے ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کو گرفتار کرا کر تین تین سو کوڑے لگوا کر قید کر دیا۔ لیکن حسن بن زید ازدی کی شہادت صفائی دینے سے رہا کر دیا۔ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کر خراسان کی جانب روانہ کیا مرو میں پہنچ کر اُس نے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم و مشہور کیا جب لوگ اُس کے مطیع ہو چلے تو خرمیہ کی تعلیم دینے لگا۔ عورتوں کو مباح کر دیا، صوم صلوٰۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے معنی یہ ہیں کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اُس کا نام کبھی بھول کر بھی زبان پر نہ لاؤ۔ اور صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے لئے دعا کرو حج یہ ہے کہ اس کی طرف

قصہ کرو۔ مالک بن ہثیم اور حریش بن سلیم نے اُس کی باتوں پر عمل کیا۔ اسد کو اطلاع ہوئی تو خراش کو گرفتار کرا کے پھانسی دے دی۔ محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے خراش کی تقلید کر لی تھی۔

سلیمان بن کثیر

۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اور کچھ نہ تھا اہل خراسان یہ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ہامان کو ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں خراش کی مذمت اور برائیاں لکھیں اہل خراسان نے باور نہ کیا بکیر مجبور ہو کر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ تب آپ نے چند عصا مرحمت فرما کر دوبارہ بھیجا۔ بعض پر لوہا اور بعض پر تانبا لگا ہوا تھا۔ بکیر نے سب کو جمع کر کے ہر ایک کو عصا دیا۔ ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہو گیا اپنے کئے پہ پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

ابراہیم بن محمد بن علی

۱۲۴ھ کا جوں ہی دور شروع ہوا محمد بن علی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرتے وقت اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو اُن کی تقلید کی وصیت کر گئے۔ اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ اُن کو امام کہا کرتے تھے بکیر بن ہامان محمد بن علیؓ کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتیں و دعا لے کے خراسان کی طرف روانہ ہوا مرو میں پہنچ کر قیام کیا۔ شیعان علیؓ اور نقبا کو جمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں سب نے بسرو چشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان

ان واقعات کے بعد اسی ۱۲۴ھ میں ابومسلم خراسان کی طرف بھیجا گیا لوگوں نے اس کے متولی بنانے اور ابراہیم امام یا ان کے باپ محمد بن علی سے ملنے کے اسباب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بزرچ مہر کی اولاد سے تھا اصفہان میں پیدا ہوا تھا عیسیٰ بن موسیٰ السراج اس کے باپ کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا کوفے آیا۔ یہیں اُس نے

نشو ونما پائی رفتہ رفتہ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوا دریافت فرمایا "تمھارا نام کیا ہے" عرض کیا "ابراہیم بن عثمان بن بشار" ابراہیم امام نے کہا "نہیں تمھارا نام عبدالرحمٰن ہے"۔ کچھ عرصے بعد آپ نے اُس کا عقد ابوالنجم عمران بن اسمٰعیل کی لڑکی سے کر دیا (جو شیعان علیؓ سے تھا) خراسان میں رسم عروسی ادا کی گئی اور ابومسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری لڑکی اسمار کا فہم بن محرز سے کر دیا۔ فاطمہ کی نسل تو چلی نہیں اور یہی خزیمہ کے لقب سے یاد کی جاتی ہے۔ لیکن اسمار صاحب اولاد ہوئی۔

ابراہیم امام اور ابومسلم بعض مورخ ابراہیم امام سے ابومسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں: ابومسلم موسیٰ سراج کے پاس رہتا تھا اور اُس سے زین (چار جامہ) بنانا سیکھا تھا۔ اکثر اصفہان جبال جزیرہ اور موصل تجارت کی غرض سے زین لے کر جاتا تھا۔ اسی زمانے میں یوسف بن عمران عجلی نے عاصم بن یونس عجلی (رفیق عیسیٰ سراج) اور اُس کے دونوں بھتیجوں عیسیٰ وادریس پسران معقل کو دعاۃ بنوعباس کے الزام میں خالد قسری کے عمال کے ساتھ قید کر دیا اور ابومسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے قید خانے میں پہنچ گیا اور ان کی ترغیب سے بنوعباس کا ہواخواہ ہو گیا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اس ذریعہ سے ابومسلم ابراہیم امام کے پاس نہیں پہنچا بلکہ یہ بنوعجلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی میں مملوک تھا اور ان کے وسیلہ سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان۔ ابراہیم امام نے اُس کو عبدالرحمٰن کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابومسلم رکھی۔

ابومسلم کے متعلق مختلف آراء اور بعض یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریط اور قحطبہ قحطبہ بن شبیب خراسان سے ابراہیم امام کے پاس مکہ جا رہے تھے عاصم بن یونس اور عیسیٰ وادریس پسران معقل عجلی کی طرف سے (جہاں یہ قید تھے) ہو کر گزرے ابومسلم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ عاصم وعیسیٰ سے اس کو مانگ لیا۔ مکہ پہنچے ابراہیم امام سے ملے آپ کو بھی ابومسلم بہت پسند آیا۔ آپ نے بھی اُس کو سلیمان سے اپنی خدمت کرنے کو لے لیا۔ اس کے بعد نقباء ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرمائیے آپ نے ابومسلم کو اُن کے ہمراہ کر دیا۔ پس جب ابومسلم کو خراسان میں رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اُس

کے قیام کو ایک گونہ استحکام ہو گیا تو یہ دعویٰ کر بیٹھا کہ میں سلیط بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے ہوں۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک لڑکا ناجائز حمل سے پیدا ہوا آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اس کے لڑکے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا سن رُشد پر پہنچنے کے بعد اس سے اور ولید بن عبدالملک سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے مناسب موقع پا کر اس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبداللہ بن عباس کا لڑکا ہوں اور اس کی تائید میں شہادتیں پیش کیں قاضی دمشق نے بھی دعویٰ کو تسلیم کیا اس کے بعد سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس سے عبداللہ کی خدمت میں عمرالدن رہتے تھے جو ابو رافع خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے انھوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ لیکن علی بن عبداللہ نے منع کر دیا ایک روز اتفاق سے سلیط، علی بن عبداللہ اور عمرالدن ایک باغ میں سے علی بن عبداللہ تو سو گئے سلیط اور عمرالدن میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ عمرالدن نے سلیط کو مار کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ولید تک پہنچی۔ ولید نے علی بن عبداللہ کو طلب کر کے سلیط کا حال دریافت کیا آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ولید نے باغ کی زمین کو کھدوایا تو ایک گڑھے سے سلیط کی لاش برآمد ہوئی۔ ولید جھلا کر علی بن عبداللہ کو درے لگوانے لگا کہ عمرالدن کا پتہ بتلاؤ۔ عباد بن زیاد نے سفارش کر کے جان بچائی اور دمشق سے حمیمہ کی طرف بھیج دیا۔ جب سلیمان بن عبدالملک مسند خلافت پر متمکن ہوا تو پھر حمیمہ سے دمشق میں بلوا لیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم عجلیوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو سندھ کے کسی گورنر کا کاتب (سکریٹری) تھا کسی ضرورت سے وارد کوفہ ہوا اور کسی جرم میں دعاۃ بنو عباس کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا۔ اسی قید خانے میں چند عجلی اور ابو مسلم، عیسیٰ بن معقل اور یونس ابو عاصم بھی قید تھا بکیر نے ان لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کئے ان لوگوں نے اس کی رائے کی تاکید کی اور بہ خوشی خاطر اس کو منظور کر لیا۔ بکیر کی نظر ابو مسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کارآمد پُرزہ خیال کر کے عیسیٰ بن معقل سے چار سو درہم کے عوض خرید لیا اور قید خانے سے نکال کر ابراہیم امام کی خدمت میں

بھیج دیا ابراہیم امام نے اپنے مرید خاص موسیٰ سراج کے پاس بھیج دیا جس سے اُس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا۔ ابراہیم امام کے خطوط لے کر خراسان آتا جاتا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ابومسلم کسی ہرات کے رہنے والے کا غلام تھا جس سے ابراہیم امام نے خود خرید کیا۔ دو برس تک آپ کی خدمت میں رہا اکثر خطوط لے کر خراسان جایا کرتا تھا۔ بعدازاں ابراہیم امام نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کرکے خراسان کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت کی ابوسلمہ حلال کو جو کوفے میں خلافت عباسیہ کے قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔ لکھ بھیجا کہ میں نے ابومسلم کو شیعان خراسان کا امیر مقرر کیا ہے تم اس کو نہایت احترام وعزت سے خراسان روانہ کردو۔ چنانچہ ابومسلم سلیمان بن کثیر کے مکان پر جاکر مقیم ہوا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اُس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اس کے بعد ۱۲۶ھ میں سلیمان بن کثیر، لاشہ بن قریظ اور قحطبہ مکہ معظمہ میں ابراہیم امام سے ملنے کو آئے تیس ہزار دینار، دو لاکھ درہم اور کئی نافے مشک مع قیمتی قیمتی اسباب کے نذر کئے۔ اُنھیں لوگوں کے ہمراہ ابومسلم بھی آیا ہوا تھا۔ سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابومسلم کی طرف اشارہ کرکے عرض کیا یہ آپ کا خادم ہے۔ اسی سنہ میں بکیر بن ہامان نے لکھ بھیجا کہ میں بستر موت پر پڑا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابوسلمہ حفص بن سلیمان حلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ وہ بھی اس امر پر راضی ہے۔ ابراہیم امام نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے ہواخواہوں کو اس کی اطاعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ اہل خراسان نے بسروچشم اس حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس خمس وزکوٰۃ وصدقہ کی رقم جمع تھیں، ابراہیم امام کے پاس بھیج دیا۔ پھر ۱۲۸ھ میں آپ نے اپنے خادم ابومسلم کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور اپنے ہواخواہوں کو اس مضمون کا خط لکھا "میں نے ابومسلم کو ایک خاص کام پر مامور کیا ہے۔ اس کو بگوش ہوش سنو اور اس کی اطاعت کرو میں نے اس کو خراسان پر اور جس پر یہ متصرف ہو اس پر امیر مقرر کیا ہے" لیکن ہواخواہان خلافت عباسیہ نے ابومسلم سے مشتبہ ومشکوک ہوکر اُس کے کسی

حکم کی تعمیل نہ کی، اگلے سال بطور وفد ابراہیم امام کے پاس مکہ معظمہ میں آئے ابومسلم بھی ساتھ ساتھ آیا تھا۔ ابومسلم نے ان لوگوں کی اطاعت قبول نہ کرنے کی شکایت کی ابراہیم امام نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تم لوگوں سے ایک کام کے انجام دینے کو کہا، تم لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا (یہ سلیمان بن کثیر و ابراہیم بن مسلمہ کی طرف اشارہ تھا) اور میری رائے ابومسلم کی رائے سے متفق ہے وہ ہم میں سے اور ہمارے خاندان سے ہے۔ اس کے کہنے پر عمل کرو اور اس کی اطاعت میں سر جھکا دو" پھر ابومسلم سے مخاطب ہو کر بولے "دیکھو یمن میں جا کر قیام کرنا اہل یمن سے بہ عزت و احترام پیش آنا۔ کیونکہ انھیں لوگوں سے کام انجام پائے گا اور انھیں لوگوں سے بیعت لو۔ باقی رہے مضر، یہ دشمن جانی اور مار آستین ہیں جس سے کچھ مشکوک و مشتبہ ہو نا فوراً اس کو قتل کر ڈالنا اور الرممکن ہو تو خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نہ رکھنا اور جب کوئی امر اہم پیش آ جائے تو سلیمان بن کثیر سے ضرور مشورہ کرنا اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو تو میرے حکم کی تعمیل پر اکتفا کرنا" اس تقریر کے ختم ہونے پر ابومسلم اور حاضرین جلسہ ابراہیم امام سے رخصت ہو کر خراسان کو روانہ ہوئے۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات

ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں جس وقت کہ ہشام بن عبدالملک مقام رسافہ میں مقیم تھا۔ پیام اجل آ پہنچا۔ بیس برس حکومت کی اس کے بعد ولید (اس کے بھائی یزید بن عبدالملک کا بیٹا) بہ ولیعہدی یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔

باب۱

ولید بن یزید

ہشام اور ولید بن یزید ہشام بن عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک حسب ولیعہدی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ بتدرسن شعور سے اوباش مزاج، کھلاڑی، شرابی اور عیش پرست تھا۔ انھیں وجوہات سے ہشام بن عبدالملک نے اس کو ولیعہدی سے معزول کر دینے کا قصد کیا تھا لیکن اس پر قادر نہ ہو سکا۔ تاہم جس کو اس کی صحبت میں آتا جاتا دیکھ پاتا تھا دُرّے لگواتا تھا۔ چنانچہ یزید ایک مرتبہ اپنے مصاحبین اور خدام کے ہمراہ دمشق سے باہر[۱] کہیں چلا گیا تھا اور اپنے میر منشی عیاض ابن مسلم کو روزانہ حالات لکھنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ ہشام نے اس کو دُرّے لگوا کے قید کر دیا۔ اسی زمانے سے یزید برابر دمشق کے باہر پڑا رہا یہاں تک کہ ہشام کا زمانہ موت قریب آ گیا اور اس کا آزاد غلام ابو محمد سفیانی قاصدوں کے لباس میں سالم بن عبدالرحمٰن صاحب دیوان کا خط لئے ہوئے ہشام کی علالت کی خبر دینے کو آیا ولید نے اپنے میر منشی عیاض کا حال دریافت کیا جواب دیا "قید میں ہے" یزید نے اُسی وقت خزانچی سے کہلایا کہ "جو کچھ تمھارے قبضہ میں ہے اس کو بہت حفاظت سے رکھو اگر ہشام بھی کوئی چیز طلب کرے تو نہ دو" پھر جب ہشام مر گیا تو عیاض نے قید خانے سے نکل کر خزانہ کی جانچ پڑتال کی دروازوں پر قفل لگایا اور ولید نے اُسی وقت اپنے

---

[۱] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ازرق سرزمین اردن میں جہاں کہ اس کا تالاب تھا چلا آیا تھا۔ جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴۔

چچا عباس بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ رصافہ میں جا کر ہشام اور اس کے لڑکوں، نوکروں اور خادموں کے مال واسباب کی ایک فہرست تیار کر کے اس کو اپنے قبضے میں کر لیا جائے۔ مگر مسلمہ بن ہشام سے متعرض ہونے کو منع کر دیا کیونکہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کو کہا کرتا تھا۔ عباس نے اس کی تعمیل کی۔

بیعت خلافت

اس کے بعد ولید نے عمّال کو رد و بدل کر کے نئے انتظامات کئے اور اپنے ممالک محروسہ میں بیعت لینے کو لکھ بھیجا۔ عمّال نے اپنے اپنے صوبوں میں بیعت لے کر اطلاع بھیج دی۔ مروان بن محمد نے اپنی بیعت لکھ بھیجی اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بیعت خلافت لینے کے بعد ولید نے اسی سال ۱۲۵ھ میں اپنے لڑکوں حکم اور عثمان کی ولیعہدی کی بھی بیعت لی اور ان کو اپنا ولیعہد بنایا اور ایک گشتی فرمان کے ذریعہ عراق و خراسان میں اس کو مشتہر کرا دیا۔

نصر بن سیار

ولید نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال ۱۲۵ھ میں تنہا نصر بن سیار کو خراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد ازاں ولید کے پاس یوسف بن عمر آیا۔ منت و سماجت کر کے نصر اور اُس کے عمّال کو معزول کرا دیا اور ولید سے خراسان کی گورنری اپنے نام لکھا لی۔ اور نصر کو لکھ بھیجا کہ اپنے اہل و عیال اور تحائف و اموال لے کر چلے آؤ۔ ولید نے بھی اُس کو اسی مضمون کا ایک فرمان لکھ بھیجا۔ نصر کو آنے میں تامل ہوا یوسف کے ایلچی نے تعمیل حکم پر مجبور کرنا چاہا تو نصر نے کچھ لالچ دے کر اُسے راضی کر لیا۔ یوسف نے یکے بعد دیگرے ایلچی روانہ کئے۔ نصر نے مجبور ہو کر روانگی کے قصد سے خراسان پر عصمت بن عبداللہ اسدی کو، تناش پر موسیٰ بن ورقاء کو سمرقند پر حسان کو جو کہ اہل صغانیاں سے تھا اور آمد پر مقاتل بن علی صغدی کو مقرر کیا اور یہ سمجھا دیا کہ جس وقت تم کو میرے متعلق کوئی بُری خبر ملے فوراً ترکوں کو براہ ماوراء النہر خراسان میں بلا لینا تا کہ ولید مجھے پھر خراسان کی جانب واپس بھیج دے۔ ہنوز عراق کے راستہ ہی میں تھا کہ مقام بیہق میں بنو لیث کا ایک آزاد غلام ملا اور اُس نے ہشام کے مارے جانے، شام میں فتنہ و فساد برپا ہونے، منصور بن جمہور کے عراق جانے اور یوسف بن عمر کے بھاگنے کی خبر دی۔ نصر نے جب یہ احوال

سنا تو واپس ہو گیا۔

یحییٰ بن زید یحییٰ بن زید اپنے باپ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کے بعد خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ میں پہنچ کر حریش بن عمرو کے مکان پر مقیم ہوئے تھے۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر کو لکھ بھیجا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کرکے بھیج دو۔ نصر نے حریش سے یحییٰ کے متعلق دریافت کیا حریش نے صاف جواب دے دیا۔ نصر نے جھلا کر چھ سَو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ پھر بھی حریش نے یحییٰ کا پتہ نہ بتلایا۔ قریش بن حریش سے اپنے باپ کی سزا نہ دیکھی گئی حاضر ہو کر یحییٰ کا پتہ بتا دیا اور نصر نے یحییٰ کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرض داشت ولید کے پاس بھیج دی مگر ولید نے یحییٰ اور ان کے ہمراہیوں کے رہا کر دینے کا حکم دے دیا چنانچہ نصر نے یحییٰ کو قید خانے سے رہا کرکے ولید کے پاس چلے جانے کی ہدایت کی۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے بلخ سے روانہ ہو کر سرخس میں پہنچے اور وہیں قیام کیا۔ نصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو عبداللہ بن قیس بن عباد کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن قیس نے یحییٰ کو بیہق کی طرف نکال دیا۔ غریب یحییٰ کے قدم بیہق میں بھی یوسف بن عمر کے خوف سے نہ جم سکے مجبور ہو کر نیشا پور میں چلے آئے۔

یحییٰ بن زید کی شہادت اُن دنوں عمرو بن زرارہ نیشا پور میں حکمران تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی صعوبتوں سے سب کے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے چند سواریاں خریدی تھیں۔ عمرو بن زرارہ نے یحییٰ کے آنے اور سواری کے لئے جانوروں کے خریدنے کا حال نصر کو لکھ بھیجا نصر ان لوگوں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر تو پڑا ہی تھا جنگ کرنے کا حکم دے دیا عمرو بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت سے یحییٰ کے مقابلے پر آیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ اس معرکے میں عمرو بن زرارہ اور بہت سے اس کے ہمراہی مارے گئے۔ میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا۔ خاتمہ جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ ہرات پہنچے۔ لیکن اہل ہرات سے متعرض نہ ہوئے۔ آگے بڑھے۔ نصر نے یہ خبر پا کر مسلم بن احور مازنی کو یحییٰ کے تعاقب میں

روانہ کیا۔ مقام جورجان میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس خون ریز جنگ میں یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی بھی میدان جنگ میں تلواروں کے سایے کے نیچے موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مسلم بن احوز نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق میں بھیج دیا اور نعش کو جورجان میں صلیب پر چڑھا دیا۔ ولید نے یوسف عمر کے نام ایک فرمان لکھ بھیجا کہ زید کو جس نے کہ یحییٰ کو دغا دی ہے جلا دو اور خاکستر دریائے فرات میں بہا دو۔ باقی رہی یحییٰ کی نعش، وہ برابر پھانسی پر چڑھی رہی یہاں تک کہ ابومسلم خراسانی خراسان پر مستولی ہوا اور اس نے نعش کو پھانسی پر سے اتار کر دفن کر دیا۔ بعد ازاں دیوان کی جانچ پڑتال کی جو لوگ یحییٰ کے قتل میں شریک تھے اور اس وقت وہ زندہ بھی تھے اُن کو قتل کر ڈالا اور جو لوگ مر چکے تھے ان کے اہل و عیال کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔

خالد بن عبداللہ یوسف بن عمر نے گورنری عراق سے ممتاز ہوتے ہی خالد اور اکثر اہل عراق وخراسان کو جو خالد کے ہوا خواہ تھے قید کر دیا۔ چنانچہ خالد اٹھارہ مہینے تک مع اپنے بھائی اسمٰعیل اور لڑکے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد حیرہ کے قید خانے میں قید رہا۔ زمانہ قید میں یوسف نے ہشام بن عبدالملک سے خالد کو اذیت دینے کی اجازت طلب کی ہشام نے اجازت تو دے دی لیکن شرط یہ لگا دی کہ اگر خالد اثناء ایذا دہی میں مر گیا تو تمہاری جان کی بھی خیر نہیں ہے"۔ یوسف نے اس شرط سے گھبرا کر خالد کو معمولی ایذا دے کر پھر قید خانے میں بھیج دیا۔ اس کے بعد ۱۲۱ھ میں ہشام نے خالد کی رہائی کا حکم دے دیا۔ خالد قید خانے سے آزاد ہو کر رصافہ کے سامنے ایک گاؤں میں آ ٹھہرا یہاں تک کہ ۱۲۲ھ میں امام زید نے خروج کیا اور شہید کر دیئے گئے ان کی شہادت کے بعد اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔ یوسف بن عمر نے ہشام سے یہ کہہ دیا کہ" خالد ہی کی سازش سے زید نے خروج کیا تھا اور اسی کی مدد سے خلافت پناہی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا تھا ورنہ بنو ہاشم کب کے بھوکوں پیاسوں مر گئے

ہونے"۔ ہشام نے یوسف کی باتوں پر مطلق توجہ نہ کی۔ قاصد کو جو پیام لے گیا تھا۔ جھڑک کر نکال دیا اور جوش میں آ کر بول اٹھا لسنا نتھم خالداً فی طاعۃ۔ (ہم خالد کو اطاعت میں متہم نہیں کریں گے۔)

خالد کے خلاف سازش

خالد کے کانوں تک یہ خبر پہنچی خوش خوش دمشق میں آیا اور اپنے اہل وعیال کو ٹھہرا کر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو چلا گیا۔ ان دنوں کلثوم بن عیاض قشیری دمشق کا امیر تھا اس کو خالد سے خصومت تھی اتفاق سے ایک روز رات کے وقت دمشق کے ایک محلے میں آگ لگ گئی۔ کلثوم نے ہشام کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ غلامان خالد بیت المال کو لوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کی غرض سے ہر روز بہ وقت شب دمشق کے اکثر محلوں میں آگ لگاتے پھر رہے ہیں۔ ہشام نے بلاتحقیق اس رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ آل خالد کے چھوٹے بڑے اور اس کے کل خادموں کو قید کر دو۔ کلثوم نے یہ حکم پاتے ہی خالد کے متعلقین کو قید کر دیا۔ چند روز کے بعد ولید بن عبدالرحمٰن عامل خراج (افسر صیغہ مال) نے ہشام کی خدمت میں ایک عرض داشت روانہ کی جس میں ان لوگوں کے نام بقید قبایل وبطون درج کئے تھے جو آگ لگانے کے مرتکب ہو رہے تھے اور آل خالد کا کہیں ذکر وتذکرہ تک نہ تھا۔ ہشام اس عرض داشت کو پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا کلثوم کو ڈانٹ کا ایک فرمان لکھ بھیجا کہ خادمان وآل خالد کو رہا کر دو۔ جب خالد صائفہ سے واپس آیا اہل دمشق اس کے ملنے کو آئے تو اس نے ترش رو ہو کر کہا "بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہشام میرے اہل وعیال کو آئے دن قید خانے میں بھیجتا ہے میں تو بہ نظر اطاعت وفرماں برداری جہاد پر چلا جاتا ہوں اور وہ میرے اہل وعیال کو اہل جرائم کے ساتھ قید کر دیا کرتا ہے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ تم میں سے کسی نے دم تک نہ مارا۔ کیا تم لوگ جان کے ڈر سے خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ڈر کو رفع کرے۔ کیا اچھا ہوتا کہ ہشام کو اس زیادتی سے کوئی شامی الدار حجازی الاصل شخص (یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) روکتا"۔ ہشام نے یہ سن کر کہا "ابوالہیثم مخبوط الحواس ہو گیا ہے" اس کے بعد یوسف بن عمر کے خطوط ہشام کی

خدمت میں بہ طلب یزید بن خالد آنے لگے۔ ہشام نے کلثوم کو یزید بن خالد کے بھیجنے کو لکھ بھیجا یزید تو یہ سن کر بھاگ گیا اور کلثوم نے خالد کو گرفتار کرکے قید کردیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل

ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کلثوم کو ایک ملامت آمیز فرمان لکھا اور خالد کی رہائی کا حکم دیا۔ جب ولید بن یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے خالد کو بلوایا اور اس کے لڑکے کا حال دریافت کیا۔ خالد نے عرض کیا" ہشام کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور ہم لوگ تو امیر المومنین کی خلافت کے منتظر ہی تھے شکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت مرحمت فرمائی غالباً میرا لڑکا اپنے ہم وطنوں کے پاس بلاد شراۃ چلا گیا ہوگا"۔ ولید بولا "نہیں! بلکہ تو نے اس کو فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے چھوڑ دیا ہے"۔ خالد نے عرض کیا "امیر المومنین کا یہ خیال درست نہیں، ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جو ہمیشہ خلافت پناہی کے مطیع رہے ہیں"۔ ولید نے جھلا کر کہا "بہتر یہ ہے کہ تم اس کو حاضر کرو ورنہ تمہارا سر تمہارے پاؤں پر ہوگا"۔ خالد نے کڑک کر جواب دیا" واللہ اگر میرا لڑکا میرے قدموں کے بھی نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا"۔ ولید یہ سن کر غصے سے سرخ ہوگیا اور درے لگوا کر قید کر دیا یہاں تک کہ یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال واسباب لے کر دمشق میں آیا ولید نے خالد کے پاس کہلا بھیجا کہ "یوسف بن عمر تم کو پانچ ارب میں خریدنا چاہتا ہے مناسب ہے کہ تم خود اس رقم کو ادا کرو قبل اس کے کہ میں تم کو اس کے حوالے کردوں"۔ خالد نے جواب دیا، عرب کبھی فروخت نہیں کیا گیا واللہ اگر تم مجھ سے واپس آنے پر بھی ضمانت طلب کرتے تو میں ہرگز ضمانت نہ دیتا"۔ ولید نے یہ جواب پاکر خالد کو یوسف کے حوالے کردیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا کر کمبل کی کفنی پہنوائی۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ خالد کمال استقلال سے ان تکالیف کو برداشت کرتا گیا۔ چند دنوں بعد یوسف نے خالد کو کوفے کی طرف روانہ کردیا بالآخر انھیں تکالیف کے صدمے سے جاں بحق ہوگیا اور اسی کمبل کی کفنی میں لپیٹ کر دفن کردیا گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ کسی تیز آلے سے خالد مارا گیا تھا جو اس کی پیشانی پر رکھ دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے

پاؤں پر لکڑیاں رکھ دی گئی تھیں جس پر تنومند وجسیم آدمی سوار ہوتے تھے یہاں تک کہ اس صدمے سے خالد کے پاؤں ٹوٹ گئے اور راہی ملک عدم ہوگیا۔ یہ واقعہ ۱۲۶ھ کا ہے۔

ولید کا کردار جونکہ ولید نے بیعت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی اپنے خصائل رذیلہ وعادات خبیثہ نہیں چھوڑے تھے۔اسی وجہ سے اکثر افعال ناشائستہ وحرکات ناپسندیدہ اس کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ولید نے ایک بار کلام مجید کو کھولا اتفاق سے اس کی ناپاک نظر آیہ وخاب کل جبار عنید پر پڑ گئی۔ جھلا اٹھا قرآن شریف کو پھینک دیا نیزے اور تیروں سے مارا اس واقعہ میں اس کے دو شعر[1] بھی پڑھے جاتے ہیں جن کو میں نے بوجہ نامطبوع وخراب ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ لوگوں نے اس کی نسبت کثرت سے برائیاں منسوب کی ہیں اور اکثر مورخین نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ اس بیان سے کہ دشمنانِ ولید نے براہ عداوت اس کی طرف ان ناشائستہ امور کو منسوب کر دیا ہے۔

مداینی کہتا ہے کہ ایک روز عمر بن یزید (برادر ولید) کا لڑکا خلیفہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ رشید نے دریافت کیا "تو کون ہے" جواب دیا "قرشی ہوں" پھر استفسار کیا "قریش کے کس نسب سے؟" ابن عمر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلیفہ رشید بولا "جواب دو میں تم کو امان دیتا ہوں تم خواہ مروان ہی کیوں نہ ہو"؟ عرض کیا "میں عمر بن یزید کا بیٹا ہوں" خلیفہ رشید نے کہا۔ اللہ تعالیٰ ولید پر رحم کرے

---

[1] مورخ ابن اثیر واقعہ مذکورہ بالا متن میں ولید کے یہ دو شعر نقل کرتا ہے جس کا مورخ ابن خلدون نے ذکر نہیں کیا اور اس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ؎

تھدد نی بجبار عنید　　فھا انا ذاک جبار عنید

اذا ما جئت ربک یوم حشر　　فقل یارب مزقنی الولید

(ترجمہ) تو مجھے جبار عنید سے ڈراتا ہے　　خبردار ہو جا کہ اس وقت میں جبار عنید ہوں

قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا　　تو کہہ دینا کہ اے رب مجھے ولید نے پھاڑ دیا ہے

اور یزید ناقص پر لعنت۔ کیونکہ اس نے ایک ایسے خلیفہ کو قتل کیا ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کرلیا تھا"۔ خیر تم اپنی حاجت بیان کرو" ابن النعمر نے اپنی حاجت بیان کی جو پوری کردی گئی۔ شبیب بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ ہم لوگ خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں ولید کا ذکر آگیا مہدی بولا" وہ تو زندیق تھا" ابن علانہ فقیہہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا" اے امیرالمومنین! اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل ہے وہ کبھی کسی زندیق کو نبوت کی خلافت اور امت مرحومہ کی حکومت عطا نہ فرمائے گا، مجھ سے ایک ایسے شخص نے جو لہولعب، مجلس مے نوشی اور حالت طہارت وصلوٰۃ میں اُس کا جلیس و ندیم رہتا تھا یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تھا تو رنگین وخوشبودار کپڑوں کو اُتار کر سفید شفاف کپڑے پہنتا، باقاعدہ وضو کرتا اس کے بعد اپنے رب کے سامنے نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا، کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھے گا وہ ایسے کام کرے گا؟" مہدی نے کہا" اے ابن علانہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص (ولید) اپنے ہم چشموں میں حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ازراہ حسد اس کی طرف طرح طرح کی ناشائستہ حرکات منسوب کردی گئی ہیں۔ البتہ وہ اپنے دوستوں کے جلسوں میں پُرمذاق اشعار پڑھا کرتا تھا"۔ اس کے بہترین کلام سے یہ ہے جب کہ مسلمہ مرگیا تھا اور وہ ہشام کے یہاں تعزیت کرنے کو گیا تھا۔

"یاامیرالمومنین۔ ان عقبیٰ لمن بقی لحوق من مضی وقد اقفر بعد مسلمۃ"

"الصید لمن رمی واختل الثغر فھوی وعلی اثر من سلف یمضی"

"من خلف فتزودوا فان خیر زاد التقوی"۔

ہشام نے یہ سن کر منہ پھیرلیا اور حاضرین خاموش ہوگئے۔

ولید کے خلاف الزامات باقی رہا اس کا واقعۂ قتل۔ وہ اس طرح پر واقع ہوا کہ اس کی رذیل حرکات وخبیس عادات سے تنگ ہوکر اس کے بنو اعمام بات بات پر الجھنے لگے اور ایک گونہ اپنے مقصد دلی کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی۔ سب سے زیادہ بددلی ان واقعات سے پھیلی کہ پہلے تو اس نے سلیمان بن ہشام (اپنے چچازاد بھائی) کو گرفتار کرا کے دُرّے لگوائے

اور ساور ڈاڑھی منڈوا کر معان (سرز مین شام) کی جانب جلا وطن کر دیا چنانچہ اس کے انقضائے زمانہ حکومت تک سلیمان وہیں قید رہا۔ اس کے بعد یزید بن ہشام کو قید کر دیا علاوہ ان دو واقعات کے ولید کے ایک لڑکے کو اس کی بیوی سے علیحدہ کر دیا اور ولید کے اکثر لڑکوں کو قید خانہ میں بھیج دیا مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس کو فسق و کفر سے متہم اور علاتی ماں کو مباح کر لینے کو اس کی طرف منسوب کیا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس نے بنوامیہ کی تنو جامع مسجدوں پر قبضہ کر لیا ہے اور باوجود صغر سنی کے اپنے لڑکوں حکم و عثمان کو ولی عہد مقرر کیا ہے۔ ان معاملات میں یزید بن ولید کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اور عوام اس کے کہنے کو وقعت کی نظروں سے بھی دیکھتے تھے۔

قضاعہ کی بغاوت

اس کے بعد خالد قسری کے قید کی وجہ سے یمانیہ کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے خالد قسری کو اس وجہ سے قید کیا ہے کہ اس نے اس کے لڑکوں کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی قضاعہ میں بھی بغاوت ہو گئی۔ لشکر شام میں اکثر قضاعہ اور یمنی ہی تھے۔ ولید کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور عوام کا میلان طبع یزید کی طرف یوماً فیوماً بڑھتا گیا۔ یمانیہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ یزید بن ولید بن عبدالملک نے عمر بن زید حکمی سے اس بارے میں مشورہ کیا عمر بن زید نے رائے دی کہ تم اپنے بھائی عباس سے بیعت کرنے کو کہو اگر اس نے تمہاری بیعت کر لی تو کوئی شخص مخالفت نہ کرے گا ورنہ یہ ظاہر کر دینا کہ اس نے میری بیعت کر لی ہے کیونکہ عوام الناس علی العموم اور امراء بالخصوص اس کے مطیع ہیں۔ یزید نے عباس کے روبرو اس رائے کو پیش کیا عباس نے اس رائے کی مخالفت کی لیکن اس نے مطلق توجہ نہ کی۔ در پردہ لوگوں سے بیعت لینا اور اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجتا رہا۔ ان دنوں یزید بادیہ میں مقیم تھا۔

یزید بن ولید

رفتہ رفتہ اس کی خبر مروان تک ارمینیہ میں پہنچی سعید بن عبدالملک کو یہ خبر لکھ بھیجی اور عواقب امور اور آئندہ خطرات سے ڈرایا سعید کو یہ امر شاق گذرا بجنسہ عباس کے پاس مروان کا خط بھیج دیا عباس نے اپنے بھائی یزید کو بلا کر دھمکایا ڈرایا یزید نے اپنے راز کو چھپایا عباس کو

یقین ہوگیا جب یزید نے اپنا انتظام درست کرلیا تو لباس تبدیل کر کے سات سواروں کے ساتھ دمشق کا رخ کیا اور رات کے وقت داخل دمشق ہوا اکثر اہل دمشق و اہل مزہ نے خفیہ طور سے بیعت بھی کرلی ان دنوں امیر دمشق عبدالملک بن محمد بن حجاج اور کوتوال شہر ابوالعاج کثیر بن عبداللہ سلمی تھا عبدالملک کسی وجہ سے اپنے لڑکے محمد کو اپنا نائب بنا کر دمشق سے قطن میں چلا آیا تھا۔ اتفاق سے ابوالعاج تک یہ خبر پہنچی ۔ بازاری افواہ سمجھ کر باور نہ کیا۔ جمعہ کے روز یزید نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ بعد مغرب باب الفرادیس کے قریب چھپے رہنا نماز عشاء کے بعد حملہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے ہواخواہ و مصاحبین ایک کونہ میں بیٹھے رہے عشاء کی اذان ہوتے ہی مسجد میں داخل ہوئے۔ ادائے نماز کے بعد مسجد کے محافظ نے ان لوگوں کے نکالنے کا قصد کیا۔ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

ابوالعاج کی گرفتاری

یزید بن عنبسہ دوڑتا ہوا یزید بن ولید کے پاس آیا۔ حالات بیان کئے یزید ڈھائی سو آدمیوں کو لے کر مسجد میں آگیا اور باب المقصورہ کو کھلوا کر دارالامارت میں داخل ہوا۔ ابوالعاج اس وقت شراب کے نشہ میں پڑا ہوا تھا گرفتار کرلیا گیا اور خزانوں اور بیت المال پر قبضہ کر کے محمد بن عبدالملک بن محمد بن حجاج کو بھی گرفتار کرلیا جامع مسجد اور سلاح خانے میں جس قدر آلات حرب تھے سب پر قابض ہوگیا صبح ہوتی تو قرب وجوار کے امراء و روسا اہل مزہ سکاسک اہل داریا اور عیسی بن شبیب ثعلبی رئیس اہل دومہ وحرستا، حمید بن حبیب لخمی رئیس دیر مران اور اہل جرش وحدیثہ ودیر زکا اور ربعی بن ہشام حارثی عزہ وسلامان کی جماعت لئے ہوئے اور یعقوب بن محمد بن ہانی عبسی و جہینہ مع اپنے ہواخواہوں کے ساتھ بیعت کرنے کو دوڑ پڑے۔

ولید کی روانگی

ان لوگوں سے بیعت لینے کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمن بن مصارف کو دو سو سواروں کا افسر مقرر کر کے عبدالملک بن محمد بن حجاج کی گرفتاری پر مامور کیا۔ عبدالملک بن محمد نے امان حاصل کر کے قصر کا دروازہ کھول دیا۔ اس سے پیشتر ایک اور لشکر ولید[1] کی طرف

---

[1] یہ ان دنوں اغدف سرزمین عمان میں تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مصر۔

بھی مقام بادیہ ہی سے عبدالعزیز بن حجاج بن عبد الملک و منصور بن جمہور کی سرکردگی میں روانہ کر دیا گیا تھا ولید کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی حفاظت کو بھیجا تھوڑا سا راستہ طے کر کے ٹھہر گیا اور کچھ سوچ سمجھ کر یزید کی بیعت کر لی۔ ولید کے دوستوں اور مشیروں نے پے درپے ان وحشت ناک خبروں کو سن کر حمص چلے جانے اور وہیں قلعہ بند ہونے کی رائے دی اس رائے کا دینے والا یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا، عبداللہ بن عنبسہ نے اس سے اختلاف کر کے کہا" خلیفہ وقت کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے لشکر و حرم کو بلا جدال و قتال چھوڑ کر کہیں چلا جائے اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی مدد کرے گا" ولید نے دل مضبوط کر کے کوچ کر دیا اُس کے ہمراہ اس وقت علاوہ اُس کے لشکر کے ضحاک کی اولاد کے چالیس نفر تھے۔

عباس بن ولید کی گرفتاری قصر نعمان بن بشیر میں جس وقت پہنچا تو عباس بن ولید کا یہ پیام پہنچا کہ گھبراتا نہیں میں تمہاری مدد کو پہنچا چاہتا ہوں" ہنوز عباس پہنچنے نہ پایا تھا کہ عبدالعزیز و منصور پہنچ گئے اور قبل جنگ زیاد بن حصین کلبی کو بہ غرض دعوت کتاب و سنت ولید کے پاس بھیجا ولید کے دوستوں نے اس کو مار ڈالا فریقین میں لڑائی نہایت سختی کے ساتھ چھڑ گئی۔ عبدالعزیز نے یہ خبر پا کر کہ عباس ولید کی کمک پر آرہا ہے، منصور بن جمہور کو اُس کے روکنے پر مامور کیا چنانچہ منصور بہ جبر و اکراہ عباس کو عبدالعزیز کے پاس گرفتار کر لایا اثنائے جنگ میں ولید نے عبدالعزیز کو یہ پیام بھیجا کہ میں تم کو پچاس ہزار دینار اور ولایت حمص کی حکومت دے دوں گا تم مجھ سے نہ لڑو" عبدالعزیز نے اس سے انکار کیا اور پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ لڑنے لگا بالآخر ولید کے لشکر کو شکست ہوئی چاروں طرف سے مار مار کی آواز آرہی تھی۔ فتح مند گروہ شکست خوردوں کا خون نہایت دریا دلی سے بہا رہا تھا۔

ولید بن یزید کا قتل ولید یہ رنگ دیکھ کر قصر میں گھس گیا دروازے بند کر لئے اور قصر پر چڑھ کر مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے ایک آدمی کو بلایا یزید بن عنبسہ سکسکی قریب گیا۔ ولید نے مصالحت کرنے کو کہا یزید بن عنبسہ نے جواب دیا" ہم کچھ اپنا معاوضہ تم سے نہیں لیتے

بلکہ یہ انتقام اُس کا ہے جو تم نے محرمات شرعی شراب اور نکاح امہات اولاد پدر کو مباح کر لیا تھا اور ارکان و حدود اللہ کو خفیف وذلیل سمجھتے تھے" ولید نے جواب دیا "اے برادر سکا سک! اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے جو کچھ تو نے ذکر کیا ہے اس میں بہت بڑی گنجایش رکھی ہے" یزید بن عنبسہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا ولید اپنی نشست گاہ میں واپس آیا قرآن شریف کھول کر پڑھنے لگا لوگوں کو دیوار پر چڑھتے ہوئے ہوئے دیکھ کر بولا "آج کا دن ویسا ہی ہے جیسے کہ امیر المومنین عثمان کا دن تھا" یہ فقرہ ہنوز تمام نہ ہونے پایا تھا کہ لوگ دیواریں پھاند کر ولید کے پاس پہنچ گئے یزید بن عنبسہ قید کرنے کے ارادے سے ہاتھ پکڑ کرلے چلا اتنے میں منصور بن جمہو ایک گروہ کو لئے ہوئے آپہنچا چاروں طرف سے لوگوں نے مارنا شروع کیا بالآخر سر کاٹ کر یزید کے پاس لے گئے۔ یزید نے حکم دیا کہ شارع عام پر لٹکا دیا جائے یزید بن فروہ (بنو مرہ کے خادم) نے بمنت و سماجت عرض کیا "یہ تمہارا چچازاد بھائی اور خلیفہ تھا خوارج کے سر لٹکائے جاتے ہیں علاوہ اس کے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعزہ واقارب میں شورش پیدا ہو جائے گی" یزید اس پر مطلق ملتفت نہ ہوا نیزہ پر سر رکھ کر دمشق میں تشہیر کرا کر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے حوالہ کر دیا جو اس شورش میں یزید کا شریک تھا۔ یہ واقعہ آخر جمادی الآخر ۱۲۶ھ کا ہے جب کہ اس کی خلافت کو دو برس تین ماہ گذر چکے تھے۔

باب ۱۱

یزید بن ولید

یزید کا خطبہ ولید کے قتل ہونے کے بعد یزید نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں ولید کی برائیاں بیان کر کے کہا اسی وجہ سے یہ مارا گیا ہے اور میں تم کو امید دلاتا ہوں کہ آئندہ تمہارے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے گا۔ تمہارے وظائف تم کو ہمیشہ وقت پر دیئے جائیں گے اور جب تک حدود بلاد اسلامیہ کو مضبوط اور عدل والضاف سے اپنے ممالک محروسہ کو آباد نہ کرلوں گا کسی شخص کو بلا ضرورت جاگیر نہ دی جائے گی۔ اور میں حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو بھی موقوف کردوں گا اگر میں ایسا نہ کروں تو تم کو اختیار ہے کہ مجھ کو مسند خلافت سے اتار دو"۔

ولی عہدی کی بیعت چونکہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی جس قدر وظائف ولید نے لوگوں کے زیادہ مقرر کئے تھے کم کر دیئے تھے اور ہشام کے عہد خلافت میں جو دیا جاتا تھا وہی جاری کیا تھا اس وجہ سے اس کو یزید الناقص بھی کہا کرتے تھے ولید کے زمانے میں ہر شخص کو علاوہ وظائف سابقہ کے دس دس درہم زیادہ دیئے جاتے تھے۔ ان واقعات سے فارغ ہو کر یزید نے اپنے بھائی ابراہیم اور بعد ابراہیم عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اس امر پر اس کے احباب قدریہ نے آمادہ کیا تھا۔

بغاوت حمص اسی سنہ سے بنوامیہ کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا۔ آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے ہونے لگے۔ سلیمان بن ہشام قتل ولید کی خبر سن کر عمان کے قید خانے سے نکل آیا۔

مال و اسباب، نقد و جنس جو وہاں موجود تھا سب کا سب لے کر دمشق کو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد اہل حمص کے کانوں تک یہ خبر اس طرح پر پہنچی کہ عباس بن ولید نے ولید بن یزید کو قتل کرایا ہے یہ سن کر برہم ہو گئے عباس کا مکان ڈھا دیا مال و اسباب لوٹ لیا اور گالیاں دیتے ہوئے ولید کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکل کھڑے ہوتے عباس یہ خبر پاکر اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ اہل حمص نے عساکر اسلامیہ کو خون ولید کے انتقام لینے کو لکھا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک و معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر کو اپنا امیر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے یزید سے اس معاملے میں خط و کتابت کی یزید نے ان کے قاصد کو مار کر نکلوا دیا اور ان کے بھائی مسرور کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ مسرور نے دمشق سے نکل کر حوارین میں پڑاؤ ڈال دیا۔

مروان بن عبداللہ کا قتل

اس کے بعد سلیمان بن ہشام عمان سے وارد دمشق ہوا یزید نے بہ نظر تالیف قلوب جو کچھ ولید نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا واپس کر دیا اور ایک لشکر کا امیر بنا کر اہل حمص کے مقابلے پر بھیج دیا اور مسرور کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ اہل حمص کا قصد دمشق پر حملہ کرنے کا تھا مروان نے کہا "مناسب یہ نہیں ہے کہ اس لشکر کو چھوڑ کر دمشق پر چڑھ جاؤ بلکہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اس سے نپٹ لو اگر تم نے اس کو شکست دیدی تو اس کے بعد جس سے مقابلہ ہوگا وہ آسان ہے" سمیط بن ثابت بولا "یہ تو تمھارا مخالف معلوم ہوتا ہے اس کا مقصد یزید و قدریہ کے ساتھ دینے کا ہے"۔ اہل حمص یہ سنتے ہی مروان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے ابو محمد سفیانی کے سر پر امارت کا تاج رکھ دیا اور دمشق کی طرف بڑھے۔ سلیمان بن ہشام نے مقام عذراء میں تیر اور نیزوں سے استقبال کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ ہنوز فریقین کی قسمت کا فیصلہ نہ ہوا تھا اور نہ اُن کے توانا بازو جنگ کرنے سے تھکے تھے۔ جنگ جس تیزی سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری تھی کہ اتنے میں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک تین ہزار کی جمعیت سے ثنیۃ العقاب کی جانب سے اور ہشام بن مصاد ڈیڑھ ہزار لشکر لئے ہوئے سلامیہ کی گھاٹی سے حملہ آور ہوا۔

اہل حمص کی اطاعت

ان دونوں سپہ سالاروں کو یزید نے بعد روانگی سلیمان۔ کمک کی غرض

سے روانہ کیا تھا اہل حمص کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا۔ یزید بن خالد بن عبداللہ قشیری چلا کر بولا اللہ اللہ علیٰ قومک یا سلیمان (اے سلیمان للہ فللہ اپنی قوم پر رحم کر) سلیمان نے اپنے لشکریوں کو قتل وغارت وتعاقب سے روک دیا سپاہیوں نے جھٹ پٹ یزید کی بیعت کر لی اور ابو محمد سفیانی ویزید بن خالد بن یزید بن معاویہ گرفتار کر کے یزید بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیئے گئے۔ یزید نے ان دونوں کو قید کر دیا۔ اور حمص پر معاویہ بن یزید بن حصین کو مامور کیا۔

اہل فلسطین واردن کی شورش

اسی زمانے میں ولید بن یزید کے قتل ہوتے ہی اہل فلسطین میں بھی شورش پیدا ہو گئی۔ سعید وضبعان پسران روح نے عوام الناس کو جمع کر کے اپنے گورنر سعید بن عبدالملک کو نکال دیا اور سلیمان بن عبدالملک کے لڑکوں میں سے جو ان دنوں فلسطین ہی تھے یزید بن سلیمان کو طلب کر کے اپنا امیر بنا لیا۔ اہل اردن نے یہ سن پایا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کے سر پر تاج امارت رکھ دیا اور اہل فلسطین کے ہمراہ ہو کر یزید الناقص کے مخالف بن گئے۔ رفتہ رفتہ دارالخلافت دمشق میں یہ خبر پہنچی۔ یزید نے سلیمان بن ہشام کو بسرافسری اہل دمشق واہل حمص جو سفیانی کے ہمراہ تھے اور جن کی تعداد اسی ہزار تھی فلسطین واردن کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اور سعید وضبعان پسران روح کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ اس معرکے سے دست کش ہو جاؤ تم کو خلافت پناہی سے حکومت وسرداری دی جائے گی علاوہ بریں انعام واکرام سے بھی مالا مال کر دیئے جاؤ گے'' سعید وضبعان اس بشارت آمیز پیام کے سنتے ہی مع اہل فلسطین لوٹ گئے۔

باقی رہے اہل اردن۔ ان کے مقابلے پر سلیمان بن ہشام نے پانچ ہزار لشکر کو طبریہ کے جانب سے بڑھنے کا حکم دیا۔ لشکری جو گاؤں وقصبہ راہ میں پڑتا تھا اس کو لوٹتے ہوئے طبریہ کی طرف بڑھے اہل طبریہ نے بھی یہ رنگ دیکھ کر یزید بن سلیمان ومحمد بن عبدالملک کے مال واسباب پر اپنا ہاتھ صاف کر دیا۔ جن کو اہل فلسطین واردن نے اپنا اپنا امیر بنا لیا اور اپنے اپنے مکانات پر میدان جنگ سے واپس آئے۔

اہل فلسطین واردن کی جماعت منتشر ہونے کے بعد سلیمان بن ہشام صبرہ میں داخل ہوا اہل اردن

نے حاضر ہو کر خلافت یزید پر بیعت کی۔ بعد ازاں طبریہ رملہ میں آیا اور وہاں کے رہنے والوں سے بھی بیعت لی۔ اس واقعہ کے بعد ضبعان بن روح فلسطین کا اور ابراہیم بن ولید اردن کا عامل مقرر ہوا۔

منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق وخراسان

یزید الناقص نے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد منصور بن جمہور کو عراق وخراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ حالانکہ منصور دین داروں میں سے نہ تھا لیکن اس کو یہ عزت اس وجہ سے دی گئی تھی کہ اس نے یزید کی رائے سے غیلانیہ میں موافقت کی تھی اور قتل خالد میں یوسف کا معین تھا۔ جس وقت یوسف کو قتل ولید کی اطلاع پہنچی اپنی معزولی کا خطرہ پیش نظر رکھ کر یمانیہ کو قید کر دیا تاکہ مضریہ اس کی رائے سے متفق ہو جائیں پس جب یوسف نے اُن کو اپنا مخالف نہ پایا تو یمانیہ کو رہا کر دیا اس اثناء میں منصور آ پہنچا اور مقام عین التمر سے سپہ سالاران شام کو جو حیرہ میں تھے، یوسف اور اُس کے عمال کے گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر بہ غرض اظہار اطاعت یزید کا نام خطبہ میں پڑھا اور جب منصور سر پر آ پہنچا تو عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے مکان میں چھپ رہا اور وہاں سے بہ تبدیل لباس چھپ کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یزید الناقص کو اس کی آمد کی خبر ہوئی تو اُس نے پچاس سواروں کو یوسف کی گرفتاری پر مامور کیا یوسف یہ سُن کر بھاگ کھڑا ہوا اور عورتوں میں جا کر چھپ گیا لیکن سواروں نے سراغ لگا لیا اور گرفتار کر کے یزید کے پاس لائے یزید نے ولید کے لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا یہاں تک کہ یزید بن خالد قشیری کے ایک آزاد غلام نے اس کو قتل کر ڈالا۔

منصور بن جمہور کی معزولی

منصور بن جمہور جس وقت کوفے میں داخل ہوا تھا ماہ رجب کے چند دن گذر چکے تھے لوگوں کے روزینے تقسیم کئے اور حسب مدارج انعامات دیئے عُمّال اور اہل خراج جس قدر قید خانے میں تھے سب کو رہا کر دیا۔ انتظاماً رے وخراسان پر اپنے بھائی کو اپنی طرف سے امارت دی مگر نصر بن سیار سابق گورنر خراسان نے چارج دینے سے انکار کیا ہنوز یہ مرحلہ طے نہیں ہونے پایا تھا کہ یزید نے منصور بن جمہور کو اُس کی حکومت کے دوسرے مہینے معزول کر دیا اور گورنری عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو یہ کہہ کر روانہ کیا کہ اہل عراق کے

قلوب تمہارے باپ کی طرف زیادہ مائل ہیں اور سپہ سالاران شام میں سے چند لوگوں کو ہمراہ کر کے روانہ کر دیا۔ منصور بن جمہور عراق کا چارج دے کر شام کی جانب لوٹ گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن غضبان بن قبعثرا کو محکمہ پولیس وخراج سواد و محاسبات کا افسر مقرر کیا اور نصر بن سیار کو گورنری خراسان پر بحال رکھا۔

اہل یمامہ کی بغاوت

زمانۂ قتل ولید میں یوسف بن عمر کی جانب سے علی بن مہاجر یمامہ کا امیر تھا۔ مہیر بن سلمان بن ہلال نے (جو بنو دول بن حنیفہ سے تھا) لوگوں کو جمع کر کے علی بن مہاجر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ علی بن مہاجر اس وقت اپنے قصر امارت بقاع حجر میں تھا۔ مقابلے کی نوبت آئی علی بن مہاجر کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمی مارے گئے۔ علی بن مہاجر بھاگ کر اپنے قصر میں گیا اور وہاں سے مدینے کی طرف بھاگ گیا۔ مہیر نے یمامہ پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد مر گیا اور وقت وفات عبداللہ بن نعمان (بنو قیس بن ثعلبہ دولی) کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ عبداللہ بن نعمان نے مندلب بن ادریس حنفی کو فلج کی طرف (جو بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قریہ ہے) روانہ کیا بنو کعب بن ربیعہ بن عامر اور بنو عمیر نے جمع ہو کر مقابلہ کیا۔ مندلب اور اس کے اکثر ہمراہی میدان جنگ میں کام آگئے۔

معرکۂ فلج

عبداللہ بن نعمان نے ایک بہت بڑی فوج بنو حنیفہ وغیرہ کی جمع کر کے فلج پر چڑھائی کر دی۔ بنو عقیل وبنو بشیر وبنو جعدہ کو شکست ہوئی ہزارہا آدمی مارے گئے۔ شکست خوردہ گروہ نے پھر جمع ہو کر مقابلے کا ارادہ کیا۔ اس مرتبہ بنو نمیر بھی ان کے ہمراہ تھے معدن الصحراء میں مڈبھیڑ ہوئی جس قدر بنو حنیفہ مقابلے پر آتے سب کو ان لوگوں نے قتل کر ڈالا۔ عورتوں کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ عمر بن وازع حنفی کو اس کی خبر ہوئی لشکر جمع کر کے خروج کر دیا اور جوش مردانگی میں آکر بولا "میں عبداللہ بن نعمان نہیں ہوں یہ کام میرا تھا اس میں سطوت شاہی کی ضرورت تھی" فلج کے قریب پہنچ کر اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ بات کی بات میں اس کے لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے مظفر ومنصور لوٹا ہوا آ رہا تھا کہ دفعۃً بنو عامر مقابلہ پر آگئے لڑائی ہوئی،

بنو حنیفہ کے قدم استقامت ڈگمگا گئے اکثر شدت تشنگی سے مر گئے۔ بنو عامر قیدیوں اور عورتوں کو لئے ہوئے میدان جنگ سے واپس آئے اور عمر بن وازع یمامہ جا پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد عبید اللہ بن مسلم حنفی نے ایک گروہ جمع کر کے قشیہ و عکل پر حملہ کر دیا بیس نہار آدمیوں کو مار ڈالا اس کے بعد پھر بنو حنیفہ کو جمع ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ۔ اپنے باپ (یزید بن عمر بن ہبیرہ) کی طرف سے جس وقت کہ اس کو مروان الحمار نے عراق کا والی مقرر کیا تھا امیر یمامہ ہو کر آیا یہ زمانہ مصالحت کا تھا کسی سے لڑائی جھگڑا نہ تھا بنو عامر نے بنو حنیفہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اور شہادت گذرانی۔ مثنیٰ نے بنو حنیفہ کے چند آدمیوں کو پٹوایا اور سر اور ڈاڑھی منڈوادی۔ چاروں طرف امن قائم ہو گیا۔ اور عبید اللہ بن مسلم حنفی روپوش رہا یہاں تک کہ کسریٰ بن عبید اللہ ہاشمی بنو عباس کی طرف سے یمامہ کا والی ہو کر آیا لوگوں نے اس کا پتہ بتا دیا مار ڈالا گیا۔

جدیع بن علی کرمانی

جس ایام میں ولید مارا گیا اور گورنری خراسان پر عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز والی عراق نے نصر بن سیار کو بحال کیا تھا جدیع بن علی کرمانی باغی ہو گیا تھا۔ یہ درحقیقت ازدی تھا۔ لیکن کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا۔ نصر بن سیار کی بحالی کا حال سن کر اپنے دوستوں سے بولا " دیکھو! لوگ فتنہ میں پڑ رہے ہیں تم لوگ اپنے کاموں کے لئے کسی کو منتخب کر لو" لوگوں نے اسی کو منتخب کر لیا۔ چونکہ کرمانی نے عہد امارت اسد بن عبد اللہ میں نصر کے ساتھ سلوک و احسانات کئے تھے اور نصر نے والی ہونے کے ساتھ ہی اس کو امارت سے معزول کر کے دوسرے آدمیوں کو مامور کیا تھا اس وجہ سے کرمانی اور نصر کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے غبار تھا صفائی نہ ہوئی تھی کہ نصر کے ہمراہی کرمانی کے حالات سن سن کر اس کے قتل و قید کی بابت اصرار کرنے لگے۔ کہنے سننے سے نصر کا دل بھی کرمانی کے قید کرنے پر مائل ہو گیا۔

جدیع کرمانی کی گرفتاری

چنانچہ اپنے جان نثاروں کے فوج کے دستہ کے سردار کو کرمانی کی گرفتاری پر مامور کیا۔ ازد نے روک ٹوک کرنے کا قصد کیا لیکن خود کرمانی نے ان کو منع کر دیا اور نصر کے پاس چلا آیا نصر نے کہا "کیوں کرمانی میرے احسانات تجھ پر کیا کم تھے؟ کیا

یوسف بن عمر کا خط تیرے قتل کی بابت نہیں آیا تھا؟ کیا میں نے تیرے عوض تاوان نہیں ادا کیا؟ کیا میں نے تیرے لڑکے کو سرداری نہیں دی؟ پھر کیا ان سب احسانات کا معاوضہ یہی فتنہ وفساد ہے؟" کرمانی نے معذرت کی۔ اور ان احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا "امیر ان سلوک کا ذکر نہ فرمائیں اس سے زیادہ میرے لئے احسانات ہوں گے" نصر کے دل میں رحم آ چلا تھا مگر سالم بن احور اور عصمت بن عبداللہ اسدی کے کہنے سے درے لگوا کے ستائیسویں رمضان ۱۲۶ھ کو قید کر دیا۔

کرمانی اور نصر چند روز بعد نقب لگا کر کرمانی قید خانے سے نکل آیا بات کی بات میں تین ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اس سے پیشتر ازدی نے کتاب وسنت پر عبدالملک بن حرملہ کی بیعت کر لی تھی پس جب کرمانی قید سے نکل آیا تو عبدالملک نے کرمانی کو بڑھنے کا حکم دیا نصر یہ سن کر باب مرو الروذ میں لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا جس وقت لشکر جمع ہو گیا سالم بن احور کو کرمانی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر کرمانی کے لئے نصر سے امان حاصل کر لی چنانچہ کرمانی نصر کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ نصر نے خانہ نشینی کی ہدایت کی۔ تھوڑے دن بعد لگانے بجھانے والوں نے کرمانی کو نصر سے پھر برہم کر دیا۔ خیالات سابقہ دوبارہ تازہ ہو گئے۔ صلح پسند لوگوں نے یہ سن کر نصر سے کرمانی کی پھر امان حاصل کر لی۔

کرمانی کی جلاوطنی کرمانی نصر سے ملنے کو آیا۔ نصر نے اس کے ہمراہیوں کو دس دس درہم مرحمت کئے لیکن جس وقت جمہور بن منصور حکومت عراق سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دی گئی تو نصر نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اثنار خطبہ میں جمہور کی برائیاں اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی خوبیاں بیان کیں۔ کرمانی جمہور کی برائی بیان کرنے سے برافروختہ ہو کر مال وآلات حرب جمع کرنے لگا۔ روزانہ تو نہیں البتہ جمعہ میں ہزار ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سے جامع مسجد میں آتا۔ مقصورہ کے باہر نماز ادا کر کے نصر کے پاس جاتا تھا اور سلام کر کے چلا آتا تھا۔ چند روز بعد آنا جانا بند کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ نصر نے اس کے سمجھانے بجھانے کی غرض سے سالم بن احور کو روانہ کیا کرمانی نے نہایت بداخلاقی وترش روئی سے لوٹا دیا مگر مصالحت جو طبیعتوں نے فریقین سے گفتگو کر کے

اس شرط پر صلح کرادی کہ کرمانی خراسان چھوڑ دے کرمانی نے اس قرارداد شرط کے مطابق جرجان کا قصد کیا۔

حرث بن شریح

جن دنوں خراسان میں مابین نصر وکرمانی مخالفتیں ہورہی تھیں۔ نصر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کرمانی حرث بن شریح سے سازش کرکے اس سے امداد کا خواہاں ہوجائے جو بلاد ترک میں تقریباً بارہ برس سے مقیم تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اس خطرے سے محفوظ رہنے کے خیال سے مقاتل بن حیان نبطی کو بلاد ترک سے حرث کے واپس لانے پر مامور کیا اور خالد بن زیاد ترمذی وخالد بن عمرہ (موالی بنو عامر) کو یزید بن ولید کے پاس حرث کے لئے امان نامہ لکھانے کو روانہ کیا یزید بن ولید نے حسب درخواست نصر، امان نامہ لکھ دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز گورنر عراق نے بھی حرث کے واپس آنے کا اجازہ لکھ دیا۔ نصر نے ان دونوں عہد ناموں کو حرث کے پاس بھیج دیا۔

اتفاق یہ کہ اثنا راہ میں نصر کا قاصد جس وقت مقاتل بن حیان نبطی مع حرث اور اس کے ہمراہیوں کے واپس آرہا تھا۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۱۲۷ھ کا ہے نصر نے حرث کو مرو روذ میں ٹھہرایا اور جو کچھ اس کے لئے لیا تھا بطور ہدیہ پیش کیا۔ علاوہ اس کے روزانہ پچاس درہم دیتا رہا اور اس کے اہل وعیال کو رہا کردیا۔ ساتھ ہی اس کے یہ درخواست کی کہ میں تم کو جس شہر کو پسند کرو والی کردوں گا اور ایک لاکھ دینار دوں گا۔ حرث نے نامنظور کرکے کہا "میں دنیا اور اس کی لذتوں کا خواہاں نہیں ہوں، میں تو کتاب وسنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی وجہ سے میں تمہارے دشمنوں کے مقابلے پر تمہاری مدد کروں گا۔ میں ظلم وتعدی ہی سے پریشان ہوکر تیرہ برس ہوئے کہ ان شہروں سے نکل گیا تھا پھر اب کیسے میں اسی امر کو قبول کرسکتا ہوں" نصر یہ سن کر خاموش ہوگیا اور حرث نے کرمانی کے پاس کہلا بھیجا "اگر نصر نے کتاب وسنت پر عمل کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اس کا معاون ومددگار ہوں گا ورنہ میں تیرا ساتھی ہوں بشرطیکہ تو نے کتاب وسنت پر عمل وقیام کرنے کا اقرار کیا" اس کے بعد قبایل تمیم کو اپنی امارت کی طرف بلایا انھوں نے اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی منظور کرلیا۔ تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ حرث نے بالفعل اسی امر پر اکتفا کیا۔

مروان بن محمد کی مخالفت مروان بن محمد بن مروان ارمینیہ میں اور عبدۃ بن ریاح عنانی جزیرہ میں امارت کر رہا تھا اسی زمانے میں ولید نے صائفہ کے ساتھ اپنے بھائی عمر بن یزید کو روانہ کیا تھا اور مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ جس وقت ولید مارا گیا ہے ان دنوں عبدالملک صائفہ سے واپس آ کر حران میں قیام پذیر تھا عبدۃ بن ریاح قتل ولید کی خبر پا کر جزیرہ سے ملک شام کو چلا گیا۔ عبدالملک نے میدان خالی دیکھ کر حران وجزیرہ پر قبضہ کر کے سرحدی مقامات پر بھی قبضہ کرنے کی غرض سے متعدد آدمیوں کو روانہ کر دیا اور اپنے باپ کو یہ واقعہ لکھ کر اس امر کی تحریک کی کہ خون ولید کے بدلہ لینے کو کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس شورش میں ثابت بن نعیم جذامی بھی شریک حال تھا جو اہل فلسطین سے تھا اس وجہ سے کہ اس کو ہشام نے لشکر افریقیہ میں بغاوت پھیلانے کے جرم میں بوقت قتل کلثوم بن عیاض قید کر دیا تھا اور چند روز بعد مروان نے سفارش کر کے رہا کرا دیا تھا۔ پس جس وقت عبدالملک و مروان نے خون ولید کے بدلہ لینے پر کمر ہمت باندھ کر ارمینیہ سے خروج کیا تو ثابت بن نعیم نے لشکر اہل شام کو فریب دے کر شام کی طرف براہ فرات واپس جانے پر آمادہ کر دیا۔

مروان کی اطاعت چنانچہ مروان کے اکثر سرداران لشکر اور لشکری ثابت سے آملے۔ بجائے یزید بن ولید سے جنگ کرنے کے ثابت ہی سے جنگ کی ٹھہر گئی۔ بالآخر لشکریان مروان نے جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے مغلوب ہو کر اطاعت قبول کر لی اور ثابت بن نعیم مع اپنی اولاد کے قید کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مروان نے لشکر کو دوبارہ مرتب وآراستہ کر کے شام کی طرف روانہ کیا اور خود جزیرے سے بیس ہزار فوج لے کر بہ قصد معاوضہ خون ولید، یزید کی طرف بڑھا۔ یزید تک یہ خبر پہنچی، گھبرا کر لکھ بھیجا کہ "تم میری بیعت کر لو میں تم کو جزیرہ، موصل اور آذربائیجان کی حکومت دے دوں گا" مروان نے بیعت کر لی اور یزید نے سند حکومت بھیج دی۔ دمشق تک جانے کی نوبت نہ آنے پائی، راستے ہی سے مروان واپس آیا۔

وفات یزید وخلافت ابراہیم ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۶ھ کو یزید بن ولید اپنی حکومت کے پانچویں مہینہ

(مقام دمشق میں) داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید یہ تھا!
کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن اکثر آدمیوں نے اس
اختلاف کیا اور بیعت عامہ نہ ہونے پائی۔ کبھی یہ خلیفہ کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اور کبھی ا
کے نام سے پکارا جاتا تھا غرض اسی تذبذب کی حالت میں تقریباً تین ماہ گذر گئے۔ بعد ازاں مروان
محمد نے اس کو مسند خلافت سے اتار دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اور ۱۳۲ھ میں مر گیا۔

مروان کی دمشق پر فوج کشی

یزید کے انتقال کے بعد جس وقت لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کو مسند خلافت پر بٹھایا اسی وقت مروان نقض امن کرکے بہ قصد
جنگ دمشق کی طرف چل کھڑا ہوا۔ رفتہ رفتہ قنسرین پہنچا۔ ان دنوں بشیر بن ولید والی قنسرین تھا۔
یزید بن ولید کے زمانہ حکومت سے اس عہدہ پر تھا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی مسرور بھی وہاں
موجود تھا۔ مروان نے بشر و مسرور سے بیعت کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا صف آرائی کی نوبت آئی
چونکہ یزید بن عمر بن ہبیرہ کا میلان طبع پہلے ہی مروان کی جانب ہو گیا تھا۔ بنو قیس کو لے کر مروان سے
جا ملا اور بشر و مسرور کو گرفتار کرکے مروان کے حوالے کر دیا مروان نے ان دونوں کو قید کر دیا اور اہل قنسرین
بھی اپنے ہمراہ لئے ہوئے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل حمص پر ان دنوں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک
بسر افسری لشکر دمشق محاصرہ کئے ہوئے تھا اس وجہ سے کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت خلافت سے اختلاف
کیا تھا مگر جوں ہی مروان کا لشکر حمص کے قریب پہنچا۔ عبدالعزیز اپنا بوریا سنبھال چلتا پھرتا نظر آیا! اہل
حمص نے بطیب خاطر مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابراہیم کو ان حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے سلیمان بن ہشام کو ایک لاکھ بیس ہزار کی
جمعیت سے مروان کے مقابلے پر بھیجا۔ مروان کے پاس اس وقت اسی ہزار فوج تھی۔ جنگ چھڑنے
سے پیشتر مروان نے صلح کا پیام دیا اس شرط سے کہ ہم خون ولید کے معاوضہ سے دست کش ہو
ہیں تم اس کے لڑکوں حکم و عثمان ولی عہدوں کو رہا کر دو۔ سلیمان بن ہشام اور اس کے ہمراہیوں نے
انکار کیا۔ جنگ شروع ہو گئی۔ طلوع آفتاب کے وقت سے عصر کے وقت تک بڑے زور و شور سے

لڑائی ہوتی رہی اسی اثناء میں مروان کے تین ہزار سواروں نے لشکر سلیمان پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دمشقی لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اہل حمص تلواریں نیام سے کھینچ کر دوڑ پڑے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو خیار و کدو کی طرح کاٹ ڈالا اور اتنے ہی آدمی قید کر لئے گئے۔

دمشق پر قبضہ

خاتمہ جنگ کے بعد مروان نے دمشق کا رخ کیا اور کل لوگوں سے حکم وعثمان پسران ولید کی بیعت لے لی۔ یزید بن عقار کلبی اور ولید بن مصاد کلبی کو قید کر دیا (جو بحالت قید مر گئے۔ یہ منجملہ ان لوگوں کے تھے جو قتل ولید کے واقعہ میں شریک تھے) یزید بن خالد قسری منہزمین کے ساتھ بھاگ کر دمشق پہنچا۔ ابراہیم (خلیفہ یا امیر دمشق)، یزید بن خالد اور عبدالعزیز بن حجاج وغیرہ جمع ہو کر حکم وعثمان پسران ولید کے قتل کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ اس خیال سے کہ مبادا مروان ان لوگوں کو لڑ بھڑ کر رہا نہ کر دے اور یہ لوگ اپنے باپ کے خون کا معاوضہ نہ طلب کرنے لگیں۔ بالآخر یزید بن خالد ان دونوں شہزادوں کے قتل پر مامور کیا گیا اس نے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کو متعین کیا جس نے ان دونوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے بعد یوسف بن عمر کو بھی قید خانے سے نکال کر مار ڈالا۔ باقی رہا ابو محمد سفیانی۔ اس نے قید خانے میں گھس کر ایک مکان کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر نہ کھلا اس اثناء میں سواران مروان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی ابراہیم اور اس کے کل ہوا خواہ بھاگ کھڑے ہوئے سلیمان بھی چلتے چلاتے جو کچھ بیت المال میں تھا لے کر بھاگ گیا۔

باب ۱۲

مروان

بیعت خلافت مروان اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا حکم وعثمان پسران ولید اور یوسف بن عمر کی لاش پیش کی گئی نہایت افسوس کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرا دیا۔ بعدہ ابو محمد سفیانی مقید حاضر کئے گئے مروان نے کہا" خلافت مبارک" ابو محمد سفیانی بولے " نہیں: دونوں ولی عہدوں (یعنی حکم وعثمان) نے اپنے بعد تم ہی کو مقرر کیا ہے" مروان یہ سن کر خاموش ہو گیا ابو محمد سفیانی اور حاضرین دربار نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کی ان سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص نے بیعت کی تھی۔

تکمیل بیعت کے بعد مروان اپنے جائے قیام حران میں چلا آیا چند صلح جو لوگوں نے درمیان میں پڑ کر ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لئے امان حاصل کر لی چنانچہ ابراہیم وسلیمان مع اپنے بھائی، لڑکوں، عورتوں اور خادمان ذکوانیہ کے تدمر سے مروان کی خدمت میں چلے آئے اور بیعت کر لی۔

اہل حمص کی سرکشی دمشق سے حران میں مروان کے واپس آنے کے بعد ثابت بن نعیم فلسطین سے مروان کی مخالفت کرنے کے خطوط اہل حمص کے پاس بھیجنے لگا تھوڑے دنوں بعد اہل حمص راضی ہو گئے اور تدمر سے بنو کلب کو بھی طلب کیا۔ اصبغ بن دوالہ کلبی مع اپنی اولاد کے اور معاویہ سکسکی شہسوار اہل شام وغیرہ ایک ہزار سواروں کو ہمراہ لئے ہوئے عید الفطر

۱۲۷ھ کے شب کو حمص آ پہنچے۔ مروان نے بنا لشکر مرتب کر کے حران سے اس فتنہ و شورش کے روکنے کو نکل کھڑا ہوا اس کے ہمراہ ابراہیم (معزول خلیفہ) اور سلیمان بن ہشام بھی تھے۔ عید اضحیٰ کے تیسرے دن حمص کے قریب پہنچا۔ اہل حمص نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ مروان کے منادی نے پکار کر کہا "ما دعاکم الی النکث" (تم کو کس چیز نے بیعت توڑنے پر آمادہ کیا) اہل حمص نے جواب دیا "نحن لم ننکث، نحن علی الطاعۃ" (ہم نے بیعت شکنی نہیں کی اور ہم مطیع ہیں) اور دروازے کھول دیئے۔ عمر بن وضاح تین ہزار کی جمعیت سے شہر میں داخل ہوا مخالفین نے مقابلہ کیا لیکن جب عہدہ برآ ہوتے نظر نہ آئے دوسرے دروازے سے نکل گئے۔ مروان ان کے تعاقب میں دوڑ کر دروازے کے اوپر چڑھ گیا اور تقریباً پانچ سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور شہر پناہ کو تین سو دراع کے قریب منہدم کرا دیا۔ اصبغ بن ذوالہ اور اس کا لڑکا فرافصہ جان بچا کر بھاگ گیا۔

اہل غوطہ کی سرکوبی

اس واقعہ کے بعد مروان کو جب کہ وہ حمص میں تھا اہل غوطہ کی بغاوت کا حال معلوم ہوا کہ انہوں نے یزید بن خالد قسری کو اپنا امیر بنا کر والی دمشق زامل بن عمر کا محاصرہ کر لیا ہے فوراً ابوالورد بن کوثر بن زفر بن حرث اور عمر بن وضاح کو بسر افسری دس ہزار فوج کے والی دمشق کی کمک کو روانہ کیا۔ دمشق کے قریب پہنچ کر ابوالورد نے باہر سے اور اہل شہر نے اندر سے حملہ کیا۔ اہل غوطہ کو شکست ہوئی۔ یزید بن خالد مارا گیا۔ اور اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا گیا اور مزہ و مراحہ جلا کر خاک و سیاہ کر دیئے گئے۔

ثابت بن نعیم کا خاتمہ

اس فتنے کا فرو ہونا تھا کہ ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کو جمع کر کے طبریہ پر محاصرہ کیا اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم والی طبریہ تھا۔ مروان نے یہ خبر پا کر ابوالورد کو اس طوفان بغاوت کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ جس وقت ابوالورد طبریہ کے قریب پہنچا۔ اہل طبریہ نے شہر سے نکل کر حملہ کیا اہل فلسطین کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اتفاق سے اثنائے شکست میں ابوالورد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ثابت بن نعیم کو دوبارہ شکست اٹھانی پڑی۔ اس ناگہانی واقعہ سے اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور تین لڑکے اس کے گرفتار کر لیے گئے۔ جن کو

ابوالورد نے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے فلسطین پر رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو مامور کیا۔ دو مہینے بعد اس نے تلاش کرا کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اس کو مع اس کے تینوں لڑکوں کے ہاتھ پاؤں کٹا کر سولی پر چڑھا دیا۔

تدمر پر مروان کا قبضہ

ان واقعات سے فارغ ہو کر مروان نے دیر ایوب میں اپنے لڑکوں عبداللہ و عبیداللہ کی ولیعہدی کی لوگوں سے بیعت لی اور ہشام کی لڑکیوں سے عقد کر دیا۔ بعد ازاں تدمر کا رخ کیا کیونکہ یہی ایک مقام شام میں اس کے قبضہ سے باہر رہ گیا تھا۔ اہل تدمر نے اس کے آنے سے پیشتر پانی کی سطح کو نیچا کر دیا تھا اس وجہ سے مروان کے لشکریوں نے چھاگلیں اور مشکیں بھر لیں اور اونٹوں پر بار کر لیں۔ مروان نے تدمر کے قریب پہنچ کر اپنے وزیر ابرش کلبی کو اہل شہر کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اور کچھ لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے ابرش اس کے شہر پناہ کو بھی منہدم کرا کے جو لوگ مطیع ہو گئے تھے ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مروان کے پاس چلا آیا۔ بعدہ مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کی جانب ضحاک شیبانی خارجی سے جو کوفے میں تھا جنگ کرنے پر مامور کیا اور متواتر امدادی فوجیں شام سے روانہ ہونے کا حکم دیا اور خود بہ غرض روانگی یزید بن عمر قرقیسیا میں آ ٹھہرا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان کی جنگ

اس سے پیشتر سلیمان بن ہشام اجازت حاصل کر کے آرام کرنے کے لئے رصافہ میں قیام پذیر ہو گیا تھا۔ اتفاق سے ایک گروہ کثیر اہل شام کا جن کو مروان نے ابن ہبیرہ کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کیا تھا رصافہ کی جانب واپس آیا اور سلیمان بن ہشام کی خدمت میں خلافت قبول کرنے کی درخواست پیش کی سلیمان نے منظور کر لیا اور ان کے ساتھ ساتھ قنسرین گیا۔ لشکر کو مرتب و آراستہ کر کے اہل شام کو خط لکھا۔ اہل شام چاروں طرف سے بادلوں کی طرح امڈ آئے مروان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن ہبیرہ کو قیام کر دینے کا فرمان بھیج دیا اور خود قرقیسیا سے سلیمان کی جانب لوٹ کھڑا ہوا قنسرین کے باہر مقام خساف میں سلیمان و مروان نے صف آرائی کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلیمان شکست کھا کر

بھاگا مروان نے اس کے لشکر گاہ کا مال واسباب اپنے لشکریوں کے لئے مباح کر دیا اور نہایت بے رحمی سے اس کے ہمراہیوں کو جو گرفتار کر لئے گئے تھے قتل کر ڈالا۔ ابراہیم (سلیمان کا بڑا لڑکا) اور خالد بن ہشام مخزومی (ہشام بن عبدالملک کا ماموں) مع تین ہزار فوج کے معرکۂ جنگ میں کام آئے۔

محاصرہ حمص سلیمان اپنی باقی ماندہ فوج لئے ہوئے حمص بھاگ کر پہنچا اور دوبارہ لشکر کو مرتب کر کے شہر پناہ کی ٹوٹی ہوئی دیواروں کو درست کرایا۔ مروان یہ سن کر حمص پر جا پہنچا۔ سلیمان کے ہمراہیوں میں سے سات سو آدمیوں نے مرجانے پر باہم عہد و پیمان کیا اور اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر کمین گاہ میں بیٹھ رہے جس وقت مروان کے لشکر کا زیادہ حصہ گذر گیا کمین گاہ سے نکل کر دفعۃً مروان کے ساتھ پر حملہ کر دیا صبح سے عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی مروان نے ان میں سے تقریباً چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا باقی جو رہے وہ سلیمان کے پاس چلے آئے۔ سلیمان یہ خبر سن کر اپنے لڑکے سعید کو چھوڑ کر تدمر چلا گیا۔ دس ماہ تک مروان حمص کا محاصرہ کئے رہا تقریباً اسی منجنیقیں نصب کرائیں جن کے ذریعہ سے شب و روز سنگ باری کی جاتی تھی۔ بالآخر اہل حمص نے تنگ آ کر امان طلب کی اس کے بعد مروان ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کو کوفہ چلا گیا۔

ضحاک اور ابن ہبیرہ کی جنگ بعض کا بیان ہے کہ سلیمان بن ہشام قنسرین سے شکست اٹھا کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس عراق چلا گیا تھا اور اس کے ہمراہ ضحاک سے جنگ کرنے کو خروج کیا تھا اور اسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی تھی اسی اثنا میں نضر بن سعید والئ عراق ہو کر آ گیا۔ پس جب سلیمان و عبداللہ وغیرہ اس سے مستعد جنگ ہوئے تو یہ مروان کی طرف بھاگا اتفاق یہ کہ قادسیہ میں ضحاک کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی جس کا سردار ابن ملجان تھا نضر نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ضحاک نے بجائے اس کے کوفہ میں مثنیٰ بن عمران کو والی بنایا اور خود موصل کی جانب چلا گیا۔ ابن ہبیرہ یہ سن کر کوفہ کی طرف بڑھا عین التمر میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ مثنیٰ مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی ابن ہبیرہ نے کمال مردانگی سے شکست دے کر اس کو مع چند سرداران ضحاک کے قتل کر ڈالا۔ اس سے خوارج بھاگ کھڑے ہوئے انہیں لوگوں کے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا۔ کوفے میں پہنچ کر

منہزمین نے اپنے منتشر گروہ کو جمع کر کے بقصد مقابلہ ابن ہبیرہ دوبارہ خروج کیا ابن ہبیرہ نے اس مرتبہ بھی ان کو شکست دی اور منظفر ومنصور کوفے میں داخل ہوا چندے قیام کر کے واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ پھر ضحاک نے ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو عبیدہ بن سوار ثعلبی کو مامور کیا مقام صراۃ میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ اس معرکے میں بھی خوارج شکست نصیب رہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

عبداللہ بن معاویہ

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ۱۲۷ھ میں اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس کوفہ چلے آئے تھے عبداللہ بن عمر نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور تین سو درہم یومیہ ان کے لئے مقرر کر دیئے۔ ایک مدت تک اسی حالت میں رہے۔ پس جب ابراہیم بن ولید کی اُس کے بھائی یزید کے بعد بیعت خلافت کی گئی اور شام میں آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے لگے اور مروان نے دمشق کا قصد کیا اس وقت عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک رکھا اور مقررہ روزینہ کو بڑھا دیا اور مروان سے یہ وعدہ کر لیا کہ اگر ابراہیم بن ولید پر فتح یابی حاصل کر لوگے تو میں تمھاری بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ مروان نے جس وقت ابراہیم پر فتح حاصل کر لی اسمعیل بن عبداللہ قسری نے کوفے کے قریب جا کر دم لیا (اور بظاہر کیا کہ مجھے ابراہیم خلیفہ وقت نے لوگوں کے جمع کرنے کو بھیجا ہے) مگر عبداللہ بن عمر نے ایک نہ سنی اور مقابلے کے لئے نکل آئے۔ اسمعیل نے اس خیال سے کہ مبادا افشائے راز کی وجہ سے اس کی فضیحتی نہ ہو اپنے ہمراہیوں کو سمجھایا کہ "مجھے خون ریزی منظور نہیں ہے اگر عبداللہ بن عمر میرا کہنا نہیں مانتا ہے نہ مانے"۔ اس اثنا میں ابراہیم کی شکست کی خبر طشت ازبام ہو گئی اور اہل کوفے میں نفاق پیدا ہو گیا اس وجہ سے کہ عبداللہ بن عمر نے مضر وربیعہ کے بعض آدمیوں کو انعامات دیئے اور وظائف مقرر کئے تھے اور بعض کو کورا ہی رکھا تھا جن لوگوں کے وظائف نہیں مقرر کئے گئے تھے ان لوگوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کیں عبداللہ بن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنے بھائی عاصم کو جب کہ وہ لوگ ڈیرہ ہند میں تھے۔ معذرت کرنے اور سمجھانے

کو بھیجا پس وہ لوگ اس بے جا جوش وضد پر نادم ہو کر واپس آئے۔ شام ہوئی تو عبداللہ بن عمر نے ایک لاکھ درہم عمر بن غضبان بن قبعثری کے پاس بھیج دیا اس نے اپنی قوم پر تقسیم کر دیا۔

امارت کوفہ پر عبداللہ بن معاویہ کا قبضہ

اس سے شیعان علیؓ میں شورش پیدا ہوئی اور انہوں نے جمع ہو کر عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ قصر کوفہ میں لے گئے امارت کی کرسی پر بٹھایا اور عاصم کو نکال دیا عاصم بہ حال پریشاں اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا آیا۔ کوفیوں نے علی الاعلان عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کی از انجملہ منصور بن جمہور، اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطا وغیرہ تھے۔ اس کے بعد اہل مداین کی جانب سے چند لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی رفتہ رفتہ ایک لشکر جمع ہو گیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے سب کو مرتب و مسلح کر کے عبداللہ بن عمر کی طرف جو حیرہ میں تھا خروج کر دیا۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک آزاد غلام کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا اور یہ سمجھا دیا کہ فلاں مقام پر میرے آنے تک ٹھہرے رہنا اور اس کے بعد خود بھی بہ قصد جنگ لشکر لئے ہوئے نکلا۔

عبداللہ بن معاویہ کی پسپائی

جب عبداللہ بن عمر مقام موعود پر پہنچ گیا تو دونوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ اثناء جنگ میں منصور بن جمہور، اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطاء جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو راستہ دیدیا وہ تو حیرہ چلے گئے اور عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر کوفہ چلے آئے باقی رہا عمر بن غضبان، اس کو عبداللہ بن عمر کے میمنہ نے گھیر رکھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو ایک پر جوش تقریر سے ابھار کر ایسا توڑ کیا کہ عبداللہ بن عمر کا میمنہ مجبوراً پیچھے ہٹا اور عمر بن غضبان مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ واپس آیا۔ چند روز تک عبداللہ بن معاویہ کے ساتھ قصر امارت میں ٹھہرا رہا۔ ربیعہ و زیدیہ سکک کے دروازوں پر کمال مردانگی سے عبداللہ بن عمر کا مقابلہ کر رہے تھے بالآخر مصالحت کی گفتگو ہونے لگی ربیعہ نے اپنے اور عبداللہ بن معاویہ اور زیدیہ کے لئے امان حاصل کر لی چنانچہ عبداللہ بن معاویہ ان لوگوں کے ہمراہ مداین چلے گئے کوفہ کے ایک گروہ نے ان کی اتباع کی اور مداین پہنچ کر جب ان کی حالت اطمینان بخش

ہو گئی تو انھوں نے حلوان، جبل، ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ان کی حالت احاطہ تحریر میں لائی جائے گی۔

نصر بن سیار اور حرث بن شریح: جس وقت مروان کے قبضہ میں زمام حکومت آگئی اور اس نے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مامور کیا تو ابن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا نصر بن سیار نے مروان بن محمد کی بیعت کی۔ حرث بن شریح کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی نہ کہ مروان نے۔ ذہن میں یہ آنا تھا کہ نکل کھڑا ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کر لیا۔ نصر نے تحریک کی کہ ایک جماعت رہو جو کام کیا جائے شوریٰ سے کیا جائے نصر نے منظور نہ کیا تب حرث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے (جو راسب کا آزاد غلام اور جہمیہ کا سردار تھا) کھڑے ہو کر نصر کی عادات وخصائل بیان کرنے لوگوں پر اس امر کو جس کی اس کو دعوت دی گئی تھی ظاہر کر دیا اس سے عوام الناس پر بہت برا اثر پڑا یوماً فیوماً جماعت بڑھتی گئی۔ پھر حرث نے نصر کے پاس سالم بن احور افسر پولیس کی معزولی اور دوسرے عمال کی تبدیلی کا پیام بھیجا۔

دونوں آدمیوں میں بہت سے رد وکد کے بعد یہ طے پایا کہ چار اشخاص مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان من جانب نصر بن سیار اور مغیرہ بن شعبہ جہضمی اور معاذ بن جبلہ حرث کی جانب سے منحصر علیہم مقرر کیے جائیں جو طریقہ سیاست بتلائیں اور جن جن عمال کو منحصر علیہم ولایت سمرقند وطخارستان پر مقرر کریں فریقین کو منظور ہوگا۔ چونکہ اکثر حرث کہا کرتا تھا کہ میں علم بردار اور عرب کا سردار ہوں دمشق کا شہر پناہ بات کی بات میں زمین دوز اور بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر دوں گا۔ نصر نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بسم اللہ دمشق کا قصد کر دو۔ اگر کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہارے قبضے میں ہوں، ورنہ تم اپنے قبیلہ کو تباہ نہ کرو" حرث نے جواب دیا" میں تو سچ ہی کہہ رہا ہوں لیکن افسوس ہے کہ میرے ہمراہی اس امر پر بیعت نہ کریں گے"۔ نصر نے کہا" جب یہ لوگ تمہاری رائے کے پابند نہیں ہیں تو کیوں بیس ہزار ربیعہ ویمن کو معرض ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ خیر لو۔ میں تم کو ماوراء النہر کی حکومت

دیتے دیتا ہوں ساتھ ہی اس کے تین لاکھ درہم بھی نذر کروں گا" حرث نے اس سے انکار کیا اس وقت نصر نے کرمانی سے مخاطب ہو کر کہا "تم حرث کا خاتمہ کر دو اگر تم نے اس کو مار ڈالا تو یہ یاد رکھو میں عمر بھر تمہارا مطیع رہوں گا"

نصر و حرث میں اختلاف

ان واقعات کے بعد نصر و حرث نے متفق ہو کر جہم بن صفوان و مقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا ان دونوں نے بہ اتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ نصر تو معزول کر دیا جائے اور حکم و احکام شوریٰ سے صادر ہوا کریں۔ نصر نے اس فیصلہ سے انکار کیا۔ حرث نے اس انکار سے مخالفت کی اس فتنہ و فساد کی خبر پا کر چند عمائدین خراسان نصر کے پاس آئے جس میں عاصم بن عمیر حزبی، ابوالدیال ناجی اور مسلم بن عبدالرحمٰن وغیرہ تھے اور ان کے ہمراہ خود حرث بھی تھا حرث نے حکم دیا علی روس الاشہاد بازاروں میں مساجد میں اور اس کے دروازے پر بھی اس کی حرکات سکنات اور عادات بیان کی جائیں چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ دروازے پر جو حالات بیان کر رہا تھا نصر کے غلاموں نے اس کی مرمت کر دی۔

حرث کی پسپائی

حرث کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اعلان جنگ کر کے لڑائی کی تیاری کر دی اور رات کے وقت مرو کے شہر پناہ کو توڑ کر ایک بڑا سا روزن بنا لیا دن ہوا تو اسی راہ سے شہر میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی فریقین جی توڑ کر گتھ گئے۔ جہم بن مسعود ناجی اور اعین (مولی حیان) مارے گئے۔ سالم بن احوز کا مکان لوٹ لیا گیا۔ صبح ہوئی تو سالم بن احوز بہ قصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ حرث بھی نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا لیکن اس کی قسمت میں پہلے ہی سے شکست لکھی جا چکی تھی پسپا ہو کر بھاگا۔ سالم بن احوز نے اس کے لشکرگاہ میں گھس کر اس کے کاتب (میر منشی یزید بن داؤد) کو مار ڈالا۔

نصر اور کرمانی کی لڑائی

بعد ازاں نصر نے کرمانی کو بلا بھیجا یہ اس وقت ازدورِ بیعہ میں موجود اور حرث کا بہی خواہ تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں پس کرمانی امان حاصل کر کے نصر کے پاس آیا باتوں باتوں میں نصر کے مصاحبین نے کرمانی سے سخت کلامی کی جس سے اس کو نصر کی

طرف سے سوء ظنی پیدا ہوئی۔ اٹھ کر چل دیا لیکن اس کے ہمراہیوں میں سے جہم بن صفوان کو گرفتار کرکے ان لوگوں نے مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حرث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس جنگ پر ابھارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کرمانی کے مصاحبین نے کہا "تمہارے یہ دونوں (یعنی حرث و نصر) دشمن جانی ہیں اور

چو دشمن بہ دشمن شود مشتغل
تو با دوست بہ نشیں بہ آرام دل

یہ آپ ہی لڑ بھڑ کر خائب و خاسر ہو جائیں گے تم کیوں دخل در معقولات کرتے ہو" کرمانی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی لڑائی شروع کر دی نصر کے لشکر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر کرمانی کے تیز حملوں کی تاب مقاومت نہ لا سکا۔ میدان جنگ سے بھاگ گئے اور تمیم بن نصر اور سالم بن احور تلوار کے سایہ کے نیچے موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ اگلے دن صبح کے وقت نصر نے مرو سے نکل کر حملہ کیا تین روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی بالآخر کرمانی اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ منادی نے پکار کر ندا دی "اے گروہ ربیعہ و یمن کیوں بھاگ رہے ہو نصر ابن سیار تو مار ڈالا گیا" ربیعہ و یمن یہ ندا سن کر ٹھہر گئے اور مضریوں کو جو نصر کی رکاب میں تھے شکست ہو گئی تمیم بن نصر پر غیرت کے مارے سیکڑوں گھوڑے پانی کے پڑ گئے فوراً پیادہ پا ہو کر لڑنے لگا۔ جس وقت یمانیہ کو شکست نصیب ہوئی تو حرث نے کہلا بھیجا "میں تمہارے لئے کافی ہوں کیونکہ یمانیہ تمہاری شکست دینے میں میری تائید کر رہے ہیں۔ تم اپنے ہمراہیوں کو کرمانی کے مقابلے پر بھیجو" زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ میدان جنگ نصر اور اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو گیا کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا مگر اس کا یہ فعل حرث کے خلاف مرضی تھا۔

حرث کا خاتمہ پھر خاتمہ جنگ کے بعد بجائے اتفاق آپس میں نفاق پیدا ہو گیا۔ بشر بن جرموز ضبی پانچ ہزار آدمیوں کو لے کر حرث سے علیحدہ ہو کر کہنے لگا "ہم تو عدل کے خیال سے تمہارے ساتھ ہو کر لڑتے تھے لیکن اگر تم ضد کی وجہ سے کرمانی کی اتباع کر دے گے تو ہم تمہارا ساتھ

دنوں میں کے حرث نے کرمانی کو شوریٰ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ کرمانی نے انکار کر دیا تب حرث اُس سے جدا ہو کر دوسرے مقام پہ چلا آیا۔ چند دنوں مواقب امور پر غور کرتا رہا۔ آخر الامر ایک روز شب کے وقت شہر پناہ کو توڑ کر شہر میں گھس پڑا کرمانی نے نہایت سختی سے مقابلہ کر کے حرث کو پسپا کر دیا۔ اس معرکے میں حرث اور اس کا بھائی سوادہ مارے گئے اور کرمانی نے مرو پر پورے طور سے متصرف ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ بشر بن جرموز کی علیحدگی کے بعد کرمانی نے حرث کے ساتھ بہ قصد جنگ خروج کیا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ حرث کو کرمانی کا ساتھ دینے پر ندامت پیدا ہوئی رات کے وقت اٹھ کر بشر کے لشکر میں چلا آیا اور اس کے ساتھ رہنے لگا۔ مضریوں کو جو کرمانی کے لشکر میں تھے خط و کتابت کر کے بلا لیا۔ کرمانی کے ساتھ مضریوں میں سے سوائے سلمہ بن ابی عبداللہ کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ لڑائی شروع ہوئی روزانہ اپنے اپنے خندقوں اور مورچوں سے نکل کر لڑتے اور شام ہوتے اپنے اپنے لشکرگاہ میں واپس چلے جاتے تھے چند دنوں بعد حرث مرو کا شہر پناہ توڑ کر گھس پڑا کرمانی نے اس کا تعاقب کیا حرث اور اس کے ہمراہیوں نے کمال مردانگی و جوش سے مقابلہ کیا اثنائے جنگ میں حرث اور اس کا بھائی اور بشر بن جرموز اور بنو تمیم کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے کرمانی نے مرو میں داخل ہو کر مضریوں کے محلے کو کھدوا ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۲۸ھ کا ہے۔

ابو مسلم کو مرو کو روانگی ابو مسلم نے ابراہیم امام کے حکم کی تعمیل کی، مرو آیا اور امام کا خط جو بنام سلیمان بن کثیر تھا سلیمان بن کثیر کو دیا اس خط میں دعوت خلافت عباسیہ کے اظہار کی تاکید کی تھی۔ سلیمان بن کثیر کے ہمراہیوں نے ابو مسلم کو بہ اظہار اس امر کے کہ یہ شخص اہل بیت سے ہے ہاتھوں ہاتھ ٹھہرا رکھا اور لوگوں کو علانیہ خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے لگے اور اطراف و جوانب کے دعاۃ کو دعوت خلافت عباسیہ کے ظاہر کرنے کو لکھ بھیجا۔ ابو مسلم نے مرو کے مضافات سے ایک گاؤں[1]

---

[1] اس گاؤں کا نام فنین تھا اور ابو الحکم عیسیٰ بن اعین نقیب کے مکان پر ابو مسلم نے قیام کیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر

میں قیام کیا۔ یہ واقعہ شعبان ۱۲۹ھ کا ہے۔ بعد ازاں ابومسلم نے دعاة[1] دولتِ عباسیہ کو طخارستان مرالروذ طالقان اور خوارزم میں دعوت دینے کی غرض سے پھیلا دیا اور یہ حکم عام دے دیا کہ اگر مخالفین قبل از وقت پیش دستی کریں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے بجا دو حفاظت جان کے لئے تلواریں نیام سے باہر کر لینا اور جو شخص دشمنان خدا کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے وقت پر حاضر نہ ہو سکے گا وہ بعد از وقت اپنی جاں نثاری دکھا سکے گا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

الظل والسحاب ان لوگوں کی روانگی کے بعد آخر رمضان سنہ مذکور میں ابومسلم قریہ سفیدنج میں سلیمان بن کثیر خزاعی کے پاس جا کر مقیم ہوا جن دنوں کرمانی و شیبانی اور نصر بن سیار سے لڑائی ہو رہی تھی۔ ۲۵ رمضان شب پنج شنبہ کو ابومسلم نے وہ پرچم کھولا جس کو امام ابراہیم نے اس کے پاس بھیجا تھا اور جس کا نام "الظل" تھا۔ اور اس کو ایک نیزے پر نصب کیا جس کا طول چودہ ذراع تھا اور دوسرے پرچم کو جس کو امام ابراہیم نے اس کے ہمراہ بھیجا تھا اور "السحاب" کے نام سے موسوم تھا دوسرے نیزے پر جو طول میں تیرہ ذراع تھا نصب کیا۔ پرچم نصب کرنے کے وقت یہ آیہ کریمہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر پڑھتا جاتا تھا پرچم نصب کرنے کے بعد اس نے اور سلیمان بن کثیر اور اس کے بھائی اور غلاموں اور اہل سفیدنج سے جن لوگوں نے ان کی ہم خیالی قبول کی تھی سیاہ کپڑے پہنے اور رات کے وقت اپنے گروہ کو مطلع کرنے کے خیال سے خرقان میں آگ مشتعل کی۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی چاروں طرف سے ہوا خواہان دولت عباسیہ جمع ہونے لگے۔ سب سے پہلے اہل سقادم سات سو پیادوں کی جمعیت سے بسرگروہی ابو وضاح حاضر ہوئے۔ بعد ازاں دعاة میں سے ابوالعباس مروزی آیا۔ پھر ابومسلم نے نہایت حزم و احتیاط سے

---

[1] دعاة جو مختلف مقامات کی طرف بھیجے گئے تھے ان کے اسماء بقید تقرری مقام حسب ذیل ہیں۔ ابوداؤد نقیب و عمر بن اعین طخارستان و اطراف بلخ کی طرف۔ ابو عاصم عبدالرحمٰن بن سلیم طالقان کی جانب۔ نضر بن صبیح تمیمی و شریک بن عقبی تمیمی مروالروذ کی طرف۔ جہم بن عطیہ و علاء بن حریث خوارزم کی طرف ماہ رمضان المبارک ۱۲۹ھ میں بھیجا گیا۔ کامل ابن اثیر

سفیذنج کی قلعہ بندی کی اس اثناء میں عید الفطر کا دن آگیا۔ سلیمان بن کثیر نے نماز پڑھائی اور بلا اذان و اقامت پڑھی اور پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں دوسری میں پانچ۔ برعکس اس کے کہ بنو امیہ[1] کرتے تھے اور یہ کل امور وہ تھے کہ ان کے امام اور امام کے باپ نے اس کی ہدایت کی تھی۔ سلیمان بن کثیر اپنے تبعین کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنے جائے قیام پر واپس آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔

ابو مسلم کا نصر کے نام خط اس سے پیشتر ابو مسلم جب نصر کو خط لکھا کرتا تھا تو اس کے نام کو سرنامہ میں لکھتا تھا لیکن جس وقت آپس میں ہوا خواہان دولت عباسیہ کے جمع ہو جانے سے قوت آگئی تو ایک خط نصر کو تحریر کیا اور اپنے نام کو سرنامہ پر لکھا۔ عبارت خط یہ تھی۔

اما بعد فان اللہ تبارک اسماؤہ عیر قوما۔	اما بعد۔ بے شک اللہ تبارک اسماؤہ نے قرآن میں ایک قوم کو بدل دیا ہے۔
فی القرآن فقال واقسموا باللہ جهد ایمانهم لئن جاءهم نذیر لیکونن اهدی من احدی الامم فلما جاءهم نذیر مازادهم الا نفورا استکبارا فی الارض ومکر السیء ولا یحیق المکر السیء الا باهله فهل ینظرون الا سنة الاولین فلن تجد لسنة اللہ تبدیلا ولن تجد لسنة اللہ تحویلا۔	پس ارشاد کیا ہے اور قسم کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آئے گا تو اور امتوں کی بہ نسبت بے شک ہم بہتر راہ چلیں گے پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آیا تو بڑھ گئی ان کی اور نفرت اور غرور کرنا ملک میں اور بُرے کام میں داؤں کرنا اور بُرائی کا داؤں برائی کرنے والوں پر لوٹے گا پس کیا اب وہی اگلوں کا سا دستور دیکھا چاہتے ہیں۔ پس تو اللہ کا دستور بدلتا نہ پائے گا اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا۔

---

[1] بنو امیہ کا دستور یہ تھا کہ خطبہ قبل نماز پڑھتے اور نماز کو اذان واقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۶۰۔

نصر اس خط کو پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا بجائے جواب خط اپنے آزاد غلام یزید کو ابومسلم سے جنگ کرنے کو (ابومسلم کے ظہور کے اٹھارھویں مہینے) روانہ کیا۔

دولت عباسیہ اور امیہ کے مابین پہلی جنگ

ابومسلم نے اس کے مقابلے پر مالک بن ہثیم خزاعی کو مامور کیا۔ جنگ چھڑنے سے پہلے مالک نے یزید کو حمایت آل رسول (صلعم) کی دعوت دی۔ یزید نے انکار کیا۔ مالک نے حملہ کرنے کا حکم دے دیا اُس وقت اُس کے ہمراہ صرف دوسو آدمی تھے تمام دن بہت زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ اتفاق وقت سے بعد عصر ابومسلم کے پاس صالح بن سلیمان ضبی، ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ وغیرہ آ گئے ابومسلم نے ان کو مالک کی کمک پر بھیج دیا جس سے مالک کی قوت بڑھ گئی اور ایک تازہ جوش سے لڑنے لگا۔ عبداللہ طائی نے یزید (نصر کے آزاد غلام) پر دفعۃً حملہ کر کے قید کر لیا اُس کے قید ہوتے ہی اُس کے کل ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے عبداللہ طائی نے یزید کو مع مقتولین کے سروں کے ابومسلم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ابومسلم نے یزید کو عزت واحترام سے ٹھہرایا علاج کراتا رہا جب کل زخم مندمل ہو گئے تو کہا "تمھارا جی چاہے تو میرے پاس قیام کرو اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر عطا کرے گا۔ ورنہ تم اپنے آقا کے پاس لوٹ جاؤ مگر شرط یہ ہے کہ ہم سے اقرار کر لو کہ آئندہ ہمارے مقابلے پر نہ آؤ گے اور نہ ہم پر جھوٹ کی تہمت لگاؤ گے"۔ یزید نے پچھلی شق اختیار کی اور نصر کے پاس لوٹ آیا نصر تاڑ گیا کہ اُن لوگوں نے اس سے ضرور کچھ نہ کچھ اقرار لیا ہے۔ یزید نے کہا "واللہ تمھارا خیال صحیح ہے اُن لوگوں نے مجھ سے حلف لیا ہے کہ میں اُن کو کذب سے متہم نہ کروں گا اور بے شک وہ لوگ اوقات مقررہ پر نماز اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے ہیں، قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، اللہ جل شانہٗ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کرنے کی طرف لوگوں کو رغبت دیتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ ایک نہ ایک روز کامیاب ضرور ہو جائیں گے اگر تم میرے آقا نہ ہوتے تو میں اُنھیں کے پاس ٹھہر رہتا" حالانکہ اکثر آدمی ہوا خواہان دولت عباسیہ کو بت پرستی اور استحلال حرام سے متہم کرتے ہیں (یہ پہلی لڑائی تھی جو کہ ہوا خواہان

دولت امویہ وعباسیہ میں ہوئی)

خازم بن خزیمہ کا خروج اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مروالروذ پر تصرف کرلیا اور اس کے عامل کو جو نصر بن سیار کی جانب سے مامور تھا قتل کرڈالا۔ خازم بن خزیمہ قبیلہ تمیم سے تھا اور بنو عباس کا ہوا خواہ تھا جب اس نے مروالروذ پر خروج کرنے کا قصد کیا تو بنو تمیم مانع ہوئے اس نے اُن لوگوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ ہم اور تم ایک ہی ہیں پس اگر ہم کامیاب ہوگئے تو یہ سب تمہارا ہی ہے اور اگر مارڈالے گئے تو جھگڑا صاف ہوگیا تم کو ہماری مخالفت کی ضرورت ہی نہ رہ جائے گی" بنو تمیم یہ سن کر خاموش ہورہے اور اس نے قریہ زابا میں قیام کردیا ایک روز بحالت غفلت مروالروذ پر حملہ کرکے اُس کے عامل بشر بن جعفر سعدی کو قتل کرڈالا (یہ واقعہ اوائل ذی القعدہ ۱۲۹ھ کا ہے) اور اپنے لڑکے خزیمہ بن خازم کو فتح کا بشارت نامہ دے کر ابومسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابومسلم خراسانی اور ابراہیم امام بعض نے ابومسلم کے واقعات یوں بھی بیان کئے ہیں کہ ابراہیم امام نے بوقت روانگی خراسان ابومسلم کا عقد ابوالنجم کی لڑکی سے کردیا تھا اور نقیبوں کو اُس کی اطاعت وفرماں برداری کی تاکید کی تھی۔ ابومسلم سواد کوفہ کا رہنے والا اور ادریس بن معقل عجلی کا قہرمان تھا۔ بعد ازاں محمد بن علی کی خدمت میں رہنے لگا۔ بعدہٗ ان کے لڑکے ابراہیم بن محمد کی بعدہٗ اورایہ کی خدمت کرتا رہا جو ان کی اولاد سے تھے۔ اسی زمانے میں خراسان بھیج دیا گیا سلیمان بن کثیر نے کمسن ہونے کی وجہ سے واپس کردیا اس وقت ابوداؤد خالد بن ابراہیم نہر بلخ کی پرلی طرف گیا ہوا تھا جب مرو میں واپس آیا اور امام کا خط اس نے پڑھا تو ابومسلم کو دریافت کیا حاضرین نے کہا "کم سنی کی وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اس کو لوٹا دیا ہے کہ یہ کچھ کام نہ کرسکے گا اس سے ہم کو اور ان لوگوں کو جن کو دعوت دی جاتی ہے۔ جان کا خطرہ ہے"۔ ابوداؤد بولا "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عامہ خلائق کی طرف مبعوث کیا تھا اور ان پر اپنی کتاب وشریعت نازل فرمائی تھی اور اُن کو گذشتہ وآئندہ حالات

سے آگاہ کیا تھا اور کمال رحمت سے آپ کا علم آپ نے بعد بھی آپ کی امت کے لئے باقی رکھا ہے اور بلاشبہ آپ کا علم آپ ہی کے عزت واہل بیت کے پاس ہے اور وہی لوگ معدن علم اور وارثان رسول اللہ صلعم ہیں اس چیز کے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا کیا تم لوگوں کو اس میں کچھ شک و شبہ ہے؟ حاضرین بولے "نہیں" ابو داؤد نے کہا "پھر تم لوگوں کو کیوں شک و شبہ پیدا ہوا اس شخص (یعنی ابومسلم) کو امام نے تمہاری طرف کیا بلا سمجھے بوجھے بھیجا تھا۔ اے بھائیو جب تک اس کی اہلبیت و قابلیت امام نے نہ جانچ لی ہوگی تمہاری طرف اس کو نہ بھیجا ہوگا" حاضرین ابو داود کی تقریر سے قائل ہو گئے اسی وقت آدمیوں کو بھیج کر ابومسلم کو واپس بلالیا اور اپنے کاموں کا اس کو متولی کر دیا اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ابومسلم کا دل سلیمان بن کثیر کی طرف سے کشیدہ رہتا تھا۔

ابومسلم کی خراسان روانگی اس کے بعد ابومسلم نے دعوۃ کو اطراف وجوانب بلاد میں پھیلا دیا۔ لوگ جوق درجوق شریک دعوت ہونے لگے۔ ۱۲۹ھ میں امام ابراہیم نے ابومسلم کو لکھ بھیجا کہ اس سال موسم حج میں مجھ سے آکر مل لینا تاکہ مناسب حکم اظہار دعوت کے بارے میں تم کو دیا جائے اور یہ کہ قحطبہ بن شبیب کو مع مال واسباب کے جس قدر اس کے پاس جمع ہو گیا ہو لیتے آنا۔ چنانچہ ابومسلم مع نقباء اور شیعوں کے امام سے ملنے کو روانہ ہوا قومس پہنچا تو امام کا خط ملا جس میں اس کے واپس جانے اور خراسان میں علانیہ دعوت کی ہدایت تھی۔ ابومسلم نے مال واسباب تو قحطبہ کے ساتھ روانہ کر دیا اور خود خراسان کی جانب لوٹ گیا قحطبہ نے جرجان کا راستہ اختیار کیا اطراف جرجان میں پہنچ کر خالد بن برمک اور ابوعون کو طلب کیا یہ لوگ مع مال و اسباب کے فوراً حاضر ہو گئے قحطبہ اس کو بھی لے کر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

قتل کرمانی اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ کرمانی نے حرث بن شریح کی پُرحوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا جس سے مرو میں اس کا کوئی مزاحم باقی نہ رہا۔ نصر بن سیار نے یہ خبر پاکر سالم بن احوز کو بسرافسری اپنے معتمدین اور نامی گرامی سواروں کے مرو کی طرف روانہ کیا۔ مرو کے باہر

یحیٰی بن نعیم شیبانی ربیعہ کے ایک ہزار جنگ آوروں کو، محمد بن مثنیٰ سات سو ازدی سپاہیوں کو، ابو الحسن بن الشیخ اپنی قوم کو ایک ہزار جاں بازوں اور جرمی سعدی ایک ہزار یمنیوں کو لئے ہوئے ہوتے ملا۔ سالم وابن مثنیٰ میں ملامت آمیز باتیں ہونے لگیں اثناء گفتگو میں سالم نے کرمانی کو گالیاں دیں۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ اس معرکے میں جیت ابن مثنیٰ کے ہاتھ رہی۔ سالم کے ہمراہیوں میں سے تقریباً سو آدمی مارے گئے۔ اور سالم بھاگ کر نصر کے پاس پہنچا۔ نصر نے عصمۃ بن عبد اللہ اسدی کو اس مہم پر مامور کیا۔ اس سے اور کرمانی کے ہواخواں سے وہی باتیں ہوئیں جو اس سے پیشتر سالم سے ہوئی تھیں محمد سعدی بسرافسری اہل یمن کے مقابلے پر آیا اور ایک خوں ریز جنگ کے بعد عصمت بن عبد اللہ کو شکست دی چار سو ہمراہی اس کے اس جنگ میں کام آئے۔ عصمت کی شکست کے بعد نصر نے مالک بن عمر تیمی کو امیر لشکر مقرر کر کے بھیجا۔ محمد بن مثنیٰ کمال مردانگی سے مقابلے پر آیا پہلے ہی جنگ میں مالک کو شکست ہوئی۔ سات سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اور کرمانی کے جان نثاروں میں سے تین سو آدمی عرصۂ کارزار میں مارے گئے۔

ابو مسلم کی حکمت عملی

چونکہ ابو مسلم خراسانی ایسے ہی مواقع کا منتظر تھا واقعات بالا سے اس امر کا یقین کر کے کہ فریقین ایک دوسرے سرگرم پیکار ہو رہے ہیں اور ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے شیبان خارجی سے خط و کتابت کرنے لگا کبھی یمانیہ کی مذمت کرتا اور کبھی مضریوں کی۔ اور قاصد کو جو مضریوں کی مذمت کا خط لے کر جاتا تھا یہ سمجھا دیتا تھا کہ یمانیہ کو دکھلاتے جانا اور یمانیہ کی مذمت والے قاصد کو ہدایت کر دیتا تھا کہ مضریوں کی نظر سے یہ خط گذار دینا۔ غرض اس فعل کی غایت یہ تھی کہ فریقین کا میلان اس کی طرف ہو جائے۔ جب ان میں اس کو ایک گونہ کامیابی ہوگئی تو نصر بن سیار اور کرمانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مجھے امام نے وصیت کی ہے اور میں ان کی رائے کو تمھارے حق میں بہتر سمجھتا ہوں" بعد ازاں اسد بن عبد اللہ خزاعی کو نسا سے اور مقاتل بن حکیم بن غزوان کو بلا بھیجا۔ سب سے پہلے انھیں دونوں آدمیوں نے ابو مسلم کی دعوت پر سیاہ کپڑے پہنے تھے اور یا محمد یا منصور کی ندا کی تھی ان کے بعد اہل ابیورد، مرو الروذ اور مرو کے اطراف و جوانب

کے قصباتیوں نے اس کی دعوت قبول کی اور سیاہ کپڑے رنگے تھے۔

نصر و کرمانی کی لڑائی ابو مسلم ان سب کو طلب کر کے کرمانی اور نصر کے مورچوں کے درمیان آ ٹھہرا۔ فریقین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ ہنوز کسی کی زبان سے کچھ نہ نکلنے پایا تھا کہ ابو مسلم نے کرمانی کے پاس کہلا بھیجا " میں تمھارے ساتھ ہوں " کرمانی نے منظور کر لیا۔ ابو مسلم اس سے جا ملا۔ نصر نے یہ رنگ دیکھ کر کرمانی کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس نے کرمانی کو ابو مسلم کے مکر و فریب سے ڈرایا تھا۔ اور مصالحت کی غرض سے مرو میں چلے جانے کی رائے دی تھی۔ چنانچہ کرمانی مرو چلا گیا اور ابو مسلم لشکرگاہ میں ٹھہرا رہا اگلے دن صبح کے وقت اتمام صلح کی غرض سے کرمانی دو سو سواروں کو لے کر مرو سے باہر آیا نصر نے تین سو سوار ان کو بھیج دیا جنھوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ کرمانی کا لڑکا علی ابو مسلم کے پاس بھاگ کر چلا آیا اور اس کے ہمراہ ہو کر نصر بن سیار پر حملہ آور ہوا یہاں تک کہ وہ مجبوراً دار الامارت سے نکل کر کسی معمولی حیثیت کے آدمی کے مکان میں آچھپا۔ ابو مسلم مظفر و منصور مرو میں داخل ہوا علی بن کرمانی نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی ابو مسلم نے حکم دیا کہ تم جس حالت پر ہو بالفعل تا حکم ثانی اسی طرح بدستور قایم رہو۔

نصر بن سیار کا مروان کے نام خط نصر بن سیار نے اسی زمانے میں مروان بن محمد کی خدمت میں ایک عرض داشت بھیجی تھی جن دنوں ابو مسلم اس کے اور کرمانی کے مورچوں کے مابین آکر قیام پذیر ہوا تھا اور اس کی قوت و حوصلے کو اندازے سے باہر ترقی پذیر دیکھتا تھا۔ وھو ہذا:

اری خلل الرماد و میض جمر	شرارے نظر راکھ میں آرہے ہیں
ویوشك ان یکون لها ضرام	نہ ہو شعلہ زن خطرہ یہ ہو رہا ہے
فان النار بالعودین تذکی	دو ہی لکڑیوں سے بھڑکتی ہے آتش
وان الحرب اولها الکلام	مگر جنگ کی باتوں سے ابتدا ہے

ملہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فان لم تطفئوها تجرحوها	بجھاؤ، وگرنہ وہ نکلیں گے شعلے
مسعرۃ یشب لھا الغلام	ہمیشہ جوان۔ بیر جس سے ہوا ہے
اقول من التعجب لیت شعری	بتا دے کوئی۔ خاندان اُمیہ
أ ایقاظ امیۃ ام نیام	کہ ہے جاگتا یا پڑا سو رہا ہے
فان یک قومنا اضحوا نیاما	اگر قوم سوتی ہو خواب گراں میں
فقل قوموا فقد حان القیام	تو کہہ دو کہ اٹھنے کا وقت آگیا ہے
تعزی عن رجالک ثم قولی	کرو تعزیت اپنی، اپنوں کو رو دو
علی الاسلام والعرب السلام	عرب اور اسلام کا خاتمہ ہے

نصر بن سیار کا یہ خط مروان بن محمد کے پاس اُس وقت پہنچا جب کہ وہ ضحاک بن قیس سے مصروفِ جنگ تھا اس نے نصر کی عرض داشت پر یہ فقرے لکھ کر واپس کر دیئے "ان الشاھد یری مالا یری الغایب فاحسم الثئول قبلک۔ نصر اس حکم کو پڑھ کر لشکریوں سے مخاطب ہو کر بولا "بھائیو! امیر المومنین تم کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو کچھ مدد نہیں دے سکتے ہیں"۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری

جس وقت نصر کی یہ عرض داشت مروان کی پیشی میں تھی انھیں دنوں ابراہیم امام کا خط بجواب خط ابو مسلم روانہ ہو چکا تھا اور اتفاق زمانہ سے یہ خط مروان کے اہل کاروں کے ہاتھ پڑ گیا تھا۔ لکھا تھا "موقع اور قابو مل جانے سے اگر تم نے نصر و کرمانی کا خاتمہ نہ کرو یا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان میں کسی عربی زبان لونے والے کو باقی نہ رکھنا۔ مروان اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقا میں

(حاشیہ پچھلے صفحہ کا)

لہ عرب میں لوگ دو طرح سے آگ نکالتے تھے۔ چقماق سے یا دو لکڑیوں کی رگڑ سے۔ پس شاعر نے عود بن سے چقماق کے نیچے کی لکڑی اور چقماق پر جس سے مارتے ہیں اس کے دستے کو تعبیر کیا ہے یا ان دو لکڑیوں کو مراد لیا ہے جس کی رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے (مترجم)

تھا لکھ بھیجا کہ حمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو پابہ زنجیر میرے پاس بھیج دو" چنانچہ عامل بلقاء نے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم بن محمد کو قید کر دیا۔

خلافت عباسیہ کی علانیہ دعوت جس وقت ابو مسلم علانیہ خلافت عباسیہ کی دعوت دینے لگا جس طرف نظر اٹھتی تھی آدمی ہی آدمی آتے جاتے نظر آتے تھے۔ اہل مرو کی بھی اس کے یہاں آمد و رفت تھی جن کو نصر منع نہیں کرتا تھا۔ کرمانی اور شیبان خارجی بھی ابو مسلم کے اس فعل سے ناراض نہ تھے کیونکہ اس نے مروان کی خلع خلافت کی سعی کی تھی عوام الناس کا میلان اس کی طرف اس سے اور زیادہ ہو رہا تھا۔ اس کے دروازے پر نہ کوئی محافظ تھا اور نہ حاجب اور نہ امراء و ملوک کی طرح دربانوں کی سختیاں تھیں۔ بے روک ٹوک جب جس کا جی چاہتا تھا آتا تھا۔

نصر اور شیبان خارجی نصر نے شیبان خارجی کے پاس کہلا بھیجا کہ "آؤ ہم اور تم صلح کر کے ابو مسلم سے جنگ کریں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو سردست ہم سے جنگ موقوف کر دو یہاں تک کہ ہم اس سے نپٹ لیں بعد ازاں جو جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان پڑا ہے اس کو طے کریں گے" شیبان خارجی ان امور کے منظور کرنے میں پس و پیش کر ہی رہا تھا کہ ابو مسلم کو اس پیام کی اطلاع ہو گئی فوراً ایک خفیہ پیام ابن کرمانی کے پاس بھیج دیا کہ "دیکھو شیبان خارجی کو نصر سے صلح نہ کرنے دینا ہم کو معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ اس کی ہمدردی کی وجہ سے نہیں ہو تم تو اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو۔ اگر صلح ہو جائے گی تو یہ مقصد فوت ہو جائے گا" ابن کرمانی اس فریب میں آ کر شیبان خارجی کے پاس گیا اور اس کی ثنا و صفت کر کے نصر سے صلح نہ کرنے پر آمادہ کر دیا۔

ابو مسلم کا ہرات پر قبضہ جب ابو مسلم کو یہ معلوم ہوا کہ نصر و کرمانی میں مصالحت نہیں ہوئی تو اس نے نضر بن نعیم ضبی کو ہرات کی طرف روانہ کیا جس نے حالت غفلت میں ہرات پہنچ کر بآسانی تمام قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل بن معقل لیثی کو جو نصر کی جانب سے مامور تھا نکال دیا۔ یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی یہ سن کر ابن کرمانی اور شیبان کے پاس گیا اور اس کو نصر سے مصالحت کرنے کی ہدایت کی اور یہ فقرہ دیا کہ اگر تم نے نصر سے مصالحت کر لی تو یہ یاد رکھو کہ ابو مسلم اس سے

بھڑ جائے گا اور تم سے متعرض نہ ہوگا کیونکہ خراسان مضر کے قبضے میں ہے اور اگر تم نے نصر سے مصالحت نہ کی تو ابو مسلم اُس سے مصالحت کر کے تم سے صف آرائی کرے گا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نصر ہی کو آگے بڑھا دو"۔ شیبان خارجی کے ذہن میں یہ باتیں مرتسم ہوگئیں۔

نصر اور شیبان خارجی میں مصالحت نصر کے پاس صلح کا پیام بھیج دیا نصر تو اس کا منتظر ہی تھا منظور کر لیا۔ مسلم بن احوز صلح نامہ مرتب کرنے کے لئے شیبان کے پاس آیا سب نے بالاتفاق ایک صلح نامہ تحریر کیا۔ ابو مسلم کو اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے نصر و شیبان میں نفاق پیدا کرنے کی غرض سے کہلا بھیجا کہ "تین ماہ کی میعاد بہت ہوتی ہے تم نے نصر سے اتنی بڑی مدت کیوں مقرر کی" ابن کرمانی بولا" میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی یہ مصالحت کی ہے تو شیبان نے کی ہے میں تو اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہوں، شیبان نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ابن کرمانی نے دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن شیبان خارجی نے یہ کہہ کر کہ میں بدعہدی نہ کروں گا اس کا ساتھ نہ دیا۔

ابو مسلم کی پیش قدمی ابن کرمانی نے ابو مسلم سے امداد طلب کی ابو مسلم نے بطیب خاطر منظور کر لیا اور قیام سفیدنج کے بیالیسویں روز سفیدنج سے ماخران میں آ ٹھیرا اپنے لشکر کے لئے مورچے قائم کئے ، دمدمے باندھے، خندق کھودی اور خندق کے دو دروازے بنائے۔ اس کی پولیس کا مالک بن ہثیم افسر اعلیٰ تھا ، محافظت پر ابو اسحاق خالد بن عثمان، دیوان لشکر پر ابو صالح کامل بن منظفر، خبر رسانی پر اسلم بن صبیح اور محکمہ قضا و افتاء پر قاسم بن مجاشع نقیب مامور تھا۔ قاسم بن مجاشع ابو مسلم کے ساتھ نماز پڑھتا اور عصر کے بعد بنو ہاشم اور متقدمین بنو امیہ کے فضائل بیان کرتا تھا۔

ابو مسلم اور ابن کرمانی ابو مسلم نے ماخران میں قیام کرنے کے بعد ابن کرمانی کے پاس کہلا بھیجا " گھبرانا نہیں! میں تمہارے ساتھ ہوں" اس پر ابن کرمانی نے ملنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ابو مسلم اس سے ملنے کو آیا دو روز تک اس کے پاس ٹھہرا رہا بعد ازاں لوٹ آیا یہ واقعہ اوایل یعنی پانچویں تاریخ محرم ۱۳۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد ابو مسلم نے اپنے لشکر کی جانچ پڑتال کی تو تعداد میں سات ہزار آدمی نکلے۔ کامل بن منظفر کو ایک رجسٹر میں ان کے اسماء و انساب لکھنے پر مامور کیا۔

ابو مسلم کے خلاف قبائل مضر و یمن کا اتحاد

ان واقعات کے بعد ہی قبایل ربیعہ مضر اور یمن نے متفق ہو کر اس امر کا معاہدہ کیا کہ آپس کے جھگڑے منقطع کر دیئے جائیں اور سب کے سب ابو مسلم سے جنگ کرنے پر کمر باندھ لیں" ابو مسلم یہ سن کر گھبرا گیا۔ قیام ماخران کے چوتھے مہینے طبسین چلا آیا کیونکہ ماخران ایسے مقام پر تھا کہ وہاں پر پانی اوپر سے آتا تھا خطرہ یہ پیدا ہوا مبادا نصر پانی نہ روک دے۔ اور ماخران میں پہنچ کر خندق، مورچے اور دمدمے باندھ لئے۔ نصر بن سیار نے نہر عیاض پر لشکر آرائی کی اور اپنے عمال کو اطراف و جوانب خراسان میں پھیلا دیا اور ابو الذیال اپنا لشکر لئے ہوئے طوسان میں جا ٹھہرا اور اہل طوسان کو ایذائیں دینے لگا اس وجہ سے کہ اکثر اہل طوسان ابو مسلم کے ہمراہ خندق میں تھے ابو مسلم نے ایک دستہ فوج ان کی حمایت پر بھیج دیا۔ لڑائی ہوئی اور ابو مسلم کے ہمراہیوں کو فتح ہوئی۔ تقریباً تیس آدمی ابو الذیال کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کر لئے گئے ابو مسلم نے ان کو رہا کرا دیا۔ بعدہ محرز بن ابراہیم کو شیعان علی کے ایک گروہ کے ساتھ مضر کی امدادی فوج روکنے پر مامور کیا اس نے نصر اور مرو الروذ بلخ اور طخارستان کے درمیان خندق کھود کر مورچہ قائم کیا رفتہ رفتہ اس کے پاس ایک ہزار کی جمعیت ہو گئی اس نے ان بلاد سے نصر کی آمد و رفت اور کمک موقوف کر دی۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کی بیعت خلافت کوفہ میں کی گئی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبداللہ بن معاویہ مدائن چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ بھی چلے آئے تھے پس انہوں نے جبال کا رخ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے حلوان، قومس، اصفہان اور رے پر بھی قابض و متصرف ہو گئے اور اصفہان میں قیام کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ اور محارب بن موسیٰ

محارب بن موسیٰ (بنو یشکر کا آزاد غلام) فارس میں بہت ہی بڑا عظیم الشان شخص سمجھا جاتا تھا اس نے دار الامارت اصطخر میں پہنچ کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے گورنر کو نکال دیا لوگوں نے اس کے دباؤ سے عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی بعد ازاں اس نے کرمان پر شب خون مارا اہل شام کے چند امراء لشکر اس سے آملے جس سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی۔ سالم بن مسیب عامل شیراز پر چڑھائی کر دی جو عبداللہ بن عمر بن

عبدالعزیز کی طرف سے مور تھا اور اس کو ۱۲۸ھ میں قتل کر ڈالا۔ پھر اس مہم سے فارغ ہو کر اصفہان لیا اور عبداللہ بن معاویہ کو وہاں سے منتقل کر کے اصطخر میں لا ٹھہرایا۔ بنو ہاشم وغیرہ یہ خبریں سن سن کر اس کے پاس چلے آئے اس نے محکمہ مال کی جانچ پڑتال کی۔ عمال کا عزل و نصب کیا منصور بن جمہور اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ہمراہ تھا۔ پھر شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی اس سے آملا بعد ازاں ابوجعفر المنصور و عبداللہ پسران علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے، آئے اور جب یزید بن عمر بن ہبیرہ والی عراق ہو کر آیا اور نباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اہواز کی طرف بھیجا۔ سلیمان بن حبیب نے جو کہ اہواز ہی میں مقیم تھا یہ خبر پا کر داؤد بن حاتم کو نباتہ بن حنظلہ کی روک تھام پر مامور کیا۔ لڑائی ہوئی۔ داؤد بن حاتم مارا گیا۔ سلیمان بن حبیب اہواز سے نیشاپور بھاگ آیا۔ اکراد نے جو کہ اکثر بیشتر وہاں موجود تھے نباتہ بن حنظلہ سے مقابلہ کر کے اسے پامال کر دیا اور عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن معاویہ نے اپنے بھائی یزید بن معاویہ کو نیشاپور بھیج دیا۔

محارب کا قتل

ان واقعات کے بعد محارب بن موسیٰ اور عبداللہ بن معاویہ سے ان بن ہو گئی محارب نے منتشر کر کے نیشاپور کا قصد کیا یزید بن معاویہ مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی محارب کو شکست ہوئی بھاگ کر کرمان پہنچا اور محمد بن اشعث کے آنے تک ٹھہرا رہا جب وہ آ گیا تو اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو گیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس سے بھی کشیدگی پیدا کر دی۔ محمد بن اشعث نے اس کو مع اس کے چوبیس لڑکوں کے بارہ ساتھ ایک دو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ کے بعد اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو سرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے عبداللہ بن معاویہ کی طرف روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر داؤد بن ضبارہ تھا داؤد نے اصطخر کے قریب پہنچ کر معن بن زائدہ کو دوسری طرف سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن معاویہ عرصہ کارزار میں آئے داؤد نے دو طرف سے لڑائی چھیڑ دی جس کا انجام یہ ہوا کہ عبداللہ بن معاویہ کو شکست ہوئی۔ بہت سے ان کے ہمراہی گرفتار کر لیے گئے اور اکثر مار ڈالے گئے۔ منصور بن جمہور سندھ کی طرف عبدالرحمن بن یزید

عمان کی طرف اور عمرو بن سہیل بن عبدالعزیز بن مروان مصر کی طرف بھاگا۔ قیدی یزید بن عمر بن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے گئے جن کو ابن عمر بن ہبیرہ نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے خراسان میں پہنچ کر دم لیا معن بن زائدہ نے منصور بن جمہور کا تعاقب کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی منجملہ ان لوگوں کے جو عبداللہ بن معاویہ کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کئے گئے تھے عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ بھی تھے۔ حرث بن قطن ہلالی نے جو عبداللہ بن علی کے ماموں ہوتے تھے، اس کی سفارش کی داؤد بن ضبارہ نے ان کو رہا کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا قتل

رہائی کے بعد عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کئے اور ان کے ہمراہیوں کو خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا ابن ضبارہ نے ان کو یزید بن عمر بن ہبیرہ کے پاس ان حالات کے بیان کرنے کے لئے بھیج دیا اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں شیراز کو جا گھیرا عبداللہ بن معاویہ مع اپنے چند ہمراہیوں اور بھائی حسن و یزید کے شیراز کو خیر باد کہہ کر بھاگ نکلے۔ کرمان کے سنسان میدانوں کو طے کرتے ہوئے بامید امداد ابو مسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا کیونکہ ابو مسلم لوگوں کو حمایت آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا اور خراسان پر متصرف بھی ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اطراف ہرات میں پہنچے۔ ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ہرات کا والی تھا۔ اس نے آپ کا نسب دریافت کیا آپ نے بتلایا۔ مالک نے کہا "عبداللہ و جعفر کو تو میں جانتا ہوں۔ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء سے ہیں۔ لیکن معاویہ کو میں نہیں جانتا کہ اُن بزرگوں میں سے کسی کا نام رہا ہو"۔ عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا "میرے دادا عبداللہ بن جعفر جن دنوں شام میں معاویہ کے پاس تھے میرے باپ پیدا ہوئے۔ معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس تقریب سعید میں بھیج دیئے مگر شرط یہ کی کہ مولود کو میرے نام سے موسوم کرو" مالک بولا "چونکہ تم لوگوں نے اسماء خبیثہ کو نہایت ذلیل و کم قیمت پر خرید کیا ہے لہٰذا تمہارا کوئی حق ہم پر نہیں ہے" بعد ازاں ابو مسلم کو عبداللہ بن معاویہ کے آنے سے مطلع کیا اس نے لکھ بھیجا کہ عبداللہ کو مع ان کے ہمراہیوں کے قید کر لو۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کے بھائیوں حسن و یزید کی رہائی اور ان کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ مالک بن ہیثم خزاعی والی ہرات نے اس کی تعمیل کر دی۔

علی بن کرمانی کی عہد شکنی

جس وقت نصر، ابن کرمانی اور قبایل ربیعہ، یمن اور مضر نے ابو مسلم سے جنگ کرنے پر متفق ہو کر کمریں باندھ لیں۔ ابو مسلم اور اس کے ہمراہیوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اپنی کل فوج کو جمع کر کے شمشیر بکف ہو گیا۔ سلیمان بن کثیر نے ابن کرمانی کو یہ فقرہ دیا کہ "کل تو نصر نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے اور آج تم اس کے ہمراہ ہو کر ابو مسلم سے جنگ کرنے کو آئے ہو" ابن کرمانی اس فریب میں آ کر نصر سے علیحدہ ہو گیا اُدھر نصر نے معاہدہ شکنی کے بعد ابو مسلم سے مضریوں کی موافقت کرنے کو کہلا بھیجا ادھر ابن کرمانی کے ہمراہیوں نے بھی یہی پیام دیا ابو مسلم نے فریقین کے وفود کو انتخاب کرنے کی غرض سے طلب کیا شیعوں نے وفود کے آنے سے پہلے ابو مسلم سے کہہ رکھا تھا کہ مضر، مروان کے ہمدرد، ہوا خواہ اور اُس کے عمال ہیں اور انھیں لوگوں میں یحییٰ بن زید کے قاتلین بھی ہیں۔ پس جب ابو مسلم کی خدمت میں وفود آئے تو سلیمان بن کثیر و یزید بن شفیق سلمی نے اسی قسم کی باتیں کیں اور یہ بھی بیان کیا کہ نصر بن سیار، مروان کا عامل ہے اور یہ اُس کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کرتا اور اُس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے یہ اور اس کے ہمراہی راہ ہدایت پر ہرگز نہیں ہیں مناسب یہ ہے کہ علی بن کرمانی اور اُس کے ہمراہیوں کو اختیار کیجئے" سلیمان و یزید کی تقریر ختم ہوتے ہی ستر شیعوں نے اس کی تائید کی نصر کے وفود خائب و خاسر اور ابن کرمانی کے ہشاش بشاش واپس ہوئے اور ابو مسلم ابین سے ماخران لوٹ آیا اور شیعہ کو مکانات بنانے کا یہ کہہ کر حکم دیا کہ "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے سے ہم کو مستغنی کر دیا ہے۔ اب عرب کے فتنے کا ہم کو خوف باقی نہیں رہا۔"

ابو مسلم کا مرو پر قبضہ

اس واقعہ کے بعد علی بن کرمانی نے ابو مسلم کو یہ پیام دیا کہ تم مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور میں اپنی قوم کی جمعیت کے ساتھ دوسری طرف سے داخل ہوں گا۔ ابو مسلم اس پر مطمئن نہ ہوا کہلا بھیجا کہ پہلے تم نصر سے لڑائی شروع کرو، پس علی ابن کرمانی اور نصر میں جنگ چھڑ گئی اور کرمانی لڑتا بھڑتا مرو میں ایک طرف سے گھس پڑا۔ ابو مسلم نے بعض نقیبوں کو علی بن کرمانی کے ہمراہ کر دیا تھا جو اس کے ساتھ ساتھ مرو میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد خود ابو مسلم نے مرو کی جانب رخ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ خزاعی تھا میمنہ پر مالک بن ہیثم اور میسرہ پر

قاسم بن مجاشع - غرض ابومسلم مرو میں داخل ہوا جس وقت کہ فریقین مصروف جدال وقتال تھے۔ سیدھا دارالامارت کی طرف آیہ کریمہ ودخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتتلان هذا من شیعته وهذا من عدوه پڑھتا ہوا چلا گیا اور فریقین کو جنگ موقوف کردینے اور واپس چلے جانے کا حکم دیدیا فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آئے اور مرو پر ابومسلم نے قبضہ کرکے لشکریوں سے بیعت لینے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ ابومنصور طلحہ بن رزیق۔ ابومسلم کی طرف سے بیعت لینے لگا۔ یہ منجملہ ان نقیبوں کے تھا جن کو محمد بن علی نے شیعوں سے انتخاب کرکے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں خراسان کی جانب روانہ کیا تھا۔

عباسی نقیبوں کے نام یہ نقباء تعداد میں بارہ نفر تھے۔ خزاعہ سے سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن رزیق اور عمر بن اعین۔ طے سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن سعدان۔ تمیم سے ابوعیینہ موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریط، قاسم بن مجاشع اور اسلم بن سلام۔ بکر بن وائل سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم شیبانی اور ابوعلی ہروی، اسی کو شبل بن طہمان بھی کہتے تھے۔ عمر ابن اعین بجائے موسیٰ بن کعب کے مامور تھا اور ابوالنجم اسمٰعیل بن عمران بجائے ابوعلی ہروی کے۔ اور یہ ابومسلم کا داماد بھی تھا۔ نقیبوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کا باپ زندہ رہا ہو بجز ابومنصور طلحہ بن رزیق کے۔ کہ وہ ابوزینب خزاعی تھا۔ جنگ ابن اشعث میں شریک ہوا تھا اور مہلب کی صحبت پائی تھی اور اس کے ساتھ ہوکر لڑا تھا۔ ابومسلم اکثر امور میں اس سے مشورہ کیا کرتا تھا اور لوگوں سے جس پر بیعت لیتا تھا اس کی عبارت یہ تھی "ابایعکم علی کتاب الله وسنة رسوله محمد صلى الله عليه وسلم والطاعة للرضا من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بذلك عهد الله وميثاقه والطلاق والعتاق والمشى الى بيت الله الحرام وعلى ان لا تسألوا رزقًا ولا طمعًا حتى نبدأكم ولاتكم"۔ یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے۔

نصر بن سیار کا فرار مرو پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ابومسلم نے لاہز بن قریط کو ایک گروہ کے ساتھ نصر بن سیار کے پاس بیعت لینے کو بھیجا نصر نے یہ سمجھ کر کہ ابومسلم کا قبضہ مرو میں

ہو ہی گیا ہے اور اس سے جنگ کرنے کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ میرے ہمراہیوں میں۔ یہ حیلہ کیا کہ "میں کل شام کو دارالامارت میں حاضر ہو کر بیعت کرلوں گا" لاہز یہ سن کر واپس آیا اور نصر نے اپنے ہمراہیوں سے کہلا بھیجا "کل کی خبر نہیں ہے آج ہی شب کو کسی محفوظ مقام میں چلا جانا چاہیے" اسلم بن احوز نے کہا "شب کے آنے کا انتظار فضول ہے۔ غالباً یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا شام سے پہلے مرو کو چھوڑ دینا چاہیے" نصر نے اس پر توجہ نہ کی۔ ظہر کا وقت آیا تو ابو مسلم نے پہلے اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ بعد ازاں لاہز تریط کو دوبارہ نصر کے پاس بیعت لینے کو بھیجا نصر نے کہا "بھائی! تم نے اس قدر عجلت کیوں کی وعدہ تو ابھی پورا نہیں ہوا" لاہز نے جواب دیا بات یہ ہے کہ ہمارے گروہ والے تمہارے قتل کا منصوبہ کر رہے ہیں

نصر یہ سن کر مکان کے اندر گیا اور شام ہوتے ہی مکان کے پیچھے سے نکل کھڑا ہوا اس کے ساتھ اس کا لڑکا تمیم اور حکم بن نمیلہ نمیری اور اس کی بیوی مرزبانہ تھی۔ لاہز ان لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد مکان میں داخل ہوا کسی کو نہ پایا۔ ابو مسلم کو اس کی اطلاع دی۔ اسی وقت ابو مسلم نصر کی لشکرگاہ میں آیا اور اس کے ہمراہیوں کو قید کر لیا از انجملہ سالم بن احوز افسر پولیس بختری کاتب اور اس کے دو لڑکے یونس، ابن عبد ربہ، محمد بن قطن وغیرہ تھے ابو مسلم، ابن کرمانی نے نصر کا تعاقب کیا تمام رات سفر کرتے رہے صبح کے قریب نصر کی بیوی مرزبانہ کو پا گئے جس کو خود نصر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ تب ابو مسلم و کرمانی مرو میں واپس آئے اور نصر سرخس جا پہنچا جہاں سے طوس چلا گیا پندرہ روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر نیشاپور چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور علی بن کرمانی ابو مسلم کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتا۔

شیبان خارجی کا خاتمہ

پھر ابو مسلم نے نصر کے فرار ہونے پر شیبان حروری سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا شیبان نے جواب دیا "تم ہی میری بیعت کرلو" اس پر ابو مسلم نے پیام دیا کہ اگر تم میری بیعت نہیں کرنا چاہتے ہو تو یہاں سے کوچ کر جاؤ شیبان خارجی نے یہ سن کر ابن کرمانی سے امداد طلب کی اس نے انکار کر دیا تب شیبان سرخس چلا گیا۔ ایک گروہ بکر بن وائل کا جمع ہو گیا۔ ابو مسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ "تم اس فعل سے باز آؤ" شیبان نے پیامبروں کو قید کر دیا اس پر ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم مولیٰ بنی لیث کو جس کی کنیت ابو ورد تھی

شیبان خارجی پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا غرض بسام اور شیبان میں لڑائی ہوئی۔ شیبان شہر میں بھاگ آیا۔ بسام نے اس کا تعاقب کیا بکر بن وائل نے ان قاصدوں کو قتل کر ڈالا جن کو ابومسلم نے شیبان کے پاس پیام دے کر بھیجا تھا اور بسام نے شیبان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ ابومسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر بسرافسری خزیمہ بن خازم و بسام بن ابراہیم۔ شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا واللہ اعلم۔

ابومسلم کی فتوحات

پھر چند روز بعد ابومسلم نے نقیبوں میں سے موسیٰ بن کعب کو ابیورد کی طرف روانہ کیا اس نے اس کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو بلخ کی جانب بھیجا اُن دنوں بلخ میں زیاد بن عبدالرحمٰن قشیری والی تھا اس نے ابوداؤد کے آنے کی خبر پا کر اہل بلخ، ترمذ اور لشکر طخارستان کو جمع کر لیا اور بانتظار ابوداؤد جورجان میں آ ٹھہرا۔ ابوداؤد نے یہاں پہنچ کر حملہ کر دیا۔ زیاد کو پہلے ہی معرکے میں شکست ہوئی۔ ابوداؤد نے شہر بلخ پر قبضہ کر لیا اور زیاد مع اپنے ہمراہیوں کے ترمذ بھاگ آیا۔ ابومسلم نے ابوداؤد کو واپس بلا بھیجا اور بجائے اس کے یحییٰ بن نعیم ابو میلا کو بلخ پر مامور کیا زیاد بن عبدالرحمٰن نے خط و کتابت کر کے اس سے سازش کر لی اور ابومسلم سے جنگ کرنے کی غرض سے زیاد مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی عیسیٰ بن زرعہ سلمی اہل بلخ ترمذ ملوک طخارستان اور ماوراء النہر جمع ہو کر بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر آ اترے یحییٰ بن نعیم مع اپنے ہمراہیوں کے ان لوگوں سے آ ملا مضر و ربیعہ و یمن اور عجمیوں میں سے جو اُن کے ہمراہ تھے سب نے متفق الکلمہ ہو کر سیاہ پرچم والوں (یعنی دعاۃ بنی عباسیہ) سے جنگ کرنے کو کمر ہمت باندھ لی اور اس خیال سے کہ مبادا آپس میں نفاق نہ پیدا ہو جائے مقاتل بن حیان نبطی کو امیر لشکر بنایا۔

معرکہ نہر سرجنان

ابومسلم نے یہ سن کر ابوداؤد کو دوبارہ بلخ کی طرف روانہ کیا۔ نہر سرجنان پر فریقین نے صف آرائی کر کے لڑائی شروع کر دی۔ زیاد اور اس کے ہمراہیوں نے ابوسعید قرشی کو بطور مسلحہ کے ساقہ میں رکھا تھا اس نظر سے کہ مخالفین پس لشکر سے حملہ آور نہ ہوں۔ اتفاق سے اس کے لشکر کا بھی پرچم سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے ہمراہی زیاد وغیرہ یہ بھول گئے تھے۔ میدان کارزار گرم ہو جانے

ابوسعید نے حملہ کیا زیاد اور اس کے ہمراہی یہ سمجھ کر کہ یہ سیاہ پرچم والوں کا لشکر ہے بھاگ کھڑے ہوئے لشکر کا زیادہ حصہ نہر میں ڈوب کر مر گیا اور جو باقی رہ گئے وہ تیز تلواروں کی نذر ہو گئے ابوداؤد منظفر ومنصور ان کے لشکر گاہ کو لوٹتا ہوا بلخ میں داخل ہوا اور بدنصیب زیاد یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے ترمذ کی طرف چلے گئے۔

پسران کرمانی کا انجام
اس کے بعد ابومسلم نے ابوداؤد کو طلب کر لیا اور بجائے اس کے نضر بن صبیح مزنی کو بلخ پر مامور کیا ابوداؤد نے ابومسلم کو علی وعثمان پسران کرمانی کے ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینے کی رائے دی ابومسلم نے عثمان کو بلخ کی گورنری پر بھیج دیا عثمان نے بلخ میں پہنچ کر فرافصہ بن ظہیر عیسیٰ کو اپنا نایب بنایا اور خود مع نضر بن صبیح کے مروالروذ چلا گیا مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی یہ خبر پا کر مضریوں کو ترمذ سے اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلخ پر آ پہنچا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان ونضر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے بلخ کا قصد کیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی یہ سن کر راتوں رات شب کو بھاگ گئے نضر نے اس خوف سے کہ ان کا استیصال نہ ہو جائے تعاقب نہ کیا۔ لیکن عثمان کے ہمراہیوں نے دوسری طرف لڑائی چھیڑ دی اور خود ہی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکے میں کام آگیا بعد ازاں ابوداؤد نے بلخ کی جانب مراجعت کی اور ابومسلم نیشاپور کی طرف چلا اس کے ہمراہ علی بن کرمانی تھا چونکہ ابوداؤد سے پسران کرمانی کے قتل کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا اس وجہ سے ابوداؤد نے عثمان کو بلخ پہنچ کر قتل کر ڈالا اور ابومسلم نے علی بن کرمانی کو نیشاپور کے راستہ میں بار حیات سے سبک دوش کر دیا۔

قحطبہ کی فتوحات
۱۳۰ھ میں قحطبہ بن شبیب امام ابراہیم کی جانب سے ابومسلم کے پاس آیا اس کے ساتھ وہ پرچم تھا جن کو دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے منعقد کیا تھا۔ ابومسلم نے اس کو مقدمۃ الجیش میں رکھا اور ایک دستہ فوج اس کے ہمراہ کر دیا اور عزل ونصب اسی کے اختیار میں رکھا اور کل لشکریوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔

نیشاپور کی فتح
اس سے پیشتر بوقت قبضۂ خراسان ابومسلم نے اپنے عمال کو بلاد اسلامیہ پر اس طور سے مامور کیا تھا: ساعی بن نعمان ازدی کو سمرقند پر، ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر

محمد بن اشعث خزاعی کو طبسین پر، مالک بن ہثیم کو پولیس پر اور قحطبہ کو طوس پر۔ قحطبہ کے ہمراہ چند سرداران سپہ سالاران لشکر ابوعون، عبدالملک بن یزید، خالد بن برمک، عثمان بن نہیک اور خازم بن خزیمہ وغیرہ تھے۔ اہل طوس کو پہلے ہی میدان میں شکست ہوئی قحطبہ نے بہت بے رحمی سے ان کو قتل کیا۔

اس کے بعد ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو نیشاپور کی طرف براہ محجہ روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر سے سوذقان میں جنگ کرنے کو لکھا اور دس ہزار لشکر کو بسرافسری علی بن معقل کمک پر روانہ کیا تمیم کے ساتھ بالبیٰ بن سوید اور شیبان کے بقیۃ السیف ہمراہی تھے۔ قحطبہ نے تمیم بن نصر پر حملہ کی تیاری کی اور قبل حملہ کے حسب امر کی سب کو دعوت دینا تھا تمیم کو دعوت دی جب اس نے اُس کو قبول نہ کیا تو حملہ کر دیا تمیم بن نصر اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا جن کی تعداد تیس[۳۰] ہزار بیان کی جاتی ہے عرصۂ جنگ میں مارا گیا۔ لشکرگاہ میں مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا باقی ماندہ فوج شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوئی قحطبہ کے راستے شہر میں داخل ہوا۔ بہت بڑی خوں ریزی کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ خالد بن برمک کو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور کر کے نیشاپور کا رخ کیا نصر بن سیار نیشاپور سے قومس بھاگ آیا۔

جرجان پر قبضہ اسی اثناء میں اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے پس نصر بن سیار قومس سے جرجان کی طرف روانہ ہو گیا جہاں پر نباتہ بن خنظلہ تھا جس کو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ فارس، اصفہان اور رے ہوتا ہوا جرجان پہنچا۔ اور قحطبہ نے رمضان و شوال نیشاپور میں گذارا اوائل ذی القعدہ میں جرجان کی طرف کوچ کیا اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش پر تھا جو رفتہ رفتہ جرجان تک پہنچ گیا اس وقت جرجان میں نباتہ بن خنظلہ کے ہمراہ اہل شام بھی موجود تھے اہل خراسان کو اُن کی جمعیت سے خوف پیدا ہوا قحطبہ نے ان کو جمع کر کے ایک پرجوش خطبہ دیا جس میں یہ ظاہر کیا کہ امام نے پیشین گوئی کی ہے کہ تم لوگ اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اُس پر فتحیاب بھی ہو گئے "۔ لشکریوں کا دل اس پیشین گوئی کے سننے سے بڑھ گیا قحطبہ نے لشکر کو مرتب کیا میمنہ پر اپنے لڑکے حسن کو مامور کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا لشکر شام کو شکست ہوئی۔ نباتہ ابن خنظلہ مع دس ہزار فوج کے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ پر نباتہ کا سر کاٹ کے ابومسلم کے پاس بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰ھ کا ہے۔

اہل جرجان کی سرکوبی قحطبہ کو جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اہل جرجان بغاوت پر آمادہ تھا پس اس نے ان میں سے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد نصر بن سیار خوار الرے کی طرف چلا آیا خوار رے کا امیر ابو بکر عقیلی تھا اور یزید بن عمر بن ہبیرہ سے جو کہ واسط میں تھا امداد طلب کی یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اس کے قاصد کو روک رکھا یہاں تک کہ مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کا حکم دیا پس ابن ہبیرہ نے ایک بہت بڑا لشکر نصر کی کمک پر روانہ کیا جس کا سردار ابن غطیف تھا۔

نصر بن سیار کی وفات اسی اثناء میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو خوار رے کی طرف ۱۳۱ھ میں نصر کے محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور بسر افسری ابو کامل، ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس مروزی ایک لشکر اس کی کمک کو بھیجا لیکن جس وقت یہ لوگ حسن کے لشکر کے قریب پہنچے ابو کامل اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر نصر سے جا ملا اور حسن کے لشکر کی روانگی و قیام سے مطلع کر دیا جس سے قحطبہ کے لشکر کو سخت شکست ہوئی اور بہت سا مال و اسباب نصر کے ہمراہیوں کے ہاتھ آیا نصر نے مال غنیمت کو ابن ہبیرہ کے پاس مع فتح کا بشارت نامہ روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ نصر کے قاصد اور ابن غطیف سے رے میں ملاقات ہو گئی ابن غطیف نے قاصد سے خط اور مال غنیمت لے لیا۔ اور رے میں قیام کر دیا۔ نصر کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی۔ اور جب نصر نے رے کا قصد کیا (ان دنوں رے کا امیر حبیب بن یزید نہشلی تھا) تو ابن غطیف ہمدان روانہ ہو گیا چونکہ ہمدان کا امیر مالک بن ادہم بن محرز باہلی تھا ہمدان سے اعراض کر کے عامر بن ضبارہ کے پاس اصفہان چلا گیا۔ نصر دو روز تک رے میں مقیم رہا تیسرے روز بیمار ہو گیا۔ بیمار ہوتے ہی رے سے کوچ کر دیا جوں ہی ساوہ پہنچا۔ ربیع الاول ۱۳۱ھ کی بارہ تاریخ تھی داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا باقی رہے اس کے ہمراہی۔ وہ ہمدان چلے گئے۔

رے پر قبضہ نصر بن سیار کی وفات کے بعد حسن بن قحطبہ نے خزیمہ بن خازم کو سمنان کی طرف مامور کیا اسی اثناء میں قحطبہ، جرجان سے آ گیا اور زیاد بن زرارہ قشیری ابو مسلم کی اطاعت قبول کر لینے پر نادم ہو رہا تھا آگے آگے بقصد اصفہان ابن ضبارہ سے ملنے کی غرض سے چلا جا

تھا قحطبہ نے مسیب بن زہیر ضبی کو اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ مسیب بن زہیر ضبی نے بڑھ کر اس کو شکست دی زیادہ کے اکثر ہمراہی معرکۂ جنگ میں کام آگئے مسیب قحطبہ کے پاس لوٹ آیا اور قحطبہ رے میں اپنے لڑکے حسن کے پاس چلا گیا۔ حبیب بن یزید نہشلی اور اہل شام یہ خبر پاکر بلا جدال وقتال رے چھوڑ کر نکل گئے اور حسن ماہ صفر میں داخل رے ہوا۔ قحطبہ نے فتح رے کی خوش خبری ابومسلم کو لکھی۔ اور رے ہی میں قیام کر دیا چونکہ اکثر اہل رے کا میلان طبع بنو امیہ کی طرف تھا ابومسلم کے متصرف ہو جانے سے رے چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے ابومسلم نے سب کا مال و اسباب ضبط کر لیا جس کو سفاح نے بہت دنوں بعد واپس کیا۔

اصبہبذ کی اطاعت اس کے بعد ابومسلم نے اصبہبذ طبرستان کو اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے کو لکھا اصبہبذ نے منظور کر لیا بعد ازاں مصمغان والی دنباوند کو بھی اسی مضمون کا خط لکھا اس نے نہایت سختی سے اس کا جواب دیا ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو رے سے روانہ ہونے کو تحریر کیا چنانچہ موسیٰ بن کعب بموجب اس حکم کے مصمغان سے لڑنے کو گیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ دیلم روزانہ موسیٰ سے جنگ کرنے کو آتے اور شام کو واپس جاتے تھے رفتہ رفتہ موسیٰ کے لشکریوں میں بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اور اکثر معرکے میں کام بھی آگئے اس پر طرہ یہ ہوا مصمغان نے ان کی رسد و امداد بھی بند کر دی مجبور ہو کر موسیٰ رے لوٹ آیا۔ مصمغان نے اس وقت سے برابر عہد حکومت المنصور تک عباسیوں کی اطاعت نہ قبول کی یہاں تک کہ حماد بن عمر ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور اس کے دنباوند کو فتح کیا۔

نہاوند کا محاصرہ جس وقت قحطبہ کا خط جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ابومسلم کے پاس وارد ہوا مرو سے کوچ کر کے نیشاپور آ ٹھہرا بعد ازاں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو قیام رے کے تیسری شب کو ہمدان کی طرف روانہ کیا مالک ابن ادہم اور کل اہل شام و خراسان ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلے آئے۔ حسن نے ہمدان پر قبضہ کر کے نہاوند کا قصد کیا اور شہر سے چار فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا قحطبہ نے ابوجہم بن عطیہ (باہلہ کے آزاد غلام) کو لشکر گروہی سات سو فوج کے حسن کی کمک پر مامور کیا جس وقت ابوجہم حسن کے پاس پہنچ گیا حسن نے نہایت مضبوطی سے نہاوند کا محاصرہ کر لیا۔

اصفہان کی فتح ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابن ہبیرہ نے اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو عبداللہ بن معاویہ

سے جنگ کرنے کو اصطخر بھیجا تھا اور عامر بن ضبارہ کو اس کے ہمراہ کر دیا تھا پس ان لوگوں نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دی اور ۱۲۹ھ میں کرمان تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے اور جب ابن ہبیرہ کو ۱۳۱ھ میں نباتہ بن حنظلہ کے جرجان میں مارے جانے کی خبر پہنچی تو اپنے لڑکے داؤد اور ابن ضبارہ کو قحطبہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ داؤد ابن ضبارہ پچاس ہزار کی جمعیت سے کرمان سے روانہ ہو کر اصفہان پر جا اترے۔ قحطبہ نے ان لوگوں کے مقابلے پر اپنے سرداران لشکر کے ایک گروہ کو مامور کیا جس کا سردار مقاتل بن حکیم کعبی تھا ان لوگوں نے قم میں قیام کیا ابن ضبارہ نے یہ خبر پاکر کہ حسن بن قحطبہ نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے ہے نہاوند کے بچانے کو روانہ ہوا مقاتل بن حکیم نے قحطبہ کو اس سے آگاہ کیا۔ قحطبہ یہ سن کر رے سے نہاوند کی طرف اپنے لڑکے حسن کی کمک کو روانہ ہوا یہاں تک کہ مقاتل سے جا ملا۔ بعدازاں دونوں نے داؤد اور ابن ضبارہ سے جنگ کرنے کی تیاری کر دی ابن ضبارہ کی رکاب میں ایک لاکھ لشکر تھا اور قحطبہ تیس ہزار کی جمعیت سے تھا۔ ماہ رجب ۱۳۱ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی قحطبہ اور اس کے ہمراہیوں نے مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ ابن ضبارہ کو شکست ہوگئی۔ اثناء دار وگیر میں خود بھی مارا گیا قحطبہ نے ابن ضبارہ کے لشکرگاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ اور اپنے لڑکے حسن کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی۔

فتح نہاوند پھر قحطبہ اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اصفہان چلا گیا۔ بیس روز قیام کر کے اپنے لڑکے حسن کے پاس نہاوند چلا آیا اور حسن کے ساتھ شریک محاصرہ نہاوند رہا۔ تین مہینے تک اہل نہاوند محاصرے میں رہے آخری شوال ۱۳۱ھ میں قحطبہ نے اہل خراسان کو جو کہ نہاوند میں تھے کہلا بھیجا کہ " میں تم کو امان دیتا ہوں جہاں چاہو چلے جاؤ " لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ تب قحطبہ نے یہی پیام اہل شام کو دیا۔ اہل شام نے منظور کر لیا اور یہ کہلا بھیجا کہ " تم اہل شہر کو اپنی جنگ میں مصروف کر لو شہر کا دروازہ جس جانب ہم ہیں ہم کھول دیں گے " قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور اہل شام نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا دروازہ کھلتے ہی اہل خراسان بھی شامیوں کے ساتھ نکلے مگر ان کے لئے امان تو تھی نہیں سب کے سب قتل کر دیئے گئے ازانجملہ ابوکامل، حاتم بن شریح، ابن نصر بن سیار، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل اور بیہس تھا۔

حلوان پر قبضہ

اسی واقعہ کے اثنا میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو اطراف حلوان میں بھیجا تھا۔امیر حلوان عبداللہ بن علاء کندی تھا۔اس پر حسن کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

شہر روز کی فتح

پھر قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید (خراسانی) اور مالک بن طرافہ (خراسانی کو چار ہزار کی جمعیت سے شہر روز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔شہر روز کا عثمان بن سفیان عامل تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن مروان بن محمد تھا ابوعون عبدالملک اور عثمان بن سفیان سے آخری ذی الحجہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عثمان کو شکست ہوئی اور اثنائے شکست میں خود بھی مارا گیا ۔ پس ابوعون عبدالملک نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا ۔ بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن سفیان جنگ شہر روز سے شکست اٹھا کر عبداللہ بن مروان کے پاس چلا گیا تھا اور ابوعون نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر اس کے کئی ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور قحطبہ نے بہ نظر احتیاطاً امداد مزید بھی بھیجی تھی ۔عبداللہ بن مروان بن محمد اُن دنوں خراسان میں تھا۔ اس وحشت ناک خبر کو سُن کر اہل شام' جزیرہ اور موصل کو جمع کر کے ابوعون عبدالملک کی طرف بڑھا ۔ زاب اکبر میں پہنچ کر قیام کیا ۔اور ابوعون عبدالملک محرم ۱۳۲ھ میں شہر روز چلا آیا۔

قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی

جس وقت داؤد بن یزید جنگ حلوان سے شکست اٹھا کر اپنے باپ یزید بن ہبیرہ کے پاس آیا ابن ہبیرہ یہ سُن کر ضبط نہ کر سکا ایک عظیم الشان فوج کو جمع کر کے خروج کر دیا اور مروان نے بھی حوثرہ بن سہیل باہلی کو اس کی امداد پر بھیجا ۔ابن ہبیرہ نے مع حوثرہ بن سہیل کے حلوان پہنچ کر قیام کیا ۔اور اس خندق کو کھودا جسے اہل فارس نے زمانہ جنگ فارس میں کھودا تھا۔قحطبہ نے یہ خبر پا کر حلوان کا رخ کیا۔ بعد ازاں دجلہ کو انبار کی طرف عبور کیا۔ابن ہبیرہ نے بھی کوفہ کی طرف مراجعت کی اور اپنی روانگی سے پیشتر حوثرہ بن سہیل کو پندرہ ہزار کی جمعیت سے کوفے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا ۔قحطبہ نے انبار سے ۸ محرم ۱۳۲ھ کو دریائے فرات عبور کیا۔اس وقت ابن ہبیرہ دہانہ فرات پر تئیس فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا حوثرہ اور ابن ضبارہ کے بقیۃ السیف

ہمراہی اس کے ہمراہ تھے۔ اس کے مشیروں نے یہ رائے دی کہ کوفے کو چھوڑ کر خراسان کا قصد کرو،
قحطبہ مجبوراً کوفے سے اعراض کر کے تمہارا تعاقب کرے گا"۔
ابن ہبیرہ نے اس رائے سے اختلاف کر کے دجلہ کو مداین سے عبور کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حوثرہ سرلشکر تھا دونوں فریق ایک دوسرے کے روبرو فرات کے دونوں جانب بقصد کوفہ سفر کرنے لگے۔ قحطبہ ایک مقام پر پہنچ کر کہنے لگا "مجھ سے امام نے فرمایا ہے کہ اس مقام پر لڑائی ہوگی اور فتح نصیب ہمارا گروہ ہوگا" لوگوں نے فرات کے ایک پایاب مقام کا پتہ بتایا جس سے اس نے عبور کیا حوثرہ اور محمد ابن نباتہ مقابلہ پر آئے۔

قحطبہ کا خاتمہ

اس لڑائی میں گو اہل شام کو شکست ہوئی لیکن ہوا خواہان دولت بنی عباسیہ قحطبہ کو کھو بیٹھے۔ مقاتل عتکی نے شہادت دی کہ قحطبہ نے اپنے بعد اپنے لڑکے حسن کو سرافسری عساکر کی وصیت کی ہے۔ لشکریوں نے سردست حسن کے بھائی حمید بن قحطبہ کی بیعت کر لی اور حسن کو جو کہ ان دنوں اپنے باپ قحطبہ کے حکم سے ایک سریہ پر گیا ہوا تھا طلب کر کے امیر لشکر بنا لیا۔ اس کے بعد قحطبہ کی جستجو شروع ہوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک گڑھے میں اس کی اور حرث بن سالم بن احوزکی لاشیں پائی گئیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ جس وقت قحطبہ بعد عبور فرات مصروف جدال وقتال ہوا معن بن زائدہ نے ایک ایسا وار کیا کہ قحطبہ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ وصیت کی تھی کہ اگر میں مرجاؤں تو میری لاش دریا میں ڈال دینا اس کے بعد محمد بن نباتہ اور اہل شام بھاگ کھڑے ہوئے اور قحطبہ مرگیا اور بوقت وفات کوفہ میں شیعوں کی امارت کی وصیت بحق ابو سلمہ خلال وزیر آل محمد کر گیا۔ ابن نباتہ و حوثرہ شکست کے بعد ابن ہبیرہ کے پاس جا پہنچے ابن ہبیرہ ان کی شکست سے پریشان خاطر ہو کر واسط کی طرف بھاگا حسن ابن قحطبہ نے جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

اہل کوفہ کا خروج

اس واقعہ کی خبر کوفہ پہنچی تو محمد بن خالد قسری نے شیعان علی کو جمع کر کے شب عاشورا ۱۳۲ھ میں خروج کر دیا ان دنوں زیاد بن صالح حارثی والی کوفہ اور عبدالرحمن بن بشیر عجلی افسر پولیس تھا۔ جونہی محمد بن خالد قصر امارت کے قریب پہنچا زیاد مع اہل شام کے

جو اس وقت اس کے ہمراہ تھے قصر امارت چھوڑ کر نکل آیا محمد بن خالد قصر میں داخل ہوا۔ حوثرہ نے یہ خبر پاکر کوفہ کی طرف مراجعت کی اتفاق سے کوفے میں یہ خبر مشہور ہوگئی عوام الناس جو محمد کے ہمراہ تھے یہ سن کر علیحدہ ہو گئے لیکن محمد نے قصر امارت کو نہ چھوڑا۔ اس انتشار میں حوثرہ کے ہمراہیوں میں سے بجیلہ کا ایک گروہ آیا اور ہوا خواہان دولت عباسیہ میں شریک ہو گیا۔ بعد ازاں کنانہ و بجدل والے یکے بعد دیگرے آئے اور انھوں نے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا حوثرہ نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر واسط کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن قحطبہ کی کوفہ روانگی

محمد نے اس واقعہ کی اطلاع حسن کو دی کیونکہ اس کو قحطبہ کے مرنے کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ حسن نے امرائے لشکر کے روبرو اس خط کو پڑھ کر کوفہ کی جانب کوچ کر دیا اور روانگی کی چوتھی صبح کو پہنچ گیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد کوفہ روانہ ہوا تھا۔ عبدالرحمن بن بشیر عجلی والی کوفہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ حسن کے پہنچنے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خالد نے خالی میدان پاکر گیارہ آدمیوں سے خروج کیا۔ اہل شہر سے بیعت لی اسی عرصے میں حسن بن قحطبہ پہنچ گیا۔ سب کے سب جمع ہو کر ابوسلمہ کے پاس آئے اور بنو سلمہ سے خروج کرنے کی درخواست کی۔ ابوسلمہ راضی ہو گیا۔ نخیلہ میں آکر لشکر مرتب کیا اور وہاں سے کوچ کر کے حمام اعین میں آ اترا۔ بعدہ حسن بن قحطبہ کو بغرض جنگ ابن ہبیرہ واسط کی طرف روانہ کر دیا۔ ابوسلمہ کی طرف سے حفص بن سلیمان خلال وزیر آل محمد نے لوگوں سے بیعت لی اور محمد بن خالد قسری کو کوفے پر مامور کیا گیا۔ اہل کوفہ اس کو امیر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ابوالعباس سفاح مسند خلافت پر متمکن ہوا۔

مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی لڑائی

اس کے بعد ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو مع چند سرداران لشکر مداین کی طرف، مسیب بن زہیر و خالد بن برمک کو دیر قنا کی جانب، شراحیل کو عین التمر اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ اہواز میں عبدالرحمن بن عمر بن ہبیرہ امیر تھا اس سے اور بسام سے لڑائی ہوئی عبدالرحمن

شکست کھا کر بصرہ کی طرف بھاگا۔ بصرے میں اس کے بھائی کی طرف سے مسلم بن قتیبہ باہلی عامل تھا بسام نے عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو والی بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ مسلم نے یہ سن کر بنو قیس، مضر اور بنو امیہ کو جمع کیا۔ اتفاق وقت سے ایک سپہ سالار سپہ سالاران ابن ہبیرہ سے دو ہزار فوج لے کر آ گیا۔ سفیان نے بھی یمانیہ اور ان کے حلفاء ربیعہ کو یکجا کیا۔ صفر ۱۳۲ھ میں لڑائی ہوئی۔ معاویہ بن سفیان عین معرکہ کارزار میں مارا گیا جس سے سفیان کے قدم استقامت ڈگمگا گئے اور میدان جنگ مسلم قتیبہ کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد مسلم کے پاس چار ہزار امدادی فوج مروان کے یہاں سے آئی۔ اس نے ازد پر چڑھائی کی اور ان کے مکانات کو منہدم کر دیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔

سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصرہ مسلم اس واقعہ کے بعد سے برابر بصرے ہی میں رہا یہاں تک کہ اس کو ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر پہنچی پریشان ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ میدان خالی دیکھ کر حرث بن عبدالمطلب کے لڑکے جمع ہو کر محمد بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو چند روز تک اپنا امیر بنائے رہے اس اثناء میں ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی ابومسلم کی جانب سے وارد بصرہ ہوا اور جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کی گئی تو بصرے کی حکومت سفیان بن معاویہ کو دی گئی۔

باب ۱۳

دولت عباسیہ کا آغاز

ابوالعباس کی کوفہ کو روانگی اس سے پیشتر دعاۃ بنی عباسیہ۔ امام ابراہیم بن محمد کی گرفتاری اور حران بن مروان کے حکم سے قید کیے جانے کے تفصیلی حالات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل بیت کو دی تھی اور ان لوگوں کو کوفہ چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن حارثیہ[1] کو اس کی وصیت کی تھی پس ابوالعباس مع اپنے اہل بیت اور بھائیوں ابوجعفر المنصور، عبدالوہاب اور برادرزادگان محمد بن ابراہیم، عیسیٰ بن موسیٰ اور اعمام (چچوں) داؤد، عیسیٰ، صالح، اسمٰعیل، عبداللہ، عبدالصمد پسران علی بن عبداللہ بن عباسؓ اور برادرزادہ موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کے ماہ صفر میں کوفہ چلا گیا۔ ابوسلمہ اور شیعان علیؓ کوفے کے باہر حمام اعین تک استقبال کو آئے ابوسلمہ نے ان لوگوں کو ولید بن سعد (بنوہاشم کے آزاد غلام) کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاران و شیعان علی سے اس راز کو چالیس دن تک مخفی رکھا۔ ابوسلمہ نے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ زمام خلافت آل ابی طالب کے سپرد کی جائے۔ لیکن شیعوں میں سے ابوجہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہے عجلت نہ کرو۔

---

[1] چونکہ ابوالعباس عبداللہ کی ماں ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ، عبدالمدان حارثی کی لڑکی تھی۔ اسی وجہ سے بہ اعتبار نسب مادری ابوالعباس عبداللہ کو ابن حارثیہ تحریر کیا ہے۔

ابوالعباس اور ابوحمید

ایک روز سابق خوارزمی (یہ امام ابراہیم بن محمد کا خادم تھا) اور ابوحمید محمد بن ابراہیم حمیری سے آتے جاتے کہیں ملاقات ہو گئی۔ امام ابراہیم کے حالات دریافت کئے۔ جواب دیا امام ابراہیم تو آغوش لحد میں سو گئے ہیں اور اپنی جانشینی کی بابت اپنے بھائی ابوالعباس کو وصیت فرمائی ہے اور وہ ان دنوں مع اپنے اہل بیت کے کوفے ہی میں ہیں" اس پر ابوحمید نے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا۔ سابق خوارزمی بولا "میں ابھی وعدہ نہیں کر سکتا۔ اجازت حاصل کرنے کا مجھے موقع دیجئے اور کل اسی مقام پر مجھ سے ملے گا" اتنی باتیں ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ابوحمید ابوجہم کے پاس لشکر ابوسلمہ میں آیا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا۔ ابوجہم نے کہا "دیکھو جہاں تک ممکن ہو خوشامد درآمد سے ان لوگوں سے ملنے کی ضرور کوشش کرنا" اگلے دن حسب وعدہ ابوحمید مقام مقررہ پر آیا اور سابق خوارزمی کے ہمراہ بنو عباس کے پاس گیا۔ دریافت کیا۔ خلیفہ کون اور کہاں ہیں؟ داؤد بن علی ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے بولے "یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں" ابوحمید نے بڑھ کر دست بوسی کی خلیفہ ہونے کی مبارک باد دی۔ امام ابراہیم کے انتقال پر افسوس کرتے ہوئے تعزیت بھی کی اور لوٹ آیا۔

ابوسلمہ اور ابوالعباس

اس کے ساتھ ساتھ ایک خادم بھی ان کے خادموں میں سے ابوجہم کے پاس چلا آیا اور ان لوگوں کے جائے قیام سے اس کو آگاہ کیا اور یہ کہا کہ ابوالعباس نے مجھے ابوسلمہ کے پاس بھیجا ہے اور اونٹوں کا کرایہ طلب کیا ہے جن پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں۔ ابوسلمہ نے اس پر مطلق توجہ نہ کی اس سے ابوجہم، ابوحمید اور وہی خادم برداشتہ خاطر ہو کر موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور ان حالات سے اس کو آگاہ کیا۔ سب نے متفق ہو کر دو سو دینار خادم کی معرفت ابوالعباس کی خدمت میں بھیج دیئے اس کے بعد کل اراکین دولت عباسیہ کی رائے یہ ہوئی کہ امام سے ضرور ملنا چاہیے چنانچہ موسیٰ بن کعب، ابوجہم، عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، عبداللہ طائی، اسحاق بن ابراہیم، شراحیل، ابوحمید، عبداللہ بن بسام، محمد بن ابراہیم، محمد بن حصین اور سلیمان بن اسود ابوالعباس عبداللہ بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحیثیت خلیفہ ہونے کے سلام کیا اور امام ابراہیم کے انتقال کی تعزیت کی موسیٰ بن کعب اور ابوجہم تو لوٹ آئے اور باقی امام کے پاس رہ گئے۔ چلتے وقت موسیٰ و ابوجہم اپنے ہمراہیوں کو ہدایت

کر گئے کہ دیکھنا خبردار ابوسلمہ اگر آئے تو تن تنہا امام کے پاس آئے سب کو اپنے ہمراہ نے کر ہرگز نہ آنے پائے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کے آنے کی خبر ابوسلمہ تک پہنچ گئی۔ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر امام ابوالعباس کے در دولت پر حاضر ہوا اور تن تنہا جیسا کہ وہ لوگ ہدایت کر گئے۔ امام کے پاس گیا اور بطور خلیفہ کے سلام کیا۔ تھوڑی دیر بعد ابوالعباس نے اس کو لشکرگاہ میں واپس جانے کو ارشاد کیا۔

ابوالعباس کا خطبہ

صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا اور ربیع الاول ۱۳۲ھ کی ۱۲ تاریخ تھی لشکریان اور ہوا خواہان دولت عباسیہ مسلح ہو کر خالی سواریاں لئے ہوئے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو مع اہل بیت کے سوار کرا کر دارالامارت میں لے گئے۔ پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر مسجد میں آیا اور خطبہ دیا نماز باجماعت پڑھی۔ حاضرین نے بطیب خاطر بیعت کی بیعت لینے کے بعد ابوالعباس منبر کے اوپر لے زینہ پر چڑھ گیا اور اس کا چچا داؤد اس کے نیچے کے زینے پر کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے خطبہ[1] دیا جو نہایت بلیغ اور مشہور ہے جس میں اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا۔ اور لوگوں کے وظائف

[1] ابوالعباس کا یہ خطبہ چونکہ نہایت طویل تھا اور اس کی عبارت نقل کرنے اور پھر اس کے ترجمہ کرنے میں طوالت بہت زیادہ ہو جاتی اس وجہ سے محض ترجمہ پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ مترجم۔ من کامل ابن اثیر صفحہ ۱۹۶ جلد خامس مطبوعہ مصر
جمیع ستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے لئے اسلام کو برگزیدہ کیا اور اس کو مکرم و مشرف اور معظم کیا اور ہمارے لئے اس کو منتخب فرمایا پس اس کو ہمارے ہی ذات سے حیات ابدی دی اور ہم کو اس کا اہل و معدن و قلعہ بنایا اور یہ ساری قوتیں ہماری اسی سے ہیں اور ہم کو اس کا محافظ و ناصر بنایا۔ پس ہم نے اپنی ذات پر تقویٰ کو واجب کر لیا اور حق یہ ہے کہ اس نے ہم کو اس کا مستحق اور اہل بنایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و عزیز داری سے مخصوص کیا اور ہم کو ہمارے آباء سے پیدا کیا اور ہم کو آپ ہی کے شجرۃ النسب اور آپ ہی کے عمود نسل سے متفرع و منسب کیا۔ واللہ جل شانہ نے ہماری ہی ذاتوں سے ان امور پر غالب کیا جو ہم کو فساد میں ڈالے ہوئے تھے۔ ہمارے نفع رسانی پر حریص اور مومنین پر رؤف و رحیم ہیں اور اسلام و اہل اسلام میں رفیع الشان کیا اور آپ ہی (رسول اللہ صلعم) کی وجہ سے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ منجملہ اس کے کہ اس نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے۔ ارشاد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اہل بیت سے پلیدی دور کیا چاہتا ہے اور تم کو پاک بنانا ہے۔ الخ

بڑھا دیئے۔ چونکہ اس وقت ابوالعباس۔ تپ واعضا شکنی میں مبتلا تھا تکلیف کی شدت سے بیٹھ گیا۔ اس کا چچا داؤد اٹھا اور منبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کر خطبہ دیا جیسا کہ ابوالعباس نے دیا تھا اور بنوامیہ کی مذمت بیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۷) پھر ارشاد فرماتا ہے جو مال کفار قریٰ کا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دے اس میں سے اللہ اور رسول اور ان کے اعزہ واقارب کے لئے ہے۔ پھر ارشاد کرتا ہے اور تم لوگ جان رکھو کہ جو تم کو مال غنیمت حاصل ہو تو بلاشبہ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے اور رسول اور اس کے قرابت والوں اور یتیموں کے لئے ہے پس اللہ جل شانہٗ نے ہماری فضیلت سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا اور ان پر ہمارے ادائے حقوق اور محبت واجب کردی اور محض ہماری بزرگی اور فضیلت کی وجہ سے مال غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کردیا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا بزرگی وعظمت والا ہے۔ شامی گمراہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہمارے سوا اور کوئی ریاست وسیاست وخلافت کا مستحق نہیں ہے۔ پس ان کے چہرے خاک آلود ہوگئے اور اے حاضرین! اللہ تعالیٰ نے ہماری ذات سے گمراہی کے بعد آدمیوں کو ہدایت دی اور نابینائی کے بعد بینا کیا اور ہلاکت کے بعد بچایا اور ہماری ہی وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب فرمایا اور جو فساد ان میں پیدا ہوگیا تھا اس کی ہماری ذات سے اصلاح کردی اور ان کی عادات ردیلہ کو دور اور نقصانات کو پورا فرمادیا اور تفرقہ واختلاف کو ایسا دفع کیا کہ دشمنی کے بعد دنیا میں اہل جود ولطف واحسان رہیں گے اور آخرت میں بھائیوں کی طرح تختوں پر ایک دوسرے کے روبرو بیٹھے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت وشفقت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس امر کو منکشف کردیا تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کرام کے ہاتھ میں زمام حکومت آئی اور ان لوگوں کا کام شوریٰ سے ہوتا تھا تو وہ لوگ مواریث امم پر حاوی ہوگئے اور اس میں انھوں نے انصاف سے کام لیا ہر ایک کے مرتبے کا لحاظ اور اس کو اس پر قایم رکھا جس کا جو حق تھا اس کو وہ دیا اور اس سے وہ خود ذرا منتفع نہ ہوئے۔ بعد ازاں بنوحرب (اس سے امیر معاویہ کی طرف اشارہ ہے) اور بنو مروان کود پڑے اور ان لوگوں نے اس پر مطلق توجہ نہ کی اور اس کو اپنا موروثی مال سمجھ کر خوب تصرف کیا اور اس کے حاصل کرنے میں ظلم، جور اور ناانصافی سے بھی کام لیا اور اس قدر لوگوں کو ستایا کہ ان کا جی اکتا گیا اور جب ان کا جی اکتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے اس کا انتقام ان سے لیا اور ہمارے حقوق ہم پر لوٹا دیئے اور ہماری وجہ سے ہمارے گروہ کی تلافی (باقی صفحہ ۴۰۹ پر)

کرتے ہوئے لوگوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہدایت کی اور نماز کے بعد دوبارہ سفاح کے منبر پر جانے کی یہ معذرت کی کہ اس کا قصد یہ تھا کہ کلام جمعہ غیر جمعہ کے کلام سے مخلوط

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۸) مافات گردی اور ہماری امداد اور استحکام حکومت کا آپ خود متولی ہو لیا تاکہ ہماری ذات سے ان لوگوں پر اپنا احسان کرے جو دنیا میں ضعیف وناتوان ہو رہے ہیں۔ اور ہماری ہی ذات پر اس کو ختم کیا جیسا کہ ہم سے اس کی ابتدا کی تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا کیونکہ تمہاری بہتری کا زمانہ آگیا ہے اور نہ تم فتنہ وفساد میں پڑو گے۔ کیونکہ تمہارا مصلح و تدبر تم میں آگیا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ ہم اہل بیت کو اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔

اے اہل کوفہ! تم لوگ ہماری محبت کے مقام اور ہماری مودت کے مکان ہو۔ تم ہی ایک ایسے ہو کہ اس سے اس وقت تک نہ پھرے اور نہ ظالموں کا ظلم تم کو اس سے پھیر سکا۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ پالیا اور ہمارے ظل عاطفت وسایہ دولت میں آگئے۔ پس تم لوگ ہماری بدولت کل آدمیوں سے خوش نصیب اور ہمارے نزدیک سب سے اکرم وافضل ہو۔ میں اس وجہ سے تمہارے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کرتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں سفاک خونریز اور بڑے زور شور سے بدلہ لینے والا ہوں۔ سفاح اس قدر خطبہ دینے کے بعد چونکہ پہلے ہی سے مبتلائے تپ ورد تھا۔ شدت تکلیف سے بیٹھ گیا اور اس کا چچا داؤد بجائے اس کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جمیع ستائش اللہ کے لیے ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہم کو ہماری میراث جو ہمارے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچتی تھی مرحمت فرمائی۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں دفع ہو گئیں اور اس کے پردے کھل گئے۔ زمین و آسمان روشن ہو گئے۔ آفتاب اور ماہتاب اپنے اپنے مطالع سے نکل آئے۔ اور قوس کو اس کے بنانے والے نے لے لیا اور تیر جہاں سے نکلا پھر وہیں لوٹ آیا اور حق اپنے منبع میں تمہارے نبی کے اہل بیت میں واپس آیا جو تم پر مہربان ورحیم ہے۔

اے لوگو! واللہ ہم لوگ اس حکومت کے حاصل کرنے کو نہیں نکلے کہ ہماری ثروت ودولت بڑھے اور بڑی بڑی نہریں کھودیں محل بنائیں بلکہ اس وجہ سے ہم نے خروج کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے حقوق چھین لئے ہیں اور ہمارے چچا کے لڑکوں کو ستایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے تم پر ظلم کیا اور ناعاقبت اندیشی سے تم پر (باقی صفحہ ۴۱۰ پر)

نہ ہو جائے اور اب جو وہ بغیر اتمام کلام بیٹھ گیا ہے تو اس کی وجہ شدت تکلیف بخار و درد ہے تم کو چاہیے کہ اس کی صحت کی دعا کرو اس قدر کہنے کے بعد مروان کی بے حد مذمت کی اور اہل خراسان کا شکریہ ادا کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۹) حکومت کر رہے تھے اور ہم خاموشی کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ حالانکہ بنوامیہ کا یہ برتاؤ کہ تم لوگوں سے وہ کج اخلاقی سے پیش آتے اور تم کو ذلیل سمجھتے اور تمھارے مال غنیمت اور صدقات کو دبا لیتے تھے ہم کو سخت ناگوار اور شاق گذرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ذمہ ہے کہ ہم تم میں وہی احکام جاری کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور تمھاری قضایا و محصولات میں کتاب اللہ پر عمل درآمد کریں گے اور کیا خاص و عام سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا برتاؤ کریں گے مرے تباہ ہوئے بنی حرب بن امیہ اور بنی مروان کہ انھوں نے اپنے اس قلیل مدت خلافت میں مقاصد دنیاوی کو مطالب اخروی پر مقدم کر دیا اور اس دار فانی کو دار باقی پر۔ پس وہ ان امور کے مرتکب ہوئے جن کا کرنا ان کو مباح نہ تھا خلق اللہ پر ظلم کیا، محرمات شرعی کو جائز رکھا، جرایم کو پھیلا دیا۔ اللہ کے بندوں اور ملک میں اپنی عادت اور طریقہ کے مطابق ظلم سے کام لیا معاصی کی طلب میں نکلے اور گمراہی کے میدان میں اللہ کے استدراج اور اس کے انتقام سے بے خوف ہو کر جہالت سے دوڑ پڑے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر شبا شب آ گیا اور وہ سو ہی رہے تھے صبح ہوئی تو اسی غم میں مبتلا تھے۔ اور ان کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔ دوری ہو رحمت الٰہی سے ظالمین کی قوم کو۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو مروان کے پنجۂ غضب سے نکالا اس کو اس کا غرور دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کی سرکوبی کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ وہ خود منہ کے بل گر پڑا۔ چونکہ اس دشمن خدا نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا اس وجہ سے اس نے اپنے گروہ کو پکارا، اپنے شیطانی لشکر کو جمع کیا اور سواروں کو ادھر ادھر پھیلایا لیکن اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انتقام کو جمع پایا جس نے اس سے اس کے افعال ناشائستہ و ناپسندیدہ حرکات کا انتقام لیا اور برائی کا بار اسی کی گردن پر ڈال دیا۔ ہماری عزت ہمارے شرف کو زندہ کر کے ہمارے حق اور ورثت کو ہماری طرف واپس کر دیا۔ (باقی صفحہ ۴۱۱ پر)

اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ اُن کا دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور۔ کہ اس منبر پر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۰) اے لوگو! امیر المومنین اللہ تعالیٰ اُن کی بہت بڑی مدد کرے بعد ادائے نماز جمعہ منبر پر اس وجہ سے چڑھ گئے تھے کہ کلام جمعہ غیر جمعہ کے کلام رل مل نہ جائے اور اس کلام کو شدت تپ واعضا شکنی کی وجہ سے ناتمام چھوڑا ہے۔ دعا کرتے جاؤ کہ امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ نے بجائے مروان دشمن رحمٰن خلیفہ شیطان کے جس کے متبع وہ کمینے تھے جنھوں نے اصلاح کے بعد ملک میں دین بدل کر اور محرمات اسلام کو مباح کر کے فساد برپا کیا تھا اُس کو مقرر کیا جو جوان اور سرمہ لگائے ہوئے ہے اور اُن اسلاف ابرار واخیار کا مقتدی ہے جنھوں نے فساد کے بعد ملک میں بذریعہ معالم ہدیٰ ومناہج تقویٰ اصلاح پھیلائی۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی کل حاضرین دعا کرنے لگے، پھر داؤد نے کہا اے اہل کوفہ واللہ ہم لوگ ایک زمانہ مدید سے مظلوم ومقہور اور اپنے حق سے محروم تھے یہاں تک کہ خراسان کے ہمارے شیعوں نے اس کو ہمارے لئے مباح کیا۔ پس ان کی وجہ سے ہمارے حقوق زندہ، ہمارے دلائل واضح اور ہماری دولت پاک ہوگئی اور ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کیا جس کے تم منتظر بھی نہ تھے۔ وہ کیا ہے کہ تم میں بنو ہاشم میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا جس کی وجہ سے تمہارے چہرے روشن ہوگئے اور اہل شام پر تم کو غالب کیا اور تمہاری طرف حکومت کو منتقل کر دیا اور اسلام کو غالب بنایا اور تم پر ایسے امام کے مقرر کرنے سے احسان کیا جو عدالت کا بانی ہے اور اس کو خلعت حکومت عنایت فرمایا۔ پس تم لوگ جو وہ تمہیں دے شکریے کے ساتھ قبول کرو اور ہماری اطاعت اپنے پر فرض سمجھو اور دیکھو تم ہی خود فریب نہ کرنا کیونکہ اصل کام تمہارا ہی ہے۔

ہر ایک خاندان والے کا ایک منزل ومقام ہوتا ہے اور تم ہمارے ماویٰ ومسکن ہو آگاہ ہو جاؤ تمہارے اس منبر پر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا (اس فقرہ کو کہنے کے وقت ہاتھ سے ابوالعباس سفاح کی طرف اشارہ کیا) اور جان رکھو کہ یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سپرد کریں گے الحمد للہ علی ما ابلانا واولانا۔

کے نہیں چڑھا اس فقرے کے کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا، اور یہ خلافت و حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کریں گے۔

بیعت خلافت ابوالعباس خطبہ دینے کے بعد ابوالعباس و داؤد منبر سے اترا آگے آگے ابوالعباس اور پیچھے داؤد قصر امارت میں آیا اور اس کا بھائی ابوجعفر مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لینے لگا۔ یہاں تک کہ رات آگئی اور ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر ابوسلمہ کے لشکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں مقیم ہوا مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حایل تھا ان دنوں سفاح کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عبداللہ بن بسام تھا۔

امدادی افواج کی روانگی کوفے میں بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی اپنے چچا داؤد کو نیابت دی اور امدادی فوجیں بلاد مختلفہ کی طرف اس طرح پر روانہ کیں۔ عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ابوعون بن یزید کی کمک پر شہرزور اور اپنے برادرزادہ عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی کمک پر واسط کا لیکہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ پر واسط میں محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ واسط اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کی امداد پر مداین اور ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی پشت پناہی پر اہواز اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف روانہ کیا۔ اور خود چند روز لشکرگاہ میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر ہاشمیہ کے دارالامارت میں آکر قیام پذیر ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا لڑکا موسیٰ شام میں بوقت روانگی بنوعباس بجانب کوفہ موجود نہ تھے اتفاق وقت سے جب کہ یہ دونوں شام جا رہے تھے مقام دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ملاقات ہوگئی اور ابوالعباس بقصد کوفہ سفر کر رہا تھا داؤد اس کے قصد سے آگاہ ہو کر بولا "تم نے کوفہ کا قصد کیوں کیا ہے مروان بن محمد بنو امیہ کا سردار حران میں اہل شام وجزیرہ کو لئے ہوئے پڑا ہے جس کی سرحد عراق سے ملتی ہے اور یزید بن ہبیرہ شیخ عرب عراق میں ہے"۔ ابوالعباس نے جواب دیا "عمو جان جس شخص نے زندگی کو دوست رکھا وہ ذلیل ہوا"۔ داؤد اس برجستہ جواب سے قایل ہوگیا اور شام کا خیال دل سے دور کر کے مع اپنے لڑکے کے ساتھ ہولیا۔

ابراہیم امام کی اسیری

اس سے بیشتر بیان کیا گیا ہے کہ مروان بن محمد نے امام ابراہیم کو حران میں قید کر دیا تھا اور ان کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں لڑکے عثمان و مروان اور عباس بن ولید بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابو محمد سفیانی بھی قید کر دیا گیا تھا چند دنوں بعد حران میں وبائی بیماری پیدا ہوگئی جس سے بہ حالت قید عباس بن ولید عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابراہیم امام مر گئے اسی اثناء میں سعید بن ہشام مع اور قیدیوں کے داروغہ جیل کو قتل کر کے نکل کھڑا ہوا جن کو اہل حران کے بلوائیوں نے یورش کر کے قتل کر ڈالا منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں مارے گئے شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک، عبدالملک بن بشر التغلبی اور بطریق ارمینیہ موسوم بہ کوشان تھا۔ ابو محمد سفیانی اس شور وغل کے زمانے میں قید خانے سے نہ نکلا ایک کمرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا جب مروان زاب سے شکست اٹھا کر حران میں آیا تو اس نے اس کو مع اور قیدیوں کے رہا کیا۔

ابراہیم امام کا انتقال

بعض کا بیان ہے کہ شراحیل بن مسلمہ اور ابراہیم امام ایک ساتھ قید کیے گئے تھے ان دونوں میں حسن اتفاق سے راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور تحایف بھیجتے رہتے تھے۔ ایک روز ابراہیم امام کے پاس ایک شخص دودھ لے کر آیا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ شراحیل نے بھیجا ہے۔ ابراہیم نے پی لیا۔ پینا تھا کہ دست پر دست آنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ شراحیل کو اس کا علم نہ تھا اور اس نے ابراہیم کا یہ حال سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ ابراہیم کو کسی نے بحیلہ و مکر زہر دے دیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ صبح ہوئی تو ابراہیم امام مردہ تھے۔

مروان کی زاب کو روانگی

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ قحطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید ازدی کو شہر روز پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا اس نے عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اطراف موصل میں قیام کیا تھا اور مروان بن محمد اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لاکھ تیس[۲] ہزار کی جمعیت سے حران سے موصل کی جانب بڑھا تھا اور زاب میں پہنچ کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کی تھی۔ ابو عون

تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بھی زاب کا رخ کیا اور ابو مسلمہ نے اس کی کمک پر عینیہ بن موسیٰ، منہال بن قبان اور اسحاق بن طلحہ کو بسرافسری تین تین ہزار لشکر کے روانہ کیا پس جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کوفہ میں لی گئی تو اس نے مسلمہ بن محمد اور عبدالحمید بن ربعی طائی کو دو دو ہزار کی جمعیت سے، اور عبداللہ طائی کو پندرہ سو کی جمعیت سے اور دراس بن فضلہ کو پانچ سو کی جمعیت سے ابوعون کی امداد کو روانہ کیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد اپنے خاندان والوں سے مخاطب ہو کر بولا ''میرے اہل بیت سے کون شخص مروان کے مقابلے پر جانا چاہتا ہے'' عبداللہ بن علی نے کھڑے ہو کر جواب دیا، ''میں اس کی سرکوبی پر تیار ہوں'' ابوالعباس سفاح نے ایک لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن علی کو بھی روانہ کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے پہنچتے ہی ابوعون کے خیمہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کرایا بعد ازاں عینیہ بن موسیٰ کو پانچ ہزار لشکر کے ساتھ یکم جمادی الثانی ۱۳۲ھ میں نہر زاب عبور کر کے مروان سے لڑنے کا حکم دیا۔

مخارق وولید کی لڑائی چنانچہ عینیہ بن موسیٰ صبح سے شام تک لشکر مروان سے جنگ کرتا رہا رات ہوتے ہی عبداللہ بن علی کے پاس واپس آیا۔ صبح ہوئی تو مروان نے نہر زاب پر کشتیوں کا پل بنا کے عبور کیا اور اپنے لڑکے عبداللہ کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن علی نے اس کے مقابلے پر مخارق بن غفار کو مامور کیا اس کی رکاب میں چار ہزار فوج تھی عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم کو مخارق پر حملہ کرنے کو کہا، ولید و مخارق میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر مخارق کی فوج کو شکست ہوئی اور مخارق مع قیدیوں اور مقتولین کے سروں کے مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔ مروان نے مخارق سے خطاب کر کے کہا ''کیا تو ہی مخارق ہے؟'' جواب دیا ''نہیں'' پھر دریافت کیا ''کیا ان سروں میں تو مخارق کا سر بھی دیکھ رہا ہے؟'' مخارق نے ایک سر کی طرف اشارہ کر کے کہا ''یہ ہے'' مروان نے مخارق کو رہا کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مخارق نے سروں کو دیکھ کر مخارق کے سر ہونے سے انکار کیا تھا۔ مروان نے اس کو رہا کر دیا۔

معرکۂ زاب عبداللہ بن علی کو اس شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس خطرے کو پیش نظر کر کے کہ اس سے لشکر میں بددلی پیدا ہوگی نہایت تیزی سے اس خبر کے مشہور ہونے

سے پیشتر لڑائی کی تیاری کر دی۔ ان کے میمنہ پر ابو عون تھا اور اس کے میسرہ پر ولید بن معاویہ۔ تقریباً بیس ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج اس کی کمان میں تھی جونہی دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مروان نے عبداللہ بن علی کے پاس کہلا بھیجا کہ سردست یک شب کے لئے لڑائی ملتوی کر دی جائے" چونکہ عبداللہ بن علی اس کے نقصانات کو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے انکار کیا تب ولید بن معاویہ بن مروان نے (جو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ کا داماد تھا) حملہ کر دیا ابو عون سینہ سپر ہو کر اپنی رکاب کی فوج لئے ہوئے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی میدان جنگ ولید بن معاویہ کے ہاتھ رہا اور ابو عون شکست اٹھا کر عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا عبداللہ بن علی نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر کو پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود پیادہ پا (بالت رات ابراہیم یا محمد بن منصور) کہتے ہوا مروان کے لشکر پر حملہ آور ہوا مروان نے بھی اپنے لشکر کے ہر حصے کو پیادہ پا ہو کر حملہ کرنے کو کہا کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی یہاں تک کہ اس کے افسر پولیس نے بھی انکار کر دیا جب مروان پر لشکریوں کی یہ دغا بازی ظاہر ہو گئی تو اس نے نقد و جنس جو اس وقت موجود تھا میدان میں پھیلا کر یہ حکم دیا کہ لڑو اور اس نقد و جنس کو لوٹ لو لشکری یک قلم جنگ سے دست کش ہو کر نقد و جنس کے لینے پر مائل ہو گئے۔

مروان کی پسپائی

مروان نے جھلا کر اس طوفان بے تمیزی کے روکنے پر اپنے لڑکے عبداللہ کو مامور کیا، روکنا تھا کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دونوں لشکروں میں شکست کا شور برپا ہو گیا۔ مجبوراً مروان بھی میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ فریق مخالف کے ایک دستہ فوج نے پل کو توڑ دیا جس سے ہزارہا آدمی جن کی تعداد مقتولین سے کہیں زیادہ تھی۔ نہر زاب میں ڈوب مرے۔ منجملہ ان لوگوں کے جو غرق ہو گئے تھے ابراہیم بن ولید معزول خلیفہ بھی تھا۔ (بعضے کہتے ہیں کہ اس کو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا ہے) اسی معرکے میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بھی مارا گیا۔ یہ واقعہ (یوم شنبہ گیارہ) جمادی الثانی ۱۳۲ھ کا ہے۔ فتح یابی کے بعد سات روز تک عبداللہ بن علی میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا مروان کے لشکر کا مال و اسباب جمع کراتا رہا۔ آلات حرب، نقد اور جنس اندازے سے بہت زیادہ ہاتھ آیا۔ فتح کی خوشخبری کا خط ابو العباس سفاح

کی خدمت میں روانہ کیا۔

مروان کا فرار

مروان بن محمد شکست اٹھا کر موصل پہنچا۔ ہشام بن عمر تغلبی اور بشر بن خزیمہ اسدی والیٔ موصل تھے۔ ان لوگوں نے پل توڑ دیا اور مروان کو عبور کر کے موصل میں آنے سے روکا۔ ہمراہیوں نے پکار کر کہا "ھذا امیر المومنین" (یعنی امیر المومنین ہیں موصل میں داخل ہونے سے مانع نہ ہو) ان لوگوں نے تجاہل عارفانہ سے جواب دیا "امیر المومنین میدانِ جنگ سے نہیں بھاگتے ہیں"۔ یہ کہہ کر سخت و سست الفاظ کہنے لگے۔ مروان ان لوگوں کی کج ادائی سے پریشان ہو کر حران چلا آیا۔ جہاں پر اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد تھا تقریباً بیس روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر جب عبداللہ بن علی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔

اہل حمص کی عہد شکنی

اس کے جانے کے بعد ہی عبداللہ بن علی حران کے قریب پہنچ گئے۔ ابان بن یزید سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ پرچم لئے ہوئے ملنے کو آیا۔ ابو العباس سفاح کی خلافت کی بیعت کی عبداللہ بن علی نے اس کو امان دے دی۔ بعد ازاں اہل جزیرہ نے بھی حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی۔ اور مروان نے حمص پہنچ کر تین دن قیام کیا۔ اہل حمص پہلے تو مطیعانہ پیش آئے خوشی خوشی ٹھہرایا۔ لیکن پیچھے سے مروان کی جمعیت کی قلت و کمی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اس کے مال و اسباب کو نظر پر چڑھایا مروان نے ان کی نظریں پہچان کر کوچ کر دیا۔ ایک میل راستہ طے کیا ہوگا کہ اہل حمص شور و غل مچاتے ہوئے آ پہنچے۔ مروان نے لطائف الحیل سے ٹالنے کی کوشش کی جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو شمشیر بکف ہو کر لڑنے لگا آخر الامر اہل حمص کو مار کر پسپا کر دیا اور خود منزل بمنزل نہایت تیزی سے کوچ کرتا ہوا دمشق پہنچ گیا۔

فتح دمشق

ان دنوں دمشق میں اس کا چچا زاد بھائی ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا اس کو مخالفین دولت امویہ سے جنگ کرنے کی ہدایت کر کے فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا چونکہ فلسطین پر حکم بن ضبعان جذامی نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے نہر ابو فطرس پر ٹھہر کے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی نے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اپنی چند روز

بقیہ زندگی کے بسر کرنے کو فلسطین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ عبداللہ بن علی اُس قید خانے کے منہدم کرنے کے بعد جس میں اُس کا بھائی امام ابراہیم قید تھا حران سے روانہ ہو کر منبج پہنچا اہل منبج نے فوراً اطاعت قبول کر لی اسی مقام پر اس کا بھائی عبدالصمد بن علی جس کو سفاح نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے اس کی کمک پر روانہ کیا تھا آ ملا اس کے آنے کے دوسرے دن عبداللہ بن علی قنسرین اور بعلبک ہوتا ہوا دمشق پر آ اُترا اور سرداران[1] شیعہ کو دمشق کے شہر پناہ کے دروازوں پر محاصرے کی غرض سے متعین کر دیا۔ چند روز کے محاصرے کے بعد (یوم چہار شنبہ) ۵ رمضان ۱۳۲ھ کو بزور تیغ دمشق میں گھس پڑا۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا دمشق کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں ولید بن معاویہ (گورنر دمشق) اس معرکے میں مارا گیا۔

عبداللہ بن علی کی فلسطین کو روانگی

عبداللہ بن علی اس خداداد کامیابی کے بعد پندرہ روز تک دمشق میں مقیم رہا۔ سولھویں روز دمشق سے بقصد فلسطین کوچ کیا۔ مروان یہ خبر پا کر فلسطین سے عریش چلا آیا۔ عبداللہ بن علی نہر ابو فطرس پر پہنچا تو سفاح کا اس مقام پر ایک فرمان اس مضمون کا ملا کہ مروان کے تعاقب پر صالح بن علی کو مامور کرو چنانچہ صالح بن علی ذیقعدہ ۱۳۲ھ کو مروان کے تعاقب میں روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو عون اور عامر بن اسمٰعیل حارثی تھا۔ مروان عریش سے نیل کی طرف چلا آیا اور نہر نیل سے صعید چلا گیا اور صالح نے فسطاط میں پڑاؤ کر کے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق یہ کہ مروان کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی سواران مروان پہلے ہی سے شکستہ

---

[1] خود عبداللہ بن علی دمشق کے باب شرقی پر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور صالح بن علی باب جابیہ پر، ابو عون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب صغیر پر، حمید بن قحطبہ باب توما پر اور عبدالصمد، یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب فرادیس پر مامور تھا سب سے پہلے شہر پناہ کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے عبداللہ طائی اور باب صغیر کی جانب سے بسام بن ابراہیم چڑھ گیا تھا۔ کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳۔

دل ہو رہے تھے ایک ساعت بھی مقابلہ نہ کر سکے میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگے اُن میں سے چند سوار گرفتار کر لئے گئے اور انھیں لوگوں نے بتلا دیا کہ مروان بوصیر میں فلاں مقام پر مقیم ہے۔

مروان کا قتل ابوعون یہ سنتے ہی بوصیر پر جا پہنچا اور شب کے وقت بحالت غفلت اس خوف سے کہ صبح کو کمی ہمراہیوں کی وجہ سے شکست اٹھانی پڑے گی بوصیر پر شب خون مارا مروان اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر مکان سے باہر نکل آیا ایک شخص نے جو غالباً اسی تاک میں کھڑا تھا برچھے کا وار کیا مروان تیو کر زمین پر گر پڑا کوئی شخص چلا کر بولا "افسوس امیر المومنین مارے گئے" ابوعون کے ہمراہی یہ سن کر دوڑ پڑے سر اُتار کر ابوعون کے پاس لے گئے اور ابوعون نے ابوالعباس سفاح کی خدمت میں بھیج دیا یہ واقعہ آخری ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲ھ کا ہے۔

آل مروان کا انجام قتل مروان کے بعد اس کے لڑکے عبداللہ و عبیداللہ سر زمین حبشہ کی طرف بھاگ گئے حبشیوں نے بھی ان کو امان نہ دی جنگ کی نوبت آگئی عبیداللہ مارا گیا اور عبداللہ مع اپنے چند ہمراہیوں کے بچ گیا جو زمانہ خلافت مہدی تک باقی رہا اور جس کو عامل فلسطین نے گرفتار کر کے گرفتار کر کے مہدی کے دربار خلافت میں بھیج دیا اور مہدی نے قید کر دیا۔ ابوعون کے طلیعہ (ہراول) پر عامر بن اسمٰعیل حارثی مامور تھا اس نے کلیسہ بوصیر کا قصد کیا جہاں پر مروان کی عورتیں اور لڑکیاں قتل کی غرض سے نظر بندی کر دی گئی تھیں سب کو قید کر کے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا عورتوں نے اپنی رہائی کی درخواست پیش کی صالح نے بنو امیہ کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے پر ان کو ملامت کی اور پھر کچھ سوچ کر عفو تقصیر کر کے حران بھیج دیا۔

مروان بن محمد کو مروان الحمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برداشت و تحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے مخالفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور یہ خلق قرآن کا قایل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا۔

سلیمان بن ہشام کا قتل بنو عباس نے کامیابی حاصل کر کے بنو امیہ کے قتل پر کمر باندھ لی بچے بچے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے ایک روز سدیف بن میمون ابوالعباس

سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے اُس وقت سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا جس کو اس کے باپ نے امان دی تھی سدیف سلیمان کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ ابوالعباس سے خطاب کر کے ذیل کے اشعار پڑھنے لگا۔

قد اتتک الوفود من عبد شمس	تمہارے پاس بنو عبد شمس (امیہ) کے مہمان آئے ہیں تیار ہو کر
مستعدین یوجعون المطایا عفوۃ	اپنی سواریوں کو تکلیف دیتے ہوئے۔ اے خلیفہ وہ دھوکے
ایھا الخلیفۃ لا عن طاعۃ بل تخوفو	سے آئے ہیں۔ طاعت کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ تلوار کے خوف
المسرنب لا یغرنک ما تری من رجال	سے تم ان لوگوں کو دیکھ کر نازاں نہ ہو جانا۔
ان بین الضلوع داءً دویا فضع	ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے غبار باطنی بھرا ہوا ہے۔
السیف وارفع السوط حتی لا تری	پس ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دو چشم نمائی کا خیال چھوڑ دو۔
فوق ظہرھا امویا۔	یہاں تک کہ ان سواریوں کی پشت پر کوئی بنو امیہ دکھائی دے۔

سلیمان اُس کے نحوائے کلام کو سمجھ کر بولا "کیوں چچا! تم نے تو میرے قتل کا سامان کر دیا" سدیف جواب نہ دینے پایا تھا کہ سفاح نے اشارہ کر دیا۔ فوراً سلیمان بن ہشام کی گردن اتار لی گئی۔

بنو امیہ کا قتل عام اس واقعہ کے چند دن بعد عبد اللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس بنو امیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دستر خوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اتفاقاً شبل بن عبد اللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آگیا بنو امیہ کو اس عزت و احترام سے دیکھ کر فی البدیہہ اشعار ذیل پڑھنے لگا۔

اصبح الملک فی ثبات الاساس	نہایت استقلال و استحکام سے تم بادشاہ ہو گئے۔
بالبھالیل من بنی العباس	جوانمردان بنو عباس کی وجہ سے۔
طلبوا وترھا ثم فلقوھا	ان لوگوں نے ہاشمیوں کا بدلہ طلب کیا پس اس کو پا گئے۔
بعد میل من الزمان ویاس	ایک زمانہ گذرنے اور خوف کے بعد۔
لا تقیلن عبد شمس عثارا	تم ہرگز بنو عبد شمس (امیہ) کے انتقام لینے سے درگذر نہ کرنا۔

فاقطعن کل رقلۃ وغراس	ان کے ہر درخت اور پودے کو کاٹ ڈالنا۔
قلنا اظہر التود منہا	ہم کو انھیں ہاشمیوں سے کھلم کھلا دوستی ہے۔
وبہا منکم کجز الموا سی	اور انھیں کے قتل کی وجہ سے تمہارا سر منڈ گیا ہے۔
فلقد غاضنی و غاض سوای	بے شک مجھے اور میرے سوا اور لوگوں کو بھی غصہ پیدا ہوا ہے
قربھم من منابر وکراسی	منبر اور کرسیوں سے بنو امیہ کے قریب ہونے سے
انزلوہا بحیث انزلہا اللہ	تم دیکھو وہیں رکھو جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
بدار الھوان والا تعاس	بدبختی کے مکان اور اسفل درجہ میں رکھا ہے
واذکروا مصرع الحسین وزیداً	یاد کرو حسین وزید کے قتل ہونے کو۔
وقتیلاً بجانب المہراس	اور اُس کے قتل کو یاد کرو جو مہراس میں مارا گیا ہے۔
والقتیل الذی بحران اضحیٰ	اور اس مقتول کو یاد کرو جو حران میں قتل ہوا تھا جب
تحجل الطیر حولہ فی الکناس	کی لاش پر پرند اس طرح آتے تھے جیسا کہ اپنے گھونسلے کو جاتے ہیں

آل عباس کی سفاکی

ان اشعار کے سننے سے عبداللہ بن علی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہوگئیں خادموں کو حکم دیا کہ ”ان جان باختہ بدبختوں کو مار مار کر فرش کر دو“ خادموں نے ایسا ہی کیا پس جب وہ سب کے سب بدحواس ہو کر زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے تو ان کے اوپر نطاع بچھا کر دوبارہ دستر خوان پر کھانا چُنا گیا۔ عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیوں کے کھانا کھانے لگے اور ان زخمیوں کے کراہنے کی آواز برابر آ رہی تھی یہاں تک کہ مر گئے۔ منجملہ ان مقتولین کے محمد بن عبدالملک بن مروان٬ مسز بن یزید٬ عبدالواحد بن سلیمان٬ سعید بن عبدالملک اور ابوعبیدہ بن ولید بن عبدالملک تھا بعض کا بیان ہے کہ ابراہیم معزول خلیفہ بھی انھیں لوگوں کے ساتھ مارا گیا تھا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اسدیف ہی نے ان اشعار کو سفاح کے روبرو پڑھا تھا اور اسی نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا۔

بنوامیہ کی لاشوں کا حشر

اس واقعہ کے بعد سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصرے میں

بنو امیہ کے ایک گروہ کو قتل کر کے لاشوں کو راستوں میں پھکوا دیا جس کو مدتوں کتے کھاتے رہے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن علی نے خلفاء بنو امیہ کی قبروں کو کھدوایا تھا۔ قبروں میں راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی قبر میں ایک موہوم خط سا نکلا، عبدالملک کی قبر سے اس کی کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر میں بعض بعض اعضا بھی ملے۔ مگر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ جوں کا توں نکلا صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی۔ نعش پر کوڑے لگوا کر صلیب پر چڑھایا اور پھر اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑا دیا۔ واللہ اعلم بصحۃ ذٰلک

اس عام خونریزی سے بنو امیہ کا کوئی متنفس جاں بر نہ ہوا سوائے شیر خوار بچوں یا اُن لوگوں کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے۔ مثلاً عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام وغیرہ مع اپنے اعزہ، اقارب اور متعلقین کے جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کو احاطۂ تحریر میں لائیں گے۔

اموی بیرونی مہمات

صوائف کے حالات ہم عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز تک بیان کر آئے ہیں۔ ۱۰۲ھ زمانہ حکومت یزید بن عبدالملک میں عمر بن ہبیرہ نے جن دنوں جزیرہ کا حکمران تھا قبل گورنری عراق روم پر ارمینیہ کی طرف سے جہاد کیا تھا اور رومیوں کو شکست دے کر ایک گروہ کثیر کو قید کر لایا تھا منجملہ ان کے سات سو قیدیوں کو قتل بھی کیا تھا۔ اسی سنہ میں عباس بن ولید نے روم پر چڑھائی کی تھی اور ایک سال کے جنگ کے بعد روم کے قلعہ ولسہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد ۱۰۳ھ میں پھر عباس بن ولید نے بقصد جہاد خروج کر کے شہر رسلہ کو بزور تیغ مفتوح کیا۔

عہد خلافت ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ میں جراح حکمی نے فوج کشی کی اور حصون بلنجر کی پرلی طرف تک فتح کرتا ہوا چلا گیا مال غنیمت بے شمار ہاتھ آیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے سرزمین روم پر جہاد کیا ایک ہزار جنگ آوروں کا ایک سریہ روانہ کیا اتفاق سے سب کے سب کام آ گئے۔ پھر اسی سنہ میں مروان بن محمد نے صائفہ یمنی کے ساتھ سرزمین روم پر جہاد کیا اور شہر قونیہ و کمخ پر بزور تیغ قبضہ حاصل کیا۔ ۱۰۶ھ میں سعید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک والی جزیرہ نے روم پر جہاد کیا اور شہر قیساریہ کو فتح کیا۔ اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے روم کے ایک قلعہ پر اور معاویہ بن ہشام نے جزیرہ

قبرص پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ۱۰۹ھ میں معاویہ بن ہشام نے قلعہ طبسہ کو فتح کیا۔ ۱۱۰ھ میں صائفہ کے ساتھ عبداللہ بن عقبہ فہری جہاد کی غرض سے اٹھا۔ بحری لشکر کا سردار عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج تھا۔ اور ۱۱۱ھ میں صائفہ یسری کے ساتھ معاویہ بن ہشام اور صائفہ یمنی کے ساتھ سعید بن ہشام اور براہ دریا عبداللہ بن ابی مریم نے جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے ۱۱۳ھ میں شہر خرشفہ پر کامیابی حاصل کی۔ اسی سنہ میں عبداللہ بطال نے بھی فوج کشی کی تھی اور میدان جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا مگر عبدالوہاب مع اپنے رکاب کی فوج کے لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور معاویہ بن ہشام مرعش کی جانب سے سرزمین روم میں داخل ہوگیا۔

۱۱۴ھ میں صائفہ یسری کے ساتھ جہاد کرتا ہوا ریض اقرن تک پہنچ گیا اور عبداللہ بطال۔ قسطنطین سے جا ٹھہرا اور اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اسی سنہ میں سلیمان بن ہشام نے بھی بسر افسری صائفہ یمنی جہاد شروع کیا اور قیساریہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اور اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کو شکست دے کر باب الباب پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۵ھ میں معاویہ بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ اور ۱۱۶ھ میں سفیان بن ہشام نے صائفہ یسری کے ساتھ اور سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنی کے ساتھ جزیرہ کی طرف سے جہاد کیا اور سرزمین روم میں متواتر سرایا روانہ کئے اور اسی سنہ میں مروان بن محمد کو ارمینہ سے (جن دنوں یہ والی ارمینہ تھا) رومیوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا پس ان لوگوں نے سرزمین لان کو فتح کر لیا۔ ۱۱۸ھ میں معاویہ بن ہشام، سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد نے ارمینہ سے بقصد جہاد فوج کشی کی اور تین طرف سے سرزمین ورقیس (ورنیس) میں گھس گئے۔ ورقیس بھاگ کر خزر کے قلعہ میں جا چھپا مروان نے لوٹ کر خزر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی ایک روز اسی کے کسی مصاحب نے قتل کر کے سر مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے نیزے پر نصب کر کے قلعہ کے چاروں طرف پھرایا اہل قلعہ یہ دیکھ کر سہم گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مروان نے جنگ آوروں کو قتل کر کے باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ آغاز ۱۱۹ھ میں مروان بن محمد نے ارمینہ سے پھر جہاد شروع کیا اور بلاد لان و بلاد خزر رہوتا ہوا بلنجر و سمندر کو طے کر کے خاقان کے دارالسلطنت تک پہنچ گیا خاقان اپنکو

مقابلہ سے مجبور سمجھ کر بھاگ گیا۔

۱۲۱ھ میں سلیمان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور سندرہ کو فتح کر کے واپس آیا۔ اسی سنہ میں اسحاق بن مسلم عقیلی نے تومانشاہ پر فوج کشی کی اس کے اکثر قلعوں کو فتح کر کے اس کے شہر کو ویران کر ڈالا۔ ۱۲۱ھ میں مروان بن محمد نے قلعہ بیت السریر پر حملہ کیا اور کامیابی حاصل کر کے دوسرے قلعہ کا رخ کیا اور اس کو بھی فتح کر کے عزسک میں داخل ہوا اس قلعہ میں خود بادشاہ رہتا تھا مروان بن محمد کے پہنچتے ہی بادشاہ اس قلعہ کو چھوڑ کر قلعہ جرج چلا گیا اس قلعہ میں سونے کا تخت تھا۔ مروان نے اس پر بھی محاصرہ کر لیا۔ بالآخر بادشاہ نے ایک ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ مروان اس مہم سے فارغ ہو کر سرزمین ارزق الفران اور تومان پر بہ مصالحت قبضہ کرتا ہوا حمدین جا پہنچا اور اس کو بزور تیغ فتح کر کے حمدین کے ایک قلعہ کا ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے مصالحت کر لی بعد ازاں سرزمین مداو گیلان کو بھی بہ مصالحت فتح کیا یہ بلاد دریا کے کنارے کنارے ارمینہ سے طبرستان تک آباد تھے اسی سنہ میں مسلمہ بن ہشام رومیوں پر حملہ آور ہوا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔

اس کے بعد ۱۲۲ھ میں عبداللہ بن حسین انطاکی معروف بہ بطال نے پھر بلاد روم پر جہاد کیا اس نے بلاد روم پر بکرات و مرات جہاد کئے مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے بلاد روم پر جہاد کرنے کو مامور کیا تھا چنانچہ یہ بلاد روم پر برابر جہاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اسی سنہ میں شہید ہو گیا۔ ۱۲۳ھ میں سلیمان بن ہشام نے اپنے باپ کے زمانے میں بہ ہمراہی صائفہ جہاد کیا۔ الیون بادشاہ روم سے مقابلے کی نوبت آئی سلیمان نے اس کو شکست دے کر اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔

۱۲۵ھ میں رومیوں نے قلعہ زبطرہ کی طرف خروج کیا جس کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا اور ایک غیر مستحکم قلعہ تعمیر کیا جو زمانہ مروان میں ویران کر دیا گیا پھر اس کو خلیفہ رشید نے دوبارہ تعمیر کرایا اور پھر رومیوں نے مامون کے زمانے میں اس کو منہدم کر دیا پھر مامون نے

اس کو نہایت استحکام سے بنوایا اور چاروں طرف نہریں اور خندقیں کھدوائیں۔ زمانۂ معتصم میں رومیوں نے پھر اس کو زمین دوز کر دیا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے اسی ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی الغمر کو صائفہ کی افسری پر مامور کیا اور اسود بن بلال محاربی کو بسر عسکری ایک لشکر کے براہ دریا قبرص کی طرف روانہ کیا تاکہ اہل قبرص کو رومیوں کے دست برد سے بچائیں۔ چنانچہ اہل قبرص دو فریق ہو کر ایک شامیوں کے ظل عاطفت میں آ گئے اور دوسرا رومیوں کے مروان کے زمانہ حکومت ۱۲۱ھ میں بہمراہی صائفہ ولید بن ہشام نے بقصد جہاد خروج کیا اور عمق پہ جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور قلعہ مرعش کو تعمیر کرایا۔

باب ۱۴
بنوامیہ کے عمّال

بنوامیہ کے عمال معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے شروع زمانہ خلافت ۴۱ھ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کو کوفے کا والی مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد معزول کر دیا تھا مغیرہ بن شعبہ کو نماز پر اور ربیع کو خراج پر مامور کیا تھا اور کوفے میں نقباء کا سردار شریح تھا۔ چونکہ زمانہ مصالحت حسنؓ ومعاویہ میں حمران بن ابان نے بصرہ پر دفعتہً قبضہ کر لیا تھا اس وجہ سے معاویہ نے بشر بن ارطاۃ کو امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد امدادی فوجیں بھی روانہ کیں اس معرکے میں زیاد بن پدر معاویہ کی اولاد ماری گئی جو کہ علی ابن طالبؓ کی طرف سے فارس کا گورنر تھا۔ پس یہ اسی زمانے میں وارد بصرہ ہوا جیسا کہ اس سے پیشتر ہم نے اس کے حالات بنی زیاد کے ذیل میں بیان کئے ہیں۔

عبداللہ بن عامر اس کے بعد بصرے کی امارت عبداللہ بن عامر بن کریز بن حبیب بن عبدشمس کو دی اور خراسان وسجستان کی حکومت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی اس کے پولیس کا افسر اعلیٰ حبیب بن شہاب اور محکمہ قضا کا متولی عمیر بن بتری تھا۔ اور قیس کے حالات خراسان کے اخبار کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

عقبہ بن نافع عمرو بن العاص جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مصر کے گورنر تھے انھوں نے اپنی طرف سے سنہ ۴۱ھ میں افریقیہ پر عقبہ بن نافع بن عبدقیس کو مامور کیا (یہ عمرو بن العاص کے خالہ زاد بھائی تھے)، پس عقبہ لواتہ ومزاتہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا پہلے تو اہل افریقیہ نے

اطاعت قبول کرلی لیکن بعد چند روز کے باغی ہو گئے۔ عقبہ نے ان پر جہاد کر دیا اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل وقید کیا۔ بعد ازاں ۴۲ھ میں غدامس پر اور ۴۳ھ میں بلد ودان پر بزور تیغ قبضہ حاصل کرلیا۔

مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلمہ

۴۲ھ میں معاویہ نے مدینہ کی سند گورنری مروان بن الحکم کو دی اور قضا کا عہدہ عبداللہ بن حرث بن نوفل کے سپرد کیا اور مکہ کا اسی سنہ میں خالد بن العاص بن ہشام کو والی بنایا۔ انھیں دنوں حبیب بن مسلمہ فہری ارمینیہ کی گورنری پر تھا۔ معاویہ ہی نے اس عہدے پر اس کو مامور کیا تھا جب ۴۲ھ میں یہ مرگیا تو بجائے اس کے[۱]۔

ابن عامر اور حرث بن عبداللہ

اسی سنہ میں ابن عامر نے حدود ہند پر عبداللہ بن سوار عبدی کو امیر بنایا تھا کہا جاتا ہے کہ معاویہ نے اس کو بھی مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں ابن عامر نے قیس بن ہیثم کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ بن حازم کو مامور کیا تھا۔ بعد ازاں ۴۴ھ میں معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ ازدی کو مقرر کیا پھر چار مہینے بعد اس کو ۴۵ھ میں معزول کر کے بصرہ اس کے بھائی زیاد کو اور خراسان پر حکم بن عمر غفاری کو متعین کیا اور محکمہ مال کو اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا پھر ۴۷ھ میں حکم بن عمر غفاری کے مرنے پر خلید بن عبداللہ حنفی کو اور اس کے بعد ۴۸ھ میں غالب بن فضالہ لیثی کو مقرر کیا۔

عمرو بن العاص اور زیاد

مصر کی گورنری پر ۴۹ھ تک عمرو بن العاص رہے۔ بعد ازاں سعید بن العاص مامور کیا گیا اور عبداللہ بن حرث کو عہدہ قضا سے برطرف کر کے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کو قاضی بنایا۔ ۵۰ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفے کو بھی اپنے بھائی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیا۔ پس زیاد نے بصرے کی نیابت سمرہ بن جندب کو مرحمت کی اور خود چھ ماہ بصرے میں رہتا تھا اور چھ ماہ کوفہ میں۔

---

[۱] اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔

معاویہ بن خدیج اور ابو المہاجر

اسی ۵۰ھ میں امیر معاویہ نے معاویہ بن خدیج کو جو مصر میں تھا افریقیہ میں جاگیر دی اور عقبہ بن نافع فہری کو دس ہزار کی جمعیت سے اقصائے افریقیہ میں اسلامی پرچم اُڑانے کا حکم دیا اور اس لشکر کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کر دیا جو اہل بربر میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے پس اس نے افریقیہ کے بلاد کو اُلٹ پلٹ دیا اور قیروان میں ایک بہت بڑا لشکر گاہ بنا کر عساکر اسلامیہ کو اس میں ٹھہرایا۔ بعد ازاں امیر معاویہ نے مصر و افریقیہ کی گورنری اپنے آزاد غلام ابو المہاجر کو دی۔ ابو المہاجر نے عقبہ کی معزولی کو بہت ناشائستہ طریقہ سے ظاہر کیا عقبہ بحال پریشان دارالخلافہ شام چلا آیا اور امیر معاویہ سے کل حالات بیان کئے۔ امیر معاویہ نے معذرت کی گورنری افریقیہ پر بحال کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے ایفاء کی نوبت نہ آئی راہئ ملک بقا ہو گئے۔ پس جب یزید تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے زمانہ حکومت ۶۲ھ میں اس کو والی مقرر کیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۶۲ھ میں عقبہ کو گرفتار کرا کر قید کر دیا۔ پھر یزید کے حکم سے رہا کیا گیا قید سے رہا ہوتے ہی عقبہ وفد ہو کر یزید کے پاس آیا اس نے اُس کو اُس کی گورنری پر بحال کر دیا پس اس نے بھی ابو المہاجر کو قید کر دیا اور بقصد جہاد خروج کر کے کسیلہ کو مار ڈالا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خلید بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس

۵۱ھ میں زیاد نے خراسان پر ربیع بن زیاد بن حرث کو بجائے خلید بن عبداللہ حنفی کے متعین کیا اور ۵۳ھ خود داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم آخرت کا راستہ اختیار کیا اور بوقت وفات بصرے میں سمرہ بن جندب کو اور کوفے میں عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنی نیابت میں چھوڑ گیا۔ اس کے بعد ۵۵ھ میں ضحاک بن قیس والی مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں ربیع بن زیاد عامل خراسان قبل وفات زیاد مر گیا تھا اور اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب بنا گیا تھا جو دو مہینے بعد داعی بحق ہو گیا اور خلید بن یربوع حنفی کو بوقت انتقال اپنا جانشین کیا اور صفا پر سبرہ دیلمی من جانب امیر معاویہ مامور تھا جس کا ۵۳ھ میں انتقال ہوا۔

ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عمر

۵۴ھ میں امیر معاویہ نے مدینہ منورہ کی گورنری سے سعید بن العاص کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو مامور کیا۔ بعد ازاں ۵۷ھ میں اس کو معزول

کر کے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا اور ۵۹ھ میں حکومت بصرہ سے ابن جندب کو معزول کر کے عبداللہ بن غیلان کو متعین کیا اور خراسان کی حکومت عبید اللہ بن زیاد کو دی۔ بعدہ ۵۵ھ میں بجائے عبداللہ بن عمر بن غیلان کے بصرے کی حکومت سے بھی ممتاز کیا۔

سعید بن عثمان اور ابن ام حکم

۵۶ھ میں سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کی گورنری دی گئی اور ۵۸ھ میں امیر معاویہ نے حکومت کوفہ سے ضحاک بن قیس کو علیحدہ کر کے ابن اُم حکم (اُم حکم امیر معاویہ کی بہن تھیں) یعنی عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی کو مقرر کیا۔ لیکن اہل کوفہ نے اس کو نکال دیا تب امیر معاویہ نے مصر پر اس کو مامور کیا مگر معاویہ بن خدیج نے مصر میں بھی اس کو داخل نہ ہونے دیا۔

نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زیاد

۵۹ھ میں کوفے کی گورنری نعمان بن بشیر کو اور خراسان کی عبدالرحمٰن بن زیاد کو دی گئی قیس بن ہیثم سلمی اُس سے ملنے کو خراسان گیا اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم جرمانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا۔ بلاد اسلامیہ میں اُن کے عمال بھی تھے جن کا ابھی ذکر کیا گیا علاوہ ان کے سجستان پر عباد بن زیاد، کرمان پر شریک بن اعور تھا۔

ولید بن عقبہ اور سالم بن زیاد

یزید نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ولید بن عقبہ کو مدینہ و حجاز کی گورنری سے معزول کر کے عمر بن سعید اشدق کو مامور کیا پھر ۶۱ھ میں اس کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو دوبارہ مقرر کیا اور خراسان کی گورنری سالم بن زیاد کو دی سالم نے اپنی طرف سے حرث بن معاویہ حرثی کو خراسان اور اپنے بھائی یزید کو سجستان روانہ کیا۔ یزید نے اہل کابل سے معرکہ آرائی کی اور نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کیا۔ اس کے بعد سالم نے سجستان پر طلحۃ الطلحات یعنی طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی کو مقرر کر کے روانہ کیا۔

زہیر بن قیس

۶۲ھ میں یزید نے عقبہ بن نافع کو افریقیہ کی طرف امیر بنا کر روانہ کیا اس نے ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور قیروان کی امارت زہیر بن قیس بلوی کو دی جیسا کہ اس کے حالات کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔ اسی سنہ میں مسلمہ بن مخلد انصاری امیر مصر نے وفات پائی اور ۶۴ھ میں یزید بن

معاویہ بھی مر گیا۔

عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا

اہل عراق نے عبیداللہ بن زیاد کو والی بنانا چاہا لیکن اہل بصرہ نے عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنی زمام حکومت سپرد کر دی ابن زیاد عراق سے بھاگ کر شام چلا آیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے عامر بن مسعود امیر کوفہ ہو کر وارد کوفہ ہوا! اس اثنا میں اہل رے کی بغاوت کی خبر مشہور ہوئی جہاں کا فرخان والی تھا۔ عامر نے محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب لوان کی سرکوبی پر مامور کیا ان لوگوں نے اس کو شکست دے دی تب عامر نے عتاب بن ورقاء کو مامور کیا اس نے ان لوگوں کی کماحقہ گوشمالی کی۔ ان واقعات کے بعد مروان نے بیعت لی اور مصر کی طرف روانہ ہوا۔

عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک

عبدالرحمٰن بن حمام قرشی (ابن زبیر کا داعی) امیر مصر تھا مروان نے مصر کو اس کے قبضے سے نکال کر عمر بن سعید کے سپرد کیا بعد ازاں اسی کو مصعب ابن اثیر سے جنگ کرنے کو بھیجا جن دنوں مصعب نے اپنے بھائی عبداللہ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا۔ اور نظام ملکی قایم وجاری رکھنے کی غرض سے مروان نے اپنے لڑکے عبدالعزیز کو مصر کا والی مقرر کیا یہاں تک کہ اسی عہدے پر ۸۵ھ میں عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ تب عبدالملک نے مصر پر اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن خازم

اہل خراسان نے یزید کے بعد سالم بن زیاد کو بار حکومت سے سبکدوش کر دیا اس وقت مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کی گورنری دی گئی۔ بعد ازاں مسلم نے عبداللہ بن خازم کو والی بنایا ایک زمانے تک خراسان میں آتش بغاوت مشتعل رہی۔ انھیں ایام میں اہل کوفہ نے عمر بن حریث ابن زیاد کے نایب کو نکال کر ابن اثیر کی بیعت کر لی تھی اور ان کی طرف سے مختار بن ابی عبید چھ ماہ بعد انتقال یزید امیر کوفہ ہو کر وارد کوفہ ہوا تھا اور شریح اس زمانہ فتنہ وفساد میں عہدہ قضا سے علیحدہ رہے تھے[1]

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر دو سطروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

مصعب بن زبیر
عبداللہ بن زبیر نے مدینہ منورہ پر ۶۵ھ میں بجائے اپنے بھائی عبداللہ کے اپنے دوسرے بھائی مصعب کو متعین کیا اور بنو تمیم خراسان میں عبداللہ بن خازم پر طوفان بے تمیزی کی طرح امنڈ آئے۔ چنانچہ بکیر بن وشاح خراسان پر اور مختار کوفہ میں اپنے مطیع گورنر ابن زبیرؓ پر ۶۶ھ میں متصرف وغالب ہو گیا۔

عہد عبدالملک و ابن زبیرؓ جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ
۶۵ھ میں مروان مر گیا تو عبدالملک تخت نشین ہوا۔ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو بصرے پر اور مدینہ منورہ میں بجائے اس کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مقرر کیا۔ پھر ۷۱ھ میں عبدالعزیز نے عراق پر قبضہ کر کے بصرے کی حکومت خالد بن عبداللہ بن اسد کو اور کوفہ کی ولایت اپنے بھائی بشر بن مروان کو دی۔

بکیر بن وشاح تمیمی
ان دنوں خراسان میں عبداللہ بن خازم ابن زبیر کی طرف سے ان کی حکومت قایم کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔ بکیر بن وشاح تمیمی نے اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور عبدالملک کی حکومت کی جانب لوگوں کو مایل کر کے حملہ کر دیا عبداللہ بن خازم عرصہ جنگ میں مارا گیا عبدالملک نے اس حسن خدمت کے صلہ میں بکیر کو خراسان کی گورنری دے دی۔

طارق بن عمر
مدینہ منورہ میں جابر بن اسود کے بعد عبداللہ بن زبیر کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف دعوت دے رہا تھا عبدالملک نے طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ طارق نے بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد ۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور خلافت وحکومت کا عبدالملک بلامزاحمت غیرے مالک ہو گیا۔

محمد و بشر پسران مروان
عبدالملک نے بالاستقلال خلافت پانے کے بعد جزیرہ وارمینیہ پر اپنے بھائی محمد کو مقرر کیا اور خالد بن عبداللہ کو حکومت بصرہ سے علیحدہ کر کے اپنے بھائی بشر کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ بشر کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نایب بنا کر بصرہ چلا گیا۔

حجاج بن یوسف
حجاز یمن اور یمامہ کی حکومت حجاج بن یوسف کو دی اور اسی کو کوفے سے ابن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اور اسی اثنا میں طارق کو حکومت مدینہ منورہ سے

معزول کر دیا تھا۔ ۷۳ھ میں ابوادریس خولانی کو قاضی مقرر کرنا چاہا تھا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ جنگ ازارقہ پر بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری سے بکیر بن وشاح کو معزول کر کے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مامور کیا تھا۔

عبداللہ بن اُمیہ پس امیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو سجستان کی طرف روانہ کر دیا اور ۶۹ھ میں بربر نے زہیر بن قیس بلوی کو جو افریقیہ میں تھا قتل کر ڈالا چونکہ عبدالملک ان دنوں مہم ابن زبیر میں بذاتہ مصروف تھا جب اُس سے اس کو فراغت ہوئی تو اس نے ۷۴ھ میں حسان بن نعمان غسانی کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر کے ساتھ افریقیہ کی طرف روانہ کیا حسان نے افریقیہ میں پہنچ کر نہایت سختی سے لڑائی چھیڑ دی روم و بربر کی فوجیں متفرق و منتشر ہو گئیں۔ انھیں معرکوں میں کاہنہ مارا گیا جیسا کہ حالات افریقیہ میں بیان کیا جائے گا۔

پھر عبدالملک نے ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف کو صرف عراق کی گورنری عنایت کی اور سندھ کی گورنری سعید بن اسلم بن زرعہ کو دی سندھ ہی کی لڑائیوں میں سعید بن اسلم مارا گیا اور اسی سنہ میں خوارج نے خروج کیا۔ ۷۶ھ میں مدینہ منورہ کی حکومت ابان بن عثمان کو دی گئی۔ ان دنوں قضاء کوفہ پر شریح، قضاء بصرہ پر زرارہ بن اوفی بعد ہشام بن ہبیرہ کے اور قضاء مدینہ پر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ تھے انھیں ایام میں خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ ۷۸ھ میں عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان و سجستان کی حکومت سے معزول کر کے ان صوبجات کو حجاج بن یوسف کی گورنری میں شامل کر دیا۔ حجاج نے اپنی طرف سے خراسان پر مہلب بن ابی صفرہ کو سجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا اور عہدہ قضاء بصرہ موسیٰ بن انس کو مرحمت کیا اور جب شریح بن حرث نے قضاء کوفہ سے استعفا دیا تو بجائے ان کے ابو بردہ بن ابو موسیٰ کو مامور کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن اذینہ کو بصرے کا قاضی بنایا۔

ابن اشعث حجاج نے اس تقرری کو بحال رکھا۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ

منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو مامور کیا ہشام نے نوفل بن مساحق کو عہدہ قضا مدینہ سے موقوف کر کے عمر بن خالد زرمی کو قاضی بنایا۔

قتیبہ بن مسلم

اسی سنہ میں حجاج نے شہر واسط کو آباد کیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید بن مہلب کو گورنری خراسان سے سبک دوش کر دیا۔ ہشام نے بجائے اُس کے چند دنوں کے لئے اُس کے بھائی مفضل کو بعدازاں قتیبہ بن مسلم کو مامور کیا۔

عہد ولید بن عبدالملک

عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید تخت نشین ہوا اس نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہشام بن اسمٰعیل کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ پس عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ کا عہدہ قضا مرحمت کیا اور حجاج نے بصرے کی گورنری پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اور عہدہ قضا پر عبداللہ بن اذینہ کو اور قضا رکوفہ پر ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کو مامور کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم

۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کی حکومت خالد بن عبداللہ قسری کو دی ان دنوں سرحد سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچازاد بھائی) مامور تھا اسی نے سندھ کو فتح اور اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ مصر کا عبداللہ بن عبدالملک گورنر تھا اس کو اس کے باپ نے مامور کیا تھا اہالیان مصر اس کی بداخلاقی سے کشیدہ خاطر ہوئے ولید نے اسی سنہ میں اس کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مامور کیا اور خالد کو حکومت حجاز سے علیحدہ کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر

۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو گورنری جزیرہ و ارمینیہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مامور کیا۔ اقصائے مغرب مقام طنجہ پر طارق بن زیاد گورنری کر رہا تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے بلاد اندلس پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خالد بن عبداللہ ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکومت حجاز سے معزول کر دیئے گئے اور بجائے ان کے خالد بن عبداللہ مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مامور کئے گئے۔ ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ بعد ازاں ۹۶ھ میں ولید کے وجود سے دنیا اسلام پاک ہوئی۔ اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم بوجہ انتقاض سلیمان مارا گیا۔ سلیمان نے بجائے اس کے یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرہ بن شریک نے بھی وفات پائی تھی۔[1]

ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم، مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، قضاء کوفہ پر ابوبکر بن موسیٰ اور قضاء بصرہ پر عبدالرحمن بن اذینہ تھا۔ ۹۷ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو حکومت افریقیہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مقرر کیا اسی اثناء میں سلیمان مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے بجائے اس کے اسمٰعیل بن عبداللہ کو مامور کیا۔

یزید بن مہلب وعدی بن ارطاة طبرستان وجرجان عہد حکومت سلیمان بن عبدالملک ۹۸ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے بصرے پر عدی بن ارطاة فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کے بحال رکھنے کی ہدایت کی۔ پس عدی نے قضاء بصرہ پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مقرر کیا اور کوفے کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن یزید بن خطاب کو اور مدینہ منورہ پر عبدالعزیز بن ارطاة کو خراسان پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا۔

عبدالرحمن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ بعد ازاں ۱۰۰ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمن بن نعیم قرشی مامور کیا گیا جزیرہ کا گورنر عمر بن ہبیرہ فزاری اور افریقیہ کا اسمٰعیل بن عبداللہ (بنو مخزوم کا آزاد غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی گورنر تھا۔ ۱۰۱ھ میں حکومت افریقیہ سے اسمٰعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے یزید بن ابی مسلم (حجاج کا سکریٹری) والی بنایا گیا۔ پس یہی افریقیہ کا برابر

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

والی رہا یہاں تک کہ مار ڈالا گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک سنہ ۱۰۲ھ میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق و خراسان کی حکومت مرحمت کی۔ اس نے اپنی طرف سے خراسان پر سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا، اسی کو سعید خذینہ بھی کہا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمہ کی پاس خاطر سے اس کو معزول کر کے ابن یزید بن ہبیرہ کو مامور کیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک و عبدالواحد بن عبداللہ پس اس نے قضا کوفہ پر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کو اور قضاء بصرہ پر عبدالملک بن یعلی کو مقرر کیا۔ اور مصر پر قرہ بن شریک کے بجا اسامہ بن زید کو اور خراسان پر ابن ہبیرہ نے سعید حریشی کو بجائے حذیفہ کے مامور کیا سنہ ۱۰۳ھ میں مکہ و مدینہ کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کو دی اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حکومت مکہ و طایف سے معزول کیا۔ طائف میں بجائے اس کے عبدالواحد بن عبداللہ بصری امیر بنایا گیا۔

جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید سنہ ۱۰۴ھ میں یزید نے ارمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا اور عبدالرحمٰن بن ضحاک کو گورنری کے تیسرے برس حکومت مکہ و مدینہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے عبدالواحد نضری کو مامور کیا۔ ابن ہبیرہ نے سعید حریشی کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر کے مسلم بن سعید ابن اسلم بن زرعہ کلابی کو امارت عنایت کی اور عہدہ قضاء کوفہ حسین ابن حسین کندی کو دیا گیا۔

عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری سنہ ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک مر گیا تو ہشام تخت نشین ہوا اس نے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ خالد نے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اپنے بھائی اسد کو سنہ ۱۰۶ھ میں امیر خراسان بنا کر خراسان بھیجا اور بصرے پر عقبہ بن عبدالاعلیٰ کو اور اس کے قضا پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو اور سندھ پر ضبیہ بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔

حُر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام انہیں دنوں ہشام نے موصل کی گورنری حُر بن یوسف کو دی اور عبداللہ

نضری کو حکومت حجاز سے معزول کر کے ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو مقرر کیا۔ اور مدینہ منورہ کا عہدہ قضا محمد بن صفوان جمحی کو دیا گیا۔ پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے صلت کندی کو قاضی بنایا جراح بن عبداللہ حکومت ارمینیہ و آذربائیجان سے معزول کیا گیا تو بجائے اس کے ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو ارمینیہ و آذربائیجان کی گورنری دی اس نے اپنی طرف سے حرث بن عمرالطائی کو والی بنایا۔

یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ ۱۰۶ھ میں یمن کا گورنر یوسف بن عمر تھا۔ ۱۰۹ھ میں خالد اور اس کا بھائی اسد حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ خالد کو اپنا کاتب بنا لینا خالد کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی جگہ پر حکم بن عوانہ کلبی کو خراسان پر مقرر کر دیا ہشام کو یہ تقرری پسند نہ آئی فوراً خالد کو معزول کر دیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن ۱۰۹ھ میں عامل قیروان بشر بن صفوان مرگیا ہشام نے بجائے اس کے عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن اعز سلمی کو مقرر کیا پس اس نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حکومت اندلس سے علیحدہ کر کے حذیفہ بن اخوص اشجعی کو مامور کیا پھر چھ مہینے بعد اس کو بھی معزول کر کے عثمان بن ابی نسعہ خثعمی کو اندلس کی امارت دی۔

خالد قسری اور ضبیہ بن عبدالرحمٰن ۱۱۰ھ میں خالد قسری نے بصرے کی امامت پولیس قضا اور صیغہ مال کی زمام حکومت بلال بن ابی بردہ کو دی اور ثمامہ کو عہدۂ قضا بصرے سے معزول کر دیا۔ ۱۱۱ھ میں ہشام نے اسرش بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مزنی کو مقرر کیا اور ارمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مسلمہ کی معزولی کے بعد متعین کیا۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقیہ نے عثمان بن ابی نسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے ہثیم بن عبید کنانی کو مقرر کیا۔

سعید حریشی اور عبیدہ بن عبدالرحمٰن ۱۱۲ھ میں ترکمانوں نے جراح بن عبداللہ والی ارمینیہ کو مار ڈالا تو ہشام نے بجائے اس کے سعید حریشی کو متعین کیا۔ اور ہثیم والی

اندلس کے انتقال پر اہل اندلس محمد بن عبداللہ اشجعی کو دو مہینے تک اپنا امیر بنائے رہے۔ بعد ازاں عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقیہ کی جانب سے عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی امیر اندلس مقرر کیا گیا اس نے افرنجہ پر چڑھائی کی اور اسی جنگ میں مارا گیا تب عبیدہ نے بجائے اس کے عبدالملک بن قطن فہری کو متعین کیا اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمن حکومت افریقیہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبیداللہ بن حجاب مقرر کیا گیا یہ مصر کا والی تھا۔

مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک سنہ ۱۱۴ھ میں یہ داخل افریقیہ ہوا اسی سنہ میں ہشام نے مسلمہ کو حکومت ارمنیہ سے معزول کر کے مروان بن محمد بن مروان کو مقرر کیا اور ابراہیم بن ہشام کو امارت حجاز سے موقوف کر کے مدینے کی حکومت خالد بن عبدالملک بن حرث بن حکم کو دی اور مکہ و طائف کی محمد بن ہشام مخزومی کو۔

عاصم بن عبداللہ سنہ ۱۱۶ھ میں ہشام نے جنید بن عبدالرحمن مزنی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مقرر کیا اسی سنہ میں عبداللہ بن حجاب نے عقبہ بن حجاج قیسی کو بجائے عبدالملک بن قطن کے امارت اندلس پر بھیجا پس اس نے خلیقیہ کو فتح کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری سنہ ۱۱۷ھ کا دور آیا تو ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مقرر کیا خالد نے اپنی نیابت اپنے بھائی اسد کو دی عبیداللہ بن حجاب جس کو ہشام نے گورنری مصر سے افریقیہ کی گورنری پر بھیجا تھا اس نے بوقت روانگی مصر اپنے لڑکے کو مقرر کیا تھا افریقیہ پہنچ کر اندلس پر عقبہ بن حجاج کو اور طنجہ پر اپنے دوسرے لڑکے اسمٰعیل کو مقرر کیا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو جہاد کی غرض سے بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا۔ پس حبیب جہاد کرتا ہوا سوس اقصیٰ اور سرزمین سودان تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر سنہ ۱۲۲ھ میں اس نے صقلیہ پر جہاد کیا اس کے اکثر شہر فتح ہو گئے تکمیل فتح نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ضرورت کی وجہ سے واپس بلا لیا گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن ہشام اور نصر بن سیار سنہ ۱۱۸ھ میں ہشام نے مدینہ منورہ کی حکومت سے خالد بن عبدالملک

بن حریث کو معزول کر کے محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو مقرر کیا۔ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ خراسانی کے مرنے پر نصر بن سیار مقرر کیا گیا اسی سنہ میں ہشام نے خالد قسری کو کل صوبجات عراقین وخراسان کی حکومت سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ولایت یمن سے طلب کر کے بجائے خالد کے مامور کیا اس نے نصر بن سیار کو حکومت خراسان پر بحال رکھا۔ ان دنوں عہدہ قضاء کوفہ پر ابن شرمہ اور قضاء بصرہ پر عامر بن عبیدہ تھا یوسف بن عمر نے ابن شرمہ کو سجستان کی حکومت پر بھیج دیا اور بجائے اس کے کوفہ میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو اور قضاء بصرہ پر ایاس بن معاویہ بن قرہ کو مامور کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی سنہ میں ایاس کا انتقال ہو گیا۔

عبدالملک بن قطن

۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض جس کو ہشام نے جنگ پر آمادہ کیا تھا اثناء جنگ میں مارا گیا اور عقبہ بن حجاج امیر اندلس بھی مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اہل اندلس نے یورش کر کے عقبہ بن حجاج کو حکومت اندلس سے سبکدوش کر دیا تھا تب عبدالملک بن قطن دوبارہ حکومت اندلس پر بھیجا گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی

۱۲۴ھ میں اطراف خراسان میں ابو مسلم (داعی بنو عباس) ظاہر ہوا اور اسی سنہ میں بلج نے اندلس پر حملہ کیا اور کچھ عرصہ بعد مر گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کلثوم بن عیاض کے ہمراہیوں سے تھا جب کہ بربر نے اس کو قتل کر ڈالا تو یہ اندلس بھاگ گیا تھا۔ خلیفہ ہشام نے اندلس پر ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی کو مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ نیابت کا عہدہ حنظلہ بن صفوان کو دینا مگر اس سے پیشتر بلج کے مرنے پر اہل اندلس نے ثعلبہ بن خزاعہ بن سلامہ عجلی کو اپنا امیر بنا لیا تھا پس جب ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی وارد اندلس ہوا تو اس نے ثعلبہ کو معزول کر کے حنظلہ بن صفوان کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو امارت حجاز کا معزز عہدہ دیا۔

منصور ابن جمہور اور عبداللہ بن عمر

۱۲۶ھ کے دور میں ولید بن یزید مار ڈالا گیا اور یزید بن ولید تخت خلافت پر متمکن ہوا اس نے حکومت عراق سے یوسف

بن عمر کو معزول کر کے منصور ابن جمہور کو متعین کیا منصور ابن جمہور نے اپنے ایک نائب کو خراسان کی طرف روانہ کیا جس کو نصر بن سیار نے کا ئے خراسان کے خارج دینے کے لئے خراسان میں داخل تک نہ ہونے دیا۔ کچھ عرصے بعد یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو حکومت عراق سے برطرف کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دی۔

عبدالعزیز بن عمرو اور نضر بن سعید حریشی

مدینہ منورہ کی حکومت سے یوسف بن محمد بن یوسف کو موقوف کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مامور کیا ۱۲۷ھ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے خروج کر کے کوفے پر قبضہ حاصل کر لیا اور مروان نے حجاز پر عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق پر نضر بن سعید حریشی کو مقرر کیا لیکن ابن عمر نے نضر بن سعید حریشی کو حکومت سپرد کرنے سے انکار کیا آپس میں مخالفت و جنگ کا دروازہ کھل گیا۔ ابن عمرو خوارج سے جا ملا جیسا کہ اخبار خوارج کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری و عبدالواحد

اسی اثناء میں بنو عباس خراسان پر متولی و متصرف ہو گئے تھے ۱۲۹ھ میں یوسف بن عبدالرحمٰن فہری بعد ثوابہ بن سلامہ کے امیر اندلس مقرر کیا گیا جس کا تذکرہ آئندہ حالات اندلس میں آئے گا۔ اسی سنہ میں مروان نے حجاز کی عبدالواحد کو[1] ——— اور عراق کی یزید بن عمر بن ہبیرہ کو سند گورنری مرحمت کی۔

ابو مسلم خراسانی

۱۳۰ھ میں ابومسلم نے پورے خراسان پر بلامزاحمت غیرے قبضہ کر لیا اور نصر بن سیار اپنا بوریا بستر لپیٹ کر بھاگ گیا اور ۱۳۱ھ اطراف ہمدان میں مر گیا۔ اسی سنہ میں سیاہ پرچم والے بھی وارد خراسان ہوئے جن کا سردار قحطبہ تھا اُن دنوں ابن ہبیرہ والی عراق تھا فریقین سے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابن ہبیرہ کو شکست اٹھانا پڑی اور اہل خراسان

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

نے ابوالعباس سفاح اول خلیفہ بنو عباس کی بیعت کرلی اس کے بعد عباسیوں نے شام ومصر کو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ سے چھین کر اس کو بھی مار ڈالا۔ اور اس کے مارے جانے سے بنو امیہ کی حکومت شام ومصر وعرب سے منقرض ہوگئی اور حکومت وخلافت کی زمام بنو عباس کے ہاتھ میں لوٹ آئی۔

والملک للہ یوتیہ من یشاء من عبادہ۔

یہ حالات بنو امیہ کے ابو جعفر طبری کی کتاب سے خلاصہ کرکے لکھے گئے ہیں۔ اب ہم نے حسبنا کہ اپنی کتاب کا نظام قایم کیا ہے اور اس سے پیشتر وعدہ کرآئے ہیں۔ خوارج کے حالات واخبار لکھتے ہیں۔ واللہ المعین لا رب غیرہ۔

باب ۱۵

خوارج

خوارج اور حضرت علیؓ

اس سے پیشتر ہم جنگ صفین میں تقرر حکمین اور خوارج کے علیحدہ ہونے اور امیر المومنین علیؓ سے بہ وجہ تقرر حکمین جدا ہونے کے حالات بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ جناب حتشم الیہ نے خوارج کے واپس بلانے میں نہایت نرمی و ملاطفت سے کام لیا اور بغرض اظہار حق بہ کمال دانائی ان لوگوں سے مناظرہ بھی کیا۔ لیکن خوارج نے ایک بھی نہ مانا جنگ پر آمادہ ہوئے اور اپنا شعار و ندا "لا حکم الا للہ" مقرر کر کے عبیداللہ بن وہب راہبی کے ہاتھ پر بیعت کی امیر المومنین علیؓ مقام نہروان پران سے برسر جنگ آئے۔ ایک خوں ریز جنگ کے بعد آپ نے سب کو پامال کر ڈالا الا ما شاء اللہ۔

بعد ازاں خوارج کے بقیۃ السیف میں سے ایک گروہ انبار کی طرف چلا گیا۔ امیر المومنین علیؓ نے ان کی پامالی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ جس نے ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا گروہ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔ ان کے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا۔ چنانچہ انھوں نے ہلال کے کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ چوتھے کے ساتھ مداین میں جنگ ہوئی، پانچویں کے ساتھ شہر زور میں۔ غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا وہیں پر سر کچل کر رگڑ دیا گیا۔ معدودے چند جن میں ذرا دم خم باقی تھا ان کا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی رہے ضعیف۔ جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا اور جو پچاس نفر سے زائد نہ تھے۔

انھوں نے امان حاصل کرلی۔ ان صدمات سے خوارج کے گروہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا۔

عبدالرحمٰن بن ملجم

اس کے بعد ان میں سے وہ تین اشخاص ایک جگہ پر جمع ہوئے جنھوں نے علی ومعاویہ وعمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا ان تین شخصوں میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم تو اپنے ارادے میں کامیاب ہوگیا یعنی اس نے امیر المومنین علیؓ کو شہید کرکے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرلیا۔ باقی اس کے دو ہمراہی ان کے ہاتھوں سے معاویہ وعمرو بن العاص صحیح وسلامت بچ رہے بر ۴۱ھ میں جماعت مسلمین نے متفق ہوکر امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی جس سے امیر معاویہ مستقل طور پر خلافت اسلام کے خوش نما لباس سے آراستہ وپیراستہ ہوگئے۔

فروہ بن نوفل اشجعی

انھیں دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے علی وحسن (رضی اللہ عنہما) سے علیحدگی اختیار کرلی تھی اور پانچ سو کی جمعیت سے شہر زور میں آ ٹھہرا تھا جب امیر معاویہ کی خلافت کی بیعت ہوگئی تو فروہ نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا "اب اظہار حق کا وقت آگیا ہے اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کو جہاد کرو" چنانچہ اپنے گروہ کو لئے ہوئے قریب کوفہ نخیلہ میں آ اترا امیر معاویہ نے یہ خبر پاکر اہل کوفہ کو فروہ سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ اہل کوفہ نے مقابلہ کے قصد سے نخیلہ کی جانب خروج کیا۔ خوارج نے اہل کوفہ سے درخواست کی "کہ تم درمیان میں نہ پڑو معاویہ کو اور ہم کو باہم نپٹ لینے دو" اہل کوفہ نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب قبیلۂ اشجع فروہ کے پاس جمع ہوگیا اور اس کے ساتھ ہوکر لڑنے کے لئے نکلا۔ کوفے میں بزور جبر گھس پڑا۔

عبداللہ بن ابوالحریشی

خوارج نے اس کے بعد طے سے عبداللہ بن ابوالحریشی کو امیر بنایا۔ اہل کوفے سے ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ابن ابوالحریشی ان کے ہمراہ تھا بعد ازاں خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا اور ڈیڑھ سو کی جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے اس گروہ میں ابن ابوالحریشی کے باقی ماندہ ہمراہی بھی شریک تھے امیر معاویہ نے حوثرہ کے پاس اس کے باپ کو روکنے کی غرض سے بھیجا لیکن حوثرہ نے نہ مانا۔ امیر معاویہ نے ان کی سرکوبی کو عبداللہ بن عوف کو بسرافسری ایک لشکر جرار کے مامور کیا پس اس نے اس کو اور اس کے کل ہمراہیوں کو باستثناء پچاس

آدمیوں سے مار ڈالا جو جان بچا کر کوفہ پہنچے اور متفرق و منتشر ہو گئے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ھ کا ہے۔

ابن نوفل اشجعی کا قتل

اس واقعہ کے بعد امیر معاویہ کوفے میں مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام چلے گئے۔ فروہ بن نوفل اشجعی نے میدان خالی سمجھ کر پھر خروج کر دیا۔ مغیرہ نے ایک دستہ سواروں کا اس کی سرکوبی پر مقرر کیا جس کا سردار ابن ربعی اور بقول بعض معقل بن قیس تھا۔ شہر زور میں مقابلے کی نوبت آئی ابن ربعی نے فروہ کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

شبیب بن بجرہ کا خاتمہ

اس کے بعد مغیرہ نے شبیب بن ابجر کی طرف اس شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ شبیب بن ابجر ابن ملجم کے دوستوں سے تھا جو امیر معاویہ کے پاس علی ابن ابی طالب کی شہادت کی خوشخبری لے کر آیا تھا۔ امیر معاویہ نے اس خیال سے کہ مبادا یہ مجھ پر بھی اپنا ہاتھ نہ صاف کرے، شبیب کے قتل کا حکم دے دیا۔ شبیب یہ خبر پاکر کوفہ کے اطراف و جوانب میں چھپ رہا اور لوگوں کو امیر معاویہ کے برخلاف ابھارنے لگا۔ یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا جس نے اس کو مار ڈالا۔

معن ابن عبداللہ محاربی کا انجام

بعد ازاں مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج میں سے چند لوگ حملے کا قصد کر رہے ہیں اور ان کا سردار معن ابن عبداللہ محاربی ہے مغیرہ نے معن کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس سے امیر معاویہ کے خلافت کی بیعت طلب کی معن نے انکار کیا مغیرہ نے مار ڈالا۔

ابو مریم مولی اور ابو لیلی کا قتل

اس کے بعد مغیرہ پر ابو مریم مولی بنی حرث بن کعب نے خروج کیا اس کے ساتھ عورتیں بھی لڑنے کو نکلی تھیں مغیرہ نے چند آدمیوں کو ان کے قتل کر ڈالا۔ پھر ابو لیلی نے مسجد میں عام لوگوں کے روبرو خروج کا حکم دیا اور اپنے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا مغیرہ نے معقل بن قیس ریاحی کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ۴۲ھ میں معقل نے اس کو کوفہ کے شہر پناہ کے پاس مار ڈالا۔

سہم بن غالب جہنی کا قتل

ان واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ پر بصرہ میں سہم بن غالب جہنی نے ستر آدمیوں

کی جمعیت سے خروج کیا جس میں حطیم یعنی یزید بن مالک الباہلی بھی تھا۔ بصرہ اور دونوں پلوں کے مابین خوارج نے قیام کیا۔ اتفاق سے بعض صحابہ کا اس طرف سے گذر ہو گیا جو جہاد سے واپس آ رہے تھے انہوں نے سہم اور اس کے لڑکے اور بھتیجے کو قتل کر ڈالا یہ کہہ کر کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں اس اثناء میں ابن عامر بھی آ پہنچا اس نے بھی ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر ڈالا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔

حطیم کا خاتمہ

جب ۴۵ھ میں زیاد وارد بصرہ ہوا تو حطیم اہواز کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ایک دوہ کو جمع کر کے بصرے کی طرف لوٹا بصرے کے قریب پہنچ کر اس کے ہمراہی بخوف جان اس سے علیحدہ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ادھر ادھر جان بچانے کی کوشش کرنے لگا۔ زیاد سے امان طلب کی زیاد نے امان نہ دی کسی نے اس کا پتہ بتا دیا زیاد نے گرفتار کر کے قتل کیا اور اسی کے مکان میں سولی دے دی بعض کا بیان ہے کہ اس کو عبداللہ بن زیاد نے ۵۰ھ میں قتل کیا ہے۔

مستورد بن عقلہ تیمی

پھر خوارج کا اجتماع کوفے میں مستورد بن عقلہ تیمی (قبیلہ تیم الرباب) حیان بن ضبیان سلمی اور معاذ بن جوین طائی کے پاس ہوا یہ لوگ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف تھے جو کسی قدر زخمی ہو کر مقتولین میں دب دبا کر رہ گئے تھے۔ کوفے میں بعد شہادت امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب داخل ہو کر چار سو کی جمعیت سے حیان بن ضبیان کے مکان پر جمع ہوئے اور خروج کی بابت مشورہ اور امارت کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے لگے۔ چنانچہ بحث و مباحثہ کے بعد سب نے مستورد بن عقلہ تیمی کو امیر بنایا اور ماہ جمادی الثانی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہنوز خروج کی نوبت نہ آئی تھی کہ مغیرہ نے یہ خبر پا کر مستورد کے مکان کا محاصرہ کر لیا حیان اور چند لوگ گرفتار ہو گئے جن کو مغیرہ نے قید کر دیا باقی رہا مستورد وہ بھاگ کر حیرہ پہنچا رفتہ رفتہ خوارج بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

جنگ مذار

مغیرہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خوارج کو دھمکیاں دیں معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "امیر کو کسی جداگانہ انتظام کے کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہر سردار اپنے اپنے قبیلہ کا ذمہ دار بنایا جائے"۔ مغیرہ نے اس رائے کو پسند کر لیا مجلس برخاست ہو گئی۔ صعصعہ بن صوحان عبدالقیس کے پاس آیا اور یہ جانتا تھا کہ خوارج سلیم بن مخدوج عبدی کے مکان پر آتے جاتے ٹھہرتے ہیں مگر یہ

اپنے بھائی اور خاندان والوں کو مغیرہ کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا تن بہ تقدیر تین سو آدمیوں کی جمعیت سے کوفے سے نکل کر صراۃ پہنچا معقل بن قیس نے تین ہزار آدمیوں کو سامان سفر و اسباب جنگ مہیا کر کے خوارج کی جنگ پر روانہ کیا۔ ان لوگوں کو سردار بنایا جو امیر المومنین علی کے ہوا خواہوں سے تھے (اور خود بھی شیعہ کے ساتھ خروج کیا خوارج نے بہ سن کر مدائن کی طرف نہر عبور کرنے کا قصد کیا۔ مدائن کے عامل سماک بن عبید العبسی نے روکا اور ان لوگوں کو بشرط اطاعت امان دینے کو کہا خوارج نے انکار کیا اور مدائن سے مڑ کر مذار کی طرف روانہ ہوئے۔

بصرے میں ابن عامر تک یہ خبر پہنچی فوراً تین ہزار شیعوں کے ساتھ شریک بن اعور حارثی کو روانہ کر دیا اس عرصے میں معقل بن قیس مدائن پہنچا جب کہ خوارج مذار کو روانہ ہو گئے تھے معقل نے ابوالروع شاکری کو تین سو کی جمعیت سے بطور مقدمۃ الجیش بڑھنے کا حکم دیا ابوالروع نے نہایت تیزی سے طے منازل کر کے خوارج کو مذار میں جا گھیرا لڑائی شروع ہو گئی شام ہوتے ہوتے معقل بن قیس بھی بقیہ آدمیوں کو لیے ہوئے پہنچ گیا خوارج کے ایک گروہ نے معقل پر بھی حملہ کر دیا معقل کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا تقریباً نصف شب تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر فریقین امید و بیم کی حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے۔

تھوڑی دیر کے بعد خوارج کو جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ شریک بن اعور۔ بصرے سے آرہا ہے۔ یہ سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی رات ہی کے وقت کوچ کر دیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف معقل کے رکاب کی فوج تھی اور خوارج کے لشکر کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔

معرکہ جرجان

دن چڑھے شریک بن اعور بھی آ پہنچا معقل نے شریک کے مشورہ سے ابوالروع کو بسر افسری چھ سو آدمیوں کے خوارج کے تعاقب کو روانہ کیا جرجان میں مڈبھیڑ ہو گئی میدان ابوالروع کے ہاتھ رہا خوارج کا لشکر شکست کھا کر سا باطی طرف بھاگا اور ابوالروع ان کے تعاقب میں تھا مستورد یہ تاڑ کر معقل کے جان نثار و کار آزمودہ سردار ابوالروع کے ہمراہ ہیں اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر معقل کی فوج کی طرف لوٹ پڑا۔ ابوالروع کو اس کا احساس نہ ہوا وہ برابر ان کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔

مستورد اور معقل کا خاتمہ

پس جس وقت مستورد۔ معقل کے لشکرگاہ کے قریب پہنچا دفعتہً حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے لڑنے لگا۔ معقل کے اکثر ہمراہی اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑے

ہوئے۔ اتفاق یہ کہ ابوالروع سے ملاقات ہو گئی۔ ابوالروع سمجھا بجھا کر واپس لایا اور دوبارہ نہایت استقلال و استحکام سے جنگ کی بنیاد قایم کی۔ اثناء جنگ میں مستورد نے لپک کر معقل کے پیٹ میں برچھا مارا۔ معقل نے برچھے کو نکال کر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر مستورد کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ دماغ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دونوں حریف تیورا تیورا کر گر پڑے اور ایک ساتھ دم توڑ دیا۔ عمر بن محرز بن شہاب تمیمی نے بہ ہدایت معقل پرچم کو سنبھالا۔ بعد ازاں سنبھل کر لوگوں نے خوارج پر دوبارہ حملہ کر دیا جس سے باستثنا ر پانچ یا چھ آدمیوں کے ایک شخص بھی جاں بر نہ ہوا۔ ابن کلبی کا یہ خیال ہے کہ مستورد قبیلہ بنو ریاح کے تیم سے تھا اور بصرے میں بہ زمانہ حکومت زیاد خروج کیا تھا قریب ازدی اور حاف طائی اس کی خالہ کے لڑکے تھے۔ ان دنوں بصرے میں سمرہ بن جندب تھا بنو ضبہ کے چند لوگ اور بنو علی سے شبان و بنو راسب بر سر مقابلہ آئے اور اس معرکے میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اثنار جنگ میں قریب مارا گیا۔ عبداللہ بن اوس طائی اس کا سر لے کر زیاد کے پاس آیا زیاد اور سمرہ خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔

ابن خراش عجلی کا خروج

اس کے بعد ۵۲ھ میں ابن خراش عجلی نے تین سو آدمیوں کی جمعیت سے سواد میں زیاد پر خروج کیا۔ زیاد نے سعد بن حذیفہ کو بسر کردگی چند دستہ سوار ان مقابلہ پر روانہ کیا جنھوں نے ان سب کو مار ڈالا۔

حیان بن ضبیان اور معاذ طائی

اسی زمانے میں مستورد کے ہمراہیوں میں سے حیان بن ضبیان اور معاذ طائی نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا جن کی سرکوبی پر وہ لوگ متعین کئے گئے جو ان کے قتل کے باعث ہوئے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خوارج نے امان طلب کر لی تھی اور امان حاصل کرنے کے بعد متفرق و منتشر ہو گئے تھے۔

خوارج اور ابن زیاد

۵۸ھ میں مقام بصرہ میں خوارج کے ستر آدمیوں نے عبدالقیس کے قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر ابن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی وجہ یہ تھی کہ ابن زیاد نے خوارج کے ایک گروہ کو بصرے میں قید کر دیا تھا اور ان میں سے بعض کو بعض کے قتل پر ابھار دیا تھا اور قاتلین میں سے کچھ لوگوں کو رہا کر دیا تھا۔ از انجملہ طواف بھی تھا رہائی یافتہ خوارج کو اس فعل سے ندامت ہوئی مقتولین کے ورثا کے پاس گئے

معافی چاہی اور بیت المال کی ورثاء مقتولین نے لینے سے انکار کیا تب بعض علماء خوارج نے ان لوگوں کو بہ دلیل قول اللہ عزوجل "ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور الرحیم" جہاد کا فتویٰ دیا۔ پس ان سب نے جمع ہو کر خروج کر دیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ابن زیاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے چند لوگوں کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا خوارج ان کو نیچا دکھا کر جلبار کی طرف چلتے پھرتے نظر آئے ابن زیاد نے جھلا کر پولیس اور جنگی سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا خوارج نے پولیس کو شکست دے دی۔ بعد ازاں جب مخالفین کی جمعیت بڑھ گئی تو سب کے سب لڑ کے مر گئے۔ اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ از انجملہ عروہ بن ادیہ برادر مرداس اور ادیہ و جریر بن تمیم وغیرہ تھے۔

جریر بن تمیم کا قتل

جریر بن تمیم نے ایک روز ابن زیاد کو نصیحت کرتے ہوئے کہا "اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون" ابن زیاد کو اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں فوراً گرفتار کرا کے بوٹی بوٹی اڑا دی۔ ساتھ ہی اس کے اس کے دونوں لڑکوں کو بھی قتل کرا دیا۔ اس کا بھائی مرداس نامور رؤساء و مشہور عابدوں اور حاضرین جنگ نہروان میں سے تھا۔ عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کو حرام سمجھتا اور نہ لڑنے والوں سے لڑنے کو ممنوع جانتا تھا۔ اس کی بی بی بنو یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی عابدات سے تھی ابن زیاد نے اس کو بھی گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا اور خوارج کی جستجو و گرفتاری و قتل میں بہت بڑی کوشش کی لیکن مرداس کو بوجہ زہد و عبادت رہا کر دیا۔

مرداس بن تمیم کا خاتمہ

مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف چلا گیا جس طرف اس کا گذر ہوتا تھا مسلمانوں کا مال و اسباب چھین کر اپنے ہمراہیوں کو دے دیتا تھا جو کچھ باقی رہ جاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ اسلم نے ان لوگوں کو شریک جماعت ہونے کو بلایا خوارج نے انکار کیا لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ اسلم اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے توج میں پہنچ کر کل خارجیوں کو بحالت نماز کسی کو رکوع میں کسی کو سجدے میں قتل کر ڈالا کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی۔

عباد بن علقمہ ۔ ابو بلال مرداس کا سر لئے ہوئے بصرے کو لوٹا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادبہ

عبیدہ بن ہلال نے بہمراہی تین آدمیوں کے قصر امارت کے پاس نوبت یا حال کی غرض سے تعرض کیا۔ عباد بن علقمہ کے ہمراہیوں نے اس کو مخالف سمجھ کر قتل کر ڈالا۔ اس سے اہل بصرہ میں ایک شورش سی پیدا ہوگئی۔ ایک گروہ کثیر جمع ہوکر عباد کے مقابلے پر آیا۔ ان دنوں بصرے کی نیابت پر عبیداللہ بن ابی بکرہ تھا۔ ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ خوارج کو چن چن کر قید کرلو چنانچہ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے ایسا ہی کیا اور جس کو قید نہ کیا اس سے ضمانت لے لی اثناء دار وگیر میں عروہ بن ادبہ پیش کیا گیا اس کا کوئی ضامن نہ تھا۔ عبیداللہ نے یہ کہہ کر میں تیرا ضامن ہوں رہا کردیا۔ اور پھر جب ان کی ابن زیاد کے روبرو پیشی ہوئی تو اس نے ان قیدیوں اور ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دے دیا جو ضمانت پر رہا تھے ان کے قتل کے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہوکر عروہ بن ادبہ کی بابت مواخذہ کرنے لگا۔ بالآخر عبیداللہ نے عروہ کو لاکر حاضر کردیا۔ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ۵۸ھ میں پھانسی پر چڑھا دیا۔

خوارج اور عبداللہ بن زبیرؓ

ان واقعات کے بعد یزید مرگیا اور عبداللہ بن زبیر کی حکومت مکہ معظمہ میں مستحکم و مستقل ہوگئی اس سے پیشتر خوارج اس وجہ سے کہ ابن زیاد ان پر سختی کر رہا تھا، بعد قتل ابی بلال مرداس حسب مشورہ نافع بن ازرق عبداللہ بن زبیرؓ سے جا ملے تھے بایں خیال کہ عبداللہ بن زبیرؓ لشکر یزید پر جواز جہاد کے قایل تھے گو ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ عبداللہ بن زبیرؓ پوری پوری ہماری رائے کے پابند نہیں ہیں لیکن پھر بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہ ہوکر ان کے مخالفین سے لڑتے رہے۔ پس جب یزید مرگیا اور لشکر میدان جنگ سے واپس آیا تو آپس میں عبداللہ بن زبیر کی رائے کی بابت سرگوشیاں کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمان پر طرح طرح کے الزامات قائم کرنے اور اس سے اپنی برأت ظاہر کرنے لگے عبداللہ بن زبیرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے سب کو جمع کرکے ایک بہت بڑا خطبہ دیا جس میں شیخین (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) اور علیؓ و عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریفیں بیان کیں اور اس امر کی معذرت کی کہ میں ان کے (یعنی خوارج کے) خیالات سے مبرّا اور بیزار ہوں اور یہ کہ تم لوگ اس امر کے شاہد رہنا کہ میں ابن عفان کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں"۔

خوارج کی ابن زبیر سے علیحدگی

خوارج یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور سب کے سب یک زبان ہو کر بولے "اللہ تعالیٰ تمہارے اس قول و فعل سے بری ہے" آپ نے جواب دیا "نہیں! بلکہ تمہارے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ بری ہے" ہنوز عبداللہ بن زبیر منبر سے نہ اترنے پائے تھے کہ خوارج کا گروہ آپ کے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ نافع بن ازرق حنظلی، عبداللہ بن صفار سعدی، عبداللہ بن ایاض حنظلہ بن بیہس اور بنو ماحوز اور بنو سلیط بن یربوع سے عبداللہ و عبیداللہ و زبیر بصرے کی جانب روانہ ہو گئے (یہ سب قبیلہ تمیم سے تھے) اور بنو بکر بن وایل سے ابو طالوت، ابو فدیک، عبداللہ ابن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ جا پہنچا اور ابو طالوت ہی کے مشورے سے یمامہ پر حملہ کر دیا پھر اس کو وہیں چھوڑ کر نجدہ بن عامر حنفی کی طرف مایل ہو گئے۔

خوارج کے گروہ و ازارقہ

اسی مقام سے خوارج چار گروہ پر منقسم ہو گئے۔ ایک ازارقہ۔ یہ لوگ نافع بن ازرق حنفی کے متبع و مقلد تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ہم کل مسلمانوں سے بری ہیں اور وہ سب کے سب کافر ہیں اُن سے چھیڑ چھاڑ کرنا ان کے لڑکوں کا قتل کرنا اور ان کی امانتوں کو جائز سمجھ کر صرف کر ڈالنا جائز تھا، کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتا تھا۔

ب۔ نجدیہ

دوسرا نجدیہ: یہ ازارقہ کے کل عقاید میں مخالف تھے۔

ج۔ ایاضیہ

تیسرا ایاضیہ۔ یہ عبداللہ بن ایاض مری کے رائے کے پابند تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ عام مسلمین کا حکم منافقین کا حکم ہے اس وجہ سے نہ تو یہ فرقہ اول کے عقاید تک بڑھ جاتے تھے اور نہ دوسرے فرقے کے حالات پر ٹھہر جاتے تھے اور نہ مسلمین کے ساتھ مناکحت اور ان کی موراثت کو حرام سمجھتے تھے ان لوگوں کا یہ قول قریب قریب اہل سنت کے قول کے ہے۔ اسی فرقے سے فرقہ بیہسیہ ہے جو ابی بیہس ہیصم بن جابر ضبعی کے مقلدوں میں تھا۔

د۔ صفریہ

چوتھا صفریہ۔ یہ فرقہ ایاضیہ سے باعتبار عقائد خیالات کے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں مگر اس قدر فرق ہے کہ ایاضیہ میں سختی زیادہ ہے اور ان میں اُس قدر نہیں ہے۔ آگے بڑھ کر انکے خیالات و عقاید میں تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں مورخین نے صفریہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف کیا ہے بعض ان کو ابن صفار کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کثرت عبادت کی وجہ سے وہ زرد رنگ ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کو صفریہ کہنے لگے بہرکیف اس تفرقہ کے پہلے کل خوارج ایک رائے و عقیدے کے پابند تھے اصولاً اختلاف ان میں

نہ تھا صرف بعض بعض جزوی اختلافات تھے بعد ازاں نافع بن ازرق ابو بیہس اور عبداللہ بن اباض میں اختلاف پیدا ہوا خط و کتابت ہوئی جس کو مبرد نے کتاب الکامل میں ذکر کیا ہے جس کا جی چاہے اس کتاب کو دیکھ لے

نافع بن ازرق ۶۴ھ میں نافع بن ازرق اطراف بصرہ میں پہنچ کر اہواز میں مقیم ہوا آتے جاتے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی موقع و محل دیکھ کر مسافروں کو لوٹنے لگا اس زمانے میں بصرہ کی حکومت پر عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب تھا اس نے نافع کی گوشمالی کرنے کو اہل بصرہ سے مسلم بن عبس بن کو بن ربیعہ کو بہ مشورہ احنف بن قیس روانہ کیا چنانچہ مسلم نے نافع کو اطراف بصرہ سے نکال کر مقام اہواز میں صف آرائی کی مسلم کے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری تھا میسرہ پر زبیر بن ماخور تمیمی۔ اثنار جنگ میں پہلے تو مسلم مارا گیا بعد ازاں نافع بن ازرق۔

عبداللہ و عبیداللہ پسران ماخور اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے امارت کی ٹوپی عبداللہ بن ماخور کے سر پر رکھ دی تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج و عبداللہ بھی راہی عالم بقا ہوئے۔ تب اہل بصرہ نے ربیعہ بن اخدم کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماخور کو امارت کی کرسی پر بٹھا کر لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اتفاق وقت سے خوارج کی کمک پر کچھ لوگ آ گئے جس سے انھوں نے تازہ دم ہو کر اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اہل بصرہ تاب نہ لاکر حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے ربیعہ بن اخدم مارا گیا اہل بصرہ نے بجائے اس کے حارثہ بن بدر کو امیر بنایا حارثہ نہایت تیزی سے منہزمین کو لوٹا کر پھر میدان جنگ میں لایا اور کمال چستی سے لڑ کر خوارج کو پسپا کر دیا۔ اور اس خیال سے کہ مبادا خوارج پھر یورش نہ کریں اہواز میں ڈیرے ڈال دیئے۔

خوارج کا بصرے پر حملہ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن حرث کو معزول کر کے قباع یعنی حرث بن ربیعہ کو مامور کیا خوارج نے فوراً بصرے پر حملہ کر دیا۔ احنف بن قیس نے رائے دی کہ خوارج کی جنگ پر مہلب کو متعین کرنا چاہیے وہی کچھ ان کے دانت کھٹے کرے گا لیکن اس سے پیشتر عبداللہ بن زبیر نے مہلب کو خراسان کی گورنری پر بھیج دیا تھا اہل بصرہ نے اس کے متعلق عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت کی۔ عبداللہ بن زبیر نے منظور فرما لیا تب اہل بصرہ نے یہ

درخواست کی کہ جن ممالک پر مہلب متصرف ہو جائے اُن میں سے جس کی وہ کہے اس کو حکومت دی جائے اور مال و آلات حرب سے اس کی مدد کی جائے عبداللہ بن زبیر نے اس کو بھی منظور کر لیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ

چنانچہ مہلب لشکر اسلام سے بارہ ہزار فوج منتخب کرکے خوارج کی طرف براہ پل روانہ ہوا اس اثناء میں حارثہ بن بدر مع ان لوگوں کے جو جنگ خوارج میں اس کے ہمراہ تھے آپہنچا حرث بن ربیعہ نے ان کو بھی مہلب کی طرف واپس کر دیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہو کر بقصد بصرہ چلا۔ اتفاق یہ کہ کشتی نہر میں ڈوب گئی۔ مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اس کا لڑکا مغیرہ تھا اس سے اور خوارج کے مقدمے سے لڑائی ہوئی مغیرہ نے خوارج کے مقدمے کو سوق اہواز سے پسپا کر کے مادر تک پیچھے ہٹا دیا اس وقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا خوارج نے مغیرہ سے شکست کھا کر مہلب کے لشکر پر ایک پُرزور حملہ کر دیا جس سے مہلب کے رکاب کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ لیکن شام ہو جانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رُک گئی اور اگلے دن تک بلا کسی تحریک کے لڑائی موقوف رہی اس اثناء میں مہلب فرصت پا کر دجیل کو قطع کرکے عقیل میں آ اُترا۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کرکے خوارج کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کر دیا اور اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوائی، تیرول و جاسوس مقرر کر دیا۔ ایک روز شب کے وقت خوارج کے لشکر سے عبیدہ بن ہلال و زبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہوشیار پا کر واپس چلے گئے۔

خوارج کی پسپائی

اگلے دن مہلب نے بقصد جنگ خروج کیا۔ ازد و تمیم اس کے میمنہ میں تھے قبیلہ بکر و عبدالقیس میسرہ میں اور اہل عالیہ قلب میں۔ خوارج کے میمنہ میں عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ میں زبیر بن ماخور تھا فریقین نے نہایت اطمینان و استقلال سے لڑائی شروع کی بعد ازاں لحظہ بہ لحظہ اس کی سختی بڑھتی گئی۔ آخر الامر مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگمگا گئے۔ کمال ابتری سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے منہزمین نے بھاگ کر ربوہ میں دم لیا۔ مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو ندا دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی ٹھہر گئے جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے۔ مہلب ان کو تسلی اور جوش مردانگی کی داد دیتا ہوا لشکر خوارج پر لوٹ پڑا اور اس شدت

سے لڑائی کا آغاز کر دیا کہ خوارج حباب تک نہ دے سکے عبداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے انھوں نے اطراف اصفہان و کرمان میں جا کر دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنایا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مہلب اسی مقام پر مقیم رہا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آیا اور اس نے مہلب کو معزول کیا۔ یہ سرگذشت تو ازارقہ کی تھی اب نجدہ کی کیفیت ملاحظہ کیجئے۔

نجدہ بن عامر

نجدہ۔ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مفرج حنفی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ نافع بن ازرق کے ہمراہ تھا لیکن جب خوارج میں افتراق پیدا ہوا تو یہ یمامہ کی جانب چلا آیا۔ ابو طالوت نے اس کو اپنی امامت کی دعوت دی (یہ بکر بن وائل کے قبیلے سے تھا) نجدہ نے اتباع اختیار کر لی اور بنو حنیفہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور ان سب کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔ اس کے بعد ایک قافلے سے تعرض کیا جو بحرین سے آ رہا تھا اور ابن زبیرؓ کی خدمت میں جا رہا تھا نجدہ نے اُس کو بھی لوٹ کر ابو طالوت کے آگے لا رکھا۔ ابو طالوت نے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان واقعات سے خوارج کے ذہن پر یہ مرتسم ہوا کہ ابو طالوت کی نسبت نجدہ زیادہ خیر خواہ ہے۔ اس امر کا ذہن نشین ہونا تھا کہ سب کے سب ابو طالوت کے مخالف ہو گئے اور اُس کی بیعت توڑ کر نجدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

نجدہ کی غارت گری

بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پسپا کیا۔ اس کے بعد وہاں سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اُس وقت اُس کے ہمراہ تین ہزار کی جمعیت تھی پھر ۶۷ھ میں یمامہ سے بحرین چلا گیا۔ بحرین میں جس قدر عبدالقیس کے قبیلے کے تھے وہ اور چند رؤسا شہر اُس سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے عطیف میں صف آرائی کی نوبت آئی لیکن پہلے ہی حملے میں عبدالقیس کو شکست ہو گئی نجدہ اور اس کے ہمراہیوں نے کمال بے دردی سے قتل و قید کیا۔ اس کے بعد ایک سریہ خطلی جانب روانہ کیا جو فتح مند ہو کر واپس آیا پس جب ۶۹ھ میں مصعب ابن زبیرؓ والی بصرہ ہو کر بصرے میں آئے تو انھوں نے عبداللہ بن عمر لیثی اعور کو بیس ہزار کی جمعیت سے نجدہ کی سرکوبی کو روانہ کیا نجدہ اُس وقت عطیف میں تھا فریقین میں لڑائی ہوئی نجدہ نے عبداللہ بن عمر لیثی کو شکست دے کر جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

عطیہ بن اسود حنفی

کامیابی کے بعد خوارج سے عطیہ بن اسود حنفی کو عمان پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ عمان کا ان دنوں عباد بن عبداللہ حاکم تھا جو ایک کمزور ضعیف آدمی تھا۔ عطیہ نے اس کو قتل کر کے عمان پر قبضہ کر لیا اور چند مہینے ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں خوارج میں سے کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عمان سے کوچ کر دیا۔

عطیہ بن اسود کا قتل

جونہی عطیہ عمان سے نکلا اہل عمان نے اس کے نائب کو قتل کر کے سعید و سلیمان پسران عباد کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس کے بعد عطیہ و نجدہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کر عمان چلا آیا لیکن اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبور ہو کر براہ دریا کرمان کو روانہ ہوا۔ مہلب نے یہ خبر پا کر ایک لشکر اس کے تعاقب کو بھیجا۔ عطیہ کرمان سے سجستان بھاگ گیا اور وہاں سے سندھ کو روانہ ہو گیا۔ مگر سواران مہلب نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جا گھیرا اور مقام قندابیل میں گرفتار کر کے مار ڈالا۔

نجدہ اور ابو فدیک

اس فتنہ کے فرو ہونے پر نجدہ نے چند واقف کاروں کو مختلف دیہات اور قصبات کی طرف بعد شکست ابن عمیر روانہ کیا ان لوگوں کی بنو تمیم سے کاظمہ میں لڑائی ہوئی اور اہل طویلع نے ان کی امداد کی۔ نجدہ نے کہلا کر بھیجے جنگ آوروں سخت مزاجوں کو مامور کیا جنہوں نے بجبر و اکراہ صدقات وصول کئے۔ پھر نجدہ نے صنعاء پہنچ کر اہل صنعاء سے بیعت لی اور اپنے مخالفوں سے صدقات وصول کئے۔ اس کے بعد ابو فدیک کو صدقات وصول کرنے کی غرض سے حضرموت روانہ کیا اور ۶۸ھ میں نو سو آدمیوں کے ساتھ یا بروایت بعض دو ہزار کی جمعیت سے حج کرنے کو آیا اور صلح ہو جانے کی وجہ سے ایک جانب عبداللہ بن زبیرؓ سے علیحدہ ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں نجدہ مدینہ منورہ کی طرف گیا۔ اہل مدینہ اس سے آمادہ جنگ ہوئے مجبور ہو کر طائف لوٹ آیا۔ اثناء راہ میں عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہو گئی۔ خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کر نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور پھر بہ نظر امتحان نجدہ سے اس لڑکی کے فروخت کرنے کا سوال کیا۔ نجدہ نے کہا۔ میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس پر خوارج نے جواب دیا "تم اس سے عقد کر لو" نجدہ بولا "یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے عقد کرنا پسند نہیں کرتا"۔ رفتہ رفتہ طائف کے قریب پہنچا تو عاصم بن عروہ بن مسعود نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نجدہ نے اس کی قوم پر حاروق کو اور اطراف و جوانب نجران پر سعد الطلائع کو امیر مقرر کر کے بحرین کی طرف مراجعت کی اور حرمین میں غلہ و حنس کے آنے کو روک دیا۔

نجدہ اور ابن عباس

ابن عباس نے تحریر کیا کہ جب ثمامہ بن اثال دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا اور اس نے مکہ میں رسد وغلہ کی آمد روک دی تھی۔ درانحالیکہ اہل مکہ ان دنوں مشرک تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان کی رسد کو نہ روکو چنانچہ ثمامہ نے اس کی تعمیل کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بھی رسد وغلہ کو روک دیا ہے حالانکہ یہ لوگ مسلمان ہیں نجدہ اس خط کو پڑھ کر محجوب ہو گیا اور رسد وغلہ کی ممانعت بند کر دی۔ اس واقعہ کے بعد نجدہ کے ہمراہیوں میں اختلاف ہو گیا اس وجہ سے کہ ابو سنان حی بن وائل نے اس کو یہ رائے دی تھی کہ جو شخص بر اہ تقیہ تمہارا مطیع ہو اس کے وجود سے اپنی جماعت کو صاف و پاک کر لو" نجدہ نے جھڑک کر کہا "ہم تو مامور اس کے ہیں کہ ظاہر حال پر حکم دیں"۔

نجدہ اور عطیہ میں اختلاف

ہنوز یہ امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عطیہ سے اور اس سے اس بات پر چل گئی کہ سریہ خشکی کا سریہ دریا سے غنیمت میں بہتر ہے نجدہ نے طیش میں آ کر گالیاں دیں عطیہ کو اس سے سخت سرہمی پیدا ہوتی۔ لیکن اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر حد شراب نوشی جاری کرنے کی درخواست کی نجدہ نے حد جاری کرنے سے انکار کیا۔

عبدالملک اور نجدہ

اس اثناء میں عبدالملک نے اس سے خط و کتابت شروع کی کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو یمامہ کی حکومت دے دوں گا اور اس وقت تک جس قدر خونریزی ہو چکی ہے اس سے درگذر کروں گا"۔ خوارج کو اس خط و کتابت کا کسی ذریعہ سے پتہ لگ گیا ان سے اور اسی قسم کی اور چند حرکات سے متہم کر کے عطیہ نے عمان میں نجدہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

نجدہ کا قتل

کچھ عرصے بعد خوارج نے اس سے بھی منحرف ہو کر ابوفدیک عبداللہ بن ثور (قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص) کو اپنا امیر بنا لیا۔ نجدہ خوارج سے علیحدہ ہو کر حجر کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں چھپ رہا ابوفدیک نے ہر چند تلاش کی دستیاب نہ ہوا نجدہ یہ خبر پا کر بخوف جان اپنے ماموں کے پاس قبیلہ تمیم میں چلا گیا اور وہاں سے سامان سفر درست کر کے عبدالملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ ابوفدیک کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے نجدہ کے ہمراہیوں کو جنگ کر کے پامال کر ڈالا اور ابوفدیک

کے دوستوں میں سے چند لوگوں نے نہایت بے دردی سے نجدہ کو بھی مار ڈالا مسلم بن جبیر نے نجدہ کے بچانے کی کوشش کی خوارج نے اُس کو بھی بارہ زخم برچھے کے پہنچائے جس کے صدمہ سے مسلم اسی وقت مر گیا اور ابو فدیک اپنی قیام گاہ پر اس کو اُٹھا لایا۔

عمر بن عبداللہ اور خوارج کی جنگ

۶۸ھ میں مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ زبیر کی جانب سے والی عراقین ہو کر وارد بصرہ ہوا مہلب اُن دنوں والی فارس تھا اور جنگ ازارقہ میں مصروف تھا مصعب نے اس خیال سے کہ مابین میرے اور عبدالملک کے مہلب حائل رہے گا، مہلب کو فارس سے طلب کر کے بلاد موصل جزیرہ اور ارمنیہ کی حکومت پر بھیج دیا اور حکومت فارس و جنگ ازارقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا۔ اس سے پیشتر خوارج بعد قتل عبداللہ بن ماخور ۶۵ھ میں اُس کے بھائی زبیر کو اپنا امیر بنا کر اصطخر کی طرف چلے آئے تھے۔ عمر بن عبداللہ نے حکومت فارس کے زینہ پر قدم رکھتے ہی اپنے لڑکے عبیداللہ کو خوارج کی جنگ پر بھیج دیا۔ خوارج نے اُس کو مار ڈالا۔

خوارج کی پسپائی

بعد ازاں زبیر امیر خوارج اور عمر بن عبداللہ والی فارس سے چھڑ گئی عمر بن عبداللہ نے خوارج کو شکست دے کر اُن میں سے نوّے آدمیوں کو مار ڈالا قطری بن فجاءۃ صالح بن مخراق محاصرہ توڑ کر مع خوارج نیشاپور کی جانب چلے گئے عمر بن عبداللہ نے نیشاپور میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی خوارج نے نیشاپور سے شکست اٹھا کر اصفہان کا قصد کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم نہ لینے پائے تھے کہ تپ ولرزہ نے مزاج پرسی کری گھبرا کر عمر بن عبداللہ کے لشکر کے گذرگاہوں سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے ساجو زوار جان ہوتے ہوئے بقصد عراق وارد اہواز ہوئے چونکہ عمر بن عبداللہ والی فارس بھی ان کے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے منازل طے کر رہا تھا اور مصعب کا لشکر پل پر پڑاؤ کئے ہوئے پڑا تھا۔

خوارج کا ظلم و ستم

اس وجہ سے زبیر نے مع خوارج کے اہواز سے نکل کر سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شب خون مارنے لگا اہل مدائن کے لڑکوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کر بچے نکال کر مارتا تھا والی مدائن مقاومت سے عاری ہو کر بھاگ کھڑا ہوا انہیں خوارج کا ایک گروہ قتل و غارت کرتا ہوا کرخ تک پہنچ گیا ابو بکر بن مخنف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ میدانِ

جنگ خوارج کے ہاتھ رہا ابوبکر بن مخنف میں معرکے میں کام آگیا۔

خوارج کا تعاقب

تب والی کوفہ حرث بن ابی ربیعہ قباع نے خوارج کی سرکوبی کی غرض سے خروج کیا یہاں تک کہ صراۃ پہنچا اس کے ہمراہ ابراہیم بن اشتر، شبیب بن ربعی، اسماء بن خارجہ یزید بن حرث اور محمد بن عمیر وغیرہ تھے ان لوگوں نے پل باندھ کر خوارج کی طرف عبور کرنے کی رائے دی۔ خوارج یہ خبر پاکر مدائن کی طرف لوٹے حرث نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو چھ ہزار کی جمعیت سے حدود کوفہ تک خوارج کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ خوارج بھاگ کر رے پہنچے ان دنوں یزید بن حرث بن رویم شیبانی والی رے تھا اہل رے نے جنگ خوارج میں اس کی اعانت نہ کی یزید بن حرث میدان جنگ میں شکست پاکر خوارج کے ہاتھ مارا گیا۔

زبیر امیر خوارج کا قتل

اس کے بعد خوارج نے اصفہان کا رخ کیا اصفہان کا امیر عتاب بن ورقاء تھا چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے شہر پناہ کے دروازے پر روزانہ جنگ کرتے رہے عتاب بن ورقاء طول محاصرہ سے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور کھلے میدان خوارج کو لڑ کر شکست دیدی۔ زبیر امیر خوارج مارا گیا عتاب نے لشکر خوارج کو چاروں طرف سے گھیر لیا خوارج نے قتل زبیر کے بعد قطری بن فجاءۃ مازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی کنیت ابو نعامہ تھی اور اس کے ہمراہ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہاں سے جمع ہو کر اصفہان کی جانب لوٹے اصفہان میں تو داخل نہ ہو سکے اہواز چلے پہنچے اور وہیں قیام کیا۔

خوارج اور مہلب کی جنگ

اسی اثناء میں مصعب نے مہلب کو موصل وجزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کر جنگ خوارج پر مامور کر دیا اور ابراہیم بن اشتر کو بجائے مہلب حکومت موصل وجزیرہ پر بھیج دیا۔ مہلب کے آنے سے اہل بصرہ میں ایک تازہ روح آگئی چھوٹے بڑے جان فروشی پر تیار ہو گئے۔ مہلب نے ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا قصد کیا۔ مقام سولاف میں مقابلے کی نوبت آئی آٹھ ماہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی! انھیں دنوں مصعب نے عتاب بن ورقاء ریاحی والی اصفہان کو اہل رے پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا کیونکہ ان لوگوں نے یزید بن حرث بن رویم کا ساتھ نہ دیا تھا چنانچہ عتاب نے اہل رے پر فوج کشی کی اُن دنوں رے پر فرخان حکومت کر رہا تھا فرخان و عتاب سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عتاب نے رے اور اُس کے قلعات کو بزور تیغ فتح کر لیا اور اُس کے اطراف وجوانب کو باغیوں سے پاک صاف کر لیا۔

عبیداللہ بن حُر

عبیداللہ بن حر جعفی صلاح و فضل میں اپنی قوم کے بہترین لوگوں میں سے تھا۔ جب امیرالمومنین عثمانؓ بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو اس کو سخت صدمہ ہوا اور امیر معاویہ کے ہمراہ امیرالمومنین علی کے مقابلے پر آیا تھا اس کی بیوی کوفے میں رہتی تھی اس کی طویل غیر حاضری کی وجہ سے اُس کی بیوی نے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ شام سے واپس آیا تو امیرالمومنین علی کے روبرو عبیداللہ اور اُس شخص کا مقدمہ پیش ہوا جس نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا امیرالمومنین علی نے ارشاد کیا "تم تو وہی ہو نا جو جنگ صفین میں معاویہ کے ہمراہ تھے؟" عبیداللہ نے عرض کیا ہاں۔ کیا یہ امر آپ کے عدل کرنے کو روک دے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں! عبیداللہ یہ سن کر خوش ہو گیا اور آپ نے اُس کی بی بی اُس کو واپس کرا دی۔ چنانچہ عبیداللہ مع اپنی بیوی کے شام واپس آیا پھر بعد شہادت امیرالمومنین علی کوفے میں آیا۔ اپنے اعزہ و اقارب سے ملا اُن لوگوں نے اُس کو علی و معاویہ کی طرف سے بدظن کر دیا۔

عبیداللہ بن حر اور ابن زیاد

جب امام حسین نے جام شہادت نوش فرمایا اس وقت یہ اس واقعہ عظیمہ قتل میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد نے تلاش کرایا لیکن نہ ملا۔ کچھ عرصہ بعد اتفاق سے ملاقات ہو گئی۔ ابن زیاد ملامت کرنے لگا کہ تو میرے دشمنوں کے ساتھ تھا۔ عبیداللہ انکاری جواب دے کر غصے کی حالت میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ عبیداللہ کے چلے آنے کے بعد ابن زیاد نے اپنی تھوڑی سے رجوع کیا اور عبیداللہ کو تلاش کرایا مگر ملا نہیں۔ مجبور ہو کر چند لوگوں کو اس کی گرفتاری پر امور کیا۔ عبیداللہ نے اُن لوگوں سے کہا "ابن زیاد سے جا کر کہہ دو کہ میں تمہارا مطیع ہو کر ہرگز ہرگز نہ آؤں گا" ابن زیاد کے آدمی جونہی واپس ہوئے عبیداللہ اُس مقام سے اٹھ کر احمد بن زیاد طائی کے مکان پر چلا آیا بات کی بات میں اُس کے ہمراہی، دوست اور ہوا خواہ اُس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبیداللہ بن حر کا خروج

عبیداللہ نے اُسی وقت مداین کا قصد کر دیا مقتل حسین پر پہنچ کر اُن کے اور اُن کے ہمراہیوں کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر جب یزید مر گیا اور چاروں طرف سے فتنہ و فساد نے سر اٹھایا تو اس نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے اطراف مداین میں خروج کر دیا۔ رعایا کے جان و مال سے متعرض نہ ہوتا تھا البتہ شاہی مال و اسباب سے جب کبھی موقع مل جاتا تھا بقدر اپنے اور اپنے ہمراہیوں

کے روزینہ کے لئے لیتا تھا باقی جو رہ جاتا اس کو صاحب مال سے پاس لوٹا دیتا تھا۔ مختار نے اپنی دو سالہ دور کی حکومت میں اس کی بیوی کو کوفہ میں قید کر دیا تھا جب یہ خبر اس کو ملی تو کوفہ میں آیا۔ قید خانے سے اپنی بیوی کو اور ان لوگوں کو بھی نکال لیا جو اس وقت تک اس مصیبت میں مبتلا تھے۔

عبیداللہ بن حر کی اسیری و رہائی مختار نے اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا ابراہیم بن اشتر نے اس رائے سے مخالفت کر کے اس کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لئے موصل بھیج دیا لیکن یہ اس لشکر کے ہمراہ نہ گیا علیحدہ ہو کر مصعب سے جا ملا اور ان کے ہمراہ ہو کر جنگ مختار میں شریک ہوا اور اس لڑائی نے قتل بھی کیا اس کے بعد مصعب نے اس کو مشتبہ و مشکوک سمجھ کر قید کر دیا۔ مگر مذحج کے چند رؤساء کی سفارش سے رہا کر دیا لوگ اس کے پاس تہنیت و مبارکباد دینے آئے۔ چلا اٹھا کہ "کوئی شخص اب مستحق خلافت نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کی بیعت کا طوق ہماری گردنوں میں ڈال دیا جائے ان کو ہم پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہے جس سے یہ لوگ مستحق خلافت سمجھے جائیں۔ یہ سب کے سب خطا کار غاصب دنیا پرست اور ضعیف الآخرت ہیں اور ہم مردان میدان جنگ ہیں جو فارس سے نبرد آزما ہوتے تھے افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ ہماری فضیلت اور ہمارے حقوق نہیں پہچانتے۔ پس اب تو میں کھلم کھلا ان کی عداوت پر کمر باندھتا ہوں" یہ کہہ کر بہ قصد جنگ نکل کھڑا ہوا اور قرب وجوار کے قصبات پر حملہ کر دیا۔

مصعب اور ابن حر مصعب نے سیف بن ہانی مرادی کے زبانی پیام دیا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو بلاد فارس میں جاگیر دید وں گا" عبیداللہ نے انکاری جواب دیا مصعب نے ابرد بن فروہ ریاحی کو بسر افسری فوج اس سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ عبیداللہ نے پہلے ہی حملے میں ابرد کو نیچا دکھا دیا تب مصعب نے حریث بن زید کو روانہ کیا اس کو بھی عبیداللہ نے شکست نصیب ہوئی اور اثنائے شکست میں مارا بھی گیا۔ مصعب نے جھلا کر حجاج بن حارثہ خثعمی اور مسلم بن عمر کو روانہ کیا نہر صرصر پر صف آرائی کی نوبت آئی عبیداللہ نے ان کو بھی مار بھگایا مصعب نے جب اپنی کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو کہلا بھیجا کہ "میں تم کو امان بھی دیتا ہوں اور حکومت بھی" لیکن عبیداللہ کی فاتحانہ غیرت نے اس کو منظور نہ کیا فرس کی طرف چلا آیا دہقان فرس مع مال واسباب فرس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عبیداللہ نے عین التمر تک تعاقب کیا۔ عین التمر میں ان دنوں

بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی تھا عبید اللہ سے لڑنے کو نکلا اتفاق وقت سے حجاج بن حارثہ بھی آپہنچا دونوں نے مل کر عبید اللہ پر حملہ کیا عبید اللہ نے دونوں کو پسپا کر کے دہقان فرس کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور تکریت میں آ ٹھہرا خراج وصول کرتا رہا۔

عبید اللہ بن حُر اور عبد الملک

مصعب نے یہ خبر سن کر اس طرف سے ابرد بن فروہ ریاحی اور جون بن کعب ہمدانی کو بسر افسری ایک ہزار فوج کے عبید اللہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور دوسری طرف سے مہلب نے یزید بن معقل کو پانچ سو کی جمعیت سے ابرد کی کمک کو بھیجا عبید اللہ کے ساتھ اس وقت تین سو آدمیوں کی جمعیت تھی دو روز تک مسلسل جنگ ہوتی رہی تیسرے روز فریقین خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ عبید اللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "اب یہاں پر ٹھہرنا قرین مصلحت نہیں ہے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو ساتھ لے کر عبد الملک کے پاس چلا جاؤں" ہمراہیوں نے تیاری کر دی، پھر کہا مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں مر جاؤں۔ اور مصعب کو کسی خطرے میں نہ ڈال سکوں بہتر ہے کہ کوفہ چلو" ہمراہیوں نے بسرو چشم اس حکم کی تعمیل کی۔ مصعب کا لشکر چاروں طرف سے دل بادل کی طرح اُمڈ آیا اور یہ شیر دل ان کو برابر شکست دیتا جاتا تھا اور اطراف کوفہ و مداین میں ان کو قتل کر رہا تھا غرض سواد میں اس کی ذات سے بل چل سی پڑی ہوئی تھی۔ وقتاً فوقتاً خراج بھی وصول کر لیتا تھا پھر کچھ سوچ سمجھ کر عبد الملک کے پاس چلا گیا۔ عبد الملک نے بڑی تعظیم و توقیر کی اپنے برابر تخت پر بٹھایا ایک لاکھ درہم اس کو بطور انعام مرحمت کئے اور اس کے ہمراہیوں کے وظائف مقرر کر دیئے۔

عبید اللہ بن حر کا خاتمہ

ایک روز عبید اللہ نے عبد الملک سے یہ درخواست کی کہ "آپ میرے ساتھ ایک لشکر مصعب سے جنگ کرنے کو روانہ کیجئے" عبد الملک نے جواب دیا "تم اپنے ہمراہیوں کو یا جن لوگوں کو تم بلا سکو جنگ مصعب پر لے جاؤ میں تمھاری کمک پر پیادوں کی فوج بھیج دوں گا" عبید اللہ اس پشت گرمی پر کوفے کو روانہ ہو گیا اور اطراف انبار میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے ہمراہیوں کو کوفہ جانے کی اس غرض سے اجازت دیدی کہ اُس کے بقیہ ہمراہیوں کو اُس کے آنے کی خبر کر دیں۔ حرث بن ربیعہ والی کوفہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم الشان لشکر جنگ کی غرض سے بھیج دیا۔ عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا

چونکہ اثنار جنگ میں اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے اور کثرت زخم نے بھی اس کے بدن کو چور چور کر دیا تھا اس وجہ سے دریا میں کود پڑا دو چار ہاتھ تیر کے ایک کشتی پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا یہاں تک کہ وسط فرات تک پہنچ گیا قضا کار مصعب کے سواروں کا ایک دستہ کشتی پر سوار ہو کر عبید اللہ کی کشتی کے پاس پہنچ گیا عبید اللہ نے گھبرا کر اپنے کو دریا میں ڈال دیا سواروں نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جانبر نہ ہونے دیا تیر مار کر ڈبو دیا۔

خوارج اور عبد الملک

جس وقت عبد الملک کی حکومت کو کوفے میں بعد قتل مصعب استحکام ہو گیا اُس وقت اُس نے بصرے کی حکومت خالد بن عبد اللہ کو دی اور مہلب ان دنوں ازارقہ سے جنگ کر رہا تھا اُس کو خراج اہواز پر مقرر کیا اور اپنے بھائی عبد العزیز کو بہ ہمراہی مقاتل بن مسمع جنگ خوارج پر بھیج دیا۔ خوارج یہ سُن کر اطراف کرمان سے دارابجرد چلے آئے اور یہاں سے قطری بن فجاءۃ نے صالح بن مخراق کو نو سو فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق وقت عبد العزیز شب کے وقت بلا ترتیب لشکر بغیر ارادہ جنگ آپہنچا لڑائی چھڑ گئی۔ مقاتل بن مسمع مارا گیا۔ منذر بن جارود کی لڑکی عبد العزیز کی بیوی کو قید کر لائی خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا عبد العزیز مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کر رام ہرمز پہنچا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ

خالد بن عبد اللہ نے اس واقعہ سے عبد الملک کو آگاہ کیا عبد الملک نے فوراً اپنے بھائی کو جنگ خوارج سے معزول کر کے بجائے مہلب کے خراج اہواز پر مقرر کیا اور خالد کو یہ حکم دیا کہ تم بہمراہی مہلب جنگ خوارج پر چلے جاؤ ساتھ ہی اس کے کوفے میں بشر کے نام یہ پیغام بھیجا کہ "مہلب کی پانچ ہزار آدمیوں سے جس کو وہ پسند کرے امداد کرو اور جب اس کو جنگ خوارج سے فراغت حاصل ہو تو رے میں چلے آنا اور بطور مسلحہ ٹھہرے رہنا" چنانچہ بشر نے پانچ ہزار آدمیوں کا ایک لشکر مرتب کر کے بسرافسری عبد الرحمٰن بن محمد بن اشعث مہلب کی طرف روانہ کیا اور رے کی حکومت کی ایک سند لکھ کر عبد الرحمٰن کو مرحمت کر دی انھیں ایام میں بہ تعمیل حکم عبد الملک خالد بھی مع اہل بصرہ اور مہلب کے بصرے سے نکل کھڑا ہوا مقام اہواز میں سب کا اجتماع ہوا اس عرصے میں ازارقہ بھی آپہنچے اور کشتیوں کو جلا دیا مہلب کے کہنے کے مطابق عبد الرحمٰن بن محمد نے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوالی بیس روز دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل پڑی رہیں اکیسویں شب کو خوارج نے حملہ کیا لیکن کثرت مخالفین اور خندق کی وجہ سے

پسپا ہو کر بھاگے۔ خالد نے داؤد بن قحدم کو ان کے تعاقب پر مامور کر دیا اور بصرے میں واپس آ کر ایک اطلاعی عرض داشت عبدالملک کی خدمت میں بھیج دی عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو لکھ بھیجا کہ لشکر کوفہ سے چار ہزار فوج فارس کی طرف روانہ کرو کہ ازارقہ کے تعاقب میں داؤد بن قحدم کی مدد کریں۔ بشر نے فوراً چار ہزار فوج کو بسرافسری بشر بن عتاب فارس کی طرف روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے داؤد بن قحدم سے جا ملی اور اس کے ہمراہ ہو کر خوارج کے تعاقب میں شریک ہوئی یہاں تک کہ ان کو بہت سے مصائب کا سامنا ہوا اور عام لشکری اہواز کی جانب پیادہ پا لوٹ آئے۔

ابو فدیک کا خروج

اس کے بعد بنو قیس بن ثعلبہ سے ابو فدیک نے خروج کر کے بحرین پر قبضہ کر لیا تو نجدہ بن عامر حنفی کو مار ڈالا (جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) اور خالد کو شکست دیدی خالد نے عبدالملک کو لکھ بھیجا عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ اہل کوفہ و بصرہ کو جنگ ابو فدیک پر آمادہ کر کے ایک لشکر مرتب کر لو اور جنگ خوارج پر روانہ ہو جاؤ چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عمر بن عبیداللہ نے ان کو آلات حرب سے مسلح کر کے خوارج کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل کوفہ میمنہ میں تھے جن کا افسر محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا اور اہل بصرہ میسرہ میں اس کے بھتیجے عمر بن موسیٰ کی ماتحتی میں تھے۔ قلب لشکر میں خود تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین پہنچا اور صف آرائی کر کے ابو فدیک اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا۔ پہلے ہی حملے میں ابو فدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے مگر مغیرہ بن مہلب، جاعہ، عبدالرحمٰن اور لشکر سواران اہل کوفہ کی طرف میمنہ میں آملے اس اثناء میں اہل میسرہ واپس ہوئے اور اہل میمنہ نے خم ٹھونک کر خوارج پر حملہ کر دیا خوارج کے قدم استقامت میدان جنگ سے اکھڑ گئے اہل میمنہ ان کے لشکرگاہ میں گھس پڑے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابو فدیک کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک خندق میں گھیر لیا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر نکلے پس ان لوگوں نے ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور آٹھ سو کو گرفتار۔ یہ واقعہ ۷۳ھ کا ہے۔

کوفی لشکر کی واپسی

اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو حکومت بصرہ پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر بھیج دو اور جن جن کو اہل بصرہ میں سے مہلب پسند

کرے۔ ان لوگوں کو اس کے ہمراہ کر دو اور لڑائی میں اُس لوگوں کی رائے پر چھوڑ دو ہاں البتہ کوفے سے جو ایک عظیم الشان لشکر اس کی کمک پر بسر افسری ایسے شخص کے روانہ کیا جس کو لڑائی کا نشیب و فراز بخوبی معلوم ہو۔ مہلب نے انتخاب فوج کے لئے حبیب بن سعید بن قبیصہ کو مامور کیا۔ بشر نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن یہ حکم شاق گذرا اس خیال سے کہ مہلب کی تقرری عبدالملک کی جانب سے ہوئی اور اس کے دل کو صدمہ پہنچا لشکر کوفہ پر عبدالرحمن بن مخنف کو مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کو خفیہ یہ ہدایت کر دی کہ جنگ میں مہلب سے مشورہ نہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس سے کشیدگی پیدا کرنا۔ مہلب ان باتوں سے بے خبر رام ہرمز پہنچا۔ خوارج بھی دوسری طرف سے آ گئے اور عبدالرحمن بن مخنف نے تا اہل کوفہ پہنچ کر ایک میل کے فاصلے پر خیمہ نصب کرایا کہ جہاں سے دونوں لشکر دکھائی دیتے تھے۔ اس کے بعد یہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصرے میں اور کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ جونہی یہ خبر مشہور ہوئی ایک گروہ کثیر اہل بصرہ و کوفہ کا لشکر مہلب سے جدا ہو کر اہواز چلا آیا۔ خالد بن عبداللہ نے ہر چند تاکیداً لکھا۔ دھمکایا لیکن کسی نے مطلق توجہ نہ کی۔

اہل کوفہ۔ کوفہ کی طرف چلے آئے۔ عمر بن حریث نے بہت نصیحت و فضیحت کی، مہلب کے پاس لوٹ جانے کو کہا اور کوفے میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ دن کو تو کوفے میں نہ گئے رات ہوتے ہی سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر ٹھہرے۔

حجاج بن یوسف کا خطبہ

جب ۷۵ھ میں حجاج امیر عراقین ہو کر آیا تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کوفہ میں ایک بلیغ خطبہ دیا جو مشہور و معروف ہے جس کے بعض فقروں کا یہ مضمون تھا،

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مخالف و گنہگار ہو کر مہلب کو چھوڑ کر اپنے شہر چلے آئے تھے واللہ میں اس کے لشکریوں میں سے جس کو آج کے تیسرے دن کوفے میں پاؤں گا اس کی گردن اڑا دوں گا، اُس کے گھر کو لوٹ لوں گا اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لوں گا۔"

حجاج نے یہ کہہ کر واقف کاروں کو بلا کر حکم دیا کہ لوگوں کو مہلب کے پاس روانہ کر دو اور اُن لوگوں کے

پہنچنے کی رسید مہلب کی دستخطی میرے سامنے لاکر پیش کرو اور دیکھو پل کا دروازہ بند نہ کیا جائے جب تک لشکریان مہلب کوفے سے باہر نہ چلے جائیں۔

عمر بن ضابی کا قتل

عمر بن ضابی نامی ایک شخص نے اس حکم کی تعمیل نہ کی گھر بیٹھ رہا اس کی نسبت بیان کیا گیا کہ یہ شخص قاتلین عثمانؓ سے ہے حجاج نے اس کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا میعاد مقررہ تمام نہ ہونے پائی تھی کہ لشکریان مہلب کوفہ سے جوق جوق نکل پڑے پل پر ایک اژدہام ہو گیا اگلے دن سب کے سب مہلب کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حجاج کے بھیجے ہوئے واقف کار بھی مہلب کے پاس پہنچ گئے اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید اس سے لے لی۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کا خاتمہ

بعد ازاں مہلب نے حسب حکم حجاج خوارج سے لڑائی چھیڑ دی اور ان کو ایک خفیف جنگ کے بعد کازرون کی طرف پسپا کر دیا مہلب و ابن مخنف بھی ان کے پیچھے پیچھے کازرون جا پہنچے۔ مہلب نے مزید احتیاط کے خیال سے اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوالی مگر ابن مخنف نے جوش مردانگی میں آکر خندق نہ کھدوائی خوارج نے شب کے وقت پہلے لشکر مہلب پر حملہ کیا لیکن اُن کو ہوشیار پاکر ابن مخنف کی طرف جھک پڑے۔ ابن مخنف کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوتے مگر ابن مخنف برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔ بعض نے اہل کوفے کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جس وقت ان لوگوں نے خوارج کو جنگ پر ابھارا اور۔ وہ لوگ مہلب کی طرف بڑھے اور مہلب بہ حالت اضطرار اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹا تو عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے عام لشکریوں کو مہلب کی کمک پر بھیج دیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ مورچہ پر ٹھہرا رہا خوارج ابن مخنف کی کمی جماعت کا احساس کر کے ابن مخنف پر ٹوٹ پڑے ابن مخنف مع قرار اور اپنے اکثر ہمراہیوں کے کمر ہمت باندھ کر میدان جنگ میں کود پڑا اور داد مردانگی دے کر مع اپنے ہمراہیوں کے جاں بحق ہوا۔

دوسرے دن مہلب آیا نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا اور ایک اطلاعی خط حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کے لشکر پر عتاب بن ورقاء کو مامور کیا اور مہلب کی اطاعت کی ہدایت و تاکید کر دی۔ بظاہر عتاب نے اس ہدایت کو قبول کر لیا۔ لیکن اُس کا دل اس سے خوش نہ ہوا۔ ایک روز مہلب اور عتاب سے

کچھ جھگڑا ہو گیا۔ مہلب نے مارنے کی غرض سے چھڑی اٹھائی۔ مغیرہ بن مہلب نے لپک کر چھڑی چھین لی۔ عتاب نے حجاج کو اس کی شکایت لکھی اور واپس چلے جانے کی اجازت چاہی اتفاق سے شبیب کا واقعہ پیش آگیا جس کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن مخنف بلا لیا گیا اور مہلب بدستور اُسی مقام پر باقی رہ گیا۔

صالح بن سرح تمیمی کا خروج

متذکرہ بالا واقعات کے بعد صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امراءالقیس بن زید مناۃ سے) خروج کیا یہ شخص فرقہ صفریہ کے عقاید کا پابند اور عابد وزاہد تھا سرزمین موصل وجزیرہ میں اکثر قیام پذیر رہتا تھا اس کے تلامذہ بھی تھے جن کو یہ قرآن وفقہ کی تعلیم دیتا تھا کبھی کبھی کوفے میں اپنے احباب اور شاگردوں سے ملنے کو آجاتا تھا وہ لوگ اس کی ضروریات مہیا کر دیتے تھے۔ حجاج کو اس کی خبر لگی۔ گرفتاری پر لوگوں کو مامور کیا صالح کوفہ چھوڑ کر اپنے شاگردوں کے پاس موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو خروج پر ابھارنے لگا اس اثناء میں شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی کا ایک خط آپہنچا جس میں اس نے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ صالح نے جواباً تحریر کیا "میں تمہارے ہی انتظار میں ہوں جس قدر جلد ممکن ہو آجاؤ میں ہمہ تن خروج پر آمادہ ہوں" شبیب مع اپنے چند دوستوں کے جن میں اس کا بھائی مضاد اور محلل بن وائل لشکری تھا آپہنچا۔ اور صالح کی اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ھ میں خروج کر دیا۔ لشکریوں کو قبل جنگ دعا کرنے کی ہدایت کی اور خوں ریزی و مال واسباب کے لوٹنے کا اُن کو اختیار دے دیا۔ اتفاق سے جزیرے میں محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگوں نے گرفتار کر کے اپنے ہمراہیوں کو سوار کرا دیا۔ محمد بن مروان والی جزیرے کو خوارج کے خروج اور ان کی اس بے جا حرکت کی اطلاع ہوئی۔ تو اُس نے سرکوبی کو ایک ہزار کی جمعیت سے عدی بن عدی کندی کو مامور کیا پس اس نے حران سے نکل کر خوارج کا رخ کیا چونکہ صلح پسندی مزاج میں زیادہ تھی اس وجہ سے جنگ خوارج کو پسند نہ کرتا تھا۔ قبل آغاز جنگ ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا اُن لوگوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خود مسلح و مرتب ہو کر عدی کے سر پر آپہنچے۔

صالح بن مسرح کا قتل

عدی اُس وقت نماز چاشت پڑھ رہا تھا جوں تیوں نماز پوری کر کے بلاقصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اُس کے رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے

سامنے میدان میں آگئے خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا اور میسرہ پر سوید بن سلیم خوارج نے حملہ کیا عدی کو شکست ہوئی خوارج نے عدی کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے محمد بن مروان نے یہ خبر پا کر خالد بن حر سلمی اور حرث بن جعونہ عامری کو سپہ افسری ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے دو مختلف راستوں سے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہوگا وہی اپنے دوسرے ہمراہی کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے گا صالح کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شبیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا میدان کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا۔ محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھے تھے خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا پڑا سرزمین جزیرہ و موصل کو سیکر تک طے کر گئے حجاج نے اس شکست سے آگاہ ہو کر حرث بن عمیرہ ابن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کی جمعیت سے روانہ کر دیا مابین موصل و جوخی کے ملاقات ہوگئی خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوے آدمی تھے۔ سوید بن سلیم کو شکست ہوئی۔ صالح بن مسرح مارا گیا۔ شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اٹھ اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنے ہمراہیوں کو پکارنے لگا ستر آدمی کے قریب جمع ہو گئے۔

شبیب کا فرار

شبیب مع اُن لوگوں کے ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا جا کر پناہ گزین ہو گیا حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اس قصد سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑ دی جائے گی اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آیا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "تم اپنے دوستوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ہمراہ خروج کرو" خوارج نے اسی کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کر رات ہی کے وقت خروج کر دیا حرث اس اچانک حملے سے گھبرا کر اٹھا اور اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دے دیا ہنوز وہ تیار نہ ہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کر مداین کی جانب بھاگا اور شبیب اُن کے مال و اسباب کو لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا۔

شبیب اور سلامہ بن سنان

شبیب نے ملک موصل میں پہنچ کر سلامہ بن سنان تیمی سے ملاقات کی سلامہ بن سنان کا فضالہ نامی ایک سپاہی اکابر خوارج سے تھا صالح کے خروج سے پیشتر اٹھارہ آدمیوں کی جمعیت سے خروج کر کے ماء بنی عنزہ پر ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا

بنی عنزہ نے موقع پاکر ان سب کو قتل کیا اور سب کا سر اُتار کر سرخ روئی کے خیال سے عبدالملک کے پاس لے گئے تھے۔ شبیب نے جب سلامہ کو خروج کرنے پر ابھارا تو اُس نے یہ شرط لگائی کہ تیس سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو عنزہ پر حملہ آور ہو اور اُن سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو۔ شبیب نے یہ شرط منظور کر لی۔ بنو عنزہ پر چڑھ گیا اور نہایت سختی و بے رحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو عنزہ کو قتل کیا۔ بعدازاں ستر آدمیوں کے ساتھ داران پہنچا بنو شیبان کا ایک گروہ جو تعداد میں تین ہزار کا تھا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک دیر خراب میں مقام محفوظ سمجھ کر قیام کیا۔ ایک روز شبیب کسی ضرورت سے اپنے بھائی مضاد بن یزید کو اپنا نائب بنا کر کہیں چلا گیا۔ مضاد نے ان کے تیس شیوخ کو قتل کر ڈالا جس میں حوثرہ بن اسد بھی تھا مجبور ہو کر بنو شیبان نے اس غرض سے امان طلب کی تاکہ حاضر ہو کر اُن کی دعوت کو سنیں مضاد نے اس کو منظور کر لیا نکلنے اور آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ کل بنو شیبان جو اُس وقت محاصرے میں تھے مضاد کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ اس اثنا میں شبیب آپہنچا اور بنو شیبان کے اس فعل سے اپنی خوشنودی ظاہر کر کے اُنھیں میں سے ایک منتخب گروہ کے ساتھ آذر بائیجان کا قصد کر دیا۔

سفیان بن ابی العالیہ اور شبیب کی جنگ

اس سے پیشتر حجاج نے سفیان بن ابی العالیہ خثعمی کو لبر افسری ایک ہزار سواروں کے طبرستان کے محاصرے پر بھیج دیا تھا شبیب کے قصد سے مطلع ہو کر سفیان بن ابی العالیہ کو واپس بلا بھیجا (سفیان اہل طبرستان سے صلح کر کے واپس ہوا اور مقام دسکرہ میں پہنچ کر قیام کر کے امداد کا خواست گار ہوا) اور حرث بن عمیرہ ہمدانی قاتل صالح کو مع لشکر کوفہ و فارس کے اور سورہ بن حر تمیمی کو بھی طلب کر لیا۔ سفیان بلا انتظار حرث و سورہ شبیب کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا۔ مقام خانقین میں مڈبھیڑ ہو گئی شبیب نے ایک کمین گاہ میں اپنے بھائی کو بٹھا کر لڑائی چھیڑ دی اور آہستہ آہستہ لڑتا ہوا پیچھے ہٹا۔ سفیان جوش مردانگی میں دامن کوہ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب کمین گاہ سے آگے بڑھا تو شبیب نے پلٹ کر اور اُس کے بھائی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا سفیان کا لشکر بلا جنگ کئے ہوئے شکست کھا کر بھاگا مگر سفیان دو سو کی جمعیت سے نہایت استقلال سے لڑتا رہا سوید بن سلیم نے سفیان پر نیزے کا وار کیا سفیان نے خالی دے کر تلوار چلائی سوید روک کر

لپٹ گیا۔ سفیان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر پٹک دیا اس اثناء میں شبیب آپہنچا۔ سفیان وسوید ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے سفیان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ رفتہ رفتہ بابل مہروذ پہنچا اور حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور لشکر سورہ بن الحر کے نہ پہنچنے کی شکایت لکھی۔

سورہ بن الحر کی پسپائی حجاج نے سورہ بن الحر کو ایک عتاب آموز خط لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ مداین سے پانچ سو سواروں کو لے کر شبیب کا تعاقب کرو چنانچہ سورہ حسب حکم حجاج روانہ ہوا اور شبیب مداین ہوتا ہوا نہروان پہنچا اپنے ہمراہیوں کے حق میں دعائے خیر کر کے قیام کر دیا سورہ نے اسی مقام میں شبیب پر شب خون مارا۔ لیکن شبیب کے ہمراہیوں کے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوا خود شکست اٹھا کر مداین کی جانب بھاگا اور شبیب نے تعاقب کیا۔ ہنوز شبیب کا لشکر مداین کے قریب نہ پہنچا تھا کہ سورہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بکمال عجلت مداین میں داخل ہو گیا ابن ابی عصمی والی مداین نے ایک تازہ دم فوج مرتب کر کے خاراشگاف اور دل دوز نیزوں سے شبیب کا استقبال کیا شبیب مداین سے ناامید ہو کر کلواذی ہوتا ہوا تکریت پہنچا اور مداین کے اکثر لشکری مع سورہ اور اس کے بقیہ ہمراہیوں کے شبیب کی آمد کی خبر سن کر کوفہ بھاگ گئے۔ حجاج نے یہ خبر پا کر سورہ کو قید کر دیا اور کچھ عرصے بعد رہائی کا حکم دے دیا۔

جنرل اور شبیب کی لڑائی اس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرجیل کندی ملقب بہ جنرل کو لبسر افسری چار ہزار فوج کے جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عجلت نہ کرنا احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا۔ اس چار ہزار فوج میں منہزمین میں سے ایک متنفس بھی نہ تھا۔ جنرل نے عیاض بن ابی لبنہ کندی کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ شبیب کے دل میں جنرل کی جوانمردی، جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہو گیا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلاترتیب لشکر بھاگتا پھرتا تھا اور جنرل اور اس کے ہمراہی بکمال سرگرمی اس کے تعاقب میں تھے جہاں پر جنرل قیام کرتا تھا اپنے لشکر کے اردگرد خندقیں کھدوا کر مورچے، دمدمے اور دُھس بندھوا لیتا تھا اور جب کوچ کرتا تھا تو نہایت ہوشیاری سے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے کوچ کرتا تھا۔ ایک مدت دراز اسی حالت سے

گذر گئی شبیب نے گھبرا کر اپنے ہمراہیوں کو جن کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی چار گروہ پر منقسم کر کے ہر گروہ پر ایک افسر مقرر کیا اور رات کے وقت جنرل کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ لیکن جنرل کے باخبر و ہوشیار ہراول سے خود منہ کی کھا گیا پھر دوسرے۔ وز پچھلی شب میں شبیب نے شب خون مارا اس میں بھی ناکامی ہوئی تب جنرل اپنا لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ شبیب پر حملہ آور ہوا شبیب اس کے حملوں سے بچتا ہوا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا اور خراج وصول کرتا تھا حجاج کو جنرل کی یہ احتیاط او تاخیر ناگوار گذری۔ لکھ بھیجا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو شبیب سے جنگ کر کے اُس کا وارا نیارا کر دو۔ حجاج کا یہ فرمان جنرل تک پہنچنے بھی نہ پایا کہ سعید بن مجالد کو لشکر جنرل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

سعید بن مجالد کا خاتمہ

چنانچہ سعید بن مجالد لشکر جنرل میں جب کہ وہ نہروان میں مورچے قائم کئے ہوئے تھا پہنچا اور لشکریوں کو جمع کر کے ایک پُر جوش خطبہ دیا۔ تاخیر و سستی پر پر ملامت کی۔ بعد ازاں لشکر کو بقصد جنگ مرتب کرنے لگا جنرل نے خندق سے نکل کر لڑنے کو منع کیا مگر سعید نے جوش مردانگی کی وجہ سے کچھ توجہ نہ کی اس عرصے میں یہ خبر لگی کہ شبیب مقام قطیطیا میں داخل ہو گیا ہے اور دہقان قطیطیا اُس کے کھانے کے انتظام میں مصروف ہے سعید یہ سنتے ہی مع چیدہ و منتخب لشکر کے اٹھ کھڑا ہوا اور جنرل کو بقیہ لشکر کے ساتھ خندق میں چھوڑ گیا۔ شبیب کھانے سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ سعید نے قطیطیا کے دروازے پر پہنچ کر صف آرائی کر لی شبیب کو اس کی اطلاع ہوئی نہایت اطمینان سے کھانا تمام کر کے اٹھا وضو کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا۔ سعید کے ہمراہی پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑے ہوئے اور سعید نے کمال مردانگی سے لڑ کر میدان جنگ میں جان دے دی منہزمین نے بھاگ کر جنرل کے لشکر میں جان بچائی اور شبیب اُن کے تعاقب اور کامیابی کے جوش میں جنرل کے لشکر سے جا بھڑا۔ جنرل نے اپنے پر زور حملوں سے اس کو پسپا کر دیا اور خاتمہ جنگ کے بعد ایک اطلاعی عرض داشت حجاج کی خدمت میں بھیج کر مدائن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

شبیب کا تعاقب

شبیب اس شکست کے بعد کرخ چلا گیا اور بقصد سوق بغداد دجلہ عبور کیا اور اہل سوق بغداد سے امان حاصل کر کے سوق بغداد پہنچا۔ جن جن چیزوں کی ضرورت

تھی اُن کو خرید کرکے کوفہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ کوفے کے قریب پہنچا تو حجاج نے یہ سن کر سوید بن عبدالرحمٰن سعدی کو دو ہزار کی جمعیت سے شبیب کے مقابلے پر مامور کیا اور عثمان بن قطن کو سنجہ میں مورچہ بندی کا حکم دیا۔ شبیب نے سوید بن عبدالرحمٰن کی طرف سے مڑ کر اہل سنجہ پر جہاں کہ عثمان بن قطن نے مورچہ قائم کیا تھا حملہ کیا اہل سنجہ سینہ سپر ہو کر مقابلے پر آئے لیکن کسی کے ہوش وحواس بجا نہ تھے اس اثناء میں سوید بھی شبیب کے پیچھے سے آ پہنچا۔ شبیب نے گھبرا کر لڑائی موقوف کر دی اور کوفہ چھوڑ کر حیرہ کا راستہ اختیار کر لیا سوید نے تعاقب کیا حیرہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب حیرہ کو بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ہے۔ سوید نے حیرہ میں مقام کر دیا۔ حجاج کو اس کی خبر لگی تو اس نے لکھ بھیجا کہ شبیب کے تعاقب سے دست کش نہ ہو جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ یا قتل کر ڈالو۔ سوید چار ونا چار شبیب کے تعاقب پر مستعد ہو کر روانہ ہوا اور شبیب سیدھا راستہ چھوڑ کر راستوں کو بدلتا ہوا براہ تطقطانہ قصر بنی مقاتل پہنچا۔ پھر قصر بنی مقاتل سے روانہ ہو کر انبار آیا اور انبار سے چل کر دقوقا اور دقوقا سے آذربائیجان کے قرب وجوار میں داخل ہوگیا۔ حجاج یہ خیال کر کے کہ شبیب کوفہ سے بہت زیادہ دور چلا گیا ہے کوفے میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب بنا کر بصرہ چلا آیا اس کے بعد ہی دہقان بابل مہروز کا خط بنام عروہ آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ شبیب کوفے کے قصد سے خانیجار تک آگیا ہے۔ عروہ نے یہ خط بجنسہٖ حجاج کے پاس بھیج دیا۔

شبیب کی کوفہ کو روانگی اس اثناء میں شبیب قریب کوفہ پہنچ کر مقام عقرقوبا میں اُتر پڑا اور پھر وہاں سے کوچ کرکے کوفے کو اس قصد سے روانہ ہوا کہ حجاج سے پہلے کوفے میں داخل ہو جائے۔ حجاج بھی اسی خیال سے بصرہ سے دو دو منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتا ہوا کوفے کو آرہا تھا۔ چنانچہ عصر کے وقت کوفہ پہنچ گیا اور مغرب کے وقت شبیب سنجہ میں وارد ہوا تھوڑا سا آرام کرکے کھانا کھایا۔ بعد ازاں سوار ہو کر بازار کوفہ میں داخل ہوا اور اُسی مقام پر اپنے خیمے کو نصب کرایا اور اُسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا چند صالحین کو بحالت نماز قتل کیا پھر مسجد سے نکل کر افسر پولیس کے مکان پر گئے آواز دی کہ تم کو امیر طلب کر رہے ہیں افسر پولیس نے گھر سے نکل کر سوار ہونے کا قصد کیا مگر اجنبی آدمیوں کو دیکھ کر مشکوک ہوا اور واپس چلا گیا۔ خوارج نے اُس کے غلام کو گرفتار کر ڈالا اور وہاں سے شور وغل مچاتے

دے مسجد بنی ذہل میں پہنچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت میں قتل کرکے کوفے سے نکل کھڑے ہوئے۔

نضیر بن قعقاع کا قتل اتفاق سے نضر بن قعقاع ابن شور ذہلی آگے آ گیا۔ یہ منجملہ اُن لوگوں کے تھا جو حجاج کے ہمراہ بصرے سے آئے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے حجاج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ پس جب اس نے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا "السلام علیک ایہا الامیر" شبیب نے کہا۔ تجھ پر تُف ہو امیر المومنین کیوں نہیں کہتا" نضر نے کہا "بہتر یہی کہوں گا" پھر شبیب اس وجہ سے کہ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی لڑکی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے قصد سے مخاطب ہو کر بولا "اے نضر لا حکم الا اللہ" نضر یہ سمجھ کر کہ یہ خارجی ہے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھ اٹھا شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اُس پر ٹوٹ پڑے اور پلک کی بات میں قتل کر ڈالا۔

جزر بن قیس اور شبیب کی جنگ ان واقعات کے بعد حجاج کے منادی نے پکار کر کہا "یا خیل اللہ ارکبی" (اے سواران اللہ سوار ہوتے جاؤ) اس وقت حجاج دروازہ قصر امارت پر تھا سب سے پہلے جو شخص آیا وہ عثمان بن قطن بن عبداللہ بن حصین ذی الغصہ تھا۔ بعد ازاں چاروں طرف سے لوگوں کا اژدہام ہو گیا۔ حجاج نے بشر بن غالب اسدی، زائدہ بن قدامہ ثقفی، ابو الضریس مولی بنی تمیم، عبد الاعلی بن عبداللہ بن عامر اور زیاد بن عبداللہ عتکی کو دو دو ہزار فوجوں کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تمہارا امیر زائدہ بن قدامہ ہوگا انہیں لوگوں کے ہمراہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ والی سجستان کو بھی روانہ کیا تھا اس سے پیشتر اس کو عبدالملک نے سجستان کی سند گورنری مرحمت کرکے حجاج کو حکم دیا تھا کہ اس کا سامان سفر درست کرکے ایک ہزار فوج کے ساتھ اس کے صوبہ مفوضہ کی طرف روانہ کرنا ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شبیب کا واقعہ پیش آ گیا حجاج نے کہا بہتر ہوگا کہ پہلے تم ان خوارج سے لڑو تمہاری اس میں نیک نامی ہوگی تب اپنے صوبہ مفوضہ کی طرف روانہ ہونا۔

چنانچہ یہ سب کے سب حجاج سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور اسفل فرات میں پہنچ کر قیام کر دیا شبیب نے اس راستے کو جس کی جہت میں یہ لوگ تھے چھوڑ کر قادسیہ کی راہ اختیار کی حجاج نے یہ خبر پا کر اپنے

سر برآوردہ اور چنے ہوئے سواروں میں سے ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو منتخب کر کے بسر افسری ذخر بن قیس کے شبیب کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ شبیب کو جہاں پر پانا اگر قیام پذیر ہو یا تمھاری طرف متوجہ ہو تو ضرور جنگ کرنا ورنہ چھوڑ دینا۔ جونہی ذخر اسلیجین میں پہنچا شبیب نے پلٹ کر حملہ کر دیا ذخر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا بالآخر ذخر تقریباً دس زخم کھا کر زمین پر گر پڑا اس کے ہمراہی یہ سمجھ کر کہ ذخر مارا گیا بھاگ کھڑے ہوئے۔ ذخر شب بھر میدان جنگ میں پڑا رہا صبح کے وقت جب ذرا ٹھنڈ شروع ہوئی تو ہوش آیا گرتے پڑتے قریب کے ایک گاؤں میں گیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

شبیب کا لشکر کوفہ پر حملہ

ذخر کی شکست کے بعد شبیب نے کوفے کا قصد کیا اُس وقت وہ مقام روذبار میں کوفے سے چوبیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر بولا "اس شکست سے لشکر کوفہ کے سرداروں کے دلوں میں تمھاری مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا ہے اگر تم لوگ کمر ہمت باندھ کر ہمارے ساتھ لشکر کوفہ کا قصد کرو اور اُن کو بھی شکست دیدو تو کوئی شخص سوائے حجاج کے کوفہ پر قبضہ کرنے سے مانع نہ ہوگا" ہمراہیوں نے بسر وچشم منظور کیا اور اس کے ساتھ ساتھ لشکر کوفہ تک پہنچ گئے۔

زیاد بن عتکی کا فرار

حجاج نے یہ سن کر لشکر کوفہ کو بہ قصد جنگ روانہ کیا میمنہ پر زیاد بن عمر عتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی علاوہ ان کے ہرامیر و سردار لشکر اپنے اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اپنے اپنے مقررہ مورچے پر ٹھہرا ہوا تھا شبیب نے اپنے ہمراہیوں کو تین حصوں پر منقسم کیا (ایک حصہ کا سوید بن سلیم افسر تھا۔ جو بہ مقابلہ میمنہ اہل کوفہ تھا دوسرے حصہ کا مصاد برادر شبیب امیر تھا جو میسرہ اہل کوفہ کے مقابلے پر تھا۔ تیسرا حصہ شبیب کی ماتحتی میں تھا جو قلب لشکر کوفہ کے سامنے تھا) پس سوید بن سلیم نے زیاد بن عمر عتکی پر حملہ کیا زیاد کے ہمراہی تاب مقاومت نہ لا سکے، پیچھے ہٹے مگر زیاد تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے میدان جنگ میں ٹھہرا رہا سوید نے پھر دوبارہ حملہ کیا جس سے اس کے بقیہ ہمراہی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے زیاد پھر بھی کمال مردانگی سے لڑتا رہا بالآخر شام کے وقت یہ بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

بشر بن غالب کا خاتمہ

اس کے بعد خوارج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کیا عبدالاعلیٰ اور اُس کے

ہمراہیوں پر خوارج کا ایسا رعب غالب ہو گیا تھا کہ بلا جدال و قتال مع اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ سے بھاگ کر زیاد بن عمر سے جا ملا۔ پھر خوارج نے لشکر کوفہ پر ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا اور جوش کامیابی میں مغرب کے وقت محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے۔ محمد بن طلحہ کمال دلیری و استقلال سے مقابلے پر آیا۔ بعدازاں مضاد برادر شبیب نے بشر بن غالب اسدی پر میسرہ میں حملہ کیا پچاس آدمیوں کے سوا اور باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے بشر اسی قلیل جماعت کے ساتھ لڑ کر میدان جنگ میں جاں بحق ہوا۔

زائدہ بن قدامہ کا قتل بشر کے خاتمہ کے بعد خوارج ابوالفریس مولیٰ بنو تمیم پر حملہ آور ہوئے۔ ابوالفریس بھاگ کر اعین کے پاس پہنچا لشکر خوارج نے ابوالفریس کو اعین کے پاس بھی پناہ گزیں نہ ہونے دیا پھر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اعین اور ابوالفریس شکست اٹھا کر زائدہ بن قدامہ کے پاس پہنچے زائدہ نے ان لوگوں کے پہنچنے کے بعد لشکریوں کو پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا۔ صبح تک ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی شبیب نے لڑائی کو طول کھینچتے ہوئے دیکھ کر زائدہ پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں زائدہ کو مع اُس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا ابوالفریس مع بقیۃ السیف کے ایک جوسق میں جو ان کے قریب تھا جا چھپا یہ وقت فجر کا تھا۔ خوارج نے قتل و غارت سے ہاتھ کھینچ کر شبیب کی بیعت کی دعوت دی اُن لوگوں نے بیعت کر لی بیعت کرنے والوں میں ابوبردہ بن ابوموسیٰ بھی تھا۔

محمد بن موسیٰ کا خاتمہ اب اس وقت وزراء لشکر کوفہ میں سے صرف ایک محمد بن موسیٰ کو شکست نہیں ہوئی تھی طلوع فجر کے وقت شبیب نے ان کے موذن کی اذان کی آواز سنی جس سے اُس کو محمد بن موسیٰ کے جائے قیام کا علم ہو گیا اذان طولانی نماز ادا کی اور اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے محمد بن موسیٰ پر حملہ کر دیا۔ ایک گروہ بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرا حصہ لشکر کا محمد بن موسیٰ کے ساتھ لڑتا رہا یہاں تک کہ محمد بن موسیٰ مارا گیا اور یہ بھی لپسپا ہو کر بھاگ نکلا۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی بھاگ گئے جنھوں نے شبیب کی بیعت کر لی تھی لشکر خوارج نے جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ اور لوٹ کر اس جوسق میں آیا جہاں کہ اعین و ابوالفریس تھے ایک دن قیام پذیر رہا۔ ہمراہیوں نے کوفہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی' لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفے کا رخ نہ کیا خوخی کو دائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا نضر پہنچا اور وہاں سے دآ

ہوکر صراۃ ہوتا ہوا خانیجار میں آ اترا۔ حجاج کو اس خبر سے کہ شبیب الفر کی طرف جا رہا ہے' یہ خیال پیدا ہوا کہ شبیب مداین کے مقصد سے جاتا ہے اور مداین، کوفہ اور اکثر سواد کا دروازہ ہے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی عبداللہ بن ابی عصیفر کو معزول کر کے عثمان بن قطن کو مداین، خوخی اور انبار کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔

بعض نے محمد بن موسیٰ کے قتل کا واقعہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ محمد بن موسیٰ جنگ ابو فدیک میں عمر بن عبداللہ بن معمر کے ہمراہ تھا۔ عمر بن عبداللہ نے اس کی مردانگی پر فریفتہ ہو کر اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا تھا اور اس کی بہن عبدالملک کے عقد میں تھی۔ عبدالملک نے اس کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا اتفاق سے محمد بن موسیٰ کوفہ ہو کر گذرا لوگوں نے حجاج سے کہا "اگر یہ شخص سجستان کا والی ہو جائے گا تو ہماری طاقت کا اثر سجستان سے جاتا رہے گا جس کو تم طلب کیا کرو گے اس کو یہ روک دیا کرے گا۔ مناسب ہے کہ اس کو شبیب کی جنگ میں مصروف کر دو شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس شر سے نجات دیدے" حجاج نے اس رائے کے مطابق محمد کو فریب دے کر جنگ شبیب پر آمادہ کر دیا۔ شبیب نے محمد کے پاس کہلا بھیجا کہ تم حجاج کے فقرے میں نہ آؤ ہم تم سے متعرض نہ ہوں گے۔ محمد نے اس کو شبیب کی کمزوری پر محمول کر کے لڑائی کی تیاری کر دی مجبوراً شبیب کو مقابلے پر آنا پڑا لڑائی ہوئی اور معرکۂ جنگ میں مارا گیا۔

عبدالرحمٰن بن اشعث اور شبیب

جس وقت ان امراء کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے شکست ہو گئی اور موسیٰ بن محمد ابن طلحہ مارا گیا اس وقت حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو طلب کر کے حکم دیا کہ افواج کوفہ سے چھ ہزار سواروں کو منتخب کر کے شبیب کو جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ۔ چنانچہ عبدالرحمٰن اس حکم کی تعمیل کرنے کو روانہ ہوا۔ روانگی کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن کو اور اس کے ہمراہیوں کو ایک تاکیدی اور تہدید آمیز خط لکھا کہ اگر تم لوگ شکست کھا کر واپس آ ؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا عبدالرحمٰن اپنے رکاب کی فوج لئے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا مداین پہنچا۔ جزل کی عیادت کو گیا جزل نے شبیب کی ہوشیاری و چالاکی سے بچنے کی ہدایتیں کیں اور چلتے وقت اپنا گھوڑا نذر کیا۔ عبدالرحمٰن جزل سے رخصت ہو کر شبیب کی تلاش میں چلا اور شبیب یہ خبر پا کر دوقا و شہر زور کی طرف روانہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بھی سراغ لگاتا ہوا سرزمین موصل میں وارد ہوا اور اہل موصل سے لڑنے کی غرض سے قیام کیا

حجاج نے لکھا "اما بعد فاطلب شبیبا واسلک فی اثرہ این سلک حتی تدرکہ فاقتلہ او تنفیہ فانما السلطان سلطان امیر المومنین والجند جندہ والسلام" عبدالرحمٰن بن اشعث بموجب حکم حجاج شبیب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا اور شبیب ایک دشوار گذار مقام سے دوسرے دشوار گذار مقام میں قیام کرتا پھرتا تھا جس وقت عبدالرحمٰن شبیب سے قریب ہو جاتا شبیب شب خون مارنے کے ارادے سے عبدالرحمٰن کے لشکر پر آتا اور ان کو ہوشیار پا کر کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جاتا تھا اُس وقت عبدالرحمٰن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوتا تھا۔ غرض فریقین اپنے حریف کو ہوشیار پا کر دائیں بائیں آگے پیچھے ایک دوسرے کی فکر میں سفر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ روزانہ سفر کی تکان سے لشکر کو سخت تکلیف پہنچی سواری کے جانور چلنے سے عاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر سرزمین موصل کے ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مابین اس کے اور سواد کوفہ کے سوائے نہر حولایا کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔ شبیب نے راذان اعلیٰ (سرزمین جوخی) میں قیام کیا اور عبدالرحمٰن نے حوافیل نہر میں اپنا لشکر ٹھہرایا۔

ابن اشعث کی معزولی

چونکہ یہ زمانہ عبدالاضحیٰ کا تھا شبیب نے کہلا بھیجا کہ یہ ایام ہمارے اور تمہارے عید کے ہیں بہتر یہ ہے کہ تا انقضاء ایام نحر (قربانی) لڑائی موقوف کر دی جائے۔ عبدالرحمٰن نے بقصد مناولت منظور کر لیا۔ عثمان بن قطن نے اس سے حجاج کو آگاہ کر دیا۔ حجاج کو عبدالرحمٰن کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ فوراً عبدالرحمٰن کو معزول کر کے سند امارت لشکر عثمان بن قطن کے نام بھیج دی اور مطرف بن مغیرہ کو بجائے عثمان ابن قطن والی مدائن مقرر کیا۔

عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ

چنانچہ عثمان بن قطن یوم ترویہ کے شب کو عبدالرحمٰن کے لشکر میں پہنچا اور لشکریوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا لشکر یوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے عذر کیا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا پھر عثمان نے اپنے آنے کے تیسرے روز صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی میمنہ میں خالد بن نہیک بن قیس، میسرے میں عقیل بن شداد سلولی اور خود ابن قطن پیادوں کی فوج میں تھا شبیب نے ایک سو بیس آدمیوں کی جمعیت سے نہر کو عبور کیا خود میمنہ میں رہا اور اپنے بھائی مصاد کو قلب کی، سوید بن سلیم کو میسرہ کی سرداری دی، پہلے شبیب نے

عثمان کے میسرہ پر حملہ کیا اہل میسرہ بھاگ کھڑے ہوئے مگر عقیل بن شداد ٹھہرا ہوا لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور اُس کے ساتھ مالک بن عبداللہ ہمدانی بھی جاں بحق ہوا۔ بعدازاں عثمان کے میمنہ پر سوید حملہ آور ہوا' اہل میمنہ بھی شکست اٹھا کر بھاگے خالد بن نہیک تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے بہ کمال استقلال لڑتا رہا اس عرصے میں شبیب نے خالد پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا۔ خالد کے ہمراہیوں کے قدم استقلامت میدان جنگ سے ڈگمگا گئے اور خالد کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عثمان بن قطن اپنی فوج کی ابتری کا احساس کر کے مضاد کی طرف بڑھا جو شبیب کے قلب میں تھا۔ لڑائی کا بازار شدت سے گرم ہو گیا۔ شبیب نے ایک جانب سے عثمان پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم دوسری طرف سے ٹوٹ پڑا مضاد تو قلب میں تھا عثمان اس کو گھیرے ہوئے تھا اور عثمان کو چاروں طرف سے شبیب و سوید نے محاصرے میں کر رکھا تھا۔ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد عثمان مارا گیا۔ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث زخم کھا کر زمین پر گر پڑا ابن ابی سبرہ جعفی نے پہنچ کر اپنے ساتھ خچر پر سوار کرا لیا اور لوگوں کو پکار کر کہا "الحقوا بل بزاجی حریم" شبیب نے یہ سن کر قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا لیا اور بیعت کی دعوت دی لشکریوں نے بیعت کر لی۔ ابن اشعث بھاگ کر کوفہ پہنچا اور جب تک حجاج نے امان نہ دی' روپوش رہا۔

حجاج اور زہرہ بن حوبہ

شبیب خاتمہ جنگ کے بعد ماہ نہروان چلا گیا اور تا انقضار ایام گرما وہیں قیام کیا۔ اس اثناء میں جس قدر آدمی حجاج کے برخلاف اُس کے ہمراہ تھے اُس سے آملے۔ تب موسم گرما کے تمام ہونے پر آٹھ سو آدمیوں کی جمعیت سے مداین کا قصد کیا ان دنوں مطرف بن مغیرہ مداین کا والی تھا حجاج کو اس کی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تقریر کی زہرہ بن حوبہ نے جو ایک ایسا مسن شخص تھا کہ بلا اعانت سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا سر اٹھا کر کہا "اے امیر! محض کھڑے ہو کر طول طویل تقریر کرنے سے کام نہیں چلتا۔ تم اولاً تھوڑی تھوڑی فوج بھیجتے ہو ثانیاً ایسے لوگوں کو سردار بناتے ہو جو بالکل ناتجربہ کار ہوتے ہیں میری رائے ہے کہ تم کل عساکر اسلام کو دشمنان دین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دو اور ایسے شخص کو امیر بناؤ جو شجاع ہو دلیر ہو' اور آزمودہ کار ہو بھاگنے کو عار سمجھتا ہو استقلال و ثابت قدمی کو باعث فخر و اعزاز جانتا ہو" حجاج بولا "اس کام کے لئے تم

ہی زیادہ موزوں ہو" زہرہ نے جواب دیا نہیں! اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہوگا جو زرہ پہن سکتا ہو۔ نیزہ اُٹھا سکتا ہو۔ تلوار چلا سکتا ہو اور گھوڑے پر بیٹھ سکتا ہو اور میں ان امور میں سے ایک کا بھی متحمل نہیں ہوں ضعف کا یہ حال ہے کہ بلا اعانت دوسرے کے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ کمبخت آنکھوں سے بھی کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ میں امیر کے ساتھ رہوں گا اور صلاح مشورہ دوں گا" حجاج نے "جزاك الله خيرا عن الاسلام واهله اول امرك وآخره" کہہ کر کل اہل کوفہ کو تیاری کا حکم دیا اور عبدالملک کی خدمت میں ایک عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ" شبیب مدائن کے قریب بقصد کوفہ پہنچ گیا ہے اور اہل کوفہ اس کے مقابلے سے جی چراتے ہیں اس وجہ سے کہ اس نے ان کے لشکر کو پیہم شکست دی ہے اور ان کے اکثر امراء کو قتل کر ڈالا ہے لشکر شام سے آپ ان کی امداد کیجئے"۔

شامی فوج کی کمک

عبدالملک نے سفیان بن الابرد کلبی کو چار ہزار کی جمعیت سے اور حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو بسرافسری دو ہزار فوج کے روانہ کیا یہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے۔

عتاب بن ورقا کی طلبی

اس کے بعد حجاج نے عتاب بن ورقا ریاحی کو مہلب کے پاس سے طلب کر لیا (ان دونوں میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ نزاع ہو گئی تھی) اور جب عتاب آ گیا تو لشکر کی سرداری پر مقرر کیا زہرہ بن حویہ نے حجاج کی اس رائے کی ستائش کی اور شکریہ ادا کر کے کہا "اب تم نے ان لوگوں کو اچھے سردار کے سپرد کیا ہے واللہ ہم لوگ تمہارے پاس واپس نہ آئیں گے یہاں تک کہ فتح یاب ہوں یا مارے جائیں" حجاج نے لشکر شام کو کہلا بھیجا کہ نہایت احتیاط و ہوشیاری سے مقام عین التمر پر آ کر مقیم ہو میں بہت جلد لشکر کوفہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں چنانچہ حسب حکم حجاج عتاب بن ورقا نے حمام اعین پر پہنچ کر لشکر آرائی کی۔

شبیب اور مطرف

شبیب نے دجلہ کو مدائن کی جانب سے عبور کیا مطرف نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے گروہ میں سے کسی سرآوردہ شخص کو ہمارے پاس بھیجو تاکہ ہم تمہارے خیالات اور تمہاری دعوت پر غور کریں شبیب نے اس امید سے کہ شاید مطرف شریک جماعت ہو جائے بغیث بن سوید کو ایک چھوٹی سی

جماعت کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا چار روز تک ٹھہرے رہے۔ مگر مطرف اور وہ متفق الرائے نہ ہوئے اس اثناء میں عتاب نے شبیب کے قریب پہنچ کر صراۃ میں ڈیرے ڈال دیئے اور مطرف اس خیال سے کہ مبادا ان باتوں کی خبر جو شبیب کے ساتھ ہوئی ہیں حجاج تک نہ پہنچ جائے مداین سے نکل کر جبال کی طرف چلا گیا۔ شبیب نے یہ خبر پا کر اپنے بھائی مصاد کو مداین کی جانب روانہ کیا اس نے کشتیوں کو جمع کر کے پل بندھوایا اور عتاب نے صراۃ سے کوچ کر کے بازار حکم میں آ کر مورچے قایم کیے اس وقت اس کے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی۔

شبیب اور عتاب کی جنگ

شبیب اس کی خبر سن کر ایک ہزار کی جمعیت سے ساباط میں آ گیا نماز ظہر ادا کی بعد ازاں اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کے لشکرگاہ کے قریب آ پہنچا۔ چار سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اس سفر میں اس سے علیحدہ ہو کر بیٹھ رہے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کر لشکر مرتب کیا دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ میں رکھا اور اسی قدر فوج کو میمنہ میں محلل بن وائل کی ماتحتی میں تعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب میں رہا۔ عتاب کے میمنہ پر محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید تھا۔ میسرہ پر نعیم بن علیم اور پیادوں کی فوج میں حنظلہ بن حرث یربوعی (عتاب کا چچا زاد بھائی) تھا اور پھر اپنی کل فوج کو تین صفوں پر منقسم کیا ایک صف میں چمکتی ہوئی تلواریں تھیں دوسری صف میں وہ جنگ آور دلاور تھے جن کو نیزہ بازی میں کمال تھا اور تیسری صف میں نامی گرامی تیرانداز تھے جن کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔

عتاب بن ورقا کا خاتمہ

ترتیب لشکر کے بعد بہت دیر تک لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا اس کے بعد قلب میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ زہرہ بن مرتد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی تھا۔ نماز عشا کے بعد جس وقت ماہتاب کی روشنی سے عالم کی تاریکی دفع ہوئی شبیب نے عتاب کے یسرہ پر حملہ کیا جس میں ربیعہ تھے اہل میسرہ شکست اٹھا کر بھاگے مگر اصحاب رایات قبیصہ بن والق، عبید بن جلیس اور نعیم بن علیم اپنے اپنے رایات پر ٹھہرے ہوئے استقلال سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے۔ اس کے بعد شبیب نے عتاب بن ورقا پر

اور سوید بن سلیم نے میمنہ پر جس میں تمیم و ہمدان تھے اور جن کا سردار محمد بن عبدالرحمٰن تھا حملہ کیا فریقین نہایت سختی سے ایک دوسرے کے حملوں کا جواب دینے لگے لڑائی کا عنوان بے حد خطرناک نظر آرہا تھا شبیب حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گیا عتاب کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ عتاب کے رکاب کی فوج عتاب کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بھی مع ایک گروہ کثیر کے میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ نکلا۔ عتاب بن ورقاء مارا گیا۔

زہرہ بن حویہ کا قتل زہرہ بن حویہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا تھوڑی دیر تک لڑتا رہا لشکر خوارج میں سے عامر بن عمر تغلبی نے زہرہ کو ایک کر برچھا مارا سواروں نے چاروں طرف سے نیزے کا وار شروع کر دیا جب زہرہ بے دم ہو کر گرا تو فضیل بن عامر شیبانی نے آگے بڑھ کر سر اتار لیا اتفاق سے شبیب آ پہنچا زہرہ کو خاک و خون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر پچھتانے لگا خوارج کو یہ فعل ناگوار گذرا۔ بولے "کیا تم ایک کافر کے مارے جانے پر افسوس کرتے ہو؟" جواب دیا " میں اس کو بہت دنوں سے جانتا ہوں تم کو اس کی حالت سے واقفیت نہیں ہے۔" اب اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی بھاگنے والے سر پر پاؤں رکھے ہوئے بھاگے جارہے تھے اور فتح مند گروہ اپنی تیز تلواروں سے اُن کی جان و تن کا فیصلہ کر رہا تھا۔ شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل و غارت کی ممانعت کر دی لوگوں سے بیعت کرنے کو کہا سب نے بیعت کر لی۔ رات آئی تو موقع پا کر بھاگ گئے شبیب نے جو کچھ فریق مخالف کے لشکر گاہ میں پایا لوٹ لیا۔

حجاج کا کوفیوں کو خطبہ خاتمہ جنگ کے بعد شبیب کا بھائی مدائن سے آگیا دو روز تک میدان معرکے میں ٹھہرا رہا تیسرے روز کوفے کی طرف کوچ کر گیا۔ اس اثناء میں سفیان بن ابرد مع لشکر شام حجاج سے آملا جس کی وجہ سے اس کو اہل کوفہ کی پروا نہ رہی۔ اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ[1]

---

[1] مضمون خطبہ یہ تھا۔ اے اہل کوفہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت و غلبہ دے جو تمہاری عزت و غلبہ کی کوشش کرے اور نہ اس کی امداد کرے۔ جو تمہاری مدد کا ارادہ کرے ہمارے پاس سے چلے جاؤ منہ کالا کرو اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نہ چلو اجاؤ حیرہ میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ قیام پذیر ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ وہی شخص شریک ہو جو عتاب کے ہمراہ لڑائی[2]

دیا اور نہایت سختی و درشتی سے پیش آیا۔ شبیب نے قریب کوفہ پہنچ کر حمام اعین میں پڑاؤ کیا حجاج نے حرث بن معاویہ ثقفی کو لبر افسری ایک ہزار جنگی پولیس کے جنگ عتاب میں شریک نہ تھے مقابلے کی غرض سے روانہ کیا۔ شبیب نے یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے حرث پر حملہ کر کے مار ڈالا حرث کے ہمراہی اپنے سردار کے مارے جانے سے کوفہ بھاگ آئے دوسرے روز حجاج نے اپنے خدام کو خروج کا حکم دیا ان لوگوں نے کوفے کی ناکہ بندی کر لی۔ اور شبیب حمام اعین سے کوچ کر کے قریب کوفہ مقام سنجہ میں چلا آیا اور اسی مقام پر ایک مسجد بنوائی۔

ابوالورد کا قتل حجاج نے اپنے آزاد خادم ابوالورد کو کثیر التعداد خدام کے ساتھ شبیب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا شبیب نے اس پر بھی حملہ کر کے اس کو بھی مار ڈالا اس شبہ سے کہ یہی حجاج ہے۔ بعد ازاں حجاج نے اپنے دوسرے آزاد خادم طہمان نامی کو مامور کیا اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔

شامی لشکر اور خوارج کی جنگ تب حجاج جھلا کر اہل شام کے ساتھ بہ نفس نفیس اٹھ کھڑا ہوا سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو کوفہ کی ناکہ بندی پر مقرر کیا خود ایک کرسی پر بیٹھ کر اہل شام کو للکارا لڑائی کی ترغیب دی۔ سب کی غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں جھٹ پٹ گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ اور نوک دار خار اشگاف نیزوں کو ہاتھ میں لے کر شبیب کی طرف بڑھے۔ شبیب بھی اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر تقسیم کر کے میدان جنگ میں آگیا۔ ایک گروہ خود اس کے ہمراہ تھا دوسرا سوید بن سلیم کے ساتھ تھا اور تیسرا محلل بن وائل کے رکاب میں تھا۔ پہلے سوید بن سلیم نے بڑھ کر حملہ کیا اہل شام نے نہایت استقلال سے حملہ کو روکا اور نیزوں کو آڑے کر کے سوید پر ٹوٹ پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوید مع اپنے ہمراہیوں کے پیچھے ہٹ آیا۔ حجاج نے بھاگ کہا۔ بہادرو! تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ تمہاری مدد کرے آگے بڑھو" لوگوں کے دلوں میں اس سے ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ ہمراہیوں نے اس کا تخت آگے بڑھایا۔ اس کے بعد محلل وائل حملہ آور ہوا۔ لشکر شام نے اس کو بھی نیچا دکھا دیا۔ محلل پسپا ہو کر اپنے لشکر سے آملا جب

پھر للکار کر کہا شاد باش بہادرو! اللہ تعالیٰ تمھاری مدد پر ہے آگے بڑھو" اس آواز سے لشکر شام آگے بڑھا اور اس کا تخت بھی آگے بڑھایا گیا۔ شبیب نے عنوان جنگ بدلا ہوا دیکھ کر حملہ کر دیا لیکن لشکر شام کے استقلال و ثابت قدمی سے شکست اٹھا کر اپنے مورچے میں لوٹ آیا اور سوید بن سلیم کو کوفے کے ایک ناکے پر (اشارہ کر کے) حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس ناکے پر عروہ بن مغیرہ مامور تھا۔ سوید بن سلیم کو اس حملے میں بھی کامیابی نہ ہوئی طیش میں آکر خود شبیب نے حملہ کیا۔ اہل شام نے ایسا آڑے ہاتھوں لیا کہ مجبوراً لوٹ آنا پڑا۔

شبیب کی پسپائی و فرار حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچ گیا اور اس کے کل مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ خالد بن عتاب نے شبیب پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی حجاج نے کہا "کیا مضایقہ۔ اللہ تم کو کامیابی دے گا حملہ کرو" خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر شبیب کے لشکر گاہ پر پیچھے سے حملہ کیا اس معرکے میں مضاد برادر شبیب اور اس کی بیوی غزالہ ماری گئی لشکر گاہ جلا کر خاک و سیاہ کر دیا گیا۔ شبیب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تو حجاج کے رکاب کی فوج نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ شبیب کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا شبیب نے ان کے واپس کرنے کی ہر چند کوشش کی اور اسی غرض سے پیچھے بھی رہ گیا مگر کسی نے کچھ خیال نہ کیا۔ حجاج اپنے ہمراہیوں کو لشکر خوارج کے سمجھانے کی ہدایت کر کے کوفہ چلا آیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ کامیابی کی خوش خبری سنائی خطبہ سے فارغ ہو کر حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا اور اس کے حیلہ و شب خون مارنے سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔

شبیب کی کرمان کو روانگی حبیب، حجاج سے رخصت ہو کر سراغ لگاتا ہوا انبار پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی کے گرد و نواح میں ہے۔ اس وقت اس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے کہ حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا اتفاق سے بوقت غروب آفتاب شبیب آپہنچا حبیب نے اپنے لشکر کو متعدد گروہ پر تقسیم کر رکھا تھا اور ہر گروہ سے موت کی بیعت لے لی تھی۔ شبیب نے پہنچنے کے ساتھ ہی جنگ کا بازار گرم کر دیا یکے بعد دیگرے گروہ سے

لڑنے لگا۔ رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ جو جہاں تھا وہیں پر کوہ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا۔ ذرا بھی اپنے قدم کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ لڑتے لڑتے ہاتھ شل ہو گئے تھے تلواروں کی چمک سے آنکھیں جھپک جاتی تھیں تلواروں کی کاٹ کا وہی عالم تھا لیکن ماندگی کی وجہ سے کسی کی گردن پر خفیف پڑتا تھا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے آہ وزاری یا تلواروں کی جھنکار کے سوا اور کوئی آواز کان میں نہ آتی تھی مجبور ہو کر فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے والوں کے ہاتھ لڑنے سے رک گئے۔ تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار میں کام آئے۔ شبیب مع اپنے بقیہ ہمراہیوں کے دجلہ کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا۔ پھر دوبارہ دجلہ کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز و فارس کا راستہ اختیار کیا تاکہ کرمان میں پہنچ کر کچھ عرصہ جنگ و گردش زمانہ سے آرام حاصل کرے۔

حجاج کو قتیبہ کا مشورہ

اس جنگ میں علاوہ متذکرہ بالا واقعہ کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے جنگ شبیب پر یکے بعد دیگرے امراء مامور کئے اور شبیب نے اُن سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ازانجملہ اعین والی حمام اعین بھی تھا چونکہ غزالہ زوجہ شبیب نے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی جس میں سورہ بقرہ و آل عمران پڑھتی تھی اس وجہ سے شبیب شب کے وقت کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے ایفاء نذر کی۔ بعد ازاں شبیب اور اہل کوفہ سے مجادلہ ہوا حجاج نے لوگوں کو جمع کر کے شبیب کی بابت مشورہ طلب کیا۔ قتیبہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ امیر نے خود ہی اسباب شکست کو جمع کر رکھا ہے۔ آپ ایک سردار کو جنگ پر مامور کرتے ہیں۔ عوام کا ایک انبوہ اس کے ساتھ کر دیتے ہیں جونہی سردار مارا جاتا ہے۔ عوام بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں تشریف لے چلئے اور معرکہ آرا ہو جایئے۔ نامہ و پیام سے کام نہ چلے گا۔" حجاج نے اس رائے کے مطابق صبح ہوتے ہی سنجہ کی طرف خروج کیا اس وقت شبیب وہیں تھا اور اپنے کو چھپانے کی غرض سے بجائے ابوالورد (اپنے آزاد غلام) کو لوا کے نیچے ٹھہرایا شبیب نے اس شبہ سے کہ حجاج یہی ہے ابوالورد پر حملہ کیا اور اس کو قتل

کرکے خالد بن عتاب پر میسرہ میں پھر میسرہ سے مڑکر مطرف بن ناجیہ پر میمنہ میں حملہ کیا اور ان دونوں کو اُن کے مورچہ پر سے ہٹادیا حجاج اور اس کے ہمراہی یہ دیکھ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ حجاج کے ساتھ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

خوارج میں اختلاف اس اثناء میں اتفاق وقت سے خوارج میں اختلاف پڑ گیا مصقلہ بن مہلل ضبی نے شبیب سے مخاطب ہوکر کہا "تم صالح بن مسرح کی بابت کیا کہتے ہو؟" جواب دیا "بحالت موجودہ میں اس سے بری الذمہ ہوں" مصقلہ یہ کہہ کر "تو مصقلہ بھی تم سے بری ہے" شبیب سے جدا ہوگیا۔ حجاج کو اس اختلاف باہمی کا احساس ہوگیا۔ فوراً خالد بن عتاب کو حکم دیا کہ شبیب پر پیچھے سے حملہ کردو چنانچہ خالد بن عتاب ایک کوس کا چکر کاٹ کے لشکرگاہ پر آپڑا اس واقعہ میں غزالہ زوجہ شبیب ماری گئی۔ خالد نے ایک سوار کے ہاتھ اس کا سر حجاج کے پاس بھیجا شبیب نے اپنے ہمراہیوں سے ایک شخص کو غزالہ کا سر چھین لانے پر مامور کیا۔ اس شخص نے اُس سوار کو جو غزالہ کا سر لئے جاتا تھا قتل کرڈالا اور غزالہ کا سر شبیب کے روبرو لاکر دیا۔ شبیب نے اُس کو دھلا کر دفن کردیا۔ اس واقعہ کے بعد خوارج نے میدان جنگ خالی کردیا۔ خالد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اثناء تعاقب وفرار میں مصاد برادر شبیب بھی کام آگیا اور شبیب کرمان کی طرف چلا گیا۔

حجاج نے واقعہ جنگ دارالخلافہ شام میں عبدالملک کے پاس لکھ بھیجا اور امدادی فوج طلب کی عبدالملک نے سفیان بن ابرد کلبی کو لشکر شام کے ساتھ روانہ کیا۔ حجاج نے سفیان کے ہمراہیوں کو بہت سامال واسباب دیا اور جنگ خوارج سے واپسی کے دوسرے ہفتے سفیان کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس کے والی بصرہ حکم بن ایوب (اپنے داماد) کو لکھ بھیجا کہ چار ہزار سوار لشکر بصرہ سے منتخب کرکے سفیان کی کمک پر بھیج دو۔ حکم بن ایوب نے اس حکم کے مطابق چار ہزار سوار ہمراہی زیاد بن عمر عتکی سفیان کی کمک پر روانہ کیا مگر اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ زیاد بن عمر عتکی بعد اختتام جنگ سفیان کے پاس پہنچا۔

شبیب کا خاتمہ شبیب نے کرمان میں کچھ عرصہ آرام کرنے کے بعد بہ قصد جنگ مراجعت کی اہواز میں سفیان

سے مڈبھیڑ ہوگئی شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجلہ کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر منقسم کر کے پیہم تین حملے کئے۔ لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی' نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پاکر خود بھی حملہ کر دیتے تھے۔ بالآخر خوارج نے گھبرا کر بقصد عبور پل کا رخ کیا۔ شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا جب شام ہوگئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں آفتاب عالم تاب کو چھپا لیا تو شبیب اور اس کے حریف خود بخود جنگ سے دست کش ہو گئے شبیب نے اس موقع کو غنیمت جان کر مراجعت کی پل کی طرف آیا اس کے ہمراہی آگے آگے تھے اور یہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ جونہی پل پر ہو کر گذرا گھوڑے کے پاؤں کے نیچے ایک پتھر آ گیا۔ گھوڑا بدک کر کشتی کے کنارے پر جا پہنچا۔ شبیب سنبھل نہ سکا پانی میں گر پڑا اور

کان امراللہ مفعولا ذلک تقدیر العزیز العلیم کہتے ہوئے ڈوب گیا۔

پل کا مالک سفیان کے پاس آیا جس وقت کہ سفیان واپسی کے تہیہ میں تھا عرض کیا۔ ابھی ابھی پل عبور کرنے کے وقت ایک شخص خوارج میں سے دریا میں گر پڑا تھا وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ امیر المومنین ڈوب گئے اور یہی کہتے ہوئے اپنے لشکرگاہ کا مال واسباب چھوڑ کر سب کے سب چل دیئے۔ سفیان اور اس کے ہمراہیوں نے یہ سن کر جوش مسرت سے تکبیریں کہیں اور سوار ہو کر پل کی طرف آئے لشکرگاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں شبیب کو دریا سے نکال کر دفن کر دیا۔ یہ آدمی کثیر الخیرات تھا۔

مطرف بن مغیرہ اور شبیب جس وقت حجاج والی کوفہ ہو کر وارد کوفہ ہوا اور بنو مغیرہ بن شعبہ کے عادات اخلاق اور افعال کو شریفانہ پایا تو عروہ کو کوفے پر' مطرف کو مدائن پر اور حمزہ کو میدان پر اپنی طرف سے مقرر کیا۔ یہ لوگ حجاج کے عمّال میں سے بہترین اور نہایت کارگذار عامل اور دشمنوں سے بکمال نرمی پیش آتے تھے۔ پس جن دنوں شبیب مدائن کی طرف آیا اور بہرشیر پر قیام پذیر ہوا ان دنوں مطرف پرانے شہر میں تھا جہاں کہ ایوان کسریٰ تھا پل کو عبور کر کے شبیب کے قریب آیا اور کہلا بھیجا "تم اپنے گروہ میں سے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجو

کہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں" شبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص[1] کو بھیج دیا مطرف کے دریافت کرنے پر وہ شخص یوں کہنے لگا" ہم مسلمانوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور جس چیز نے ہم کو ہماری قوم سے بدلہ لینے پر اکسایا ہے وہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے حدود شرعی کو بیکار سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ مال غنیمت کو اپنا ملک سمجھ کر تصرف کرتے ہیں اور بجبر و قہر خلافت کو حاصل کر لیا ہے" مطرف نے کہا " چونکہ تم حق کی دعوت کرتے ہو اور کھلم کھلا ظلم کی بیخ کنی پر آمادہ ہو لہذا ہم تمہارے پیرو و مقلد ہیں ان ظالموں بے دینوں اور بدعتیوں سے لڑنے پر ہم سے بیعت لے لو اور اس امر پر بھی بیعت لو کہ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم پر عمل کرنے اور شوریٰ سے کام کرنے کی دعوت دیں گے جیسا کہ عمر بن الخطابؓ نے کیا تھا یہاں تک کہ قریش جس سے راضی ہوں اس کو اپنا امیر بنائیں کیونکہ عرب کو جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ مراد شوریٰ سے قریش کی خلافت کا حاصل کرنا ہے تو خواہ مخواہ کسی سے وہ راضی ہو جائیں گے اور تمہاری بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی" اس شخص نے جواب دیا" سردست ہم تمہاری اس رائے کو منظور نہیں کر سکتے" مطرف نے اس پر اصرار کیا چار روز تک اس کی بابت بحث ہوتی رہی لیکن باہم اتفاق نہ ہوا مجبوراً شبیب کے پاس چلا آیا۔

مطرف بن مغیرہ کا خروج

اس واقعہ کے بعد مطرف نے اپنے ہمراہیوں کو بلا کر کل سرگذشت بیان کی ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ ہماری رائے عبد الملک و حجاج کی خلع خلافت و حکومت کرنے کی ہے۔ بشرطیکہ تم لوگ بھی میری موافقت کرو سب نے بالاتفاق اس رائے کو پسند کیا۔ اس راز کے چھپانے کی تاکید کی یزید بن ابی زیاد مغیرہ پسر مطرف کا آزاد خادم بولا " واللہ حجاج سے یہ واقعہ و مشورہ مخفی نہ رہے گا اور اگر تم آسمان پر بھی جا کر چھپو گے تو تم کو حجاج اتار کر ہلاک کر ڈالے گا مناسب یہ ہے کہ اپنی تدبیر کرو" حاضرین کے کان یہ سن کر کھڑے ہو گئے۔ سب نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا۔ مطرف نے مال و اسباب جمع کر کے مدائن سے جبال کا رخ کیا اثناء راہ میں اپنے بعض ہمراہیوں کو خلع خلافت

[1] اس شخص کا نام بغیث بن سوید تھا۔ (مترجم)

عبدالملک اور کتاب وسنت کی دعوت دینے اور حکومت وخلافت کو شوریٰ پر منحصر کرنے کی دعوت دی ان میں سے بعض نے اس امر پر بیعت کرلی اور بعض انکار کرکے حجاج کی طرف لوٹ آئے از انجملہ سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف تھا اور مطرف رفتہ رفتہ حلوان پہنچا ان دنوں حلوان میں سوید بن عبدالرحمن سعدی تھا اور اکراد کی فوج اس کے رکاب میں تھی ان لوگوں نے تعرض کیا۔ لڑائی کی نوبت آئی مطرف نہایت سختی سے ان کو پامال کرکے ہمدان کے دائیں جانب جھکا اُس وقت حمزہ (اس کا بھائی) اسی سمت میں تھا اور مال وآلات حرب کی درخواست کی حمزہ نے خفیہ طور سے بھیج دیا مطرف یہاں سے کوچ کرکے قم وقاشان (کاشان) پہنچا اور اپنے عمال کو اس کے اطراف وجوانب میں پھیلا دیا جوق جوق لوگ آپہنچے سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون نخعی رے سے ایک سو سپاہی اپنے ہمراہ لایا تھا

عدی بن زیاد کی امداد طلبی

ان دنوں رے میں عدی بن زیاد ایادی تھا اور اصفہان میں براء بن قبیصہ اس نے اس واقعہ سے حجاج کو مطلع کیا اور امداد کا خواستگار ہوا حجاج نے اس طرف تو ایک جرار فوج مطرف سے جنگ کرنے کو بھیج دی اور رے میں عدی کو لکھ بھیجا کہ تم او براء اس فوج کے ساتھ ہوکر مطرف سے معرکہ آرا ہو۔ چنانچہ چھ ہزار جنگ آور مطرف سے جنگ کرنے کو میدان جنگ میں جمع ہوئے ان سب کا سردار عدی بن زیاد تھا اور دوسری جانب قیس بن سعد عجلی کو جو حمزہ کے پولیس کا افسر اعلیٰ تھا ہمدان میں اس مضمون کا فرمان بھیج دیا کہ حمزہ کو گرفتار کرکے تم اس کی جگہ پر کام کرو۔ قیس بموجب اس فرمان کے عجل وربیعہ کے ایک گروہ کو جمع کرکے حمزہ کے پاس گیا اور حجاج کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ حمزہ نے بسروچشم منظور کرلیا۔ قیس نے گرفتار کراکے قید کردیا۔

مطرف بن مغیرہ کا قتل

عدی وبراء چھ ہزار کی جمعیت سے مطرف کے مقابلے پر گئے۔ صف آرائی کی نوبت آئی، سخت خوں ریز جنگ کے بعد مطرف کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یزید بن ابی زیاد (مطرف کے باپ کا آزاد غلام) مارا گیا اس کے ہاتھ میں مطرف کے لشکر کا پرچم تھا عبدالرحمن بن عبداللہ بن عفیف ازدی بھی اس معرکے میں کام آیا۔ یہ شخص نیک وعابد اور مطرف کے خاص دوستوں سے تھا۔ علاوہ اس کے مطرف کے اور ہمراہی

اور خود مطرف بھی اس جنگ میں بار حیات سے سبک دوش کر دیئے گئے مطرف کو جس نے مارا تھا اس کا نام عمر بن ہبیرہ فزاری ہے۔

خاتمہ جنگ کے بعد عدی نے اس جنگ میں کارنمایاں کرنے والوں کو حجاج کی خدمت میں صلہ دہی کی غرض سے بھیج دیا اور بکیر بن ہارون و سوید بن سرحان نے لئے امان لے لی۔ حجاج اکثر کہا کرتا تھا کہ مطرف مغیرہ کا لڑکا نہیں ہے بلکہ مصقلہ بن سبرہ شیبانی کا ہے کیونکہ اکثر خوارج قبیلہ ربیعہ سے ہیں اور ان میں کوئی شخص قیس کے قبیلے کا نہ تھا۔

مہلب کا فارس پر قبضہ

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ عتاب کی روانگی کے بعد بجانب حجاج مہلب نے بہ قصد جنگ ازارقہ نیشاپور میں قیام کیا تھا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ کرمان ازارقہ کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں۔ جب خوارج کی رسد فارس سے بند ہو گئی تو مجبور ہو کر میدان جنگ سے کرمان کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت میں (کرمان کا ایک شہر ہے) پہنچ کر مورچہ قایم کیا مہلب نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا اور جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ پس جس وقت کل فارس پر مہلب کا قبضہ ہو گیا اس وقت حجاج نے فارس کے صوبجات پر اپنے عمال روانہ کئے۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ فسا، دارابجرد اور اصطخر کو مہلب ہی کے قبضہ میں رہنے دو تاکہ جنگ خوارج میں اس کو ان سے مدد ملتی رہے۔

مہلب کی خوارج سے جنگ

حجاج نے جنگ خوارج پر ابھارنے کی غرض سے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس روانہ کر دیا مہلب براء کی تحریک و ترغیب سے جنگ خوارج پر اٹھ کھڑا ہوا صبح سے ظہر کے وقت تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی اور براء ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا ظہر بن پڑھ کر مہلب پھر سوار ہوا اور لڑائی چھڑ گئی شام تک اسی شدت سے لڑائی ہوتی رہی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی شب کے وقت براء مہلب کے پاس آیا اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی مردانگی اور خوارج کے مقابلہ کرنے کی تعریف کرتا رہا صبح ہوتی تو حجاج کے پاس واپس چلا آیا اور مہلب کے عذر کی معقولیت ظاہر کی اس جنگ کے بعد مہلب برابر

اٹھارہ مہینے تک خوارج سے جنگ کرتا رہا۔ لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی اس کے بعد اتفاق وقت سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

خوارج میں اختلاف بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقعطر ضبی نامی ایک شخص قطری کی طرف سے کرمان کے کسی شہر کا عامل تھا اس نے خوارج میں سے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ خوارج نے قطری سے مقعطر سے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا کہ مقعطر سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہیے اور یہ سابقین میں سے بھی ہے۔ میں اس کو قتل نہ کروں گا۔ خوارج میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ خوارج کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بے حد نقصان پہنچتا تھا۔ مہلب نے ایک خط لکھ کر ایک شخص کے حوالہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو خوارج کے لشکر میں اس طرح پر چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تم کو نہ دیکھنے پائے۔ اتفاق سے یہ خط سردار لشکر خوارج کے ہاتھ پڑ گیا۔ کھولا تو لکھا ہوا تھا "تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہنچے۔ اس کے صلے میں ہم تم کو ایک ہزار درہم بھیجتے ہیں" سردار لشکر نے تیر ساز کو بلا کر دریافت کیا تیر ساز نے انکاری جواب دیا۔ سردار لشکر نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ عبدربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہی خوارج میں اختلاف کا باعث ہوا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے روبرو جاتے ہی سجدہ کرنا۔ جونہی اس نصرانی نے قطری کو سجدہ کیا۔ خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبدربہ الکبیر کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا خوارج کے گروہ کا چوتھا یا پانچواں حصہ قطری کے ہمراہ ہو گیا۔ مہینوں قطری اور عبدربہ الکبیر کے ہواخواہوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ بعد ازاں قطری تو طبرستان چلا گیا۔ اور عبدربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا۔

خوارج کی پسپائی مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی۔ اور جیرفت میں

اس پر محاصرہ کر دیا۔ بالآخر عبدربہ الکبیر طول محاصرہ سے گھبرا کر مع اپنے مال وحریم واسباب کے نکل کھڑا ہوا۔ مہلب نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ نامی گرامی جنگ آور خوارج کے مارے گئے لڑتے بھڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے خوارج کمال بے سروسامانی سے بھاگے مہلب مظفر و منصور جیرفت میں داخل ہوا اور چند ساعت آرام کرکے تعاقب کرنے کی غرض سے سوار ہو گیا جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پر عبدربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنے والے لڑتے لڑتے تھک گئے مہلب نے لڑائی موقوف کر دی مگر محاصرہ کئے رہا۔

عبدربہ الکبیر کا قتل

بعدازاں خوارج نے مرنے اور مارنے کا باہم عہد و پیمان کرکے دوبارہ لڑائی شروع کر دی اور اس مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اس کے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے اپنی جاں بری سے ناامید ہو گیا تب اللہ جل جلالہ کی عنایت و امداد سے مہلب کو فتح یابی ہوئی خوارج مارے گئے ازانجملہ خود عبدربہ الکبیر تھا اس معرکہ خونریز سے خوارج کے گروہ کا کوئی متنفس جانبر نہیں ہوا مگر معدودے چند جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا۔

مہلب کی طلبی و توقیر

کامیابی کے بعد مہلب نے ایک قاصد بشارت فتح سنانے کو حجاج کی خدمت میں روانہ کیا حجاج کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد خوشی ہوئی بنو مہلب کا حال دریافت کیا قاصد نے ایک ایک کی مردانگی کی تعریف کی حجاج نے کہا "ان سب میں کون شخص زیادہ دلاور وجری تھا؟" قاصد نے عرض کیا "اصل یہ ہے کہ بنو مہلب مثل ایک مضبوط حلقہ کے تھے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا تھا" حجاج یہ سن کر ہنس پڑا مہلب کو شکریہ کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ "کرمان پر جس کو مناسب سمجھو مقرر کرکے اور اس کی محافظت پر حسب ضرورت لشکر ٹھہرا کر چند دنوں کے لئے میرے پاس چلے آؤ" چنانچہ مہلب اپنے لڑکے یزید کو کرمان پر مقرر کرکے حجاج کے پاس چلا آیا حجاج نے اس کی بہت بڑی توقیر کی اپنے قریب بٹھلایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے بندہ بے دام ہو"

قطری کا قتل

جن دنوں خوارج میں نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ حجاج نے سفیان بن الابرد کلبی کو ایک

عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری و عبیدہ بن ہلال اور اُن خوارج کے سرکوبی کو جو ان کے ہمراہ تھے طبرستان کی جانب روانہ کردیا تھا۔ اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کو لئے ہوئے اسی دن طبرستان کے قریب پہنچا جس روز سفیان بن ابرد کلبی وارد ہوا تھا۔ دونوں نے متفق ہوکر قطری سے طبرستان کی ایک گھاٹی میں مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ میں قطری کے ہمراہی قطری سے علیحدہ ہوگئے اور قطری خود گھوڑے سے گرکر ایک غار میں جا پڑا اس عرصے میں ایک عجمی اس طرف سے ہوکر گذرا قطری نے پانی کی خواہش ظاہر کی عجمی نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا۔ قطری نے اپنے آلات حرب دیدینے کا وعدہ کیا۔ عجمی اس سے رخصت ہوکر غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرادیا۔ قطری کا سر زخمی ہوگیا عجمی فرط خوشی سے چلا اٹھا۔ چند لوگ اہل کوفہ کے دوڑ پڑے جن میں سورہ بن حر تمیمی جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف اور صباح بن محمد بن اشعث تھا اور قطری کو مار ڈالا۔ ابوجہم قطری کا سر لے کر اسحاق بن محمد کے پاس گیا۔ اسحاق بن محمد نے حجاج کے پاس اور حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

خوارج کا محاصرہ قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بلاجدال وقتال خوارج کا محاصرہ کرلیا رسد وغلہ کی آمد بند کردی شدت گرسنگی اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کرکے کھا گئے۔ جب گھوڑوں اور چارپایوں نے بھی کفایت نہ کی تو مارنے اور مرجانے کی قسمیں کھاکر بھوک توڑ کے لڑتے ہوئے نکلے سفیان نے سب کو پامال کرکے اُن کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود دنباوند وطبرستان میں جاکر قیام کردیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حجاج نے واقعہ دیر جماجم کے کچھ دنوں پہلے اس کو معزول کیا۔

بعض علماء تاریخ کا یہ بیان ہے کہ قطری و عبیدہ کے مارے جانے سے جو آخر رؤسا خوارج تھے۔ خوارج کی حکومت منقرض ہوگئی پہلا رئیس ان کا نافع بن ازرق تھا۔ تقریباً بیس برس تک اُن کا دور دورہ رہا۔ یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہوگیا جیسا کہ ہم اس کو ۷۷ھ کے واقعات بیان کرآئے ہیں اس کے بعد ان کی کسی جماعت نے سرحدی تک گوشۂ گمنامی سے سر نہیں نکالا۔

شوذب کا خروج

عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں سرحدی پر شوذب خارجی نے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سرزمین خوخی میں خروج کیا تھا۔ یہ قبیلہ بنو یشکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا۔ ان دنوں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب گورنر کوفہ تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گورنر کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا تھا کہ "جب تک خوارج قتل و خونریزی اور فتنہ وفساد نہ کریں، اس وقت تک اُن سے متعرض نہ ہونا اور جب وہ ان افعال کے مرتکب ہوں تو کسی تندخو جوان مرد اور مستقل مزاج شخص کو ان کی سرکوبی پر مامور کرنا" عبدالحمید نے بموجب اس فرمان کے محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو بسرافسری دو ہزار فوج کے شوذب کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک وہ قتل وخوں ریزی کا مرتکب نہ ہو، چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ چنانچہ محمد بن جریر نے شوذب کے مقابلے پر پہنچ کر بلا تحریک و اشتعال جنگ ڈیرے ڈال دیئے۔

عمر بن عبدالعزیز اور خوارج

عمر بن عبدالعزیز نے اسی زمانے میں شوذب کے نام بھی ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا" مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے اللہ اور اُس کے رسول (صلعم) کی خوشنودی کے خلاف خروج کیا ہے۔ حالانکہ تم اس کے مستحق نہ تھے۔ آؤ ہم تم سے مناظرہ کریں اگر ہم حق پر ہیں تو تم اس گروہ میں داخل ہو جاؤ، جس میں کُل لوگ داخل ہیں اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمہاری بابت غور کریں گے"۔ بسطام نے خط پڑھ کر عاصم حبشی (بنو شیبان کے آزاد غلام) اور بنو یشکر کے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام مناظرہ میں یہ دونوں شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے آپ نے دریافت کیا "تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے؟"

عاصم:۔ ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیالِ انتقام نہیں پیدا ہوا تم بے شک عدل و احسان سے کام لیتے ہو۔ لیکن تم یہ تو بتاؤ کہ کرسی خلافت پر تم کس طرح متمکن ہوئے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور غلبہ؟"

عمر بن عبدالعزیز:۔ نہ تو میں نے اس کی خواہش کی اور نہ میں نے بزور غلبہ اس کو حاصل کیا مجھ سے

پیشتر ایک شخص نے میری ولیعہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی اس بنا پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اس سے اختلاف و انکار نہ کیا اور تمہارا مذہب بھی یہی ہے کہ امیر المومنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔"

عاصم اور اس کا ہمراہی: "لیکن ایک بات باقی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال و حرکات سے مخالفت کی ہے اور اس کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو پس اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ ضلالت و بے دینی پر رہے ہیں تو اُن سے بیزاری ظاہر کرو اور اُن پر لعنت بھیجو۔"

عمر بن عبدالعزیز: "ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے بہ قصد آخرت خروج کیا ہے مگر افسوس ہے اُس کا راستہ بھول گئے۔ ہرگز اللہ جل شانہ نے کسی پر لعن کرنا مشروع نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعان مبعوث کیا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) نے کہا ہے ومن عصانی فانک غفور الرحیم (اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بیشک تو غفور الرحیم ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ (یہی لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے۔ پس انھیں کی انہوں کی پیروی کرو) میں نے اُن کے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے۔ پس اس قدر اس کی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگار پر لعن کرنا واجب ہے تو بے شک تم پر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کرو حالانکہ تم اس پر لعن نہیں کرتے اور وہ بدترین خلائق تھا۔ میں کیسے اپنے خاندان پر لعن کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ بے شک ظلم کرنے سے وہ کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایمان و شریعت کی طرف بلایا ہے جو اس پر عمل کرے گا اس سے وہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص کسی امر کا احداث کرے گا اس پر حد جاری کی جائے گی۔"

عاصم اور اس کا ہمراہی: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید اور اقرار بما نزل علیہ کی بھی تو دعوت دی ہے۔"

عمر بن عبدالعزیز:۔ تو اُن لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اُن کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کروں گا۔ اصل یہ ہے کہ اُن لوگوں نے جان بوجھ کر اپنے کو ورطہ گمراہی میں ڈال دیا ہے۔"

عاصم:۔ تو تم اُن سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کے احکام کو رد کر دو۔"

عمر بن عبدالعزیز:۔ تم لوگ تو یہ جانتے ہو کہ ابو بکرؓ نے اہل ردت سے جس وقت جنگ کی تھی ان کی خوں ریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو لونڈی اور غلام بھی بنا لیا تھا اور عمرؓ نے ان کو فدیے کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابوبکرؓ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک سے بیزاری نہیں ظاہر کرتے ہو۔ بھلا اہل نہروان کی بابت کیا جواب دو گے؟ تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروہ سے نکل آئے تھے اور جو وہ نہ لڑے اور نہ اُن سے متعرض ہوئے تھے اور جو اہل بصرہ نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو مار ڈالا تھا جو حاملہ تھیں ان گروہوں میں جو نہیں لڑا تھا اس نے قاتلین اور متعرضین سے بیزاری نہیں ظاہر کی اور نہ تم ان میں سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو۔ تم لوگوں کو یہ امر کیوں نفع بخش ہوگا جب کہ تم جانتے ہو کہ اُن کے اعمال میں اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب دو دین ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو امان دی ہے جس نے شہادت اسلام یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی دی ہے اور اس کا مال وخون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اسی شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والوں کو امان دیتے ہو اور ان کے مال وخون کو ناروا سمجھتے ہو:

عاصم کا ہمراہی:۔ اس شخص کی بابت کیا کہو گے جو ایک قوم کے جان ومال کا متولی بنایا گیا اور اس میں اس نے عدل وانصاف سے کام لیا۔ مگر بعد اپنے کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جو غیر مامون ہے کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس شخص نے اس فرض کو ادا کر دیا جو اس پر منجانب اللہ فرض کیا گیا تھا۔

پھر تم کیوں اس خلافت کو اپنے بعد یزید کے سپرد کرتے ہو باوجود اس علم کے کہ یزید عدل و انصاف سے کام نہ لے گا"

عمر بن عبدالعزیز:۔"یزید کو میں نے ولی عہد نہیں بنایا بلکہ میرے سوا دوسرے نے اس کو متولی کیا ہے اور مسلمانوں کو میرے بعد اس کا حق حاصل ہوگا"

عاصم کا ہمراہی:۔"تو کیا جس نے یزید کو ولیعہد بنایا ہے وہ حق پر تھا" عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر رو پڑے اور تین دن تک اُن دونوں سے قیام کرنے کو کہا عاصم اور اس کا یشکری ہمراہی عمر بن عبدالعزیز کے دربار خلافت سے اٹھ کر اپنی فرودگاہ پہ آیا۔ اس کے بعد عاصم پھر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں واپس گیا اور خوارج کے عقاید سے توبہ کر لی یشکری نے عاصم سے کہا جو ابھی میں نے کہا ہے اُس کو ان لوگوں کے روبرو پیش کرو اور اُن کی حجت و دلائل پر غور کرو۔ عاصم نے کچھ جواب نہ دیا۔ یشکری سے علیحدہ ہو کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں قیام پذیر ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور چند دن بعد[۱] انتقال کر گئے اور محمد بن جریر اپنے قاصد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

محمد بن جریر کی پسپائی عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن (امیر کوفہ) نے محمد بن جریر کے پاس شوذب سے جنگ چھیڑ دینے کا حکم بھیج دیا قبل اس کے کہ شوذب کو عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا حال معلوم ہوتا یا اس کے بھیجے ہوئے آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مباحثہ کرنے کو گئے تھے واپس آئے خارجیوں نے محمد بن جریر کو مستعد جنگ دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ بالیقین وہ مرد صالح (عمر بن عبدالعزیز) انتقال کر گیا ہے اسی وجہ سے ان لوگوں نے وعدہ

---

[۱] تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے پندرہ روز بعد عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی تھی۔ بنو امیہ نے اس خوف سے کہ مبادا ہمارا مال و اسباب ضبط نہ کر لیا جائے اور یزید ولیعہدی سے معزول نہ کر دیا جائے عمر بن عبدالعزیز کو زہر دلوا دیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۲۔

غلامی کی ہے۔ الغرض لڑائی ہوئی چند لوگ خوارج کے اور اکثر آدمی لشکر کوفہ کے کام آئے محمد بن جریر شکست کھا کر بھاگا۔ خوارج کوفہ تک تعاقب کر کے پھر اپنے مورچے پر لوٹ آئے اس اثناء میں وہ دونوں آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کرنے گئے تھے واپس آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے واقعہ سے آگاہ کیا۔

شوذب کا قتل اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے تمیم بن حباب کو لبہ افسری دو ہزار فوج کے شوذب کے مقابلے پر روانہ کیا شوذب نے اس کو بھی مع اس کے ہمراہیوں کے شکست دے دی تب یزید بن عبدالملک نے شجاع بن وداع کو دو ہزار کی جمعیت سے جنگ شوذب پر مامور کیا۔ شوذب نے اس کو قتل کر کے اس کے ہمراہیوں کو بھی شکست فاش دیدی مگر اس جنگ میں شوذب کا چچازاد بھائی ہدبہ مارا گیا۔ خوارج اس وقت تک اپنے ہی مورچے پر قائم اور اپنے ہی لشکر گاہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انھیں ایام میں مسلمہ بن عبدالملک وارد کوفہ ہوا اور سعید بن عمرو حرشی کو جو ایک نامی سپہ سالار اور نہایت تجربہ کار جنگ آور تھا جنگ شوذب پر متعین کیا خوارج نے پہلے باہم مرنے اور مارنے کا عہد وپیمان کیا۔ بعدازاں مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے اور مکرر سہ کرر سعید کو شکست دی بالآخر سعید نے لشکر شام کو للکار کر ایسا پرزور حملہ کیا کہ خوارج کو آٹے کی طرح سے پیس ڈالا شوذب اور اس کے کل ہمراہی قتل کر ڈالے گئے ایک متنفس بھی اس واقعہ سے جاں بر نہ ہوا۔

بہلول بن بشر بن شیبان اس واقعہ کے بعد خوارج نے ایک مدت مدید تک دم نہیں مارا یہاں تک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک ۱۲۰ھ میں بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا۔ سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہلول حج کرنے کو گیا تھا مکہ میں اپنے ہم خیال اور ہم آہنگ لوگوں سے مل جل کر خروج کی رائے قایم کی اور اس مقصد کے حاصل کرنے کو موصل کے ایک قریہ میں ایک وقت مقررہ پر ملنے کا باہم وعدہ واقرار کیا چنانچہ وقت مقررہ پر سب کے سب جمع ہوئے جن کی تعداد چالیس نفر سے زیادہ نہ تھی اور ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر بہلول کو اپنا سردار بنایا اور اپنے آپ کو چھپا کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ہم لوگ ہشام کے پاس سے آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس گاؤں سے

گذرے جہاں بہلول نے سرکہ خرید کیا تھا اور اتفاق سے وہ شراب نکلی تھی۔ بہلول نے اس کے واپس کرنے کو کہا تھا دوکان دار نے واپسی سے انکار کیا تھا۔ عامل قریہ کے روبرو جھگڑا پیش ہوا تو اس نے بہلول کو جھڑک کر کہا تھا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔"

بہلول بن بشر کا خروج

بہلول نے پہنچتے ہی عامل قریہ کو قتل کر کے اپنے قصد کو ظاہر کر دیا اور خالد قسری پر حملہ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کر دیا الزام یہ قائم کیا تھا کہ خالد مساجد کو منہدم کرتا اور کلیسوں کو بناتا ہے اور مجوسیوں کو مسلمانوں کا والی مقرر کرتا ہے۔ خالد کو اس کی خبر لگی تو وہ واسط سے حیرہ چلا آیا جہاں پر ایک لشکر بنو قین کا جن کی تعداد چھ سو تھی پڑا تھا جو شام سے عامل ہند کی امداد کو آیا تھا خالد نے اس لشکر کو اس کے سردار کی ماتحتی میں جنگ بہلول پر مامور کیا اور جنگی پولیس کے دو سو سپاہی اس لشکر پر اور اضافہ کر دیئے فرات پر صف آرائی کی نوبت آئی بہلول نے پہلے ہی حملے میں لشکر شام کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ لشکر شکست کھا کر کوفہ چلا آیا۔

بہلول کا خاتمہ

خالد نے حوشب بن یزید بن رویم سے عابد شیبانی کو جنگ بہلول پر مقرر کیا مابین موصل وکوفہ کی مڈبھیڑ ہوئی بہلول نے اس کو بھی شکست دے کر اسی دن بہ قصد موصل کوچ کر دیا تھوڑی دور چل کر یہ رائے قائم کر کے کہ ہشام پر حملہ کرنا چاہیئے۔ شام کی طرف جھک پڑا۔ اس طوفان کی روک تھام کرنے کو خالد نے عراق سے، عامل جزیرہ نے جزیرے سے اور ہشام نے شام سے فوجیں روانہ کیں جو مابین موصل وجزیرے کے مقام کحیل پر جمع ہوئیں ان لوگوں کی تعداد بیس [۲۰] ہزار تھی اور بہلول کے ساتھ صرف ستر آدمی تھے۔ لڑائی شروع ہوئی خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ میں بہلول زخمی ہو کر گرا اس کے ہمراہیوں نے دریافت کیا "کس کو ہم آپ کے بعد اپنا امیر بنائیں گے؟" جواب دیا "دعامہ شیبانی کو اور اس کے بعد عمر یشکری کو" قضائے الٰہی سے اسی شب کو بہلول مر گیا صبح ہوئی تو دعامہ اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تب عمر یشکری نے علم اپنے ہاتھ میں لے کر خروج کیا زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ مار ڈالا گیا۔

بختری کا خروج

اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا یہ اسی لقب سے معروف تھا خالد نے معاذ بن مسلم بجلی کو بسر افسری چار ہزار فوج کے مقابلے پر بھیجا۔ فرات کے کنارے پر صف آرائی کی نوبت آئی خوارج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اتفاق سے اہل کوفہ کے غلاموں اور بازاری آدمیوں سے سامنا ہو گیا ان لوگوں نے ایسی سنگ باری کی کہ خوارج کے گروہ میں سے ایک بھی جاں بر نہ ہوا۔

وزیر سختیانی کا خروج

اس کے بعد وزیر سختیانی نے چند نفر کی جمعیت سے خالد پر حیرہ میں خروج کیا جس قریہ کی طرف سے ہو کر گزرتا تھا جلا دیتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا خالد نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے وزیر سختیانی کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور اس کو زخمی کر کے خالد کے پاس گرفتار کر لائے وزیر سختیانی نے خالد سے ایسی باتیں کیں جس سے خالد نے خوش ہو کر سزائے قتل سے اس کو باز رکھا اکثر شب کو وزیر سختیانی دل بہلانے کی غرض سے قصہ کہا کرتا تھا کسی نے ہشام بن عبدالملک سے یہ جڑ دیا کہ خالد نے ایک حروری زندیق کو جو مستوجب قتل تھا گرفتار کیا تھا مگر اس کو قتل نہیں کیا بلکہ شب کو اس سے قصہ کہلاتا ہے ہشام نے خالد کے پاس وزیر سختیانی کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خالد نے بموجب اس فرمان کے قتل کر ڈالا۔

صحاری بن شبیب کا خروج

اس کے بعد صحاری بن شبیب بن یزید نے اطراف جبل میں خروج کیا تھا اور قبل خروج یہ شخص خالد کے پاس آیا تھا تعریف کا سوال کیا خالد نے جواب دیا "تم کو اس سے کیا حاصل ہے" صحاری یہ جواب پا کر جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اس جواب دینے سے ندامت ہوئی تلاش کرایا دستیاب نہ ہوا صحاری نے جبل پہنچ کر جہاں پر چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا تاکہ فلاں شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اس کے بدلے میں اس کو مار ڈالوں خالد نے اس شخص کو ظالمانہ طور سے مار ڈالا تھا تیم اللات کے تیس آدمیوں نے اس کے ساتھ خروج کیا، اطراف مناذر میں مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ بالآخر صحاری اور اس کے کل ہمراہی مار ڈالے گئے۔

ضحاک بن قیس

ان واقعات کے بعد خوارج میں پھر ایک تازہ جوش اُن دنوں پیدا ہوا جب کہ عراق وشام میں فتنہ وفساد برپا ہو رہا تھا اور مروان اس بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف تھا سرزمین کفر توثا میں سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا یہ سروریوں کے خیالات کا پابند تھا انہیں دنوں بسطام یہی نے ربیعہ کے اسی قدر آدمیوں کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا۔ سعید نے اپنے سپہ سالار خیبری کو بسرافسری ڈیڑھ سو آدمیوں کے بسطام کے مقابلے پر بھیجا چنانچہ شب کے وقت خیبری نے بسطام پر چھاپہ مارا سوائے چودہ آدمیوں کے اور باقی سب مع بسطام کے مار ڈالے گئے۔ اس کے بعد سعید بن بہدل یہ خبر پاکر کہ اہل عراق میں اختلاف ہو گیا ہے۔ عراق کی طرف چلا گیا اور وہیں جا کر مرگیا۔ ضحاک بن قیس اس کا جانشین ہوا سرزمین سراۃ میں اس کی امارت کی بیعت کی گئی۔ تکمیل بیعت کے بعد موصل وشہر روز میں آیا فرقہ صفریہ کے چار ہزار یا اس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔

ضحاک بن قیس کا خروج

اس اثناء میں مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے نضر بن سعید حریشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے مقام حیرہ میں چارج دینے سے انکار کیا۔ نضر کوفہ لوٹ آیا اور لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز پر چڑھائی کر دی۔ مہینوں لڑائی ہوتی رہی۔ اس واقعہ میں مضریہ بوجہ طرف داری مروان نضر کے ساتھ تھے کیونکہ یہ خون ولید کا طالب تھا اور ولید کی ماں قیسیہ قبیلہ مضر سے تھی اور اہل یمن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ تھے۔ اس وجہ سے کہ یہ لوگ یزید کے ساتھ قتل ولید میں شریک تھے۔ جس وقت کہ خالد قسری یوسف کے سپرد کیا گیا تھا اور یوسف نے اُس کو قتل کیا تھا۔ ضحاک وخوارج نے اس اختلاف سے مطلع ہو کر ۱۲۷ھ میں عراق کا رخ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے خط وکتابت کر کے خوارج سے مقابلہ کرنے کی غرض سے سازش کر لی اور دونوں نے متفق ہو کر کوفہ میں لشکر مرتب کیا۔ ہر شخص اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور ابن عمر کل لشکر کا سردار تھا۔ ضحاک نے قریب کوفہ پہنچ کر نخیلہ میں پڑاؤ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر مقابلے پر آیا۔ لڑائی شروع ہوئی

صبح سے عصر کے وقت تک شدت سے لڑائی ہوتی رہی قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کو شکست ہوئی خوارج نے ان کے مورچے تک ان کا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ ہوا تیسرے دن کی لڑائی میں اکثر سرداران لشکر میدان جنگ سے منہ چھپا کر واسط بھاگ گئے ازاں جملہ اصبغ بن ذوالہ حریشی، منصور بن جمہور اور اسمعیل برادر خالد قسری وغیرہ تھے مجبور ہو کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر لیا۔

عبداللہ بن عمر اور ضحاک

جوں ہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط میں وارد ہوا نئے سرے سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے گھبرا کر پھر موافقت کر لی اور متفق ہو کر ضحاک کے مقابلے پر آئے ایک مدت دراز تک لڑتے رہے یہاں تک کہ لڑائی نے فریقین کے دانت کھٹے کر دیے۔ منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر ضحاک وخوارج سے آملا اور اس کی بیعت کر لی بعد ازاں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی خوارج میں چلا آیا۔ ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اس غرض سے کی گئی تھی کہ خوارج اس کو چھوڑ کر مروان سے مصروف جنگ ہو جائیں۔

سلیمان بن ہشام حمص سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس اس وجہ سے بھاگ آیا تھا کہ اہل حمص نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور مروان ان کا مخالف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ضحاک کی بیعت کر لی اور اس کو جنگ مروان پر ابھارا اور شیبان حروری کی بہن سے عقد کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر پر محاصرہ کیے تھا۔

ضحاک کا موصل پر قبضہ

مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفے میں واپس آیا اور پھر کوفے سے محاصرہ واسط کے بیسویں روز اہل موصل سے سازش کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ان دنوں موصل میں (مروان کی جانب سے) قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھلوائے۔ ضحاک گھس پڑا۔ قطران مع اپنے ہمراہیوں کے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی

آدمی قلیل تھے سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنے لڑکے عبداللہ کو (جو اس کی طرف سے جزیرے کا نائب تھا) نصیبین کی جانب روانہ ہونے کو لکھ بھیجا تھا تاکہ ضحاک کو جزیرے کے مابین حائل ہونے سے روک دے۔

ضحاک بن قیس کا قتل

چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ نصیبین میں پہنچ گیا تھا۔ ضحاک نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ تھی۔ مروان تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی نصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا۔ اطراف کفرتوثا میں ضحاک سے مڈبھیڑ ہوگئی صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد مغرب ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کر میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑائی ہوئی کہ قریب عشا سب کے سب مار ڈالے گئے ضحاک کی نعش مقتولین میں چھپ گئی تھی۔ بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی مروان[1] سر اتار کر بلاد[2] جزیرہ بھیج دیا۔

خیبری کا قتل

صبح ہوئی تو خوارج نے خیبری کے ہاتھ پر بیعت کی جو ضحاک کے لشکر کا ایک سپہ سالار تھا اور مروان کے ساتھ میدان جنگ میں مصروف جدال و قتال ہو گئے قریب دوپہر مروان شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اس کے خیمہ تک پہنچ کر خیمے کی طنابیں کاٹ دیں۔ خیبری اس کے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے لشکر کے دونوں بازو بدستور لڑ رہے تھے۔ مروان کے میمنہ پر عبداللہ بن مروان تھا اور میسرہ پر اسحٰق بن مسلم عقیلی۔ لشکر مروان نے خوارج کی جمعیت کی کمی کا احساس کر کے مروان کے خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چوبیں لے کر جٹ گئے اور سب کو بات کی بات میں فرش کر دیا۔ انھیں لوگوں میں خیبری بھی

---

[1] اس مقام پر جگہ خالی ہے مقام کا نام تاریخ کامل الابن اثیر صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے لکھا ہے مترجم

[2] اصل کتاب میں کا لفظ نہیں ہے خالی جگہ ہے یہ نام تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے نقل کیا گیا مترجم

باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مروان اس خوش خبری کو سن کر تقریباً چھ میل سے اپنے خرگاہ میں واپس آیا۔

شیبان حروری

خوارج نے بھی لوٹ کے سیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کرلی یہ سیبان عبدالعزیز یشکری کا بیٹا تھا ابوالدلف اس کی کنیت تھی مروان نے ان واقعات کے بعد صف آرائی چھوڑ دی تھی دستہ دستہ فوج یکے بعد دیگرے جنگ کی غرض سے میدان میں بھیجتا تھا ایک مدت تک اسی صورت سے لڑائی جاری رہی اکثر خوارج سیبان کی ہمراہی سے علیحدہ ہوکر اپنے اپنے شہروں میں واپس آئے۔ بقیہ خوارج بایما سلیمان بن ہشام جنگ سے مجبور ہوکر موصل چلے آئے اور دجلے کے شرقی جانب لشکر مرتب کیا۔ متعدد پل بندھوائے مروان نے تعاقب کیا نو ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی فریقین کی جانب سے ایک جماعت کثیر اس معرکے میں کام آئی۔ سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ گرفتار ہوگیا۔ مروان کے روبرو پیش کیا گیا تو اس نے اس کے پہلے ہاتھ پاؤں کٹوائے بعدازاں گردن ماردی۔

خوارج کی شکست

انہیں دنوں مروان نے ایک فرمان مشعر روانگی عراق بنام یزید بن عمر بن ہبیرہ قرقیسہ میں بھیج دیا اور ساتھ ہی اُس کے گورنری عراق کی سند بھی بھیج دی کوفے میں اس وقت قبیلہ قریش سے مثنیٰ بن عمران عابدی خوارج نائب تھا مقام عین التمر میں ابن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی مثنیٰ وابن ہبیرہ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ میدان ابن ہبیرہ کے ہاتھ رہا خوارج کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد کوفے کے باہر نخیلہ میں خوارج نے مورچہ قائم کیا ابن ہبیرہ نے پھر شکست دے دی تب بصرے میں مورچہ بندی کی شیبان نے عبیدہ بن سوار کو ایک عظیم الشان رسالے کے ساتھ خوارج کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر بھی ابن ہبیرہ کے ہاتھ سے شکست کھا گئے۔ عبیدہ بن سوار معرکہ جنگ میں کام آگیا۔ ابن ہبیرہ نے اس کے لشکرگاہ کی غنیمت کو لشکریوں کے لئے مباح کردیا۔ اس آخری جنگ میں خوارج کی ہمت پست ہوگئی۔

عبداللہ بن عمر کی گرفتاری

منصور بن جمہور خوارج کے ہمراہ تھا جب پے در پے شکست ہوتی گئی

تو یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابن ہبیرہ ابھی اردگرد بلاد جبالیہ پر قبضہ کرکے واسط جا پہنچا۔ عبداللہ ابن عمر بن عبدالعزیز کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ ابن عمر کی جانب سے اہواز کا عامل سلیمان بن حبیب تھا ابن ہبیرہ نے اس کی طرف نباتہ بن حنظلہ کو اور سلیمان نے یہ خبر پاکر نباتہ کے مقابلے پر داؤد بن حاتم کو روانہ کیا۔ مقام مرتان، سارہ دجلہ پر صف آرائی کی نوبت آئی داؤد کو شکست ہوئی اور اثنائے دار وگیر میں مار ڈالا گیا۔

جون بن کلاب کا قتل

اس واقعہ کے بعد مروان کے لکھنے کے مطابق ابن ہبیرہ نے عامر ابن ضبابہ مزنی کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے نباتہ کی کمک پر روانہ کیا شیبان کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کی روک تھام کرنے کی غرض سے جون بن کلاب خارجی کو ایک لشکر کے ساتھ بھیج دیا۔ مقام سن پر ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ عامر شکست کھا کر سن میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ مروان راہ خشکی اس کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور منصور بن جمہور جبل سے سلیمان کے پاس امداد کو لشکر بھیج رہا تھا۔ جب عامر کی جمعیت بڑھ گئی تو محاصرہ توڑ کر جون اور ان خوارج کی طرف نکل کھڑا ہوا جو اس پر محاصرہ کئے ہوئے تھے خوارج کو شکست ہوئی جون مار ڈالا گیا۔

شیبان کی شکست و فرار

عامر نے بقصد خوارج موصل کا قصد کیا شیبان یہ خبر پاکر مع خوارج کے موصل سے کوچ کر گیا عامر مروان کی خدمت میں حاضر ہوا مروان نے ایک گروہ کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر مامور کر دیا عامر رفتہ رفتہ جبل پہنچا اور پھر جبل سے روانہ ہو کر بیضا فارس کی طرف جا نکلا بیضا فارس میں ان دنوں عبداللہ بن معاویہ بن حبیب بن جعفر تھا۔ عبداللہ بن معاویہ نے عامر کو اپنا حریف سمجھ کر لشکر مرتب کیا اور بیضا فارس سے کرمان چلا آیا۔ عامر نے یہ سن کر کرمان کا رخ کیا مقابلے پر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی لڑائی ہوئی عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگ گیا اور عامر مع اپنے لشکر کے جیرفت میں شیبان اور خوارج سے جا بھڑا۔ اس معرکے میں خوارج کو شکست ہوئی ان کی لشکرگاہ لوٹ لی گئی۔ شیبان نے بجستان میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۱۳۰ھ میں

شیبان کا خاتمہ

بعض کا بیان ہے کہ مروان و شیبان سے موصل میں ایک ماہ تک لڑائی ہوئی

بعد ازاں شیبان نے شکست کھا کر فارس میں جا کر دم لیا عامر بن ضبارہ اس کے تعاقب میں تھا جب شیبان کو فارس میں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن کاوان چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ جس وقت سفاح تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حارثہ بن خزیمہ کو جزیرہ ابن کاوان پر خوارج سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ حارثہ مع ایک لشکر عظیم الشان کے بصرہ پہنچا اور ابلہ سے کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ ابن کاوان کو روانہ ہوا اور فضالہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ پہلے ہی حملے میں شیبان شکست کھا کر عمان پہنچا والی عمان جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی سے لڑائی ہوئی۔ جلندی نے شیبان کو مع اس کے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں مار ڈالا یہ واقعہ ۱۳۴ھ کا ہے۔

سلیمان بن ہشام کا انجام سلیمان بن ہشام مع اپنے خدام اور اہل و عیال کے بعد روانگی شیبان بجانب جزیرہ ابن کاوان کشتی پر سوار ہو کر سندھ کی جانب چلا گیا یہاں تک کہ سفاح کے خلافت کی بیعت لی گئی اور سلیمان یہ خبر پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا سدیف خادم سفاح نے ذیل کے دو اشعار پڑھے۔

لا یغرنک ما تری من رجال ان بین الضلوع داءً دویا

فضع السیف وارفع السوط حتی لا تری فوق ظھرھا اُمویا

سفاح نے یہ سنتے ہی سلیمان بن ہشام کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔

مروان کی حران کو روانگی مروان بعد روانگی شیبان بجانب موصل اپنے جائے قیام حران میں لوٹ آیا اور وہیں ایک مدت تک ٹھہرا رہا۔ کچھ عرصہ بعد ضحاک چلا آیا اور شیبان موصل سے خراسان میں آ گیا یہ وہ وقت تھا کہ نصر بن سیار و کرمانی و حرث بن شریح میں باہم نزاع ہو رہی تھی اور ابو مسلم نے خلافت عباسیہ کی دعوت کا علانیہ اظہار کر دیا تھا۔ اس کو بھی ان لوگوں کے ساتھ چند حوادث کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کو ہم اس سے پیشتر بیان کر آئے ہیں اس نے علی بن کرمانی سے جنگ نصر بن سیار پر سازباز کر لیا تھا۔ پس جب کرمانی نے ابو مسلم سے مصالحت

کرلی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آتے ہیں شیبان نے کرمانی سے علیحدگی اختیار کرلی اور یہ سمجھا کر کہ مجھے ان دونوں کی مقاومت کی طاقت نہیں ہے" مرو سے چلا آیا۔ اس کے بعد نصر بن سیار سرخس کی طرف بھاگ گیا اور ابومسلم کی حکومت کو خراسان میں ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا اُس وقت اس نے شیبان سے کہلا بھیجا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کرلو یا میدان جنگ میں آجاؤ شیبان نے انکاری جواب دیا اور کرمانی سے فوجی امداد چاہی کرمانی نے سوکھا سا جواب دے دیا۔ شیبان مجبور ہو کر سرخس چلا آیا ایک گروہ کثیر بکر بن وائل کا اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ابومسلم نے چند لوگوں کو شیبان کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ شیبان نے اُن سب کو قید کر دیا ابومسلم نے جھلا کر بسام بن ابراہیم (بنولیث کے آزاد غلام) کو شیبان سے جنگ کرنے کو بھیج دیا بسام اور شیبان سے لڑائی ہوئی میدان بسام کے ہاتھ رہا۔ شیبان مع چند لوگوں کے جو قبیلہ بکر بن وائل کے تھے مارڈالا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابومسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر جنگ شیبان پر بھیجا تھا جس کے سردار خزیمہ بن خازم اور بسام بن ابراہیم تھے واللہ اعلم۔

ابوحمزہ خارجی ابوحمزہ خارجی کا نام مختار بن عوف ازدی بصری تھا اور مذہباً خوارج اباضیہ کے عقائد کا پابند تھا ہر سال موسم حج میں آتا اور برخلاف مروان کے لوگوں کو ابھارتا تھا۔ ۱۲۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ معروف بہ طالب الحق حضرموت سے آیا ابوحمزہ کا کلام سن کر بولا "تم میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا سردار ہوں" چنانچہ ابوحمزہ عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کے ساتھ حضرموت گیا اور اُس کی بیعت کرلی۔ اگلے سال ۱۲۹ھ میں عبداللہ طالب الحق نے ابوحمزہ کو مع بلخ بن عقبہ ازدی کے سات سو کی جمعیت سے موسم حج میں مکے کی جانب روانہ کیا۔ موقف میں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنے قصد کو ظاہر کیا ان دنوں مکہ و مدینہ کا عامل عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک تھا اس نے ابوحمزہ سے تا انقضاء ایام حج و واپسی حجاج مصالحت رکھنے کی درخواست کی ابوحمزہ و بلخ بن عقبہ اس امر پر راضی ہو گئے۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن و ابوحمزہ میں مصالحت عبدالواحد نے مقام منیٰ میں قیام کیا اور ابوحمزہ قرن الثعالب میں خیمہ زن ہوا۔ عبدالواحد نے عبیداللہ بن حسن بن حسن

محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو مع چند ایسے ہی بزرگوں کے ابوحمزہ کے پاس مصالحت کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابوحمزہ کا علوی و عثمانی نسب سن کر چہرہ بگڑ گیا۔ مگر بکری (صدیقی، عمری رفاروقی) کا نام سنتے ہی ہشاش بشاش ہو کر بولا ہم نے تمہارے ہی دونوں کے باپوں کی سیرت کے پھیلانے اور انھیں کے اقتدا کے خیال سے خروج کیا ہے، عبیداللہ بن حسن نے کہا "ہم اس غرض سے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے آباء و اجداد کی باہمی تفصیل بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے سفیر ہو کر آئے ہیں اور یہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اس سفارت کو ادا کریں گے، غرض ربیعہ اور ابوحمزہ میں مصالحت تا انقضا میعاد مقررہ قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہو گیا۔

عبدالواحد کی عہد شکنی

عبدالواحد پہلے ہی قافلے کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلا گیا اور اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے آنے سے خبردار کر کے اُس کو جنگ پر ابھار دیا۔ رفہ (؟) مدینہ میں بھی دس دس درہم کا اضافہ کر دیا جس لشکر کو ابوحمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا تھا اس پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن عثمان کو مقرر کر کے کوچ کا حکم دیدیا مقام قدید میں جس وقت یہ لشکر پہنچا ابوحمزہ کے سفراء امان حاصل کر کے اہل مدینہ کے لشکر میں آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے جنگ نہ کرو ہمیں اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ نپٹ لیں گے" اہل مدینہ نے اس کو منظور نہ کیا۔

مدینہ میں قتل عام

اس اثناء میں ابوحمزہ بھی مع اپنے ہمراہیوں کے مدینہ میں آ اترا یہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ ان کی شکل و صورت سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑیں گے مگر جس وقت اہل مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا ابوحمزہ کے ہمراہی جھرمٹ باندھ کر نکل پڑے اور نہایت بے رحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً سات سو آدمی قبیلہ قریش کے مارے گئے اس کی خبر عبدالواحد تک پہنچی تو وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور ابوحمزہ نصف ماہ صفر ۱۳۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا۔ لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاعلان اپنی دعوت کا اظہار کیا۔ وعظ کہا اور ان لوگوں کے اقوال کو رد کیا اور اُن کی رائے کی بڑائی بیان کی جو اُس کے

معائب بیان کرتے تھے اور ایسے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ کل اہل مدینہ نے بطیب خاطر اس کی تقریر سنی۔ کہتا تھا مَنْ زَنیٰ فَهُوَ کَافِرٌ وَّمَنْ سَرَقَ فَهُوَ کَافِرٌ (جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے)۔ تین ماہ تک مدینہ منورہ میں ٹھہرا رہا۔

ابوحمزہ کا قتل بعدازاں ان لوگوں سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی روانگی سے پیشتر مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کو عبدالملک بن محمد بن عطیہ ابن ہوازن کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کر دیا جو رفتہ رفتہ یمن پہنچ گیا وادی القری میں ابوحمزہ سے مڈبھیڑ ہوئی، خوارج شکست کھا کر بھاگے۔ ابوحمزہ مارا گیا۔ بقیۃ السیف نے بھاگ کر مدینہ میں جان بچائی۔

طالب الحق کا قتل ابن عطیہ بھی ان کے تعاقب میں مدینہ تک پہنچ گیا۔ ایک ماہ قیام کر کے مدینہ منورہ میں ولید ابن عروہ (اپنے بھتیجے) کو اور مکہ معظمہ میں اہل ہشام میں سے ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر یمن کی طرف روانہ ہوا۔ عبداللہ طالب الحق کو اس کی روانگی کی خبر لگی اس وقت وہ صنعاء میں تھا تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے بارادۂ جنگ خروج کر دیا۔ طالب الحق اور ابن عطیہ سے لڑائی ہوئی طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعاء پر پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن عطیہ کا خاتمہ اس واقعہ کے بعد مروان کا فرمان مشعر لوگوں کے ساتھ حج کرنے کا آیا۔ ابن عطیہ نے بموجب اس حکم کے بہ ہمراہی بارہ آدمیوں کے چالیس ہزار دینار لے کر سفر کر دیا اور کل لشکر کو صنعاء میں چھوڑ گیا۔ مقام جیرفت میں پہنچا تو ابن حمایۃ مرادی نے مع ایک گروہ کثیر کے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور ابن عطیہ اور اس کے ہمراہیوں سے یہ کہا کہ تم لوگ چور ہو۔ ابن عطیہ نے مروان کا فرمان دکھایا ابن حمایۃ اور اس کے ہمراہیوں نے اس کی تکذیب کی لڑائی ہوئی ابن عطیہ مارا گیا۔

ملبد بن حرملہ خارجی کا خروج ان حوادث کے بعد خوارج کی ہوا ایسی بگڑی کہ تا زمان ظہور دولت عباسیہ کسی نے سر نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ سفاح کے بعد منصور کی بیعت خلافت لی گئی۔

۱۳۷ھ کا دور آیا تو جزیرہ میں ملبد بن حرملہ شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا۔ حکام جزیرہ

نے ایک ہزار سواروں کو اُس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ملید نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دیدی تب یزید بن حاتم مہلبی اور مہلہل بن صفوان (خلیفہ منصور کا آزاد غلام بعد ازاں خراسان کے سپہ سالاروں میں سے ہزار بھر زیاد بن مشکان۔ کچھ عرصہ بعد صالح بن صبیح یکے بعد دیگرے ملید کے مقابلے پر آئے اور ملید نے واحداً بعد واحد سب کو شکست دی اور اُس میں سے بعض کو قتل کر ڈالا ان لوگوں کے شکست کھانے کے بعد حمید بن قحطبہ عامل جزیرہ میدان جنگ میں آیا۔ ملید نے اس کو بھی شکست دیدی۔ حمید نے ایک محفوظ مقام میں بھاگ کر پناہ لی اور وہیں قلعہ بند ہو گیا المنصور نے یہ خبر پاکر عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن برادر عبدالجبار کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ملید کے مقابلے پر روانہ کیا اس کے ہمراہ زیاد بن مشکان بھی تھا ملید نے قبل جنگ چھیڑنے کے ایک ہزار سواروں کو کمیں گاہ میں بٹھا رکھا تھا جس وقت ملید اور عبدالعزیز میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک دوسرے پر جی توڑ کر حملے کرنے لگے۔ ملید کے سواروں نے کمیں گاہ سے نکل کر عبدالعزیز پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عبدالعزیز کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے اکثر ہمراہی مار ڈالے گئے۔

ملید بن حزملہ کا خاتمہ تب المنصور نے خازم بن خزیمہ کو بسر افسری آٹھ ہزار خراسانی لشکر کے روانہ کیا خازم موصل کے قریب پہنچا تو ملید نے پہنچ کر بہ قصد مقابلہ دجلہ کو عبور کیا۔ صف آرائی کی نوبت آئی خازم کا میمنہ و میسرہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا خازم اور اس کے ہمراہی پیادہ پا ہو کر تیر باری کرتے ہوئے ملید کی طرف بڑھے۔ ملید بھی خازم کی دیکھا دیکھی مع اپنے ہمراہیوں کے پیادہ پا ہو گیا۔ فریقین ایک دوسرے پر تیر مارتے ہوئے چلے آتے تھے۔ لڑائی کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ ملید کے میمنہ و میسرہ نے حملہ کیا۔ خازم کے لشکریوں نے وہ تیر باری کی کہ خوارج قدم تک نہ آنے پاتے۔ ملید مع آٹھ سو آدمیوں کے جو اُس کے ساتھ پیادہ ہوئے تھے میدان کارزار میں کام آ گیا اور تین سو آدمی اس کی طرف کے قبل پیادہ ہونے کے مارے جا چکے تھے۔ باقی جو بچے وہ بھاگ کھڑے ہوئے فضالہ افسر میمنہ نے تعاقب کیا اور ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو یا اس سے کچھ زیادہ آدمیوں کو مار ڈالا۔

حسان بن مخالد کا خروج

پھر ۱۴۸ھ عہد حکومت المنصور ہی میں حسان بن مخالد بن مالک بن اجدع ہمدانی برادر مسروق نے اطراف موصل میں خروج کیا موصل میں ان دنوں صفر بن نجدہ تھا حرب بن عبداللہ کے بعد اُس کو لشکرِ موصل کی سرداری دی گئی تھی جو نہی صفر حسان کے مقابلے پر آیا حسان نے اُس کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا۔ بازار میں آگ لگا دی دکان داروں کو لوٹ لیا اور رفو ہوتا ہوا دریا کی طرف آیا۔ کشتی پر سوار ہو کر سندھ کو روانہ ہو گیا۔ چونکہ اکثر خوارج اہل عمان سے تھے وہیں ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا حسان نے خط و کتابت شروع کی ان سے ملنے کی درخواست پیش کی۔ اہل عمان نے انکار کر دیا حسان مجبور ہو کر موصل کی طرف لوٹا صفر، حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی ایک لشکر جرار کے ساتھ حسان سے جنگ کرنے کو آئے لڑائی ہوئی بالآخر صفر بھاگ گیا۔ حسن بن صالح اور بلال قید کر لئے گئے۔ حسان نے بلال کو مار ڈالا اور حسن کو زندہ رہنے دیا کیونکہ یہ ہمدانی تھا اس پر حسان کے بعض ہمراہیوں نے حسان پر جنبہ داری کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر لی۔

المنصور اور اہل موصل

حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھے تھے حفص بن اشیم فقہائے خوارج سے تھا المنصور کو اس کے خروج کی خبر پہنچی تو اُس نے تعجب سے کہا "ہمدان سے خارجی" حاضرین نے عرض کیا "یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے" المنصور بولا "تب ہی" المنصور کو تعجب اس وجہ سے ہوا تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی میں داخل تھے۔ المنصور کا اس واقعہ سے اہل موصل کی سرکوبی کو ایک عظیم الشان لشکر روانہ کرنے کا مصمم قصد ہو گیا کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پیشتر یہ اقرار کر لیا تھا کہ اگر وہ لوگ کبھی بغاوت کریں یا خلاف خلافت عباسیہ کے خروج کریں تو ان کا ملک و مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور خون مباح کر دیا جائے۔ فتویٰ لینے کی غرض سے علماء وقت ابو حنیفہ، ابن ابی لیلےٰ اور ابن شبرمہ دربار خلافت میں بلائے گئے۔ مسئلہ پیش کیا گیا۔ ابن ابی لیلےٰ اور ابن شبرمہ نے نرمی و ملاطفت اور درگزر کرنے کی رائے دی۔ ابو حنیفہ نے ان لوگوں سے اختلاف کر کے کہا "اباحوا مالا یملکون کما اباحت امراۃ فرجا بغیر عقد شرعی ان لوگوں نے اس چیز کو مباح کیا جس کے وہ خود مالک نہ تھے۔ جیسا کہ کوئی عورت اپنی شرم گاہ کو کسی کے لئے بغیر عقد شرعی کے

مباح کر دے) المنصور یہ سن کر ہنس پڑا اور اہل موصل کی خوں ریزی سے رک گیا۔

یوسف بن ابراہیم کا خروج

۱۶۰ھ المہدی کے عہد حکومت میں یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں خروج کیا ایک گروہ کثیر اُس کے پاس جمع ہو گیا مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا ایک بڑی خوں ریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اُس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے پابہ زنجیر مہدی کی خدمت میں روانہ کر دیا نہروان پہنچے تو تذلیل کی نظر سے یوسف کو اونٹ پر دُم کی جانب منہ کر کے سوار کرایا اسی صورت سے یوسف مع اپنے ہمراہیوں کے رصافہ میں داخل کیا گیا۔ خلیفہ مہدی کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ بعد ازاں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی حروری تھا اور اس نے بوشنج 'مرالروذ' طالقان اور جورجان پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں مصعب بن زریق جد طاہر بن حسین بوشنج کا امیر تھا مگر یوسف کے خوف سے بوشنج چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یوسف کے منجملہ ہمراہیوں کے معاذ فاریابی بھی تھا جو اس کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

حمزہ بن مالک کا خروج

۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرے میں عَلَم بغاوت بلند کیا جس کے فرو کرنے پر منصور بن زیاد صاحب الخراج (افسر محکمہ مال) مقرر کیا گیا۔ لیکن حمزہ پہلے ہی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگ نکلا اس سے حمزہ کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اطراف و جوانب پر ہاتھ مارنے کا قصد کیا۔ ہنوز اس کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ حمزہ کے بعض ہمراہیوں نے سازش کر کے اس کی پُر حوصلہ زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

لیسین خارجی کا خروج

اس کے بعد آخری زمانۂ مہدی میں بنو تمیم کے ایک خارجی لیسین نامی نے سرزمین موصل میں خروج کیا جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے۔ لشکر موصل اس کے مقابلے پر گیا۔ لیکن شکست اٹھا کر بھاگ نکلا لیسین اکثر دیار، ربیعہ و جزیرہ پر قابض و متصرف ہو گیا تب خلیفہ مہدی نے اپنے سپہ سالار ابوہریرہ محمد بن فرّخ و ہرثمہ بن اعین (بنو ضبہ کے غلام آزاد) کو لیسین کی سرکوبی کو روانہ کیا چنانچہ ابوہریرہ و ہرثمہ

نے نہایت استقلال وثابت قدمی سے لشکریوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ لشکرین مع اپنے چند ہمراہیوں کے مار ڈالا گیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔

ولید بن ظریف کا خروج

خلیفہ رشید کے دور حکومت ۱۷۸ھ میں بنو تغلب سے ولید بن ظریف خارجی نے جزیرہ میں سر اٹھایا نصیبین میں ابراہیم بن خازم بن خزیمہ سے لڑائی ہوئی ابراہیم مارا گیا جس سے ولید کے حوصلے بڑھ گئے جوش مردانگی میں ارمینیہ کی طرف بڑھا بیس روز تک خلاط پر محاصرہ کئے رہا۔ اہل خلاط نے بیس ہزار درہم زر فدیہ دے کر اپنی جان بچا لی۔ ولید نے خلاط سے محاصرہ اٹھا کر آذربائیجان کا قصد کیا پھر آذربائیجان سے روانہ ہو کر حلوان و سرزمین سواد ہوتا ہوا دجلہ کو مغرب کی جانب سے عبور کیا اور سرزمین جزیرہ میں پہنچ کر قیام کیا خلیفہ الرشید نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یزید بن مزید نے موقع جنگ پر پہنچ کر مصلحتاً لڑائی نہ چھیڑی چونکہ یزید سے برامکہ کو رقابت کا خیال تھا خلیفہ الرشید سے جڑ دیا "کہ یزید بن مزید ولید سے بہ نظر ترحم جنگ نہیں کرتا کیونکہ دونوں وائل کے شاخ و پیوند ہیں۔

ولید بن ظریف کا قتل

خلیفہ الرشید نے ایک عتاب آموز فرمان یزید کے پاس بھیج دیا یزید نے رمضان ۱۷۹ھ میں جنگ شروع کر دی خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ بالآخر ولید مارا گیا سر اتار کر الرشید کے پاس بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ شام کا ہے۔ صبح ہوئی تو ولید کی بہن لیلیٰ بنت ظریف مسلح ہو کر میدان جنگ میں آئی لوگوں پر حملہ کرنے لگی یزید لوگوں کو روک کر آگے بڑھا اور اس کے سر پر ایک نیزہ مار کر کہا "کیوں مردار! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے خاندان کو رسوا کیا" لیلیٰ یہ سن کر شرما گئی اپنے مقتول بھائی کا مرثیہ کہتی ہوئی لوٹ کھڑی ہوئی جس کے یہ دو اشعار ہیں۔

ایا شجر الخابور مالک مورقا — اے درخت خابور[1] تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سرسبز ہو رہا ہے

کانک لم تجزع علی ابن طریف — شاید تو نے ابن ظریف پر جزع و فزع نہیں کیا

---

[1] خابور ایک درخت کا نام ہے جن کے پھول و کلیاں نہایت خوش رنگ ہوتے ہیں باغوں میں زینت وخوبصورتی کی غرض سے لگایا جاتا

فتی لا یحب الزاد الا من التقی — وہ ایسا مرد تھا کہ جو تقوی کے سوا کسی زاد کو پسند نہ کرتا تھا۔

ولا المال الا من قنا وسیوف۔ — اور نہ کسی مال کی سوائے نیزہ و تلوار کے خواہش کرتا تھا۔

ان واقعات کے بعد خوارج کا دورہ دورہ عراق وشام سے جاتا رہا اگر کسی نے کہیں پر متفرق طور سے شاذ ونادر سر اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا باستثناء خوارج بربر کے جو افریقیہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانے سے شیوع پذیر ہوئی تھی جب سے کہ عکرمہ سنہ ۱۲۲ھ میں افریقیہ گیا تھا۔ اس کے بعد اباضیہ وصفریہ کی دعوت بربریوں سے ہوارہ، لمایہ، لفزہ اور مغیلہ میں اور زناتہ میں سے بنو مغراوہ بنو یفرن میں پھیل گئی چنانچہ اخبار بربر میں بیان کیا جائے گا کہ خوارج سے بنو رستم کی ایک دولت مغرب اوسط میں تھی جس کو ہم اخبار بربر میں تحریر کریں گے۔ کچھ عرصہ بعد انھیں لوگوں میں سے عہد حکومت عبیدیین میں خلف۔ تیہ دانی ابو یزید بن مخلد مغربی افریقیہ چلا گیا تھا اس سے اور خلفاء عبیدیین سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جن کو ہم ان کے مواقع پر بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد یوماً فیوماً خوارج گرتے ہی گئے۔ یہاں تک ان کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے ان کی جماعت منتشر و متفرق ہو گئی۔ اب ان کے آثار ان بربر کے اعقاب میں باقی ہیں جن کا زمانہ دور اول میں گزرا ہے اس[۱] وقت تک صحرائے بلاد زناتہ میں ان کا اثر قصور ریغ و وادیہ اور شعوب زناتہ سے مغراوہ میں باقی ہے جو اباضیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راسبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ پہلا شخص ہے جس کی عہد خلافت علی ابن ابی طالب میں بیعت کی گئی تھی اس زمانے تک بوجہ دوری تعلق اہل سنت و جماعت، وہ لوگ اپنے انھیں خیالات بدعی فاسد میں گرفتار ہیں۔

اسی طرح جبال طرابلس و زناتہ میں اس مذہب کا بوجہ مجاورت بربر ایک اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہیں۔ ان بلاد سے اس وقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ و عقائد و فروع کی آتی ہیں جن کا منشاء سنت و طریق سنت کے مٹانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد

[۱] یعنی آٹھویں صدی ہجری زمانہ تحریر تاریخ ہذا (مترجم)

ہونے کے ان کا طریقہ تالیف وترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔

اطراف بحرین وعمان میں بلاد حضر موت وشرقی یمن اور اطراف موصل میں بھی ان کے آثار ہر دولت کے دور میں پائے جاتے تھے یہاں تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن میں خروج کیا اور اس مذہب کی علانیہ دعوت دی اتفاق سے اس وقت جو لوگ ملوک یمن تھے وہ ان پر غالب آئے اور بنو صلیحی نے ان کو پامال کر ڈالا جو دعوت عبیدین شیعہ کے بانی تھے اور یمن کے ان ممالک کو جو ان کے قبضے میں تھے چھین لئے زبید اور اطراف زبید پر بھی بنو نجاح وابن زیاد کے موالی (آزاد غلاموں) سے قبضہ لے لیا جیسا کہ ہم ان سب کو ان کے اخبار میں بیان کریں گے انشاء اللہ سبحانہ وتعالےٰ۔ مناسب ہے کہ ناظرین اُن مقامات میں ان حالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک بلاد حضر موت (ملک یمن) میں اس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہیں واللہ یضل من یشاء ویهدی من یشاء۔

زمانہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے بعد عہد حکومت بنو امیہ میں بھی اسلام کی زمام حکومت بہ وجہ اجتماع عصبیت عرب برابر ایک ہی دولت اور ایک ہی شخص کے قبضے میں رہی۔ اس کے بعد شیعہ کی حکومت کا ظہور ہوا یہ لوگ اہل بیت کے دُعاۃ تھے مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ دُعاۃ بنو عباس ان پر غالب آگئے اور یہی حکومت وخلافت کی کرسی پر مستقل طور سے بیٹھ گئے۔ بنو اُمیہ کے باقی ماندہ اقارب بھاگ کر اندلس پہنچے۔ اندلس میں دوبارہ ان کی حکومت کو ان کے موالی (آزاد غلاموں) نے جو وہاں پر تھے اور ان لوگوں نے جو بھاگ گئے تھے قائم کیا۔ اس لئے یہ لوگ دعوت بنو عباس میں شریک نہ ہوئے اور اس وجہ سے اسلامی حکومت بوجہ افتراق عصبیت عرب، دو حکومتوں پر منقسم ہوگئی۔ بعد ازاں دُعاۃ اہل بیت علویہ مغرب و عراق میں ظاہر ہوئے اور خلفائے بنو عباس سے منازعت کی اور ممالک بعیدہ پر مثلاً مغرب اقصیٰ میں ادارسہ پر، عبیدین قیروان ومصر پر، قرامطہ بحرین پر اور دواعی طبرستان دیلم اور اطروس پر متصرف ہوگئے۔ مذکورہ وجوہات کے باعث اسلامی حکومت کئی متفرق حکومتوں

پر منقسم ہو گئی جن کو ہم یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔

ابتداً ہم شیعوں کے حالات معرضِ تحریر میں لائیں گے کہ کیوں کر ان کی حکومت کی بنا پڑی اور پھر کس طرح عباسیہ کے قبضے میں یہ حکومت چلی گئی۔ ان کے انقضاء حکومت کے حالات بیان کرکے اندلس کے دولتِ بنو امیہ کا تذکرہ ہدیہ ناظرین کریں گے۔ اس کے بعد دولت عباسیہ کے دعاۃ کی دولت کی طرف رجوع کریں گے۔ جو اطراف عرب و عجم میں قائم ہوئی تھی۔

وہ کتابیں جن کے بغیر کوئی لائبریری مکمل نہیں کہلا سکتی

رسولؐ اور خلفاء رسولؐ مصنفہ علامہ ابن خلدون
اُردو ترجمہ پندرہ روپے
خلافت معاویہ اور آل مروان۔
مصنفہ علامہ ابن خلدون، اردو ترجمہ تیرہ روپے پچیس پیسے
خلافت بنو عباس مصنفہ علامہ ابن خلدون
اُردو ترجمہ، حصہ اول، نو روپے نوے پیسے
خلافت بنو عباس۔ مصنفہ علامہ ابن خلدون
اردو ترجمہ حصہ دوم گیارہ روپے
خلافت بنو امیہ حصہ اول مصنفہ ابن اثیر، بارہ روپے
خلافت بنو امیہ حصہ دوم مصنفہ ابن اثیر بارہ روپے
تاریخ اسلام، مکمل تین حصے۔ مصنفہ
مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی پینتالیس روپے
زاد المعاد حصہ اول مصنفہ حافظ ابن قیم گیارہ روپے
زاد المعاد حصہ دوم مصنفہ حافظ ابن قیم نو روپے پچیس پیسے
زاد المعاد حصہ سوم مصنفہ حافظ ابن قیم بارہ روپے
زاد المعاد حصہ چہارم مصنفہ حافظ ابن قیم ... روپے
تاریخ الخلفاء مصنفہ علامہ جلال الدین سیوطی
ترجمہ اقبال الدین احمد بارہ روپے
فتوح البلدان مصنفہ البلاذری
ترجمہ ابو الخیر مودودی اٹھارہ روپے
منتخب اللباب مصنفہ نظام الملک خافی خاں کی
شان دار تاریخ
مغلیہ دور حکومت حصہ اول۔ بابر سے
جہانگیر تک، گیارہ روپے
مغلیہ دور حکومت حصہ دوم۔ دور شاہجہانی
نو روپے

مغلیہ دور حکومت حصہ سوم۔ دور عالمگیری
بارہ روپے
مغلیہ دور حکومت حصہ چہارم
شاہ عالم تا نصیر الدین محمد شاہ تک گیارہ روپے پچیس پیسے
تاریخ غرناطہ حصہ اول مصنفہ لسان الدین ابن الخطیب
ترجمہ سید احمد اللہ ندوی بارہ روپے
تاریخ غرناطہ حصہ دوم مصنفہ لسان الدین ابن الخطیب
ترجمہ سید احمد اللہ ندوی، بارہ روپے
ہزار سال پہلے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی
چار روپے پچیس پیسے
تاریخ فاطمیین مصر حصہ اول مصنفہ ڈاکٹر زاہد علی
نو روپے نوے پیسے
تاریخ فاطمیین مصر حصہ دوم مصنفہ ڈاکٹر زاہد علی
نو روپے نوے پیسے
شہنشاہ جہاں گیر کے ایام اسیری مصنفہ ڈاکٹر بزیر
اورنگ زیب کے عہد کا نیا خطبہ محمد حسین ... دو روپے
ماثر عالمگیری مصنفہ محمد ساقی مستعد خاں
ترجمہ فدا علی طالب پندرہ روپے
اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ مرزا معتمد خاں
مترجمہ زکریا مائل۔ چھ روپے پچھتر پیسے
تاریخ فیروز شاہی مصنفہ سراج عفیف
ترجمہ فدا علی طالب، نو روپے
سفر نامہ ابن بطوطہ مکمل دو حصے اٹھارہ روپے
آئینہ حقیقت نما مصنفہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
پندرہ روپے
سیرت محمدیہ مصنفہ سید احمد خاں بارہ روپے

عہد اُردو مادرنٹ ہٹن مصنفہ کیمبل جانسن
ترجمہ یونس احمر بارہ روپے
حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی
مصنفہ علامہ مناظر احسن گیلانی بارہ روپے
حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ مصنفہ ڈاکٹر
طہٰ حسین۔ ترجمہ عبد الحمید نعمانی پندرہ روپے
حضرت ابو بکر صدیقؓ مصنفہ ڈاکٹر طہٰ حسین
و فاروق اعظمؓ۔ ترجمہ ... پچھتر ...
حضرت عمرو ابن العاص مصنفہ محمود ...
ترجمہ محمد احمد پانی پتی، بارہ روپے
حضرت امام ابن القیمؒ مصنفہ عبد العظیم عبد ...
مترجمہ حافظ رشید احمد ارشد پندرہ روپے
نظام الملک طوسی مصنفہ عبد الرزاق کانپوری
پندرہ روپے
البرامکہ مصنفہ عبد الرزاق کانپوری بارہ روپے
فقہ الاسلام مصنفہ حسن احمد الخطیب
مترجمہ حافظ رشید احمد ارشد پندرہ روپے
صحابیات مصنفہ نیاز فتحپوری۔ چھ روپے
طبقات الاولیاء علامہ عبد الوہاب شعرانی
پندرہ روپے
زبدۃ البخاری (متن عربی) بارہ روپے پچیس پیسے
دعوت اسلام۔ مصنفہ ڈاکٹر آرنلڈ۔
ترجمہ عنایت اللہ دہلوی دس روپے
تاریخ فلسفۃ الاسلام مصنفہ ڈاکٹر میر ولی
نو روپے نوے پیسے
تجدید دین کامل مولانا عبد الباری ندوی ...

نفیس اکیڈمی بلاسس اسٹریٹ، کراچی